McGill University Library
3 103 045 787 4

Qays Mānakpūrī,
" ʿAbd Allāh ʿAlavī

Tārīkh Karā Mānakpūr

C97
Q378t

C97 .Q378t
INSTITUTE
OF
ISLAMIC
STUDIES
32923 ★
McGILL
UNIVERSITY

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامدًا و مصلیًا

نام نیکو رفتگان ضائع مکن
تا بماند نام نیکت برقرار

افسوس باشندگانِ لندن اور فرانس تو ہمارے وطن پر طبع آزمائی کرین اور ہم اپنے بزرگوار کے نامیون سے بہی واقف نہین ہین سچ ہے کہ اگر مورخ کا قلم اپنی روانی سے صفحہ عالم کو بوقلمون نکرتا تو آج مشاہیر عالم کے کارنامے ہمارے سامنے خیالی تصویرین ہوتین اونکی ہستی جاوید پر گمنامی کا تاریک پردہ پڑا ہوا ہوتا اور دست بُرد زمانہ اُن جواہرات کو خاک مین چہپائے رکھتا۔

بس نامور بزیر زمین دفن کردہ ایم
کہ از ہستی اش بروی زمین یک نشان نماند

اِس لئے مؤلف نے آیندہ نسلون کے واسطے حالات تواریخی قصبہ جات کڑا و مانکپور قلمبند کرنا مناسب سمجہا کیون کہ زمانِ سابق مین قصبہ جات مذکور داخل فہرست بلادِ ہند تھے اور بہت سی قومونکا عروج وتنزل ہوچکا تھا اور کسیوقت مین یہہ مقامات اہل ہنود و اسلام کی حکومت کے مرکز تھے۔ پس مؤلف نے کوشش کے ساتھہ جہانتک ہوسکا واقعات گذشتہ اور موجودہ قلمبند کرکے اس مختصر تحریر کا نام **تاریخ کڑا مانکپور** رکہا اگرچہ ان حالات کے لکہنے مین راقم کو وقفیت یہہ واقع ہوئی کہ اہل ہنود کے یہان سیوائے نام کسی واقعہ کا صحیح پتہ

نہین چلتا اور مسلمانون کی کتب تواریخ اور روزنامچہ سلاطین مین یکجائی نام کڑہ مانکپور بلا واو عطف تحریر ہے اور اسوقت دفاتر سرکاری مین قصبہ کڑا کا نام اور رسواد خط لکھا جاتا ہے لیکن قصبہ مانکپور کا نام تبدیل ہو گیا ہے صرف نام پرگنہ مانکپور کے نام سے لکھا جاتا ہے ایسی صورت مین تحریرات سابق کا صحیح فیصلہ کرنا دشوار ہوا البتہ صحت اسکی بیانات قوم اور ملفوظ بزرگان اور اسناد شاہی سے ممکن تھی لیکن وہ بھی صاف طور سے دستیاب نہین ہوتے زبانی بیانات تعلّی کے ساتھ ہین ہر شخص اقوام پارینہ کا بیان ہے کہ ہمارے مورث بوسیلہ جہاد تشریف لائے اور فلان راجہ جو یہان کا حاکم تھا اوسکو قلع قمع کرکے مسند نشین ریاست ہوئے اور ظاہر ہے کہ روایت کے ساتھ درایت کی ضرورت ہوتی ہے ورنہ زبانی روایت زمان دراز کی غیر وقعت خیال کیجاتی ہے اور جہان روایات زبانی اور تحریری بلا وجوہ عقلی قابل تسکین نہون وہان ثبوت مادی اولی سمجھا جاتا ہے اسلیئے مؤلف نے کتب تواریخ واسناد شاہی وکاغذات خانگی اور خطاب وعہدہ وعلاقہ دیہات وساخت عمارت وطرز معاشرت اور دستورات قوم سے نتیجہ تواریخ منتخب کرکے **تاریخ کڑا مانکپور** مرتب وتالیف کی ہے اور اس کتاب کے دو حصہ اور چار ابواب کرکے حصہ اوّل متعلقہ جغرافیہ اور دوسرے حصّہ مین تواریخی حالات اور سوانح عمری وشجرۂ خاندان درج کیئے گئے ہین۔ ناظرین سے امید انصاف ہے۔

ملتمس

عبداللہ علوی قیس مانکپوری۔ مؤلف۔ کتاب۔

شکریہ

الحمدللہ کہ یہ نسخہ تاریخ بزبان حکومت رعایا پرور وعدل گستر عالیشان والا دودمان عالیجناب معلّی القاب جناب مولوی سید محمد ہادی صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر ضلع پرتابگڈہ دام اقبالہٗ بعد ملاحظہ سرسری طبع ہوئی اور مین تہ دل سے اون حضرات عالیشان کا شکریہ ادا کرتا ہون جنہون نے قبل طبع کتاب نظر عمیق سے اس نسخہ کا مطالعہ فرمایا۔ لہذا چند صاحبان ذیشان کا نام نامی واسم گرامی ظاہر کرتا ہون۔

(فہرست اسماء)

اسم شریف	مضمون
(۱) عالیجناب مسٹر ہوپ سیمپسن صاحب بہادر رجسٹرار کواپریٹو سوسایٹی ممالک متحدہ آگرہ اودھ	اِنہون نے کتاب کو پسند فرمایا اور جناب مسٹر برن صاحب بہادر کو اس کتاب کی تعریف تحریر فرمائی۔
(۲) عالیجناب آنریبل راجہ رام پال سنگھ صاحب بہادر مرحوم رئیس کالاکانکر۔	کتاب کی بعد ملاحظہ تقریظ تحریر فرمائی۔
(۳) عالیجناب خان بہادر مولوی فریدالدین احمد صاحب پنشنر سب جج و رئیس قصبۂ کڑا۔	اِنہون نے کتاب کا ملاحظہ فرما کر پسند کیا۔
(۴) عالیجناب ایم۔ اے۔ بابو مدن گوپال صاحب پروفیسر کیننگ کالج۔	اِنہون نے بعد ملاحظہ کتاب اپنی تقریظ تحریر فرمائی
(۵) عالیجناب منشی جالیا پرشاد صاحب اڈیٹر اودہ اخبار و رئیس قصبۂ مانکپور۔	اِنہون کتاب ہذا کی تالیف مین امداد فرمائی۔
(۶) عالیجناب مولانا حافظ شاہ محمد نعیم عطا صاحب سجادہ نشین سلون۔	اِنہون نے بعد ملاحظہ تاریخ ختم کتاب تحریر فرمائی

پہلا حصہ جغرافیہ

(کڑہ مانک پور)

یہہ دو بستیان دریائے گنگا کے دونون کنارون پر جانب جنوب کہن قصبۂ کڑا ضلع الہ آباد مین اور جانب شمال قصبۂ مانکپور ضلع پرتاب گڈہ مین واقع ہین اور مابین دونون قصبون کے پہلے دریائے گنگ حد منفاصل تھا اب یکے بادیگرے ۵ میل کا فاصلہ ہوگیا ہے حیثیت اور صورت آبادی موجودہ یکسان اور ایک وقت کی معلوم ہوتی ہے مکانات اور مقابر و معابد پختہ بکثرت ہین پورانی اینٹون سے جدید عمارات تعمیر ہوتی ہین اور خشت ہائے کہنہ کی کثرت سے مکانات خام مین بھی اینٹین کھچڑی ہین بالخصوص مقابر پختہ اس کثرت سے ہین کہ ہندوستان کے بڑے بڑے شہرون مین بمقدار آبادی یہہ کثرت نہین ہے اور اب ان قصبہ جات کی آبادی

32923

برائے نام ہے لیکن آئین اکبری میں یہہ قصبے داخل فہرست بلاد ہند ہیں اور تاریخ فرشتہ اور اسکے پہلے کی کتب ہائے تاریخ اور تحریرات میں ولایت کڑہ مانکپور لکھا ہوا ہے اور حقیقت میں بانی اہل ہنود یہہ مقامات راجدہانی کے تہے اور حکومت افاغنہ مین مانکپور۔ دہلی۔ کوچک لکھا جاتا تہا اور مثل بلاد دہلی و قنوج مردم خیز مقامات تھے یہانکے باشندے دور دراز ملکون مین پائے جاتے ہین کہ بوجہ انقلاب حکومت جلاوطن ہوکر چلے گئے ہین۔

نمونہ ہائے خشت کہنہ

خشت نمبر (۱) چار انگشت موٹی اور ایک ہاتہہ عرض مربع۔

ایضاً نمبر (۲) ایک بالشت موٹی اور اسیقدر چوڑی اور ڈیڑہ بالشت لمبی۔

ایضاً نمبر (۳) چار انگشت موٹی اور ایک بالشت عرض مربع۔

خشت ہائے نمبر الغایت نمبر ۳ عہد حکومت اقوام بہر کی شمار کیجاتی ہین خشت پزی کے اوسوقت جو کچہہ طریق ہون لیکن باوجود درازقامت ہونے کے نہایت پختہ اور عمدہ ہین۔

خشت (نمبر ۴) دس انگشت عرض مربع وارتفاع یہہ حکومت راجہ پرتھی راج عرف پتہورا کی معروف ہے لیکن کم پائی جاتی ہے۔

ایضاً (نمبر ۵) ایک بالشت طول اور چہہ انگشت عرض اور دو انگشت موٹی کہ جسکو آٹہہ بریہ کہتے ہین عہد راجگان قنوج کی ہین اور انکا ابتک رواج دیہات قصبہ جات مین موجود ہے اور انکے خشت پزی کے طور ایسے ہین کہ خشت ہائے خام چنکر لکڑیان اوسپر نبار کرکے اور مٹی سے سربمہر کرکے آگ لگا دیجاتی ہے جسمین اکثر اوقات اینٹین خام رہجاتی ہین اور کہنجر ہوجاتی ہین کیونکہ بذریعہ دودکش دہوان یا زیادہ آنچ خارج نہین کیجاتی۔

خشت (نمبر ۶) دس انگشت طول اور چہہ انگشت عرض اور دو انگشت موٹی } زمان حکومت افاغنہ

ایضاً (نمبر ۷) گیارہ انگشت طول اور چہہ انگشت عرض اور ڈیڑہ انگشت موٹی۔

شروع حکومت اسلام مین اسکا رواج ہوا بلند مقامات جسکو پزاوہ کہتے ہین اور جو ان قصبہ جات مین موجود ہین اور بیرون آبادی خشت پزی کیلئے ایسے مقامات قرار دیئے جاتے تہے اور بذریعہ کوڑے اور کثافت گہاس وغیرہ کے کہ جسکی آنچ معتدل ہوتی تہی اینٹین

پکائی جاتی تھین جو نہایت پختہ اور مضبوط ہین اینٹونکی عمرین ایکہزار سال کی مان لیگئی ہین-
خشت (نمبر ۸) سات انگشت طول پانچ انگشت عرض اور سوا انگشت موٹی جسکو
لکھوری کہتے ہین اور یہ حکومت مغلیہ کی ہین اور قصبۂ کڑا مین پائی جاتی ہین اور قصبۂ مانکپور مین نہین
ہین مگر خشت ہائے نمبر ۶ و ۷ مانکپور مین زیادہ ہین - اور زمان فرخ سیر سے خشت پزی ان
قصبہ جات مین نہین ہوتی آبادی کی تعمیرات کا زوال اسیوقت سے خیال کرنا چاہیئے - حدود قصبہ کا
اندازہ اور عروج و تنزل کا زمانہ خشت ہائے کہنہ و نشانات پراوہ سے ظاہر ہوتا ہے-
انگریزی اینٹین جسکو گوما کہتے ہین ابتک ان قصبہ جات مین نہین تھین لیکن ۱۹۰۸ء سے قصبۂ
کڑہ مین بیرونجات سے آنے لگین اور تعمیر شروع ہوگئی - اور قصبۂ مانکپور مین اس قسم کی خشت پزی
شروع ہوگئی ہے

باب اوّل متعلق قصبۂ کڑہ

(وجہ تسمیہ آبادی)

اہل ہنود روایت کرتے ہین کہ درگاہ[1] دیوی جسکو اب سیتلا دیوی کہتے ہین اس دیوی نے
دواپر جگ مین نمودار ہو کر سر زمین کڑہ مین اپنا پنجہ رکھدیا تھا زبان سنسکرت مین ہاتھ کو کر کہتے ہین
لہذا برعایت لفظ کر اس مقام کا نام کڑہ معروف ہوگیا - دوسری روایت ایک راجہ کے ہاتھ شل
ہونیکی ہے یعنی راجہ نے ہاتھ کو ایک پتھر سے جو سر زمین کڑہ مین حضرت آدم کیوقت سے رکھا
ہوا تھا مس کیا تھا اور اچھا ہوگیا تھا اوسوقت کر آیا بمحاورہ ہاتھ صحت یافتہ کہا گیا او
کثرت استعمال سے کرآیا کا لفظ کڑہ معروف ہوگیا -
سر زمین کڑہ ایک پارینہ مقام ہے لیکن مبالغہ پسند طبیعتون نے اسکی قدامت ہونے
مین افسانہا گوناگون نقل کیئے ہین حالانکہ کسی بزرگ کی یادگار بنانے سے زمانہ تعمیر عمارت
اوس بزرگ کی زمان موجودگی سے شمار نہین کیا جاتا کیونکہ مختلف اوقات اور مختلف مقامات[2]

[1] دیکھو مندر سیتلا دیوی مندرجہ صفحہ ۱۱ (جغرافیہ کتاب ہذا)-

[2] دیکھو موضع برہم پور ضلع فتحپور اور موضعات اٹہن تحصیل بارہ و انباری تحصیل چایل ضلع الہ آباد و محلہ الوپ شنکری واقع شہر الہ آباد-

مین اہن دیوی کے استہان و مندر تعمیر ہوئے ہین لیکن میلے سب مقامات مین ایک ہی تاریخ پر ہوتے ہین
اہل اسلام جو سات آٹھہ سو برس سے اِس قصبے مین آباد ہوئے ہین وہ بھی ایسی خوش کن
حکایات کے شامل کرنیمین قیل و قال کرتے ہین - نقل ہے کہ بزمان حضرت سلیمان پیغمبر ایک دیو
گرفتار ہو کر خدمت مین پیغمبر صاحب کے جا رہا تہا اور جب وہ سرزمین کڑہ مین پہونچا تو اوس نے
اس مقام کو دیکہکر بیان کیا کہ کئی ہزار سال گذرے جب مین اول مرتبہ یہان آیا تہا تو عمارات
یہان کی سونے کی تہین اور بعد عرصہ بعید جب دوبارہ میرا گذر ہوا تو چاندی کے مکانات مشاہدہ
کئے اور تیسری مرتبہ ویرانہ دیکہا اور چوتھی مرتبہ اب خشت اور پتہر کے مکانات دیکہتا ہون
واقعی یہ حکایات عبرت الناظرین تو ضرور ہے لیکن یہہ قیاس کہ آبادی موجودہ وہی ہے
جو پہلے سونے چاندی کی تہی اور جسکو آفتاب کی تمازت نے پگہلا کر دریائے گنگا مین بہا دیا ہے اب
اینٹ اور گارے کی عمارات رہ گئین ہین - ایسا ہے جیسا کہ اہل ہنود موجودہ شہر اجودہیا
کی نسبت بیان کرتے ہین اور اس شہر مین بہی اہل اسلام کی قدامت بیان کرنیکے لئے مقبرہ
شیث بن حضرت آدمؑ موجود ہے جسکی تعمیر کا زمانہ تقریباً چار سو سال کا ہوا ہے غرض قصبۂ
کڑہ کا بانی کوئی شخص خاص معلوم نہین ہوتا ہے اہل ہنود کے معتبر مقولات اور اشعار زبان سنسکرت[۱]
سے اور یہہ اشعار ایک پتہر پر کندہ ہین اور وہ پتہر منجملہ سنگ ہائے پارینہ ہند عجائب خانہ کلکتہ مین رکہا
ہوا ہے اور جسکی نقل معہ ترجمہ درج کتاب ہذا کیجاتی ہے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ آبادی موجودہ
اکبر پور کے ملحق دریائے گنگا مین ایک کنڈہ ہے جسکو اہل ہنود جہانوی کنڈہ کہتے ہین اور اس کنڈہ کے
مغربی حصہ دریا کو بہاگیرتھی گنگا اور مشرقی کو جہانوی گنگا کہتے ہین اور منقول ہے کہ بہاگیرت مہاراج
گنگا جی کو سری مہادیو جی کی جٹا سے لیکر جب روانہ ہوئے تو اثناء راہ مین بمقام سرزمین کڑہ
جہان اب اکبر پور آباد ہے - جہانو منی نے بزور کرامات چہین لیا اور پی گیا اور جب بہاگیرت مہاراج
نے بہت دنون خوشامد اور منت کی تو اپنی ران کو چیر کر گنگا کو بہا دیا اسوقت سے جہانوی گنڈہ گنگا کا
کنارہ پرستش گاہ اہل ہنود ہو گیا اور رشی و منی عبادت و ریاضت کی غرض سے یہان رہنے لگے اور رفتہ
رفتہ ایک گانون آباد ہو گیا - اور مضامین اشعار سے معلوم ہوتا ہے کہ سرزمین کڑہ مین کرکوٹک نام

[۱] دیکہو جرنل ایشیاٹک سوسائٹی حصہ پنجم صفحہ ۱۸۴۷ - اور پراچین لیکہامن مالا حصہ اول -

ناگ دیوتا یہان رہتا تھا لہذا یہہ مقام عبادت وریاست کیلئے معتبر کر قرار دیا گیا اسلیئے اس مقام پر آبادی
ہو گئی سمبت ۱۰۹۳ بکرمی تک ایک گاؤن کی حیثیت پر رہا اور کرکوٹک ناگ دیوتا کے نام سے
کڑہ معروف ہوا ہے اگرچہ بہت پورانا اور قدیم مقام کڑہ ہے لیکن آبادی اسکی مثل شہر یا قصبہ
کے پہلے نہین تہی کیونکہ بترکیب ہندی کڑہ مانکپور پکارا جانا اسکی صاف دلیل ہے یعنی آبادی مشہور
کے ساتھہ غیر معروف آبادی لگائی جاتی ہے جیسے فتحپور ہسوہ اور غازیپور زمانیہ وغیرہ وغیرہ

نقل عبارت پتھر

श्री सम्वत १०९३ असाढ सु
१ अथ श्रीमन् धुकारमहाराज धि
राज श्री जस पाल की जान्हवी
कूले कड़ा आमे महामाय जीव
स म धि साह जी अत्व वे ते ज
स्वी मि ध्वार वि क्रम शा अ न्वे
राम प्र साद वि रा मान न र पा
लि त अ च्र सं नाः १

अथ श्लोक

क र्कोटिक स्य ता ग स्य ध नि
स्था न स्थली ह र-ना प्र णा
स्य राज अर्थ्यै की र्तं तं क लि ना
श नम १ स म्वित पूर्जः ल यो
ग्र मो न वा रो च न व खिलः॥
च तु र्द स्सु ग स्य जा जा नं मु
क्ति स्थानं भ व त ले २॥ शा लि
ग्रा मो म हा जी गी संम्भ ले ह

ترجمہ

سمبت ۱۰۹۳ بکرمی اساڑہ سودی یکم آج
سری مدہو کر مہاراج دہراج سری جسپال
گنگاجی کے کنارے جسکو جہانوی گہاٹ
کہتے ہین کڑہ نام ایک گاؤن ہے جہان
مہا نام جیو سمادہ ساہ جی جسپال ور مدہو
بکرم ساہ انکے بعد رام پرشاد راجہ گذرا ہے

اشعار

یہہ کرکوٹک ناگ دیوتا کے رہنے کی جگہہ ہے
اس دیوتا کی برکت سے نجات ملتی ہے
یہہ گاؤن نیا آباد ہوا ہے
یہہ استان بہت پورانا ہے۔
سال گاؤن جوگیون کا استہان اور سنبل
مین مہادیوجی کا مندر ہے۔
اجودہیا مین ننگا گاؤن نجات دہندہ ہے
رنڈکا۔ کڑہ۔ کاشی۔ کالی کلکتہ۔ بٹیشر۔
کالنجر۔ مہاکال نجات دہندہ مقامات ہین۔

स्मं दिरे नं ग्न्दे ग्ग्रा मः का श
ल न्ध्य मुक्ति दः ३ रे णाकः सु
करे का शी का ली का ल वो टे
स्वरः कालिं जरो म हा का ल श्री
खि लः नव मुक्तिदः ॥

حدود اور رقبہ آبادی قصبہ کڑہ مع دیگر حالات

حد شرقی سیاہ و جہانگیر آباد حد غربی موضع کمال پور شمالی دریائے گنگ حد جنوبی دارانگر گورنمنٹ انگریزی نے ۱۸۶۵ء مین رقبہ آبادی مالیت ایکڑ ۲ روڈ ۲۷ پول اور ۱۷ محلہ اور مردم شماری از روے ۱۸۸۱ء (۵۰۸۰) حسب ذیل لکھی ہے۔

ہندو			مسلمان			میزان کل		
مرد	عورت	میزان	مرد	عورت	میزان	مرد	عورت	میزان
۱۰۱۰	۱۰۴۴	۲۰۵۴	۱۵۰۶	۱۵۲۰	۳۰۲۶	۲۵۲۶	۲۵۶۴	۵۰۸۰

اس قصبہ پر ہوس ٹکس ۱۸۸۱ء مین قایم ہوا تھا اسوقت ایکہزار دس مکانات تھے لیکن تجارت اور آبادی مین جب کمی واقع ہوئی تو ۱۹۰۱ء مین ہوس ٹکس موقوف ہو گیا سڑک شاہی اور مسافرونکی سرائے منہدم ہو گئی صرف ایک سڑک پختہ قصبہ سے باہر روانگی کیواسطے جو کڑی گھاٹ سے تحصیل سراتھو کو جاتی ہے موجود ہے اور یہ قصبہ شہر الہ آباد سے ۴۱ میل جانب گوشہ غرب شمال دریائے گنگ پر واقع ہے۔

مشہور عمارات و معابد و مقابر پارینہ

قلعہ لب گنگ۔ گوشہ مشرق و شمال آبادی موجودہ سے دریائے گنگ کے کنارے ایک قلعہ ہے اوراس قلعہ کی ساخت مثل باون کوٹ اقوام بھر کے سورج بیدی ہے اور آبادی کے بعد کا تعمیر شدہ ہے کیونکہ قلعہ کی مٹی مین کوئلہ اور کنکر اونکی آمیزش ہے اور رقبہ بھی قریب

اٹھارہ بیگہ کے ہے جسپر اسوقت زراعت ہوتی ہے اور قلعہ کے تین طرف خندق ہے جو خاک اور مٹی سے پٹ گئی ہے زیر قلعہ دریائے گنگا روان ہے بلائے قلعہ چند عمارات ہین جو مختلف اوقات مین تعمیر ہوئی ہین ایک ورمینار پیمایش کا ہے جو مہتمم بندوبست نے تعمیر کرایا ہے زمانہ تعمیر قریب سمبت ۱۹۰۳ بکرمی کے ہے۔

قلعہ اچل گڈھ۔ مرزعہ سیاہ مین قریب گوشہ دریائے گنگا واقع ہے سمبت ۱۸۲ بکرمی مین اچل گر گوسائین نے جو عامل مرہٹہ کا گور وتھا زمان حکومت مرہٹون مین تعمیر کرایا ہے اور اسوقت ایک مٹی کا ٹیلہ ہے۔

تکیہ گدا علیشاہ۔ مرزہ سیاہ مین واقع ہے باقی حال حصّہ تواریخ مین مذکور ہونگے

درگاہ ملک سلطان شرقی۔ مرزعہ سیاہ مین واقع ہے سال تاریخ وفات مصرعہ ہشت صد ہشتاد ہجری شد شمام ÷ یہ زمانہ ضرور سلاطین شرقیہ جونپور کا ہے۔

کالا منڈف۔ بازار گھاٹ مین تعمیر کردہ کرشنا پنڈت عامل مرہٹہ مقام کڑہ کا ہے اسکے دروازہ پر سرکار عالی مصاف دار السلطنت صوبۂ الہ آباد غرّہ ذیقعدہ ۴۷ سنہ جلوس والا عالمگیر ۱۱۰۴ھ کتبہ تحریر ہے۔

روضۂ قتلغ خان۔ موضع سیاہ سرحد کڑہ پر واقع ہے یہ ایک خوشنما عمارت ہے جسکے چار گوشو نپر چار بروج اور روضہ پر گنبد کلان ہے قتلغ خان فرزند اکبر سلطان بلبن کا ہے بوقت معاودت ملک بنگالہ کڑہ مین وفات پائی بوجہ نہونے مرمت کے روضہ شکست ہوتا جاتا ہے۔

روضۂ شیخ سلطان۔ محلہ کاغذیان مین واقع ہے اشعار تاریخی درج ذیل ہین۔

شیخ سلطان بن حسن با فضل وجود	رفت در شوال فی الدار الخلود
یکہزار و شصت و یک بود از سنین	بست و دوم از رہ تاریخ بود
کرد بید رش روضۂ او را بنا	در مہ رمضان چو جنت رخ نمود

روضۂ شاہ خوب اللہ۔ یہ روضہ لب گنگ گجراتی گھاٹ پر واقع ہے اور اس روضہ کے چارون طرف دیوارون مین اشعار ذیل تحریر ہین۔

اندرون روضہ	روضہ خلد برین خلوت درویشان است	تا بہ خدمت درویشان است
دیوار شرق پر	اللہ اللہ آن ولی خدا	مقتدائے امام پیر ہدا
دیوار مغرب پر	حبذا کاخ کہ جائے کعبہ گر سازد مقام	پرورد ام القرا در بطن خویش اش چون جنین
دیوار جنوب پر	عنایت اللہ خاک درگاہش	مردم دین راہنما د ضیا
دیوار شمال پر	چو ز سال وصال تاریخش ہے	فضل رحمت بیافت رضوان جا

قبر سالار حاجی جمال ـ قلعہ لب گنگ کے گوشہ شمال و مغرب مین ہے یہہ شہدائے مجاہدین لشکر سالار مسعود سے ہین اولاد انکی موضع دولت پور مین آباد ہے وصلت و مصاہرت موضع بری تحصیل کنڈہ سے ہے ـ

قبر ملک احسان ـ عوام مین جو مشکل آسان مشہور ہین یہہ قبر درمیان دیوار قلعہ لب گنگ جانب گوشہ مغرب واقع ہے شہدائے مجاہدین سے ہین عرس آپکا دسوین رمضان کو ہوتا ہے اولاد انکی محلہ زلال کڑہ مین ہے اور اقوام شیوخ معروف ہے وصلت و مصاہرت مثل اقوام پارینہ دیہات حوالی کڑہ سے ہے ـ

احاطہ و مقبرہ مولانا خواجگی ـ لب گنگ کبڑی کہاٹ پر واقع ہے یہ ایک پر فضا مقام ہے دروازہ اسکا گوشہ شمال و مغرب کیطرف ہے اندرون احاطہ دو درخت نیب بطور شامیانہ مزار پر سایہ فگن ہین جدید تعمیر سید کبیر الدین احمد نے بروز جمعہ شعبان المعظم ۱۳۰۳ھ سے شروع کر کے بروز جمعہ ماہ رجب ۱۳۱۴ھ مین ختم کی سال ولادت مولانا صاحب ۸۰۹ھ اور سال وفات ۹۶۹ھ ہے قطعہ سنگ مزار تصنیف کردہ مولانا صاحب ـ

برائے خدائے عزیزان من	نویسید بر گور من این سخن
کہ چون خواجگی در تہ خاک شد	نیکو شد کہ خصم جہان پاک شد

مندر کلیشر ناتھ مہادیو اور کوٹی نانگہ ـ لب گنگ موضع جہانپور مین واقع ہے ـ عرصہ ستر برس کا ہوا کہ کلیشر ناتھ کے قریب یہہ کوٹی تعمیر ہوئی ایک فقیر نانگہ بطور گدی نشین یہان رہتا ہے اس کوٹی مین اس فرقے کی سمادہ بھی ہے اور وارد و صادر کے

واسطے سدا برت بھی جاری ہے اور متفرق مقامات سے اسکے متعلق معافیات اراضیات بھی ہین۔
چبوترہ چہتر پال ۔ اس مقام پر ایک حوض پختہ جسکو کنڈہ کہتے ہین جین مذہب والونکا ہے جین مذہب والونکی جب مراد پوری ہوتی ہے تو اس کنڈہ کو گہی سے بھرتے ہین شاید پہلے اس مذہب کے لوگ یہان آباد تھے ۔

مندر سیتلا دیوی ۔ موضع جہانپور مین واقع ہے عرصہ سولہ برس کا ہوا کہ ستیل پرشاد کایستھ کھرے ساکن قصبہ کڑا نے اسکی تعمیر کی ہے اور اسوقت اندر دس سال کے بہت عمارات چندے سے اقوام شودر ہنود نے تعمیر کرائی ہین اور سلسلہ تعمیرات بھی جاری ہے اس مندر پر ہر سال ماہ اساڑہ اور چیت و ساون کی اشٹمی کو میلہ ہوتا ہے لیکن ماہ اساڑہ کی اشٹمی کو بڑا میلہ ہوتا ہے دُور دُور سے سوداگری اسباب فروخت کیواسطے آتا ہے اہل ہنود کے بچون کا یہان مونڈن ہوتا ہے لوگ جہنڈیان اور جہوٹے بیش قیمت جھنگلے اور پینی کے لاتے ہین اور گاتے بجاتے آکر مندر پر چڑہاتے ہین اس مندر کے پنڈے اقوام مالی ہندو اور مسلمان دُولون ہین اور سیتلا دیوی کی اس مقام پر استہاپت ہونیکی وجہ یہہ بیان کیجاتی ہے کہ متہرا کا راجہ اوگرسین نام تہا اور اوسکا بیٹا راجہ کنس اور بیٹی مسماۃ دیوکی تھی جو بسدیوجی کو بیاہ گئی تھی اور نارد مُن برہمن نے راجہ کنس کو بہکا رکھا تہا کہ مسماۃ دیوکی کی اولاد تیرے قتل کا باعث ہوگی اس اندیشہ سے اوس نے اپنے باپ راجہ اوگرسین کو تخت سلطنت سے اوتار دیا تہا اور خود تخت نشین ہوکر مسماۃ دیوکی اور بسدیوجی کو نظربند کر رکھا تہا اور جو اولاد دیوکی کے پیدا ہوتی تہی اوسکو قتل کروا ڈالتا تہا چنانچہ آٹھوین اولاد مسماۃ دیوکی کے سری کرشن نہایت حسین بیٹا پیدا ہوا بسدیوجی بخوف قتل اپنے پارہ جگر کو لیکر دریاے جمنا اوترکے اوس پار موضع گوکل مین گئے جہان نندا گوپ کی جورو مسماۃ یسوداکے اسوقت ایک لڑکی پیدا ہوئی تہی بسدیوجی نے آنکہہ بچاکے اپنے پارہ جگر کو اُسکے پہلو مین لٹادیا چونکہ رات کا وقت تہا کسی نے نہین دیکھا اور اوسکی لڑکی نوزائیدہ کو لیکر اور فوراً چڑہے دریا مین کودکے اس پار ہوآئے صبحکو راجہ کنس کو یہہ معلوم ہوا کہ دیوکی کے دختر پیدا ہوئی ہے طلب کرکے حسب معمول اوسکو قتل کرنا چاہا وہ ایک دیوی تہی غصہ ہوکر

وہان سے اُوڑی اور سرزمین کڑہ مین اپنا پنجہ ٹیک دیا جب غصہ فرو ہوگیا تب یہان سے روانہ ہوکر کوہ بندہاچل قریب مرزاپور مین یہہ دیوی مقیم ہوئی یہان کے پہاڑ پر آٹھہ بھوجا کی مورت انکی موجود ہے اور بہت بڑا میلہ ہوتا ہے چونکہ سرزمین کڑہ مین اپنا پنجہ رکہا تہا اور ہندی زبان مین ہاتہہ کو کر کہتے ہین لہذا برعایت لفظی کر کے اس مقام کا نام کڑہ معروف ہوگیا اور بسبب اسکے کہ کڑہ کے مقام پر غصہ دیوی کا فرو ہوگیا تہا اس لئے نام دیوی کا اس مقام پر سیتلا کہلایا گیا اور کہتے ہین کہ جلہری یعنی حوض آب کے اندر ایک نشان پنجہ کا اب بہی موجود ہے۔

روضۂ قطب عالم۔ لب گنگ جانب گوشۂ شمال و مغرب ایک عمارت سنگین گنبددار موجود ہے اور ایک سنگین مسجد بہی قطب عالم کی لب دریا بلند ٹیلہ پر محاذی روضہ موجود ہے لیکن یہ مسجد اب اندرون احاطہ کوٹھی خان بہادر مولوی فریدالدین احمد آگئی ہے اور روضہ بہی اندرون احاطۂ باغ آگیا ہے لیکن روضہ و مسجد کے قطعہ تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ تعمیر کردہ محمد علی ہے مگر یہہ ظاہر نہین ہوتا کہ صاحب قبر کس خاندان [illegible] سے تھے اور بانی عمارت محمد علی کون بزرگ تھے صرف قطعہ سال تاریخ سے اسقدر ثابت ہوتا ہے کہ ۱۱۱۶ھ مین جو آخر عہد سلطنت عالمگیر بادشاہ ہے تعمیر روضہ ہوئی۔

۱۱۱۶ھ	محمد علی کرد بہر خدا بتاریخ سالش چو ہاتف شنید		بنا روضۂ قطب عالم بجا ندائے بہ بیت العتیق انما	۱۱۱۶ھ

قبر سید احسن رضوی۔ محلہ قطبی مین ہے اولاد انکی زمینداران موضع دارانگر مین ہین۔

روضۂ بندگی شاہ فرید۔ محلہ قطبی مین ہے یہ بزرگ ۸۰۱ھ مین پیدا ہوئے اور ۹۱ھ مین وفات پائی اولاد آپکی سادات مشہدی قصبہ کڑہ مین موجود ہے۔

درگاہ سالار حسن و روضہ بودھی شہید و روضہ منور شاہ کے حالات راقم کو نہین معلوم ہوئے۔

خانقاہ۔ بناکردہ حاجی الحرمین سید محمد راجی دانشمند ہے جو ۸۵۰ھ ہجری مین تعمیر ہوئی ہے۔

کوٹھی و مسجد جدید۔ محلہ قضیانہ مین ہے جسکو خان بہادر مولوی سید فریدالدین احمد مشہدی نے بعد غدر ۱۸۵۷ع تعمیر کرایا ہے۔

پاڈی گلی و سنگین دالان - پاڈی گلی کے نام سے محلہ معروف ہے لیکن پاڈی گلی اسوقت منہدم ہوگئی ہے دالان سنگین موجود ہے زمانہ تعمیر عہد شاہجہان بادشاہ ہے جسکو قریب تین سو برس کے گذرتا ہے اس دالان سنگین مین شہتیر چوبی درخت شیشم کے ہین زمانہ تعمیر کے نصب کردہ بیان کیجاتے ہین بانی اس عمارت کا کوئی شخص اولاد سید محمد اصفہانی سے ہے اور ابتک یہ عمارت مقبوضہ خاندان ہے شان عمارت سے پایا جاتا ہے کہ کسی بزرگ کی خانقاہ ہے -

قلعہ رتہناس گڈھہ - اندرون آبادی قصبہ کڑہ ایک مسمار شدہ قلعہ ہے جو بطور شہر پناہ تعمیر ہوا تہا اسوقت کچہہ نشانات اوسکے قریب محلہ نخاس نمایان ہین -

امام باڑہ بازار - سید احمد حسن قطبی کا یہ امام باڑہ تعمیر کردہ ہے سید احمد حسن چند قطعات املکیت کا زمیندار تہا اسکے تین لڑکیان تہین بحین حیات حقیت وملکیت جایداد اپنی مسماۃ نجم النسا بی بی زوجہ خود کو ہبہ کردی تہی اور مصارف امام باڑہ اور مجالس عشرۂ محرم آمدنی ملکیت غیر منقولہ سے حسب وصیت زبانی سید احمد حسن ہوتے تہے سید احمد حسن پہلے فوت ہوئے اور سنہ ۱۲۹۱ھ مین اونکی زوجہ مسماۃ نجم النسا بی بی نے وفات پائی ہر سہ دختران نے کاغذات سرکاری مین بجائے مادر متوفیہ اپنا نام داخل ہونیکی استدعا کی سید حسین بیگ کن قصبہ مانکپور برادر متوفیہ معترض ہوا الغرض باعانت مولف کتاب ہذا امام باڑہ اور مکان مسکونہ اور ایک ربع حصہ ملکیت زمینداری واقع چک مجویان کہ جسکی آمدنی ایکسو روپیہ سالانہ کے قریب ہے واسطے مصارف امام باڑہ کے نذر حضرت امام حسین ہوکر وقف کیا گیا اور کاغذات سرکاری مین لکہا گیا -

مسجد سنگین بازار - اس مسجد کو قربان علی نے سنہ ۱۲۷۱ھ مین تعمیر کرایا ہے -

کرد قربان علی بنا مسجد تا ہر آن کو در آید از در آن	اہتمام حسن علی شدہ خاص گوید الحمد از برائے خلاص

اوجلی حویلی - محلہ بازار مین واقع ہے عرصہ سو برس کا ہوا کہ شیخ امام بخش چکلہ دار شاہ اودہ نے تعمیر کرایا ہے -

استھل بابا ملوک اس محلہ بھگت مین ہے حالات مفصل حصہ تواریخ مین تحریر ہین
مسجد پیر بخش خیاط - محلہ بھگت مین ہے ۱۰۵۶ھ سال تعمیر ہے - قطعہ تاریخ

صد شکر کہ این مسجد پُر نور کرامت	تعمیر پذیر رفت چو از روے ہدایت
تاریخ بنایش سحر از غیب شنیدم	ادریس شدہ بانی این کان عبادت

قبر سید محمد صفہانی - مسجد سنگین محلہ بازار کے پہلو مین ہے یہ مورث سادات اصفہانی کڑہ ہین -
مسجد اللہ والی - سرائے قدیم منہدم شدہ کے پہلو اور سڑک پختہ کے جانب مشرق واقع ہے اس مسجد کو نگاہی مل ایک شخص اہل ہنود نے شاید تعمیر کیا تھا اور جب وہ منہدم ہوگئی تو ۱۹۰۸ء مین تعمیر جدید اسکی ایک عورت نے کی ہے جو سادات سبزواری کہلاتی ہے شعر

مسجد اللہ والی در کڑہ	شد بہ اعمال نگاہی مل بنا

قبر شیخ کمال الدین عرف مولانا کالو بالائے سڑک پختہ جانب پچھم ایک بلند ٹیلہ پر واقع ہے یہہ مرید و خلیفہ حضرت شاہ حسام الحق مانکپوری رحمۃ اللہ علیہ کے ہین اولاد انکی موضع رکن پور پرگنہ کڑہ مین آباد ہے -
قبر مولوی بشیر علی شاعر - یہہ قبر بالائے سڑک پختہ قریب رخت املی ایک بلند ٹیلہ پر جہان بہت سے مقابر پختہ ہین واقع ہے بشیر علی زبان اُردو کے شاعر اور خواجہ حید علی آتش لکھنوی کے شاگرد تھے آپکا آخری کلام یہہ تھا - ع

اے رہروسے سالک محمدؐ	افسوس یہ حسرت و رجا ہے
تربت پہ بشیر کے جو گذرے	تکبیر کی اوس سے التجا ہے

خانقاہ اچھو میان یا اوٹی مسجد - محلہ بھاردواری کے شمال مین ایک مسمار شدہ عمارت ہے -

فہرست گنگا گھاٹ جوالی گرہ

سنہ ۱۹۱۲ء

نمبر شمار	نام گھاٹ	نام تعمیر کنندہ گھاٹ	مدت بنیاد گھاٹ تا
۱	بازار گھاٹ	کرشنا پنڈت مرہٹا عامل کڑا	۱۹۰ سال
۲	گجراتی گھاٹ	گردھاری دوبے ساکن دارانگر	۱۹۰ سال
۳	بندرابن گھاٹ	بندرابن برہمن	۱۴۰ سال
۴	پرشاد گھاٹ	پرشاد برہمن	۱۴۰ سال
۵	گھاٹ ہیم راج	ہیم راج چوبے ساکن کالینجر	۱۴۰ سال
۶	گھاٹ اگروالہ	اگروالہ ساکن میٹھر	۱۴۰ سال
۷	گھاٹ گلاب	گلاب ڈھیمر ساکن سکرہا	۹۰ سال
۸	گھاٹ منورتھ	منورتھ چھتری جے پور	۱۴۶ سال
۹	گھاٹ شیو بخش	شیو بخش بقال ساکن سوپر گنہ کماسن	۱۹۰ سال
۱۰	گھاٹ بشٹا	بشٹا برہمن	۱۹۰ سال
۱۱	کھتری گھاٹ	بزرگوار گوپال کھتری اکبر پور	۱۹۰ سال
۱۲	گھاٹ بسنت رائے	بسنت رائے پسر کے قوم چھتری سکونت گنگا پار	۱۴۰ سال
۱۳	گھاٹ گنگا پتر	فقیرے گنگا پتر ساکن اکبر پور	۹۰ سال
۱۴	گھاٹ باج پئی	باج پئی ساکن منہا	۱۴۰ سال
۱۵	گھاٹ بیاس جی	بیاس جی برہمن ساکن اکبر پور	۲۴۰ سال
۱۶	چنتامن گھاٹ	چنتامن چوبے ساکن کریٹھی	۱۹۰ سال
۱۷	گھاٹ ٹینو باونا	ٹینو باونا ساکن ہبونگر	۹۰ سال
۱۸	گھاٹ سیتل داس	سیتل داس باونا ساکن ہبونگر	۱۶۵ سال
۱۹	گھاٹ اہرے	اہرے باونا ساکن ہبونگر	۱۶۵ سال
۲۰	گھاٹ سوہنی	مسماۃ سوہنی قوم باونا ساکن ہبونگر	۱۶۵ سال
۲۱	گھاٹ سیوارام	سیوارام باونا ساکن ہبونگر	۱۴۰ سال
۲۲	بیراگی گھاٹ	مان داس بیراگی	۲۴۰ سال

روضۂ جہان جاں ن - موضع جہانپور مین واقع ہے اور یہہ موضع ان کے نام سے منسوب ہے روضہ کے اندر کچھہ عبارت حکوک ہے اور بخط طغرا انت کلام اللہ لکھا ہوا ہے۔

گنگا گہاٹ - قصبۂ کڑہ اور اکبر پور مین ۲۲ گہاٹ پختہ مذکورہ دریاے گنگا مین موجود ہین لیکن زمان تعمیر انکا تین سو برس سے زیادہ کا نہین ہے لیکن گنگا اشنان کے میلے پہلے اکبر پور مین ہوتے تہے اب کبڑی گہاٹ مین ہوتے ہین۔

روضۂ شاہ محمد اسمعیل - موضع اسمعیل پور ملحق کڑہ واقع ہے اور موضع اسمعیل پور انکا آباد کردہ ہے یہہ ایک وسیع احاطہ ہے جسمین شاہ صاحب کی آرام گاہ ہے آپ پیر و مرشد کمال خان کہکر صوبہ دار کڑہ مانکپور کے تھے اولاد آپ کی قصبۂ کڑا و مانکپور او رمواضعات رشیدئی اور علاولیپور ٹکڑہی وغیرہ مین موجود ہے۔

روضۂ فقیر ہاشم - اولاد شاہ محمد اسمعیل سے ہین مقبرہ اور احاطہ درگاہ پس پشت احاطۂ شاہ محمد اسمعیل واقع ہے قطعہ سال تاریخ وفات ۱۰۳۰ھ ہے۔

چون گنبد منور از دور چرخ گشتہ		موجود ہمچو اختر سر بر فلک کشیدہ
از موت ہیچ کس را چون چارہ نباشد		قبر فقیر ہاشم تاریخ او گزیدہ +

روضہ مجنون خان قاقشال - بالاے سڑک موضع سوتری بزرگ کی اراضی مین واقع ہے روضہ سنگین عالیشان گنبد کے نیچے دو قبرین ہین اور روضہ کے پچہم جانب ایک مسجد سنگین ہے بعہد اکبر بادشاہ مجنون خان گورنر صوبہ کڑہ مانکپور تہا۔

چبوترۂ تاج خان - یہ مقبرہ ایک بلند چبوترہ سڑک کے پچہم طرف موضع سوتری بزرگ مین ہے۔

روضۂ کمال خان کہکر - آبادی موضع کمال پور کے ملحق جانب مشرق واقع ہے اور یہہ موضع بہی انکے نام سے آباد ہے یہ صوبہ دار کڑہ مانکپور بزمان اکبر بادشاہ تھے۔

مقبرہ سید شاہ بدر فیروز - موضع کمال پور مین ہے یہہ مورث خاندان چودہران تجندی سے ہین۔

مقابر مردان پور - یہہ قبرین زمین مردان پور مین ہین انپر دہوپ کی گرمی اثر

نہین کرتی ہمیشہ ٹھنڈی رہتی ہین۔

روضہ و احاطہ درگاہ خواجہ کڑک - اس درگاہ کے دو احاطہ ہین اول احاطہ مین بہت مقابر پختہ ہین اور دوسرے احاطہ مین بھی بہت سے مقابر ہین مغرب کیطرف ایک چھوٹی مسجد ہے اور اوسکے پہلوئے شمال مین اور جنوب مین ایک ایک کوٹھری ہے جنوبی کوٹھری مین ایک قبر پختہ ہے صحن مسجد مین ایک روضہ بیضاوی گنبددار ہے اور زیر گنبد ایک دراز قامت قبر ہے جو خواجہ کڑک صاحب کی معروف و مشہور ہے اس احاطہ مین امرایان خلجی اور شہزادگان عصر کے مقابر ہین خواجہ صاحب کا عرس سالیانہ تیسری تاریخ ماہ رجب مین ہوتا ہے مفصل حالات آپکے حصہ تواریخ قصبہ کڑہ مین آیندہ تحریر ہونگے - وفات ۳ رجب ۶۴۴ھ مین ہے۔

عیدگاہ - جانب شمال درگاہ خواجہ کڑک سے واقع ہے اور یادگار ناصر مشہور ہے ناصر امیر الامراء عہد سلطنت مغلیہ مین تھے۔

روضۂ سیف خان - عیدگاہ سے شمال کیطرف ایک احاطہ وسیع کے اندر واقع ہے جہان سیف خان کا آباد کردہ ایک مزرعہ ہے جسکو چبوترہ سیف خان عرف گڈریہ پور کہتے ہین اور یہ بھی امیر الامراء کے خطاب سے سرفراز تھے۔

روضۂ دیوان علیخان - عیدگاہ سے پورب کیطرف ہے یہ جاگیردار سیونڈھا تحصیل کروان ضلع باندہ کے تھے اولاد انکی موضع سیونڈھا مین آباد ہے منجملہ اولاد عبدالغفار خان میدار موضع ظفرپور پرگنہ کڑہ ہے۔

قبر مولانا کاچونک - شمالی احاطۂ خواجہ کڑک جانب جنوب کچھ فاصلہ پر واقع ہے مولانا صاحب مرید و خلیفہ مولانا شاہ حسام الحق رحمۃ اللہ علیہ مانکپوری کے تھے۔

روضۂ شریف شہید - جانب شمال درگاہ خواجہ کڑک سے واقع ہے کہتے ہین کہ وقت تعمیر گنبد قبر بمصداق شعر ایک صدائے غیب سُنی گئی اور گنبد عدم تعمیر رہ گیا

بر مزار ما غریبان گنبد گردون بس ست		مردمان سازند گنبد بر مزار اولیا

روضہ و احاطہ سید قطب الدین محمد مدنی - اس روضہ کے گرد ایک وسیع احاطہ ہے جسمین بہت سے مزارات ہین درمیان مین دو قبر و نیز گنبد ہے جنوب کیطرف ایک گنبد بیضاوی ہے

یہہ قبر سید قطب الدین محمد مدنی کی مشہور ہے اور روضہ کے ملحق اندرون احاطہ ایک درخت بہیڑہ کا ہے یہ احاطہ محاذی درگاہ خواجہ کڑک جانب جنوب واقع ہے ماہ چیت مین چند یکشنبہ کو عورات کا میلہ ہوتا ہے اور یہہ میلہ بیبیوں کے نام سے مشہور ہے عرس غیرہ اس وضع پر نہین ہوتا نہ کوئی مجاور یا خادمان درگاہ ہین البتہ ہر میلہ کی شب مین عورات درخت بہیڑہ کے نیچے اپنا دامن پہیلا کے بیٹھتی ہین جسکے دامن پر پہل درخت بہیڑہ از خود گرتا ہے عورات کا اعتقاد ہے کہ وہ عورت حاملہ ہو جاتی ہے سادات قطبی قصبۂ کڑہ کا بیان ہے کہ سید قطب الدین محمد مدنی ہمارے مورث کا مقبرہ ہے کہ جو فاتح قلعہ کڑہ تھے اور جنہون نے بعہد سلطنت غلامان راجہ کڑہ کو شکست دیکر یہان بود و باش اختیار کی ہے۔

(لوٹ) اس مقام پر کوئی مراسم فاتحہ خوانی ادا نہین ہوتے حالانکہ صاحب قبر کی موجودگی مین وہ حکومت اسلام یہان ہو چکا تہا برخلاف اسکے میلہ اس قسم کا ہوتا ہے جیسا کہ مجاہدین اسلام کے شہدا کے مقابر پر بلا ادائے مراسم عرس غیرہ ہوتا ہے۔

قبر ملک قطب حیدر۔ یہہ سرداران مجاہدین اسلام سے تہے اور ہمراہ سید سالار ساہو پدر غازی میان لشکر جہادی وارد قصبۂ کڑہ ہو کر میدان جنگ مین اقوام بہر کے ہاتہہ سے شہید ہوئے مگر اسوقت قصبۂ کڑہ مین اونکی قبر لاپتہ ہے حالانکہ اونکے ہمردیف ملک امام الدین کا روضہ قصبۂ مانکپور مین موجود ہے اور اونکی قبر پر مراسم فاتحہ خوانی اور عرس غیرہ کچہہ نہین ہوتا لیکن سات یکشنبہ کو سات میلہ عورات کے ہوتے ہین اور بیٹیوں کے میلے کہلاتے ہین۔

مدرسہ حجام۔ عمارت سنگین زیر گنبد کلان احاطہ مقبرہ سید قطب الدین محمد صاحب کے مغرب کیطرف واقع ہے یہہ مقام تدریس تہا اسیطرحکا ایک مدرسہ مانکپور مین کالیخان کا تہا۔

قبر سید ابوالخیر۔ جانب مشرق احاطۂ سید قطب الدین محمد سے واقع ہے اور قبر پر نام علی لکھی ہے یہہ مورث خاندان سادات مشہدی قصبہ کڑہ ہین کہتے ہین کہ سنہ ۱۱ ھ مین آپ وارد کڑہ ہوئے اور مقام سیدڑیا سکونت اختیار کی۔

قبر سید بندگی شاہ میٹہی۔ محاذی احاطہ سید قطب الدین محمد جانب مشرق واقع ہے یہ برادر حقیقی سید بندگی شاہ فرید مشہدی کے ہین اولاد آپکی قصبۂ کڑہ مین موجود ہے۔

قبر اکبر شہید۔ مابین سڑک قصبۂ کڑہ و دارانگر سڑک کے پورب طرف قریب گنگا باغ واقع ہے۔

گھوڑے شہید - دو قبرین جنکا تعویذ قبر اونچا تعمیر ہوا ہے، بالائے سڑک پختہ محاذی قبر سید بندگی شاہ میٹھی جانب مشرق کچھ دور فاصلہ پر واقع ہین عزیزون کا بگڑا ہوا گھوڑا شہید ہے -

مسجد قاضی محمد یعقوب - یہہ خاندان مشہور ہی قصبہ کڑہ سے ہین مسجد شریف پر بخط طغرا کلمۂ طیب لکھا ہوا ہے اور ۹۷۰ھ کندہ ہے -

اقوام موجودہ قصبۂ کڑہ

(ہنود)

برہمن - مالوی برہمن - گنگا پتر - مہا برہمن - رستوگی - کھتری - بقال - تنبولی - حلوائی - اہیر - تیلی - گڈریہ - کلوار - بہاٹ - بڑہئی - باری - حجام - سونار - جڑیا - درزی - موچی - دہوبی - چمار - بہنگی - کھٹیک - مالی - مورائی - کورچی - بہربہونجہ - کالیستھہ - قوم جڑیا اس قصبے کے قدیم باشندے ہین پہلے مذہب انکا جین مت تھا - اور اقوام لوہار - کمہار - دہرکار - ملاح - پاسی - چڑیمار - اور چھتری خاص قصبہ مین آباد نہین ہین - مہنت اور ناگہ فقیر ونکا یہان مسکن اور گوردستھان ہے -

(اسلام)

شیخ - سید - مغل - پٹھان - جولاہا - نداف - نان بائی - کنجڑا - قصائی - معمار - درزی - حجام - دفالی - فقیر - پیرزادہ - میراثی - تہوی - منہار - کاغذی - کمنگر - جھیگر - مالی - بہشتی - سنی اور شیعہ دونون فرقے کے لوگ آباد ہین - طوائف - گویا - ہجڑا - بہٹیارہ آباد نہین ہے -

پیشہ

اہل ہنود مین کالیستھہ و رستوگی و برہمن اور اہل اسلام مین شیخ و سید زمینداری اور نوکری پیشہ ہین اور سلسلۂ ملازمت مین بڑے بڑے عہدہ پر ممتاز ہین جاگیرات عطیہ سلاطین کے اجزا ابتک مقبوضہ اہل اسلام و قوم کالیستھہ کے ہین یہان کچھ دیگر باشندے معدودہ چند سوداگری پیشہ ہین قوم کھتری مہاجنی اور قوم مورائی زراعت پیشہ ہے -

تجارت

کوئی مشہور کاروبار تجارتی بجز تعزیہ سازی نہین ہے پہلے دیسی کاغذ بنایا جاتا تھا بوجہ قایم ہونے کارخانہ کاغذسازی بمقام سری رام پور ضعف پیدا ہوا اور حسب شہر لکھنؤ مین پیپر مل قایم ہوئی یہان کاغذسازی کا کام بند ہوگیا علی ہذا الکمل تبھی ایک پاٹ کا یہان تک مشہور تھا مگر اب نہین بنایا جاتا۔

صنعت

جڑاؤ کام زیورات مین جگنو یہان کا مشہور ہے تعزیہ سازی مین بندش و رآئینہ بندی اور شہرون سے جداگانہ ہے مٹھائی چندیہ اور کیوڑہ یہان کی ایجاد ہے چندیہ کا موجد بابا ملوک داس ہے۔ اور دیگر دستکاری معمولی بطور دیگر مقامات کے ہے۔

میلے

میلہ صحبت - میلہ سیتلا دیوی - میلہ گنگا اشنان - بی بیون کا میلہ -

علوم و فنون

اہل ہنود مین سنسکرت کا جاننے والا کوئی نہین ہے اہل اسلام مین زبان عربی کے جاننے والے دو ایک شخص ہین زبان فارسی اور انگریزی کے ماہر زیادہ ہین قانون دان اور وکلاء عدالت اور بیرسٹر ایٹ لا موجود ہین طبیب یونانی اور بید مصرانی نہین ہین ڈاکٹری فن سے بعض اشخاص کچھ واقف ہین شاعری زبان اُردو مین کم لوگ ہین صرف ایک شخص سید عارف حسین کا کلام عمدہ ہوتا ہے مگر زمانِ سابق مین اُردو زبان کے شاعر میر پرورش علی تخلص سخی اور مولوی وحیدالدین تخلص حید اور مولوی بشیر علی تخلص بشیر نامی گرامی گذرے ہین اور شیخ امام بخش ناسخ لکھنوی بھی اس قصبہ مین آیا تھا علی ہذا القیاس ہندی بھاشا مین بھی پہلے لوگ شاعر تھے منجملہ اونکے بابا ملوک داس کا کلام ایک شہرت خاص رکھتا ہے زمان گذشتہ مین علوم عربیہ کے علماء زیادہ تھے چونکہ باشندگان قصبہ کا میلان طبیعت ملازمت کیطرف زیادہ تھا اس لئے سلطنت انگریزی مین تعلیم انگریزی کی ترقی ہوئی اور علوم عربی کے حاصل کرنے مین کمی واقع ہوگئی۔

پیداوار ارضی

پانی یہان کا شور ہے اور تماکو زیادہ پیدا ہوتا ہے نیشکر اور دھان خاص قصبہ مین پیدا نہین ہوتا

مگر ترکاریان ہر قسم کی پیدا ہو سکتی ہین لیکن بوئی نہین جاتی ہین باغات انبہ و مہوہ بکثرت ہین ترشا یا نہین ہے اور قلمی آم کے پود ہونکی اب فزایش ہے درختان تار نہین ہین اور کہجور کے درخت زیادہ ہین

طرز معاشرت

اہل ہنود اور مسلمان کا طرز اور طریقہ مثل دیگر قصبہ جات ممالک متحدہ آگرہ اودہ کے ہے لہجہ کلام مثل شہر الہ آباد کے ہے اور مادری زبان دیہاتی پوربی ہے۔

باب دوم متعلق قصبۂ مانکپور

حد شرقی موضع ڈنڈولی حد غربی نالۂ سنگرام پور جنوبی دریائے گنگا تا سر حد موضع گوتنی اور حد شمالی زمین موضع بجہابہیٹ چونکہ آبادی سابق ویران ہو کر متفرق ہو گئی ہے اور ہر ایک پارہ آبادی کا نام اوسکے مالکون نے جداگانہ رکہہ لیا ہے اب سواد خط قصبۂ مانکپور باقی ہے نہ مانکپور کا نام کاغذات سرکاری مین لکہا جاتا ہے صرف نام پرگنہ مانکپور لکہا جاتا ہے البتہ حسب تحقیقات بندوبست سرکاری قصبۂ مانکپور کا شمار دیہات مندرجہ تحت ذیل پر کیا گیا ہے۔

مواضعات ڈنڈولی و کہمسرہ۔ بہانا پور۔ پاٹی ہار۔ چوکا پور۔ سنگرام پور۔ بہمن پور۔ جوت دمن۔ کاچہی ہٹی۔ دوری باغ۔ سلطانپور۔ پورۂ علی نقی۔ چک چنداں۔ رانا پٹی۔ میر گڈوا۔ چک حمت علی۔ عنایت گنج۔ آئیمہ راجی محمد حیات۔ احاطۂ خانقاہ۔ چک میر میران۔ چک میر خورد۔ ترکۂ ابو العلی۔ منہیاری ٹولہ وغیرہ اور رقبہ سمہا دولگہ کا ہے ان ملکیت ہائے متفرق کے ویرانہ مین بنیاد مکانات پختہ اور بوسیدہ اور مقابر پارینہ اقوام گذشتہ کی یادگار باقی ہے ۔

ہر کجا افتادہ بینی خشت در ویرانۂ +		ہست ورق دفتر از یاد صاحب خانۂ

اس قصبے مین سڑک خام ایک الہ آباد سے رائے بریلی کو گئی ہے اور دوسری سڑک خام قصبہ سے پرتابگڈہ کو اور تیسری سڑک خام قصبہ سے سلون کو گئی ہے سڑک آہنی ریلوے قصبہ کی آبادی کے شمال و مشرق مین ہے اسٹیشن ریلوے کا نام گوتنی ہے سنہ ۱۹۱۲ء مین ریلوے ٹرین اس قصبہ مین جاری ہوئی ہے۔ یہہ قصبہ پرتاب گڈہ سے گوشۂ جنوب و مغرب مین بہ فاصلہ ۲۴ میل واقع ہے۔

وجہ تسمیہ آبادی قصبۂ مانکپور

راے مالدیو عرف راے مان دیو پسر بلدیو قوم گہروار راجپوت جو میان دوآبہ گنگا کا رہنے والا تہا سنہ ۱۱۹۳ء میں جب راجہ قنوج کا ہوا تو گنگا پار اوتر کے صوبہ اودہ میں اپنی حکومت اسنے قایم کرلی اور مانکپور موجودہ کے گوشۂ پورب دکہن میں دریاے گنگا کے کنارے ایک بستی آباد کی اور اس آبادی کا نام اسنے مانپور رکہا راجہ مانکچند کے عہد حکومت میں مانپور کا نام تبدیل ہوکر مانکپور مشہور ہوا اسوقت قصبۂ بہار رونق پر تہا اور بودہ مذہب کا مدرسہ تہا اسوقت تک مانکپور بہار پکارا جاتا تہا حکومت سلطنت اسلامیہ میں جب قصبۂ کڑہ کو ترقی ہوئی تو قصبہ بہار کا ساتہ چہوٹ گیا اور قصبۂ کڑہ مانکپور مشہور ہوا جو اب تک دُور و دراز مقامات میں معروف ہے۔

عمارات و معابد و مقابر

اس قصبۂ مانکپور میں اہل ہنود کے معابد میں بجز مندر جوالامکہی دیوی و قلعہ لب گنگ اور چند جدید گہاٹ گنگا کے کوئی پرانی عمارت موجود نہیں ہے در باب تعمیر معابد برہمومت کا اثر اس موضع میں کم پایا جاتا ہے کیونکہ اقوام ہنود کی حکومت یہان مسلمانوں کے حملۂ مجاہدانہ تک ہی ہے البتہ مسلمانوں کے مقابر و مساجد اور ٹوٹی پہوٹی عمارات موجود ہیں مگر بہت سے مقابر کے وارث اور متولی پائے نہیں جاتے۔ اللہ اللہ یہہ باشندگان شہر خموشان جو پاؤن پہیلاے ہوئے سرزمین مانکپور میں سوئے ہوے ہیں کبہی یہانکے صاحب حکومت تہے جنکی قبر دنیر روشنی تو درکنار کبہی باد صبا بہی ہوکر نہیں گذرتی کہ گرد و غبار تو صاف ہو جاتا البتہ ان مقابر پارینہ کی صفائی کرنیوالے زمینداران حال ہیں کہ وہ مقابر شہدا اور بزرگان قوم کو صاف کرکے کہیت بنوا رہے ہیں اسلیئے راقم ان گم گشتگان کا پورا پورا حال لکہنے میں قاصر ہے مگر مشہور مقابر اور مقامات کا حال تحریر کرتا ہون۔

موضع کہمسرہ۔ یہہ گاؤن گوشۂ جنوب و مشرق لب گنگ آبادی موجودہ مانکپور سے واقع ہے پہلے نام اسکا کہیم سرا تہا کثرت استعمال سے کہمسرہ ہوگیا راجپوتون نے زمانۂ سلطنت سکندر لودہی اس موضع کو بوجہ بتخانہ رانی بہوین آباد کیا تہا اور پہر بعہد شاہ جہان بادشاہ ان راجپوتون نے بدست راجی سید عبدالقادر گردیزی بیع کردیا۔

رانی بہوئین۔ نام رانی سیتا زوجہ راجہ رام چندر راجہ اجودہیا کا ہے اور یہہ مقام

آبادی موضع کہمسرہ کے ملحق جانب شمال واقع ہے اس مقام پر ایک چبوترہ خشتی ہے اور ایک پتہر نصب ہے اور پتہر پر نشان نقش پا ہین جسکو اہل ہنود چرن کہتے ہین یہہ نشان قدم ہمصلٓوٰۃ نقوش قدم موجودہ ٹہاکردوارہ مہاراجہ ٹیکگڈہ واقع شہر اجودہیا کے ہین رانی بہوئین کا مقام گنگا کے کنارے واقع ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی زمانہ مین راجہ رامچندر اور رانی سیتا دیوی یہان آئی ہونگی اور گنگا سے عبور کیا ہوگا کہ دریا کے کنارے اونکی یادگار اہل ہنود نے تعمیہ کی ہے -

یکشنبی مسجد - رانی بہوئین کے ملحق جانب شمال دریائے گنگا کے کنارے بتخانہ بزرگ اہل ہنود کا تہا اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ دہلی جب بتقریب دورہ وارد قصبۂ مانکپور ہوا تو اس بتخانہ کو منہدم کراکے رات بھر مین مسجد تعمیر کرائی گئی اور صبحکو اس مسجد مین نماز سحر ادا کرکے یہان سے چلا گیا اسوجہ سے یہہ مسجد یکشنبی مشہور ہو گئی -

شاہ آباد اور سیاہ - شاہ آباد[۱] ملحق صمد آباد اور سیاہ جسکو عوام الناس سیہیا کہتے تھے یہہ دونون آبادیان مابین یکشنبی مسجد اور صمد آباد اور موضع مبارکپور واقع تہین اور اب ان دونون آبادیونکا نشان تک باقی نہین ہے شاہ آباد ملکزادہ چہجو کا مقام تخت گاہ تہا اور سیاہ انکی لشکر گاہ تھی

احاطہ مقبرہ حضرت انا ابدال - آبادی موجودہ صمد آباد کے ملحق پورب کیطرف واقع ہے آپ مرید و خلیفہ مولانا شاہ محمد اسمعیل قریشی کے ہین جنکا مزار شریف موضع بہمرولی پرگنہ چایل ضلع الہ آباد مین ہے نقل ہے کہ جو شخص ایکدن مین پہلے مولانا صاحب کی قبر پر فاتحہ پڑہے اور وہان سے چلکر حضرت ابدال کی قبر پر فاتحہ پڑہے پہر قصبۂ کڑہ مین پہونچکر مزار خواجہ کرک پر فاتحہ پڑہے تو وہ شخص خواجہ کرک صاحب کی زیارت سے مشرف ہوگا -

مقبرہ حضرت دیوان - مابین صمد آباد اور مانکپور دریائے گنگا کے کنارے واقع ہے نشان عمارت قبر سے کسی دولتمند کا قبرستان ظاہر ہوتا ہے اور اسم شریف مین لفظ دیوان موجود ہے یہان ہر چہار اطراف مین کثیر التعداد مقابر ہین اوران مقابر کا کوئی وارث موجود نہین شاید یہہ قبرستان اقوام افغانی کے عہد کے ہین - حضرت دیوان صاحب کے مرید اور خلیفہ شیخ تقی ملقب بہ جائک المعروف ہیتی گل ہیتی ہین مگر لقب جائک کا کوئی سبب خاص معلوم نہین ہوتا کیونکہ اونکی اولاد مین شیخ مکن ہین

[۱] دیکھو دستاویز ہبہ نامہ نوشتہ راجی سید عبدالقادر بنام راجی علی جواد مورخہ ۲۵ شعبان سنہ ۱۰۵۹ھ -

اور جنسے بارہ مواضعات مثل ... پور وغیرہ ضلع فتحپور مین آباد ہین اور وہ لوگ اپنے تئین اولاد جعفر طیار ابن ابیطالب بیان کرتے ہین اور وصلت اور مصاہرت بہی اونکی دیگر سادات و شیوخ قرب و جوار کیساتہہ ہے شاید یہہ لقب عطیہ مرشد ہو علی ہذا انکا دوسرا لقب بہی ہتی گل ہتی کا اشارات درویشانہ سے ہے شیخ تقی کا مقبرہ لب دریا گنگ موضع بہنڈا پور پرگنہ ہتگام ضلع فتحپور مین موجود ہے اور کبیر داس معروف درویش کو فیض باطنی شیخ تقی صاحب سے پہونچا ہے پہلے کبیر داس مانند برہمن کا جیلہ ہوا تہا حالت اسلام مین شیخ تقی جائک کے مرید ہونے کے سبب سے کبیر داس جولاہا مشہور ہوگیا بلکہ کبیر داس ہی اصلی نام نہین معلوم ہوتا چونکہ وہ شاعر تہا ہندی مین شاعر کو کب یا کبیر کہتے ہین اور داس بمعنی غلام یعنی شاعرون کا غلام اپنا نام رکہہ لیا تہا۔

شیخ تقی کا سال وفات سنہ ۹۸۲ھ اور کبیر داس نے سنہ ۱۰۳۱ھ مین وفات پائی قطعہ سال تاریخ۔

باہزاران آرزو اندر بہشت	چون تقی روشن‌ضمیر حق پرست
بہر سال ارتحال آن جناب	شد ندا از عقل مہر حق پرست

گہاٹ کہنہ گنگا۔ محاذی مقبرہ نتہن دیوان لب گنگ ایک گہاٹ بوسیدہ اور شکستہ ہے اس سے دریافت ہوتا ہے کہ پورانی آبادی مانکپور اسکے بالائی حصہ پر واقع ہوگی۔

بنگلہ و مقبرہ لولی منیا۔ بنگلہ ایک ہجرہ ہے اور اسکے ملحق مقبرہ لولی منیا ایک طوائف کا ہے۔

مزار شاہ غلام حسن۔ لب گنگ واقع ہے یہہ بزرگ خاندان پائی گلی کے مورث اعلی ہین۔

قلعہ لب گنگ۔ رقبہ اس قلعے کا تخمیناً ۴ بیگہ کا ہے اینٹین راز قامت بہرون کے عہد کی ہین اور ساخت سورج بیدی مثل باون کوٹ اقوام بہر کی ہے بانی اسکا راجہ مانکچند گہروار مشہور ہے اس قلعہ کی تعمیر بعد آبادی مانکپور کے اس سے ظاہر ہوتی ہے کہ قلعہ کی مٹی مین کویلہ اور کنکرونکی آمیزش ہے اور ظروف گلی قلعہ کی بنیاد مین پائیجاتی ہین صدر دروازہ شمال کیطرف ہے بالائے قلعہ گوشہ جنوب و مشرق مین ایک مسجد بوسیدہ ہے جسکے صحن مین قبر سید حامد خان عباسی کی ہے عہد شاہان اودہ مین قلعہ تحصیلداری کا مقام تہا اب ویران ہوکر منہدم ہوتا جاتا ہے

چغد نوبت می زند بر قلعۂ افراسیاب	پردہ داری میکند بر طاق کسرا عنکبوت

یہہ قلعہ نزول سرکار تہا سنہ ۱۹۰۱ع مین راجہ رام پال سنگہ رئیس کالاکانکر نے گورنمنٹ سے بحقیت زمینداری خرید کرلیا۔ اور قلعہ کے خندق مین کاشتکاری ہوتی ہے۔

بھینسا ئسر۔ قلعہ مذکور کے دروازہ پر ایک برج بوسیدہ ہے اگلے زمانہ مین یہان بھینسہ کی قربانی ہوتی تھی۔

قلعۂ رتھاس گڈہ۔ محاذی قلعہ لب گنگ یہ قلعہ زمین دوز ہے شہر پناہ کو ہندی زبان مین رتھاس گڈہ کہتے تھے۔

روضۂ راجی سید نور۔ انکا نام راجی سید نورالدین عرف نورالحق ہے یہ روضہ محاذی قلعہ لب دریاے گنگا جانب گوشہ مشرق وشمال مین واقع ہے احاطہ اسکا خشت کا ہے جسمین بہت سے مقابر انکی اولاد کے ہین اور روضہ کے ستون پتھر کے ہین اور فرش سنگ مرمر اور سنگ موسی کا ہے زیر گنبد تین مقابر جسمین دو سنگ مرمر کے اور ایک راجی نور شاہ اور دوسرے راجی سید مبارک کی ہے اور تیسری قبر معمولی پتھر کی ہے بالاے ستون زیر گنبد قطعات سال تاریخ نہایت خوشخط پتھر و ن کندہ ہے لیکن بوجہ مرور ایام چند مصارع ابیات کے ایسے محکوک ہو گئے ہین کہ پڑہے نہین جاتے جسقدر پڑہے گئے وہ درج کتاب کئے جاتے ہین ہر چند کہ مادہ سال تاریخ کا مصرعہ پڑہا نہین جاتا لیکن مضامین دیگر مصارع سے تعمیر روضہ کی بزمان اکبر بادشاہ معلوم ہوتی ہے راجی سید نور شاہ فرزند اکبر راجی سید حامد شاہ کے ہین۔

قادر ذوالجلال والاکرام	آسمان راست قدر نقش بانی
چون مشوش شدہ عنایت او	ہم بتوفیق ولطف سبحانی
در زمان جلال دین اکبر	کہ بداوش خدا جہانبانی
روضہ راساخت مصطفے راجی	کش چو رضوان سزد بدربانی
بہر سال نہاد تاریخش +	ہم بیک بیت گفت دہقانی

قطعہ دیگر

جناب راجی سید نور دین شہ	شدہ واصل زدنیا قرب اللہ
بجستن سال فوتش بود ذاکر	کہ سید نور دین شد واصل اللہ

راجی سید نور صاحب مرید وخلیفہ مخدوم بندگی نظام الدین قصبہ امیٹھی اور مخدوم

شیخ من اللہ عرف شیخ بڈھن جونپوری جنکی اولاد اسوقت سجادہ نشینان سلون چشتیہ حسامیہ کرمیہ ہین۔ راجی نور صاحب مرید و خلیفہ راجی حامد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تھے اور آپکی اولاد مختلف مقامات قصبۂ مانکپور و رسولپور و مصطفے آباد و بازید پور وغیرہ مین آباد ہے اور ان مقامات مین بڑے با برکت اولادنے مساجد راجی نور کے نام سے تعمیر کرائی ہین اسوقت بیشتر مذہب اولاد کا شیعہ ہے اسوجہ سے آپکی روضہ کی مرمت نہین ہوتی دوسری قبر زیر گنبد جو سنگ مرمر کی ہے وہ راجی نور کے پوتے راجی سید مبارک کی ہے انکے قطعہ سال تاریخ وفات مین صرف دو شعر پڑہے گئے وہ درج کئے جاتے ہین۔

امام سالکان قطب اقطاب	شہ دین حضرت راجے مبارک
درین دنیائے دون رحلت نمودہ	کہ ذاتش بود تعالی اللہ تبارک

مقبرہ راجے سید ابو العلی۔ محاذی روضۂ راجے نور جانب شمال بفاصلہ دس قدم ایک بلند چبوترہ پختہ ریختہ اور بوسیدہ ہے جسپر علاوہ قبر راجے سید ابو العلی کے اور بہت سے مقابر خاندانی ہین راجے سید ابو العلی نبیرۂ راجے سید حامد شاہ کے ہین آپ سجادہ نشین درگاہ راجے سید حامد شاہ کے تھے اور ترکۂ ابو العلی آپکے نام سے اس قصبۂ مین ابتک لکہا جاتا ہے موضع علی پور آپکا آباد کردہ ہے۔

مسجد سنگین و روضہ راجے سید کرم اللہ عرف راجے کرمو۔ اس مسجد کا رو کار سنگین تھا وہ منہدم ہو گیا ہے روضہ خستہ کا گنبد شکست ہو گیا ہے زیر گنبد دو قبرین ہین ایک قبر راجے سید کرم اللہ اور دوسری قبر راجے سید غلام احمد عرف راجے گومن و انکے نواسہ کی ہے بیرون گنبد فرارات و مقابر پختہ و خام اولاد راجے گومن کے ہین موضع کرم گنج عرف کرمو گنج راجے کرم اللہ کا آباد کردہ ہے ان بزرگوار کا عرس سالیانہ یہان ہوتا تہا جب سے اولاد کا مذہب شیعہ ہو گیا مراسم سالیانہ فاتحہ خوانی بند ہو گئے۔

احاطہ مقبرہ راجے سید ابراہیم۔ یہہ احاطہ راجے نور کے روضہ سے چالیس قدم کے فاصلہ پر جانب گوشۂ جنوب و مشرق واقع ہے راجے سید ابراہیم۔ راجے نور شاہ کی ساتوین پشت اولاد مین ہین راجے ابراہیم شاہ درویش کامل مشہور ہین آپکے قوم اجنا تابع تہی کہتے ہین کہ جب آپ وضو کرتے تھے تو کوئی خدمتگار نہین ہوتا تہا۔ اجنا وضو کراتے تھے اور لوٹا پانی کا معلق رہتا تہا کوئی پانی ہاتھو نپر ڈالنے والا نظر نہین آتا تہا موضع ابراہیم پور جو اب شمولۂ علاقہ برہانپور ہے آپکا آباد کردہ ہے اولاد آپکی مانکپور مین اور دیگر مقامات مین موجود ہے آپکی اولاد مین سید یسین تھے جنکا آباد کردہ موضع سید یسین پور عرف سید اسی پور مشمولۂ

علاقہ بریالوان ہے۔

خانقاہ حسامی - یہہ عمارت سنگین جسکے پہلوے غربی و مشرقی مین دالان خشتی ہین اور ایک احاطہ خشتی سے محدود ہے صدر دروازہ جانب شمال ہے دالان سنگین سجادہ نشینان خانقاہ کی نشست گاہ ہے گرد و پیش مکان اہل خاندان کے ہین اس خانقاہ کے بانی شاہ قاسم رحمۃ اللہ علیہ ہین اور مجالس عرس تمامی بزرگوار حضرت شاہ حسام الحق رحمۃ اللہ علیہ سے اولاد تک اس خانقاہ اور دیگر مقامات قرب مین ہوتے ہین-

روضۂ سلیمان خاتون - محاذی سنگین دالان خانقاہ جانب شمال ایک روضہ کلان گنبد کا واقع ہے جو روضۂ سلیمان خاتون کا معروف ہے زیر گنبد علاوہ قبر سلیمان خاتون کچھ دیگر بزرگوار خاندان حسامی کے بھی ہین کہتے ہین کہ سلیمان خاتون دختر سلیم شاہ سوری بادشاہ دہلی کی تہین انکا عقد نکاح شاہ قاسم کے ساتھہ ہوا تہا لیکن اینٹین اس روضہ مین اقوام ہنود کے زمانہ کی ہین اور ساخت بہی پارینہ معلوم ہوتی ہے-

درگاہ حسامی اور مسجد - اس درگاہ کے دو احاطہ ہین احاطہ اول کا صدر دروازہ گوشہ جنوب و مغرب مین واقع ہے اور اس دروازہ کے اندر پہلوے مغربی مین ایک دالان سنگین تعمیر کردہ قاضی شمس الدین اولاد شیخ احمد محتسب عثمانی رئیس کڑہ کا ہے اور جانب مشرق اسکے ایک دالان خشتی ہے اور احاطہ کے صحن مین بیشتر مقابر خاندان حسامی کے ہین اور ایک قبر وسط صحن مین شیخ مخدوم بخش کوتوال سایر عہد شاہ اودہ کی ہے احاطہ اول مین جانب شمال دوسرا جزو احاطہ کچھہ بلندی پر واقع ہے جسکا دروازہ جانب جنوب احاطہ اول مین ہے اس دوسرے احاطہ مین مزار اقدس حضرت مولانا شاہ حسام الحق رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور اس احاطہ مین بہی بہت سے مقابر اس خاندان کے ہین اور ان دونون احاطہ درگاہ سے جداگانہ چار ہاتہہ کے فاصلہ پر جانب جنوب ایک مسجد ہے جب وہ پارینہ ہوگئی تو حاجی شاہ محمد اسمعیل سجادہ نشین خانقاہ نے اوسکی تعمیر جدید کی اور کنوان پختہ بہی صحن مسجد کے گوشہ جنوبی و مشرقی مین تعمیر کرایا ہے-

قبر سید خان شاہ - مورث سادات اصفہانی قصبۂ کڑہ و موضع منڈوا اور مرید و خلیفہ مولانا شاہ حسام الحق مانکپوری - پہلے آپ قصبۂ کڑہ مین بود و باش رکہتے تھے سمیان موسیٰ و سید عیسیٰ سادات قطبی سے اور آپ سے ملال خاطر ہوا اور ان لوگون نے آپکو تکلیف دی تب آپ نے اپنے پیر و مرشد حضرت شاہ حسام الحق صاحب سے شکایت کی حضرت نے ان کے حق مین بد دعا کی اور کہا کہ موسیٰ دہر گہونسا اور عیسیٰ دہر پیسا چنانچہ موسیٰ ہاتھی کے گہونسہ سے اور عیسیٰ زیر دیوار دب کر

ہلاک ہوئے اور سید خان شاہ نے حسب اجازت اپنے مرشد کے موضع منڈوا مین کونت اختیار کی ایکمرتبہ آپ
واسطے زیارت مرشد مانکپور مین قیام پذیر تھے اور یہان عارضہ ہیضہ پھیلا ہوا تھا اس عارضہ مین آپ نے
وفات پائی قبر آپ کی زیردیوار مشرق احاطہ درگاہ حسامی موجود ہے کہتے ہین کہ آپنے اس قصبے اس
عارضہ کو ہمیشہ کیلئے جذب کرلیا ہے جب کبھی اس عارضہ کا اثر یہان نمایان ہوتا ہے تو لوگ گندم بریان اور
گوڑ جسکو گوڑ دھنیان کہتے ہین آپکی قبر پر نیاز دلاتے ہین - اوسوقت یہ عارضہ قطعی معدوم ہوجاتا ہے

احاطہ وقرار حاجی عبد الکریم - ملحق روضہ سلیمان خان اندرون حلقہ خانقاہ واقع ہے
جسمین آپ سودہ ہین مفصل حال آپکے حصّہ تواریخ مین تحریر ہونگے - اور بانی درگاہ شریف شاہ محمد غفور عطا
صاحب ابن حضرت شاہ کریم عطا صاحب ہین

مقبرہ نصیر الدین پہلوان - یہہ مقبرہ آبادی مانکپور سے گوشہ مشرق بالائے نالہ جنگلی واقع ہے
اس مقبرہ پر پہلے ایک گنبد کلان تھا ۱۸۷۱ء مین کثرت بارش سے گنبد منہدم ہوگیا زیر گنبد دو قبرین
ہین ایک شاہ نصیر الدین اور دوسری اونکے دوست کی انکی نیاز تین کوڑی اور دوست کی دو کوڑی کی
شیرینی پر ہوتی ہے - زیادہ مصارف سے آپ ناخوش ہوتے ہین اور مُراد بھی پوری نہین ہوتی شہر دہلی اور
اوسکے جوار مین آپ نصیر الدین شاہ قلم معروف ہین آپ مرید وخلیفہ شیخ علاء الحق صاحب پنڈوی بنگالی
کے ہین اور شاہ ولایت مانکپور تھے آپکا زمانہ خواجہ سرور جہان سلطان شرقی جونپور کا ہے آپ کی
اولاد یا خاندان سے کوئی نہین ہے مولانا شاہ حسام الحق کو وقت عطائے ولایت مانکپور اونکے پیرومرشد
حضرت نور قطب عالم پنڈوی نے فرمایا تھا کہ نصیر تا نصیر و حسام تا قیام -

مزار لولی نارنگ - یہہ مقبرہ پختہ بالائے جنگلی نالہ محاذی مزار میر نصیر الدین پہلوان واقع
ہے اس قبر کا گنبد مزار شکست ہو کر قبر کا سرپوش ہے کہتے ہین کہ لولی نارنگ ایک طوائف کی لڑکی تھی
جو عہد طفلی سے عابدہ تھی انکی عبادت اور ریاضت اور کمالات کی داستان فقراء کے ملفوظات اور کتب
مین مطول موجود ہین لولی نارنگ کا زمانہ اوسوقت کا معلوم ہوتا ہے کہ جب مسلمان تازہ ولایت تھے
ایسی عورت کو لولی اپنی زبان مین بولتے تھے -

مزار حبیب اللہ - لولی نارنگ کے مزار کے ملحق جانب شمال ایک قبر سنگین جسپر حبیب اللہ
فوت شد ۸۰۱ھ پتھر پر منقوش ہے -

محمد باڑہ - اس مزار حبیب اللہ سے جانب مشرق کچھہ فاصلہ پر ایک گنبد عالیشان تہا جو اب منہدم ہوگیا ہے اور احاطہ باقی ہے سابق مین یہہ مقام پہلوانون کے کشتی لڑنیکا تہا اکہاڑہ کے بجائے باڑہ بولا جاتا تہا محمد خان و عنایت خان جنکا آباد کردہ عنایت گنج اور کالے خان جسکا کالے مدرسہ مشہور ہے سرداران قوم گہروار سے تہے -

میدان چوکاپور - اس وسیع میدان مین صدہا مقابر و مساجد اقوام د امغانیان کے موجود ہین اور ہزارہا مقابر پختہ کہود کر کہیت ہوگئے ہین یہہ وہ میدان ہے کہ جسمین شیوخ اسلام مجاہدین غازی میان سے اور اقوام بہر سے میدانداری ہوئی اور بعد کو چالیس سال باہم مابین شیوخ و بہر معرکہ آرائیان رہین اور یہہ وہی میدان ہے کہ جسمین مانکپور پہلے آباد تہا اور شیوخ د امغانیان کا عروج و تنزل واقع ہوا -

قبر مولانا شاہ محمد اسمعیل - یہہ مورث خاندان حسامی مانکپور ہین قبر انکی روضۂ ملک امام الدین کے مغرب کیطرف ہے مکان مسکونہ بہی انکا اسی مقام پر بیان کیا جاتا ہے -

روضۂ ملک امام الدین - ملک امام الدین سرداران لشکر جہادی غازی میان سے ہین بعد فتوحات جنگ کڑہ مانکپور یہہ مانکپور مین مقیم تہے جب سالار غازی میان بہرائچ مین شہید ہوگئے اور مسلمانونکا زمانہ گردش مین آیا تو ملک امام الدین بہی حملہ کفار مین گہر گئے قوم مخالف نے آپ کو سخت تکلیف دی چونکہ آپ کے ہمراہ چہہ دختران ناکتخدا اور ایک زوجہ تہین قوم مخالف نے دختران ناکتخدا کی خواستگاری جبریہ کی ایسی استدعا قوم مخالف کی ایک عادت مستمرہ تہی اس قوم کا عام دستور تہا کہ دولہن کا ڈولہ پہلے سردار قوم بہر کے یہان اوتارا جاتا تہا دوسرے روز اوسکے شوہر کی نوبت ہوتی تہی زناکاری کوئی فعل معیوب نہین تہا الغرض ملک صاحب کیطرف سے انکار ہوا مگر اونکی زوجہ نے بخوف ہلاکت جان لڑکیونکا دینا قبول کیا - اور جب مخالفین کا تقاضا شدید ہوا اوسوقت ملک صاحب نے درگاہ جناب باری مین نہایت انکساری کیساتہہ مناجات کی کہ اے پردہ پوش گنہگاران اس بندۂ عاجز وبیکس کی عزت و حرمت تیرے دست قدرت مین ہے ناگاہ زمین شق ہوگئی ملک صاحب اپنی دختران پاکدامن کو لیکر پیوند خاک ہوئے قوم مخالف ملک صاحب کی اس کرامات کی قائل ہوگئی تل چاول جسکو ہندی محاورہ مین تل چوری کہتے ہین اور ہنود کے دیوتاؤن پر چڑہائی جاتی تہی وہی مستورات انکی قبر پر چڑہانے لگیں ہوگئے یعنی دختران ناکتخدا ابتک تل چوری مزار پر چڑہاتی ہین اور کڑہی روٹیان اور

پھلکی جو خاص خورش اہل ہنود ہے عورات ہنود و مسلمان ملک صاحب کی قبر پر چڑہاتے ہین جسکو عوام الناس ایک محاورۂ خاص مین ملک چہوانا بولتے ہین یہہ وٹیان و پہلکی باآئے قبر ملک صاحب پر پہیلائی جاتی ہین اِن مراسم سے ظاہر ہوتا ہے کہ اوسوقت یہان اسلام کا گذر نہین ہوا تہا کہ دستور فاتحہ خوانی ہوتا کیونکہ ملک صاحب کا فاتحہ یا عرس ابتک نہین ہوتا البتہ روضۂ ملک صاحب شہزادۂ کیقباد بادشاہ دہلی نے تعمیر کرایا تہا گنبد مزار اب منہدم ہو گیا ہے۔ ماہ اگہن مین ہر سال سات میلے سات جمعرات کو قبر ملک صاحب پر ہوتے ہین اور ان میلون کا نام ملک بیٹہ ہے ان میلون مین عورات کی کثرت ہوتی ہے مگر میلے صفائی مین عمدہ ہوتے ہین اول جمعرات کو جب خفیف میلہ ہوتا ہے عورات اپنے محاورہ مین کہتی ہین کہ آج پہلی کیواڑی کہلی۔ اور روضہ ملک امام الدین سے جانب شمال بیس قدم کے فاصلہ پر ایک احاطہ جسمین قبر زوجہ ملک صاحب کی ہے عورات جب قبر ملک صاحب پر جاتی اور نیاز چڑہاتی ہین تو بوقت واپسی کچہہ کنکریان قبر زوجہ ملک صاحب پر پہینکتی ہین اس مطلب سے کہ اس نے دختران معصوم کو حاکم بدکار کے دینے کو کیون منظور کیا تہا پس کنکریان ایک سنگ ملامت ہے خادم درگاہ یا جاروب کش اس مزار کے قوم ڈفالی سے ہین جو خود کو لشکریان غازی میان سے شمار کرتے ہین۔

مزار شاہ جمال الدین اولیا اور زندہ سوختہ ۔ یہہ مزار آبادی موجودۂ مانکپور سے جانب شمال واقع ہین یہہ مزار پختہ ہشت پہلو مدوّر سطح زمین سے پانچ فیٹ بلند اور ستّو فیٹ مدوّر اسکا چبوترہ ہے اور بالاے چبوترہ دیوار و سنگین صراحیان با نقش و نگار ہین اور دروازہ سنگین جانب جنوب واقع ہے اور بالاے شہ نشین دو قبرین پتہر کی ایک شاہ جمال الدین اولیا دوسری زندہ سوختہ کی ہے اور ان قبرون کے گرد پتہر کا کٹہرہ ہے اور ان مزارات کے چارونطرف صدہا مقابر پختہ بیشتر سادات گردیزی مانکپور کے ہین اور اسکے محاذی مکانات و آبادی بہی سادات گردیزی کی ہے مجاور درگاہ شریف منور علیشاہ بن باقر علیشاہ ہے جو بیان کرتا ہے کہ میری پچیس پشت اس درگاہ کی جاروب کشی مین گذری ہین اور جو بیانات میرے خاندان مین نقل ہوتے آئے ہین وہ یہہ ہین کہ شاہ جمال اولیا اور زندہ سوختہ برادران حقیقی اپنی قوم کے سردار تھے بوسیلہ جہاد یہان تشریف لائے اور راجہ مانکچند سے جنگ کر کے شہید ہوئے ایک عرصہ تک انکی قبرین لاپتہ رہین جب بادشاہ دہلی کو عالم رویا مین بشارت ہوئی کہ ہمارے مقابر تعمیر کیئے جاوین پس بحکم بادشاہ دہلی ایک مقام مین دو قبرین تعمیر ہوئین

جب صندوق قبر تیار ہوا تو ایک مقام قریب ترکے زمین خود بخود شق ہو گئی اور اوس مین شق شدہ سے یہہ دونون شہید برآمد ہوئے اور صندوق تیار شدہ مین استراحت فرمائی تب سے یہہ مزارات زیارتگاہ عام مین پہلے معافی زمین متعلق درگاہ زیادہ تہی اب صرف صہ بگیہ باقی ہے جو وجہ معاش جاروب کشش کی ہے اور یہہ معافی عطیہ سادات گرویزی ہے۔

(**نوٹ**) بوجہ امتداد ایام شاید اس روایت کے حافظہ مین کچھہ فرق آگیا ہے لیکن شان قبر شاہد ہے کہ مقبرہ ضرور کسی امیر کا ہے قبرستان سادات گرویزی کے الحاق سے اور معرکۂ مجاہدانہ راجہ مانکچند اور شہاب الدین گرویزی سے ایسا ثابت ہوتا ہے کہ شاہ جمال الدین اولیا اور زندہ سوختہ ضرور اوسی جماعت سے تہے اور شہید ہوئے جب دوبارہ اولاد سید شہاب الدین کو عروج ہوا تو اونہون قبرین ان شہداء کی تعمیر کرائین اور خطاب زندہ سوختہ کی کوئی وجہ خاص معلوم نہین ہوتی بجز اسکے کہ ریاضت وعبادت مین خود کو جلا دیا۔ ع تا نسوزی بر نہ آید بوئے عود + اور مقابر کا احاطہ جو مدوّر ہے یہہ مقام بالائے قلعہ زمین دوز جسکو رتہاس گڈہ کہتے ہین اوسکے ایک گوشۂ مشرق وشمال مین واقع ہے یہہ کوئی مدوّر برج ہوگا چونکہ شہدا موصوف بالائے برج شہید ہوئے تہے اس لئے انکا احاطہ فرار مدور تعمیر کیا گیا کہ برج کی علامت ظاہر رہے۔

احاطۂ مزار راجے سید حامد شہ گرویزی۔ یہہ احاطہ جانب مغرب چند قدم کے فاصلہ پر مزار شاہ جمال الدین اولیا سے واقع ہے راجے سید حامد شہ عالیخاندان سادات گرویزی مانکپور سے ہین اور آپکی اولاد قصبۂ مانکپور اور اطراف وجوانب مین آباد ہے آپ مرید وخلیفہ رشید مخدوم شاہ حسام الحق صاحب مانکپوری کے ہین اور درجہ فقر مین آپ شاہ ولایت جونپور تہے اور آپکے احاطہ درگاہ مین ایک قبر سنگین آپ کی ہے اور بہت سے مقابر انکے خاندان اور شہزادگان عصر کے ہین چنانچہ آپکے مزار سے بفاصلہ سولہ ہاتہہ جانب مشرق قبر سید احمد ثانی کی ہے جو آپکی پانچوین پشت مین ہین اور شیخ پیر محمد صاحب سلونی کو اول شرف بعیت سید احمد ثانی سے حاصل ہوا ہے کیونکہ شیخ پیر محمد صاحب کے بزرگ جدّ اعلیٰ مخدوم شیخ من اللہ عرف شیخ بڈہن سید احمد ثانی کے جدّ اعلیٰ راجے سید نور صاحب کے مرید وخلیفہ تھے بعد وفات سید احمد صاحب شیخ پیر محمدؒ نے سلسلہ کرمیہ مین بعیت حاصل کی ہے۔ محامد وخصایل راجے سید حامد شہ بیشمار ہین مخدوم شاہ اشرف جہانگیری کچھوچھوی اپنی کتاب لطائف اشرفی مین آپکے اوکا

حمیدہ تحریر کرتے ہین آپ لکھے پڑھے نہین تہے سلاطین شرقیہ جونپور آپکے معتقد تھے ایک مجلس علماءِ مین آپکو بغرض امتحان طلب کیا تہا اور مسائل شرعی آپسے دریافت کیے گئے تہے آپکے جوابات سے علامۂ عصر مولانا حسن طاہر آپ کا مرید ہوگیا تہا علم باطنی کا آپ مین شرف حاصل تہا آخون درویزہ جو شہر پشاور کے مغربی دروازہ پر آسودہ ہین اور جنسے تمامی افغانستان مین سلسلہ بعیت ہے آپکے مرید و خلیفہ ہین **نقل ہے** کہ سو برس بعد وفات آپکے کسی درخت کی جڑ سینۂ پاک پر آگئی تہی اولاد کو بشارت ہوئی چنانچہ صندوق قبر کہولا گیا اور جڑ کاٹی گئی اور غسل و کفن دوبارہ دیا گیا اور اصلاح بنوائی گئی اور پہر مدفون ہوئے اور سابق کا کفن اور ناخون اور موئے تراشیدہ مدت تک اولاد کے پاس تبرکاً رکھے رہے لوگ اوسکی زیارت سے مشرف ہوتے تہے بوجہ امتداد ایام اب ضایع ہوگئے مگر ایک عصائے چوبی آپکا ابتک موجود ہے سنگ مزار ٹوٹ گیا تہا معتقدان نے چندہ کرکے قبر کی مرمت سنہ ۱۹۰۳ء مین کرادی اور احاطہ درگاہ کا دروازہ شکست ہوگیا تہا بجائے دروازہ چوبی کے اب دروازہ آہنی لگادیا گیا ہے زمانہ سلاطین جونپور سے اکثر اولاد کا مذہب شیعہ ہوگیا ہے اسوجہ سے آپکی قبر کی جانب کم توجہی ہے بلکہ آپکی قبر کے متصل تعزیہ مدفون ہونے لگے ہین آپنے بعمر نوے سال سنہ ۹۰۰ھ مین وفات پائی قطعہ سال تاریخ درج ہے۔

تاخت چون از جہان بخلد برین گفت سرور بسال تاریخش		حامد ذات احمدی و علیؓ قطب دین حامد خدا و نبیؐ	۹۰۰ھ

روضۂ عنایت خان ۔ یہہ روضہ ایک احاطۂ بزرگ مین مزار راجے حامد شاہ کے جانب مغرب بیس ہاتھ کے فاصلہ پر واقع ہے عنایت خان سرداران اقوام گھروا سے ہین اور عنایت گنج اِنکا آباد کردہ ہے اِنکی نسل سے اب کوئی مانکپور مین نہین ہے عنایت گنج مین پختہ احاطہ تہا مگر اب وہ نیست و نابود ہے لیکن مقبرہ بوسیدہ اِنکا ابتک موجود ہے یہہ روضہ نہایت خوشنما تعمیر ہوا تہا اسمین مغرب کیطرف تین گنبد عالیشان تھے درمیانی گنبد کے نیچے قبر عنایت خان کی ہے مگر اسوقت تینون گنبد منہدم ہوگئے ہین احاطہ کی دیوارین بلند ہین دو دروازے ایک جانب شمال اور دوسرا جانب جنوب ہے اور احاطہ کے گوشہ مشرقین جنوب و شمال مین بروج تھے وہ بہی اب گر گئے ہین۔

قبر راجے رستی گردیزی ۔ یہہ قبر معہ دیگر مقابر پختہ کے بالائے حصار رتہاس گڈہ عنایت گنج سے جانب جنوب واقع ہے یہہ خاندان سادات گردیزی مین صاحب کمال درویش گذرے ہین

اولاد انکی مانکپور اور مصطفے آباد وغیرہ مین آباد ہے۔ شادی بیاہ کے کہانے مین اب تک ان کا حصہ لگایا جاتا ہے۔

مسجد و مقبرہ میر طوفان شہید۔ بازار شاہ آباد مین بالا نالہ محاذی قبر راجہ رشنی جانب مغرب کچہہ دور فاصلہ پر مسجد بوسیدہ اور مقبرہ میر طوفان واقع ہے۔ انہون نے شہر ربیع الثانی ۶۹۵ھ مین کفار کے ہاتھ سے بضرب تیر تفنگ شہادت پائی یہان عرس سالیانہ ہوتا تھا جب سے دوست علی مجاور فوت ہو گیا مراسم عرس بند ہو گئے میر طوفان کی اولاد اب یہان آباد نہین ہے مگر کچہہ لوگ اس نسل کے موضع ہیبت پور پرگنہ ہتگام تحصیل کہاگا ضلع فتحپور مین آباد ہین انکی اولاد کا مکان شاہ آباد مین پورب طرف تھا اب صرف مسجد باقی ہے اس خاندان مین ایک شادی ایسے اصراف سے ہوئی تہی جسکی دعوت کا کہانا تمام سکنائے مانکپور کو دیا گیا تہا میر طوفان کے بالین مزار پر جو سنگ نصب ہے اوسمین جو قطعات و عبارت کندہ ہے وہ بجنسہ نقل کیجاتی ہے۔

میر طوفان چون ہنر بریکہ تاز	بر سر کفار شہہا سے دوید
از قضا تیر اجل یعنی تفنگ	بر تن پاک شریف او رسید
سال فوتش از خرد تسلیم گفت	کو بجا سے میر طوفان شد شہید

خمس تسعین وستمأتہ شہر ربیع الثانی تحفہ العبد مولانا مبارک۔

الہی چنان کن کہ انجام کار	تو خوشنود باشی و ما رستگار
ہر کہ آید بجہا اہل فنا خواہد شد	آنکہ پایندہ و باقیست خدا خواہد شد

مقبرہ نواب الصمد خان۔ یہہ سادات گردیزی خاندان سے ہین یہہ مقبرہ ایک بلند اور وسیع چبوترہ پر میر طوفان کے مقبرہ کے جانب شمال کچہہ فاصلہ پر واقع ہے اور اس چبوترہ پر اور مقابر بہی موجود ہے لیکن اب یہان مردے دفن نہین ہوتے۔

روضہ لاڈلی بی بی۔ مقبرہ نواب عبد الصمد خان سے چہہ قدم کے فاصلہ پر جانب شمال یہہ روضہ واقع ہے اس روضہ کے گرد ایک بلند احاطہ خشتی ہے اور دروازہ سنگین و مختصر پورب کیطرف واقع ہے اور وسط احاطہ مین روضہ سنگین گنبد دار ہے اور اس روضہ کے باہر بہت سے مقابر پختہ ہین یہہ لاڈلی بی بی خاندان سادات گردیزی سے ہین جنکا لقب راجے میر نگر بہا ہے کیونکہ موضع نگر بہا اس خاندانکی جمعیت آبائی تہی

اس خاندان کے لوگ اب مانکپور مین آباد نہین ہین میر خیرات حسین ساکن سلون اسی نسل سے تہے ایک نابالغ لڑکا ان کا قصبۂ سلون مین موجود ہے۔

قبرستان بارہ دواری - یہہ ایک بلند اور وسیع چبوترہ جسپر مقابر پختہ ہین لاڈلی بی بی کے روضہ سے جانب گوشۂ مغرب شمال مین کچھہ دور فاصلہ پر ہے یہہ قبرستان بارہ گہرونکا ہے اسوقت اون گہرون سے کوئی باقی نہین ہے۔

عیدگاہ - مزرعہ آئیمۂ راجہ محمد حیات مین جانب گوشۂ مغرب و شمال واقع ہے یہہ عیدگاہ پورانی ہے مغرب کی دیوار کے دونون سر دیوار بروج سنگین تھے لیکن وہ منہدم ہوگئے فرش عیدگاہ ایک چبوترہ بلا قید تہا اسوجہ سے اسمین احتمال ناپاکی اور آمدو شد جانوران کا تہا حاجی کریم بخش نے کوشش کے ساتھہ چندہ سے احاطہ تعمیر کرایا اور اوسمین دروازہ لگادیا اب یہہ مسجد عیدگاہ نو تعمیر ہوگئی۔

گہوڑے شہید - غوری شہید کا بگڑا ہوا گہوڑا شہید ہے یہہ مقابر آبادی شاہ آباد سے جانب شمال واقع ہین۔

چھیپونکی مسجد - یہہ مسجد آبادی شاہ آباد کے مغرب کیطرف ہے اقوام چھیپا پہلے یہان آباد تھے یہہ مسجد چندہ سے بنائی گئی تہی اس مسجد کے بانی کی اولاد اب ضلع مانڈہ پرگنہ کڑا مین آباد ہے اور قوم چھیپا معروف ہے

روضۂ شہاب الدین گردیزی اور روضۂ شہزادی - یہہ دو روضہ گنبددار ایک احاطہ خشتی کے اندر جسمین بہت سے مقابر پختہ ہین اور احاطہ منہدم ہوگیا ہے اور منجملہ دو روضہ کے ایک روضہ سنگین ہے جو شہاب الدین گردیزی کا معروف ہے مگر سوا اس قبر کے سادات گردیزی کے کوئی مورث یہان مدفون نہین ہین گردیزی سادات کا بیان اس روضہ کی نسبت عجیب و غریب ہے وہ کہتے ہین کہ شہاب الدین ہمارے مورث کا مقبرہ دریا کے کنارے پر تہا جب وہ مقام دریا برد ہونے کے قریب ہوا تو اولاد نے یہہ روضہ تعمیر کراکے دوبارہ اس روضہ مین مدفون کیا بیان ایسا ہے جیسا کہ نسبت قبر شاہ جمال الدین اولیا - ہم پہلے تحریر کر چکے ہین اور یہہ بیان صرف بطور قصہ کہانی زبانی ہے کوئی ثبوت تحریری نہین ہے نہ کوئی عمل مابعد ایسا ہے کہ جسکی صداقت سے اسکو تسلیم کر لیا جاے اولاد شہاب الدین مانکپور مین بکثرت پہلے آباد تہی اور اب بھی آباد ہے مگر کسی خاندان کا گورستان یہان نہین ہے ساخت روضہ ہمشکل مسجد جامع و چہل ستون واقع شاہ آباد کے ہے دوسرا روضہ شہزادی کا مشہور ہے جسمین قبر کے گرد پتہر کا کٹہرہ نہایت خوشنما ہے اور قبر کے سرہانے

دیوار مین ایک پتھر نصب ہے او قطعہ تاریخ اوسمین کندہ تھا مگر بوجہ مرور ایام حروف اُسکے محکوک ہو گئے ہین صرف
ایک شعر پڑہا جاتا ہے جو درج کرتا ہون ۔ ؎

وزید باد خزان شمع مجلس جعفر	ہزار حیف کہ گل شد نماند تا بسحر

اب غور طلب یہہ امر ہے کہ یہہ معظمہ کس خاندان سے ہین اول جعفر خان بن خضر خان ابن سلطان علاء الدین
خلجی جاگیردار کڑہ مانکپور اگر اس جعفر خان کی بیگم کا یہہ روضہ ہے تو اسکا چچا شہزادہ شہاب الدین تہا
روضہ سنگین اوسکا ہے ۔

مسجد جامع ۔ شاہ آباد کے مغرب کیطرف دریائے گنگا کے کنارے ایک عالیشان عمارت سنگین تھی
جو منہدم ہو گئی صرف مغرب کیطرف کی عمارت سنگین جسمین ۳ دالان وسیع اور اوسکے پہلو مین ایک سمت
شمال اور دوسر اسمت جنوب دالان موجود ہے اس مسجد کے مصارف کیواسطے شاہجہان بادشاہ دہلی نے
حسب فرمان شاہی ضماہ بیگہ زمین معاف عطا کی ہے جسکے فرمان کی نقل بجنسہ درج تاریخ ہذا ہے اور
بوجہ انقلاب حکومت یا متولیان کی طمع سے یہہ اراضی معافی اب زمینداری خالصہ ہے ۔ اور درباد
میر عدل نے جنکے نام فرمان شاہی ہے منتقل بہی کر دی ہے اگرچہ فرمان کی عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ میر عدل راجے
عبدالقادر نے ایک قصبہ بنام شہاب الدین آباد ۔ آباد کیا تہا اور شاہجہان بادشاہ کا نام شہاب الدین ہے
اور میر عدل کے مورث کا نام بہی شہاب الدین تہا اور غرض میر عدل کی اپنے مورث کے نام سے تہی اور دربرد
خوشنودی خراج شہاب الدین محمد شاہجہان بادشاہ سے بہی تھی ۔

اس قصبے کی آبادی اور نام کا جو کچہہ سبب ہو لیکن یہہ بات ذہن نشین ہنین ہوتی کہ راجے سید عبدالقادر
میر عدل نے کئی لاکہہ روپیہ صرف کر کے مسجد اور مکانات سنگین جو عمارت عالیشان دریا کے کنارے واقع ہین تعمیر
کرائی اور ضماہ بیگہ زمین بحیلہ مصارف مسجد حاصل کی کیونکہ اُسوقت زمین ایسی بیش قیمت شئے ہنین تہی جسقدر روپیہ
تعمیرات مین صرف ہوا ہو گا اوس قیمت مین ایک علاقہ زمینداری خرید کر لینا ممکن تہا اوس وقت کے کاغذات
خانگی اس خاندان کے راقم نے بچشم خود دیکھے ہین میر عدل کے پاس جیسی عمارات عالیشان مقبوضہ
تہین ویسا علاقہ زمینداری یا معافی نہین تہا ۔

نقل فرمان

مهر

دستخط طغرا

درین وقت فرمان عالیشان مرحمت عنوان شرف اصدار و عز ایراد یافت چون بعرض مقدس رسید
که سعادت و نقابت پناه فضائل دستگاه سلالهٔ سادات الاماجد العظام نتیجه النقاد اولیاء الکرام نقاوهٔ
العرفا والاعاظم ذی الحسب الطاهر والنسب الظاهر زبدة الافاضل والاکابر راجے سید عبد القادر میر عدل
در سواد بلدهٔ مانکپور عسکر ظفر اثر بر کنار دریا قصبه بنام نامی و اسم سامی اشرف اقدس ارفع همایون اعلیٰ
آباد ساخته بشهاب الدین آباد موسوم گردانیده التماس نمود که مسجد جامع میخواهد در انجا بنا کند تا سکنه
انجا باداے صلوات خمسه جمعه و عیدین قیام نموده محتاج رفتن جاے دیگر نباشند و اثر مثوبات آن لاحق روزگار
اشرف همایون گردد و نیز التماس نمود که بر محترفه و سکان آن قصبه از عمله و فعله و پته و گذر و غیره هیچکس را
مجال تعدی و ستم نباشد با مرفه الحال و فارغ البال کما ینبغی باداے مشاغل خویش نموده بدعاگوئے
دوام دولت ابد پیوند اشتغال می نموده باشند و این معنی از دیاد آبادانی و معموری قصبه و اجتماع مردم
شود حکم جهان مطاع گردون ارتفاع از مکمن لطف و مرحمت شرف اصدار و عز ایراد یافت که موازی
پانصد بیگه زمین مزروع و افتاده بالمناصفه دیده و دانسته بطریق انعام مؤبد و مخلد وجه اخراجات مسجد
و ضیافت وارد و صادر و باغات از پرگنه حویلی مانکپور وغیره حسب الضمن مقرر و مفوض باشد
که سیادت و نقابت پناه مشار الیه اولاد و احفاد موصی الیه بطنا بعد بطن و نسلاً بعد نسل ابداً مؤبداً
تفقد احوال مساکین از درین انجا کوشیده به ترویج و تعمیر مسجد و قیام قصبه اقدام می نموده باشند

وسلسل حکام وعمال متصدیان مہمات وجاگیرداران فوجداران کروریان حال واستقبال الصوبہ سرکار آنکہ بموجب حکم الاشرف اقدس اعلی کوشیدہ اراضی مذکورہ رابیمودہ حک بسنہ تصرف موصی الیہم بازگذاشتہ اصلاو مطلقا تغیر وتبدل برآن راہ ندہند وبعلت بابوجہات واخراجات مثل قلنغہ وپیشکش وجرمانہ وضابطہ محصولانہ ومہرانہ دروغگانہ وبیگار وشکار رودہ نیمی ومقدمی وصدوقمی وقانونگوئی وضبط ہرسالہ وتکرار زراعت واحضار واستخلاص وتصحیح صدور وتجدید اسناد وکل تکالیف دیوانی ومطالبات سلطانی مزاحمت نسازند بانفراغ خاطر بحاصلات آنرا صرف اخراجات مسجد وضیافت وارد وصادر در انجا وغیرہ می نمودہ باشند وجمیع سکنہ محرفہ واہل کسب آن قصبہ از بقال وحمی وبافندہ وکاغذی ودلال وملاح وغیرہ کہ در بازار بٹنہ وگذرکار سکنند از جمیع تکالیف ومطالبات معاف ومسلم ومرفوع القلم شمردہ از جمیع عوارضات مصون ومحروس شناختہ اصلاو مطلقا بہیچ نہ من الوجوہ مزاحم نشوند تمامی متعلقات ومضافات آن قصبہ را بلا شرکت ومساہمت بآن سیادت ونقاوت پناہ ستارالیہ وفرزندان موصی الیہ منسوب داشتہ اصلا مداخلت ننمایند وبعلت زکوۃ محرفہ وسایر امور نامشروعہ وممنوعہ بادشاہی بکدام طلب وتوقع نکنند می باید کہ ہیچکس از اہالی انجا وہیچ معاملہ وقضیہ تکلیف رجوع بدیگرے بغیر آنہا نکنند می باید کہ بموجب مقررہ مسلم دانستہ از شوائب تغیر وتبدل مصون سند درین باب ہرسالہ فرمان ویرد انچہ تجدید نطلبند واز فرمودہ تخلف انحراف نورزند چون بتوقیع رفیع منیع اشرف اعلی مزین وتحلی گردد اعتبار نمایند درعہدہ دانسته تحریراً فی التاریخ ۲۸ خورداد الہی سنہ ۳

(نوٹ) عبارت ظہری اس فرمان کی بوجہ محکوک ہوجانے حروف کے پڑھی نہین گئی اسلئے اخیر عبارت کے فقرات تحریر کیے جاتے ہین ۔ ۲۸ ماہ خورداد الہی سنہ ۳ مطابق ۲ شہر شوال سنہ ۱۰۲۹ھ متقدس

ازقریات پایگاہ ازموضع بہکہری وغیرہ ماحگہ افتادہ لایق زراعت	ازقریات گذارہ ازموضع بلدہ واز تغیر جاگیردار۔ مام ۵ مگہ مزروع	از حویلی مانکپور قریب آبادانی مسجد زمین افتادہ ۔ مام بیگہ لایق زراعت

اور واضح رہے کہ فرمان[1] کو رین قصبہ کا نام شہاب الدین آباد لکھا گیا ہے اور صما بیگہ اراضی واسطے مصارف وارد وصادر مسجد کے سرکار دہلی سے عطا ہوئی ہے اور اوسوقت کے دوسرے کاغذات کے دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسکے پہلے یہان ایک آبادی کا نام شاہ آباد تھا اسکے قریب مین جب میر عدل نے

[1] دیکھو ہبہ نامہ نوشتہ راجے علی سجاد بن راجے عبدالقادر مورخہ ۲ رمضان سنہ ۱۱۲۰ ہجری۔

ایک قصبہ آباد کیا اوسکا نام شہاب الدین آباد رکہا پس یہہ دونون قصبے اب شامل ہو گئے اور سب کا نام
شہاب الدین آباد لکہا جانے لگا اور جب میر عدل کی اولاد راجے سید محمد حیات کا زمانہ ہوا تو انہون نے
اپنی کل ملکیت کا مجموعہ کر کے اپنے نانکار کی ایک سند حاصل کر کے موضع کا نام آیمہ راجے محمد حیات قرار
دیا جو اسوقت بہی کاغذات سرکاری اور خانگی مین لکہا جاتا ہے راجے سید عبدالقادر میر عدل کو بذریعہ فرمان
شاہی پانسو بیگہ زمین مین محال احویلی مانکپور۔ قریات گذارہ۔ اور قریات پائیگاہ سے ملی تہی شہاب الدین آباد
مین اُسکے حدود بہت کم تہے اسوقت موضع آیمہ راجے محمد حیات مین سات سو بیگہ کا رقبہ ارضی ہے
پس بہت سے چکوکات کی زمین اسمین شامل ہو گئی ہے۔

چہل ستون و سنگین محل چہل ستون جو مقبرہ ہے جسمین تین تین درجے ہر چہار اطراف مین
سنگین عمارت کے تہے اور اسکے وسط مین ایک گنبد کلان سنگین تہا جو اسوقت منہدم ہے زیر گنبد تین
قبرین ایک سنگ مرمر کی جانب مشرق اور دو سنگ سرخ کی جانب مغرب لیکن تینون مقابر برابر ہین ان
مقابر کو کوئی نہین بتلا سکتا کہ کس بزرگ کی قبرین ہین بعض لوگ کہتے ہین سنگ مرمر والی قبر شہید کی ہے
اور بعضونکا خیال تہا کہ قبرین فرضی ہین یہہ عمارت عمدہ تعمیر کرائی گئی تہی اور اسمین چالیس ستون اس
ترکیب کے ساتہہ تعمیر کئے گئے تہے کہ باہر سے کوئی شخص بندوق یا گولی یا تیر چلائے تو جو شخص وسط کے
کمرے مین بیٹہا ہو گا اوسکو کچہہ نقصان نہ پہونچے گا بلکہ گولی یا تیر کسی ستون مین رہجائیگا اسکی تعمیر پر جا
بادشاہ دہلی کو دیا گیا تہا کہ شاہی مکان کی نقل راجے سید عبدالقادر میر عدل نے بنوائی ہے پس میر عدل
نے بخوف و عتاب سلطانی فرضی قبرین اسمین تعمیر کرائی ہین تاکہ یہہ عمارت منہدم ہونے سے محفوظ رہے بعض
کہتے ہین کہ یہہ دفینہ ہے اور قبرین فرضی ہین ان خیالات سے قابض حال راجے سید تعشق حسین نے بطمع دفینہ ایک
قبر کو جسکا تعویذ سنگ مرمر کا تہا کہود ڈالا جب تختہ فرار جدا کیا گیا تو اوسمین سے ایک خوشبو بر آمد ہوئی اور کیا دیکہا
کہ ایک مردہ شخص سو رہا ہے مگر اوسکی ہڈیان سُرخ ہین اور صرف ہڈیان باقی ہین یہہ دیکہکر فوراً سنگ فرار
بند کر دیا گیا قابضان عمارت جنکا موروثی ترکہ ہے وہ اس عمارت کی تعمیر کی اصلی حقیقت نہین بتلا سکتے
نہ کوئی کاغذ اونکے یہان ایسا ہے کہ جسکے دیکہنے سے اس عالیشان عمارت کا صحیح پتہ دریافت ہو سکے نہ کوئی علاقہ
زمینداری کی ایسی فہرست بنام راجے عبدالقادر اس خاندان مین موجود ہے کہ اس عمارت کے شایان ہو
اور اگر ہے تو وہی فرمان شاہجہان بادشاہ کا جسکی نقل راقم لکہہ چکا ہے یا چند دیہات زمینداری کے کاغذات مین

جنکے دیکھنے سے قیاس غالب نہین ہوتا البتہ کتب تواریخ سے جاگیرداران خلجی کی یہان سکونت ثابت ہوتی ہے
جنکا مفصل حال راقم آیندہ حصہ تواریخ کتاب ہذامین اور اقوام و امرخانیان سکے عروج کے ساتھہ تحریر کریگا
تواریخ[۱] سے یہہ بہی ثابت ہوتا ہے کہ جلال الدین فیروز خلجی شہنشاہ دہلی مانکپور مین دریائے گنگا کے کنارے
قتل کیا گیا ہے چہل ستون کا مشرقی حصہ سنگین اوسی احاطہ مین واقع ہے جہان بڑی بڑی عمارات سنگین تہین
اور اسوقت مشرقی پہلو مین ایک عمارت سنگین موجود ہے یہہ سنگین محل ایک درباری مکان معلوم ہوتا
ہے یا خانقاہ مقبرہ چہل ستون اسکے وسط کے دالان کشادہ ہین اور دو منزلہ کمرے ایسے ہین کہ ہانکی
نشست سے وسطی دالان کے لوگ دکہائی پڑتے ہین جلسہ عام کیغرض سے یہہ مکان ضرور تعمیر ہوا ہے اور عرصہ
دراز سے اس محل مین اب تعزیہ داری ہوتی ہے اور سید الشہدا حضرت امام حسینؑ کے نام کی مجالس
اسمین برپا ہوتی ہین اس محل کے مشرق جانب زیر محل ایک وسیع تہ خانہ سنگین ہے یہہ تہ خانہ موسم
گرما مین سرد رہتا ہے اور اس محل کے صحن مین اسکے مہندس نے عجیب صنعت رکہی ہے کہ صحن گہرا ہے
پانی کی نکاس کو کوئی بدر رو نہین ہے عملداری انگریزی مین حکام ضلع اس مقام پر عین موسم برسات مین
آئے اور اسکے صحن مین پہول گلاب کے بوقت بارش بر باران ڈالیگئے کہ دیکہین وہ پہول بہکر کسطرف کو
جلتے ہین لیکن وہ پہول جہان ڈالے گئے تہے وہین رہے۔ اور پانی صحن کا جلد خشک ہوگیا اس محل کی
پشت پر رنگین محل و پایئن باغ تہا مگر وہ نیست و نابود ہوگیا صرف ایک سنگین دالان اوسمین موجود ہے اور
محل سنگین کے سامنے سمت شمال اس محل کا جواب سنگین عمارت تھی وہ بھی کہود گئی اور اس محل کے
پورب کیطرف چوبی محل تہا اوسکا نشان بہی باقی نہین ہے اور چوبی محل کی ایک دیوار جنوبی باقی ہے جسمین
رنگین دروازہ کلان جانب جنوب ردیہ ہے اور رنگین محل کے شمال مین ایک مکان خشتی نو تعمیر موجود ہے
اور ان سب عمارات کا ایک وسیع خشتی احاطہ ہے جسکا صدر دروازہ اوترکی جانب ہے اس احاطہ کے گوشہ مغرب
و شمال مین ایک چہتری دار گنبد ہے کہ جسمین ستون پتہر کے ہین اور چہت کے نیچے چند قبور ہین جنکو کوئی نہین
بتلاسکتا کہ یہہ مقابر کسکے ہین اور اوسکے قریب ایک چہوٹی ٹٹی کی مسجد ہے اور اسکے پہلوئے شمال مین بیرون
صحن چند مقابر پختہ ہین وہ البتہ مالکان وقابضان عمارت کے عورتون کی ہین۔
راجہ سید علی سجاد اور راجہ سید علی جواد ابنائے راجہ سید عبدالقادر کی حویلی محاذی قلعہ لب گنگ

---

[۱] دیکہو تاریخ فرشتہ و طبقات ناصری۔ و تاج المآثر۔

اور عمارت مکانات قاضیان مانکپور کے پشت پر واقع تھین جو اسوقت منہدم ہو کر کھیت ہو گیا ہے یہہ بات سمجھہ مین نہین آتی کہ جب ان لوگون کے باپ کی عمارت عالیشان شہاب الدین آباد مین موجود تھی تو ان کے نام سے یہہ حویلی کیون معروف ہوئی۔

اقوام موجودہ قصبۂ مانکپور

برہمن ۔ مہابرہمن ۔ گنگاپتر ۔ بقال ۔ تیلی ۔ تمبولی ۔ برئی ۔ حلوائی ۔ اہیر ۔ گڈریہ ۔ کلوار ۔ باری ۔ نائی ۔ کہار ۔ بھڑبھوبجہ ۔ بہاٹ ۔ بڑہئی ۔ لوہار ۔ سونار ۔ درزی ۔ دہوبی ۔ چمار ۔ موچی ۔ چارجامہ دوز ۔ پٹوا ۔ ملاح ۔ دہرکار ۔ کمہار ۔ چڑیمار ۔ کایستھہ کہٹک پاسی ۔ مورائی ۔ کبنی یا کوری ۔ کہٹا ۔ قوم کہٹا سوا قصبۂ مانکپور و دیگر مقامات مین پہلے آباد نہین تھی کیونکہ زمان سابق مین ریشم بافی کا پیشہ یہہ لوگ کرتے تھے بیش قیمت ریشمی کپڑہ شہر دہلی کو مانکپور سے جاتا تھا (دیکھو کارنامہ تغلقیہ) اسوقت یہہ قوم پارچہ بافی کا کام کرتے ہے اور شہر بنارس اور بہت سے مقامات مین آباد ہے اور ادنی درجہ کے ہندو ہمین انکا شمار ہے اور قوم بقال سروانی آباد ہے جو خطہ کشمیر سے قبل عملداری اسلام یہان آباد ہوئی تھی اب یہان سے تمامی ہند مین منتشر ہو گئی لیکن یہ قوم اپنی تارک الوطنی دوسرے مقامات مین مانکپور سے بیان کرتی ہے ۔ قوم راجپوت اس قصبہ مین آباد نہین ہے برہمن بہی تہوڑے آباد ہین مسلمانونکا اس قصبہ مین تعصب ہی کسیوقت مین زیادہ بڑہ گیا تہا کہ اہل ہنود مین شریف قوم کی آبادی بہت کم رہ گئی کیونکہ ابتک اس قصبے مین یہہ رسم چلی آتی ہے کہ گاؤکشان وسط آبادی کے بلند مقامات مین ہر روز باواز بلند وہ الفاظ پکارتے ہین کہ قوم ہنود جسکے سننے کی برداشت نہین کرسکتے ۔

سکھہ

مذہب سکھہ کی ایک عمارت موسوم بہ سنگہت دریاے گنگا کے کنارے واقع ہے اور سنگہت کے اندر گرو کی سمادہ بھی ہے اور ایک گدی نشین اس فرقہ کا یہان رہتا ہے سال مین ایکمرتبہ گرو پرب کا جلسہ ہوتا ہے اس فرقہ کے لوگ اور دیگر مذہب کے لوگ جمع ہوتے ہین اور کتہا اس جلسہ مین راگ و رقص مین مشغول ہوتے ہین اور ختم جلسہ پر موہن بھوگ (حلوا) تقسیم ہوتا ہے ۔

پرم ہنس

ایک سنگہت بوسیدہ فرقہ پرم ہنس کی شاہ آباد کے مغرب جانب دریائے گنگا کے کنارے واقع ہے اسمین ایک فقیر رہتا ہے مگر کوئی جلسہ نہین ہوتا ہے۔

قوم اسلام

شیخ۔سید۔پٹھان۔جولاہا۔نداف۔نان بائی۔کنجڑا۔قصائی۔معمار۔درزی۔حجام۔ڈفالی۔فقیر۔پیرزادہ۔قلعی گر۔گویّا۔طوائف۔بہوئی۔منہار۔مالی۔موچی۔قوم مغل آباد نہین ہے اور بہشتی بہی آباد نہین ہے سُنی اور شیعہ دونون فرقے کے لوگ آباد ہین۔

پیشہ وران

شیوخ وسادات زمینداری پیشہ اور پٹھان زمینداری اور مہاجنی اور قوم کایستہ زمینداری و نوکری اور پیرزادگان زمینداری معافی اور نیز نوکری پیشہ ہین اور سلسلہ بیعت مریدانکے پابند ہین اس قصبہ کے لوگ ملازمت سرکاری مین اسوقت کم عہدہ دار ہین قوم مورائی زیادہ زراعت پیشہ ہے جاگرات عطیہ سلاطین دہلی اور لکھنؤ کے اجزا ابتک مقبوضہ اقوام شیوخ وسادات ہین۔

تجارت

کوئی مشہور کاروبار اس قصبہ مین نہین ہوتا اور ہفتہ مین چھ روز بازار ریٹیہ مقامات بہمن لور اور کنور گنج و شاہ آباد مین ہوتا ہے لیکن ۱۹۱۲ء سے ایک جدید بازار اسٹیشن ریلوے پر قایم ہوا ہے جسکا نام علی حسن گنج قرار پایا ہے۔

صنعت

کوئی خاص صنعت یہان کی مشہور نہین ہے البتہ زمان سابق مین یہان کا غذ اور ریشمی کپڑا بنایا جاتا تہا لیکن لوہار اور بڑہئی یہان کے زیادہ ہوشیار اور کاریگر ہین۔

میلے

صحبت غازی میان۔ہلک بیٹھن۔چالابندھیاچل۔اور بہت سے گنگا اشنان کے میلے ہوتے ہین۔

علوم وفنون

اہل ہنود مین زبان سنسکرت کا کوئی عالم نہین ہے مسلمانون مین زبان عربی کے عالم معدود چند ہین فارسی کے جاننے والے زیادہ ہین زبان انگریزی کے ماہر دو چار شخص ہین طبیب مصری کوئی نہین ہے اور فن ڈاکٹری مین بھی کوئی نہین ہے علم طب یونانی کے ماہر زیادہ ہین اونمین حکیم مرتضی حسین مشہور ہین زبان اُردو کے شاعر زیادہ ہین جنکو زبان لکھنؤ کی تقلید ہے خصوص راجہ سید تعشق حسین تخلص تعشق و میر حیدر حسین تخلص حیدر و شاہ عبد الغفور تخلص بقا اور حافظ خلیل حسن تخلص خلیل اور جلیل القدر حافظ جلیل حسن تخلص جلیل شاعر درباری ریاست حیدر آباد دکن و عبید اللہ علوی تخلص قیس مؤلف تاریخ ہذا اور انشا پردازی کے محقق بہت کم ہین۔ علم موسیقی مین جہتا خان اور بدر الدین خان گویا موجود ہین۔

پیداوار اراضی

پانی یہان کا شور ہے تماکو زیادہ پیدا ہوتا ہے اور ترکاریان بھی زیادہ پیدا ہوتی ہین نیشکر اور دہان خاص قصبہ مین نہین ہوتا باغات انبہ و مہوہ بکثرت ہین ترشا یا نایاب ہے درختان تاڑ زیادہ ہین عرق تاڑ اوتارا جاتا ہے اور کھجور کے درخت کم ہین۔

عمارات موجودہ

عمارات پارینہ مین عیدگاہ - مسجد جامع - چہل ستون سنگین محل - باؤلی - خانقاہ حسامی - اور جدید مکانات مین مکان محمد حیدر خان مرحوم اور گنگا گھاٹ وغیرہ ہین۔

طرز معاشرت

ہندو اور مسلمان کا طرز معاشرت مثل دیگر قصبہ جات صوبۂ اودہ کے ہے مگر خاندان پیرزادگان مین علاوہ عرس رسم گاگر بھرنے کی ہے اس قصبے کے باشندون کو زبان اُردو مین تقلید لکھنؤ سے ہے اس لئے لہجۂ کلام لکھنوی ہے اور مادری زبان دیہاتی پوربی ہے

دوسرا حصۂ تواریخ

ہندوستان کے اصلی باشندے اور ممالک کے حملے

اصلی باشندے ہندوستان کے وحشی اور جنگلی کوتاہ قامت رنگ سیاہ بدصورت تھے اور ننگے رہتے تھے درختوں کے پھل اور جڑین اور سوٗر و ہرن کا گوشت کھاتے تھے نکیلے پتھرون سے شکار کرتے تھے بعدہٗ دہات سے آگاہ ہوئے۔ سچ ہے کہ پہلے انسان ایک شکاری تھا اور شکار کرنے مین بعض مویشی اسکے مطیع ہو گئے تو شکاری سے چرواہا بنا پھر گلہ بانی سے زراعت کے پیدا ہونیکا تجربہ حاصل ہوا اوسوقت سے غذا مین غلہ کا اضافہ ہوا اور زراعت کرنے سے سکونت مستقل کا موقع ملا اب گانون آباد ہونے لگے اور آپس کی ضروریات مین تجارت کی ضرورت لاحق ہوئی اکثر ان مین سے تاجر ہوا اور آپس کی باتین یاد رکھنے کی غرض سے علامتین لکھنے پڑھنے کی ایجاد ہوئین تو تہذیب کے درجہ پر فائز ہوا۔

ہندوستان کے اصلی باشندے اول ہی درجہ پر تھے کہ کوہ ہمالیہ سے ایک قوم جسکا نام لوٗدہ تھا حملہ آور ہوئی اور ان وحشیونکو مغلوب کیا اسکے بعد پھر شمالی ہند سے متعدد حملے ہوئے جو پہلے لوگ آئے ہوئے تھے وہ اصلی باشندونکے ساتھ جنوب کیطرف ہٹ گئے اور جو لوگ رہ گئے وہ حملہ آورون سے مل گئے تیسرا حملہ ہمالیہ کے شمال و مغرب کے درّون سے ہوا یہہ قوم نہایت مضبوط اور قوی تھی ہندوستان مین اس قوم کا نام دراوڑ کہلایا گیا یہہ قوم سانپ اور درختونکو پوجتے تھے اس قوم نے جنگل کو صاف کرنا اور کاشتکاری کی بنیاد ڈالی اور سابق کے باشندونسے ملگئی۔ چوتھا حملہ ہندوستان کے پورب و دراوڑ کے گوشہ سے ہوا اس نے قوم دراوڑ کو مغلوب کیا اور آخر مین وہ مل جل گئے۔ پانچوان حملہ پھر اسی سمت سے ہوا اس حملہ کے لوگ تورانی کہلاتے تھے جسمین تورانی کایستھہ داخل ہین کشمیر سے بنگالہ تک کا ملک ان کا مقبوضہ تھا یہہ قوم اب ملک بنگالہ مین زیادہ ہے۔

آریہ

آریہ مراد باشندگان سرزمین ایران سے ہے کوہ قاف کے باشندے چند گروہ ممالک ایران و ترکستان مین جو پہلے آباد ہوئے تھے ترکستانی گروہ ماوراالنہر سے بڑہا اور ایک گروہ سرزمین ایران سے چلا یہہ دونون گروہ سرحد ایران پر پہونچکر باہم ملگئے اور پھر وہان سے آگے بڑہے اور شہر ہرات کو اپن

گروہون نے آباد کیا ان گروہون کے لوگ مختلف زبانین بولتے تہے ایک بان کرنیکی غرض سے انہون نے زبان کو آراستہ کیا اور اوسکا نام سنسکرت رکہا اور اس بان مین قانون شریعت یعنی ویدونکی بنیاد ڈالی اس گروہ کے لوگ برہمن اور چہتری تھے اس گروہ کے لوگ جب سرحد ہندوستان پر پہونچے تو انکو ایک دریا ملا زبان سنسکرت مین اوسکو سندہو کہا اور اوسکے کنارے پر قیام کیا ہندوستان کے باشندے ان لوگونکو بوجہ بود و باش لب دریا سندہو کہتے تھے اور چند زمانے بعد مین بوجہ کثرت استعمال سندہو تبدیل ہوکر ہندو مشہور ہوگیا چونکہ یہہ گروہ سرزمین ایران سے آیا تہا لہذا یہہ گروہ آریہ بہی معروف ہوا گروہ آریہ نے چار قومین بنائین۔ اول برہمن یعنی ویدخوان۔ دوم کشتری یعنی صاحب تیغ سوم ویش یعنی تاجر چہارم شودر یعنی خدمت پیشہ۔ برہمن اور چہتری تو اول درجہ گروہ آریہ سے تھے اور انکے درمیانی درجہ کے لوگ ویش اور ممالک مفتوحہ کے باشندے شودر کہے جاتے تہے۔ منوجی کا قول ہے کہ کوئی شخص جنم کے باعث برہمن خواہ چہتری نہین ہوتا بلکہ کرم سے ہوتا ہے دونون اقوام برہمن اور کشتری مین بہی چند اقسام ہین چنانچہ اول برہمن مین تین اقسام مصرحہ ذیل ہین اور اون مین بہی بہت سے خاندان ہین۔

گوڑ	دراوڑ	اوپ برہمن
(۱) کان کُبج۔	(۱) مہارشٹر۔	(۱) متہریا چوبے۔
(۲) میتھل۔	(۲) دراوڑ۔	(۲) ساکلدیپی۔
(۳) گوڑ۔	(۳) گُرجر یعنی گجراتی۔	(۳) کشمیری۔
(۴) سارسوت۔	(۴) کارناٹک۔	
(۵) اُتکل۔	(۵) تیلنگ۔	

علیٰ ہذا القیاس کستریون مین بہی دو اقسام اور چند خاندان مصرحہ ذیل ہین۔

کستری	اوپ کستری
(۱) سورج ونشی	(۱) چیتر گُپت ونشی
(۲) چندر ونشی	(۲) چندر گُپت ونشی
(۳) اگن ونشی	(۳) ناگ ونشی
(۴) رِشی ونشی	

اور بقول رگ وید اشولائین شروت سوتره سات برہم رکہہ گوترہین یعنی :-

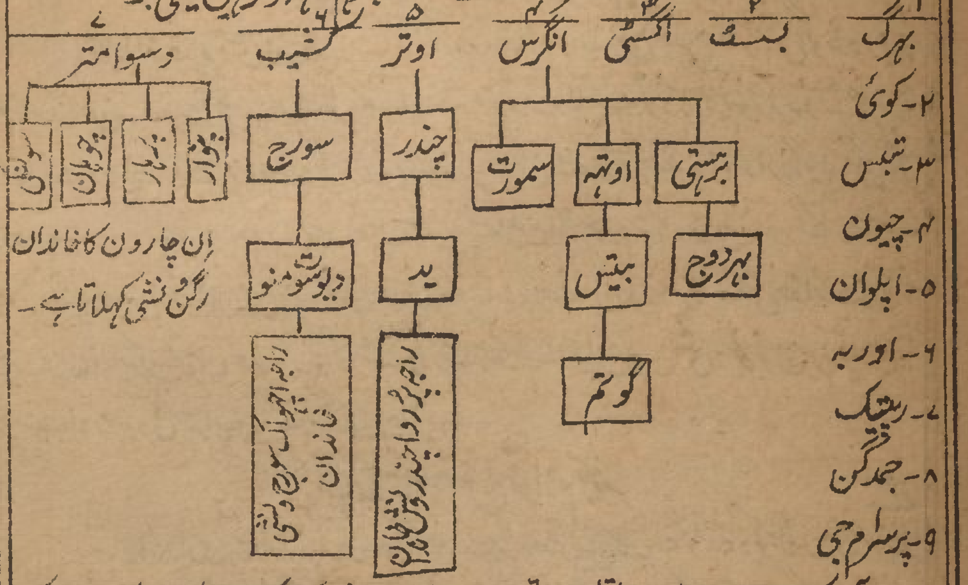

آریہ کو جب ہندوستان مین تسلط ہوا تو اسکا نام آریہ ورش رکہا گیا اسمین کوئی شک نہین کہ آریہ ورش کے باشندے علم واخلاق مین درجہ اول پر تھے لیکن علم تواریخ شاعرون کے سپرد تہا کوئی بیان نظم اور مبالغہ سے خالی نہین تہا اب صحیح واقعات کا معلوم کرنا دشوار ہوگیا۔

اہل اسلام واہل یورپ نے مبالغہ پسند طبائع شاعران ہند کے کلام اور غیر آریہ کے گیتون اور بنوارٹون اور سیاحان غیر ممالک کے روزنامچون سے حالات تواریخی منتخب کرکے قومی تواریخ بہم پہونچائی ہے پہر بہی سکو آرائے زنی کے صحیح بہروسہ ناممکن ہے۔

نام ولقب اقوام اہیر وبھر

اہیر لفظ سنسکرت بمعنی شکاری یہہ قوم اصلی اقوام ہند سے ہے جسکا طرز معاشرت اوسوقت وحشی اور جنگلی تہا آریہ نے ایسے لوگونکو یہہ خطاب دیا ہے اور جب اس قوم کے لوگون نے مویشی پالنا اختیار کیا تو وہ لوگ گوالا یا گوال یا گڈریہ کہلائے اور بعض مقامات مین ایسی حالت پر بہی اہیر ہی کہلاتے رہے اور اسمین سے جو گروہ وحشی وجنگلی رہا وہ لوگ بہر کے لقب سے معروف ہوئے کیونکہ اہیر کے معنی بہی شکاری کے ہین کثرت استعمال سے اہیر کا الف حذف ہوگیا صرف بہر باقی رہ گیا۔

طرز معاشرت اقوام بھر

انکا طریقہ قدیم وحشی اور جنگلی انسانونکی مانند تھا اور اب بھی بعض مقامات مثل گونڈہ وغیرہ کے مزروعہ زمین سے نفرت کلی ہے جب جنگل کا کوئی قطعہ مزروعہ ہوجاتا ہے تو وہ اسکو چھوڑکر دوسرے صحرائی مقامات مین چلے جاتے ہین اور اونکی زندگی ہمیشہ ایک جنگل سے دوسرے جنگل کی آوارہ گردی مین صرف ہوتی ہے یہہ لوگ نہایت بزدل ہوتے ہین لیکن سچے امین اور عمدہ شکاری ہین اور شکار کے تعقب مین وہ کبھی نہین تھکتے اپنی لمبی بندوقون سے عمدہ نشانہ لگاتے ہین مگر بیل گائے کی حفاظت مین البتہ ہندوین ظاہر کرتے ہین اور سور کے گوشت اور شراب کے بڑے شایق ہین انکی دعوتون مین چاول اور گوشت اور مہوہ کی شراب بکثرت لنڈھائی جاتی ہے۔

پرستش اقوام بھر

سامائی دیوی کے سامنے بکرے کی بھینٹ چڑہاتے ہین کارے گورے دیوتاؤن یعنی سانپ کے روبرو مرغی کے چوزونکی قربانی کرتے ہین بنس پتی مائی کا پوجا البتہ ہندؤنکے مشابہ ہے کیونکہ چہڑہاوا غلہ و گھی وغیرہ کسی برہمن کو دیا جاتا ہے مگر انکی شادی بیاہ مین کسی برہمن کی ضرورت نہین ہوتی اور ملک برہما کے مانند دولہ کا باپ ایک چھوٹا قطع جنگل کا دولہ کو شکار کھیلنے کے لئے عطا کرتا ہے اگرچہ بعض مراسم اور پرستش ابتک اقوام پاسی اور اہیر و موراؤ و چمار اور علی الخصوص اقوام خانہ بدوش مین پائی جاتی ہین جس سے صاف طور سے ثابت ہوتا ہے کہ یہہ مجموعہ اقوام کسیوقت مین ایک ہونگی۔

تعمیرات اقوام بھر

بھرونکی تعمیر کردہ سنگین وخشتی قلعے اور باندہ اور زمین دوز گڈھیان ممالک متحدہ آگرہ واودہ مین ابتک موجود ہین بہار کے دو بودہ منارونکو اور جریاکوٹ جو غازیپور مین واقع ہے بھرونکا تعمیر کردہ ہے اور یہی حالت اون کھنڈرون اور ویران مواضعات کے ٹیلون اور قصبہ جات کی ہے جو اضلاع بستی و غازیپور و اعظمگڈہ و گونڈہ و الہ آباد و پرتابگڈہ اور رائے بریلی وغیرہ مین واقع ہین اور اکثر بھراڈیہہ کے نام سے معروف ہین اور بھرونکی مسمار گڈھیان جہین تخمینہ جنگل ہوتا تھا ابتک جابجا موجود ہین اور اضلاع رائے بریلی اور پرتابگڈہ مین باون[۵۲] کوٹ بھرونکے نام سے مشہور ہین بھرون کے

۵۲ دیکھو اودہ گزٹیر۔

تالاب اور قلعے سورج بیدی پورب پچھم لمبے ہوتے تھے حالانکہ اہل ہنود کے مکانات اور قلعے اور تالاب چندر بیدی اوتر دکہن لمبے ہوتے ہین۔

حالات مجمل

قوم بہر[۱] اون اصلی اقوام سے ہے کہ گورکہپور سے لیکر بندیلکھنڈ اور ساگر تک کا ملک جنکے قبضہ مین تہا اور قوم بہر کے نام مختلف اضلاع غازیپور وبستی مین ابتک مشہور ہین یعنی بہر۔ راج بہر۔ بہر یتوا۔ بیار۔ پیون۔ بند۔ جونکہا۔

بہر[۲] خود کو راج بہرون سے افضل سمجھتے ہین اور راج بہر انکے دعوے کو تسلیم نہین کرتے یہہ دونون فرقے آپس مین اکل وشرب نہین کرتے ہین۔ بہرونکی آبادی ضلع غازیپور مین زیادہ ہے لیکن ان کے قبضہ مین ایک ایکڑ زمین نہین ہے مگر خاص خاص اب کاشتکاری کرنے لگے ہین ورنہ مثل اقوام پاسی و آرکہ چوکیدار موضع کی خدمت انکے متعلق تہی انمین کثرت سے جرایم پیشہ مثل چوری اور نقب زنی کے عادی ہین۔ راج بہر سور کا گوشت نہین کہاتے اور ادنی درجہ کے ہندو خیال کیے جاتے ہین لیکن بہر بالکل ہندو سوسائٹی سے خارج ہین ایک مثل مقامی راج بہرونکی یہہ مشہور ہے کہ انکا تعلق ستاسی راج سے ہے۔

یہہ[۳] بات نہایت حیرت انگیز ہے کہ پورانون مین بہرونکا اوسوقت تک سراغ نہین ملتا جبتک اسبات پر غور نکرین کہ بر ہما پوران مین اونکا ایک تاریک بیان ہے۔

غازیپور[۴] اور اعظمگڈہ مین بہرون کے دشمن سینگر راجپوت تھے جو بھپوند ضلع اٹاوہ سے آئے تھے اور ضلع مرزاپور مین بہرونکے راجہ دلی بہ پالپور مین رہتے تھے جسکو راجہ گودن دیو گہرواڑ مورث خاندان کنتت ضلع مرزاپور نے لیلی تہی پرگنہ بہدوئی کی حکومت مونا راجپوتون نے لیلی جو امر پالپورانے مہ پور سے آئے تھے پرگنہ جہوسی ضلع الہ آباد مین بنئی لوگون نے اور سکندرہ مین تسیال اور دواب

---

[۱] دیکہو کتاب متحدہ مصنفہ مسٹر ولیم کروک صاحب۔ بی۔ اے۔ بنگال سروس۔

[۲] رسالہ سر ایچ۔ ایم۔ الیٹ صاحب۔

[۳] ایضاً

[۴] دیکہو رسالہ مسٹر شیرنگ صاحب۔

ضلع فتحپور مین کہیجرونبخ اور کڑہ و پرگنہ اتہربن وکرالی اور چایل ضلع الہ آباد اور پرگنہ مانکپور اور بہار ودہنگوبین - رام پور ضلع پرتابگڈہ مین بسین راجپوت نے بہرونکی جگہہ حاصل کی -

اودہ[لہ] کے بہر ہیروا ون قصص و حکایات مین ملتے ہین جو [illegible] اور [illegible] کے درمیان مین تصنیف ہوئے ہین -

جن اسمتھ صاحب نے ہندوستان کی تاریخ ملاحظہ فرمائی ہے کہ اصلی اقوام صوبہ اودہ اور میان دوآبہ پاسی و بہر تھے جب آریہ نے اپنا سکہ جمایا تو انکو صحرانورد ہونا پڑا یہہ اپنے تمدن آزادانہ اور سادگی سے بسر کرتے تھے جنگل کے پہل اور درختونکی جڑین اور شکار کا گوشت انکی غذا تھی دہوپ کی تپش اور سردی کی تکلیف کے لیئے غارونمین رہنا پسند تھا تہذیب کے سیلاب نے آخر انکو بہی ڈبو دیا اور آریہ اپنے رقیب کی دیکہا بہالی ست صحرانوردی مین قوم فاتح کے شریک عادات و اطوار ہوئے اور بہادر راجپوتون کے ساتھہ شمشیر آزمائی ہونے لگی اور رفتہ رفتہ رہزنی اور غارتگری پر کمر ہمت کی جب ہندوستان کے راجگان عیش و عشرت مین پڑے اور بدنظمی نے اپنا عمل کیا تو انکے نمبر بڑہنے لگے اور مسلمان حملہ آورون نے جب آریہ کی جمعیت کو پریشان کیا اوسوقت انلوگون نے اپنی حکومت قایم کرلی اور استقلال کے ساتھہ قلعہ بندی شروع کی اور صوبہ اودہ مین بہت سے کوٹ اور گڈہیان تعمیر کرائین کہ آرام کے ساتھہ لوٹ مار کیا کرین جیسے جیسے صعوبتونکا سامنا ہوا ویسے ویسے تجربہ بڑہتا گیا رفتہ رفتہ ان قلعون کی ریاستین قایم ہوتی گئین اسلام کی حکومت قایم ہوتے وقت انکی حکومت تمام صوبہ اودہ مین درمیان دوآب مین اچھی طرح پہیل گئی تہی اور دولت کیساتھہ قومیت کا نمبر بہی تبدیل کردیا گیا اور چہتریونمین شمار ہونے لگا صوبہ اودہ مین اب اقوام بہر بجز ضلع گونڈہ اور کہین پائی نہین جاتی -

کنپوریہ فرقہ کا مورث اعلی جو راجپوتونکا ایک گروہ کلان اضلاع رائے بریلی اور پرتابگڈہ مین راجگان راہسرا و رسہس تھے جنہون نے نصف ضلع پرتابگڈہ بہرونکو شکست دیکر چہین لیا تہا اور بہرون کے سردار راجہ تلوکی اور بلوکی میدان جنگ مین قتل کرکے چہوڑ دیئے گئے تہے - اسیطرح ڈونڈیا کہیڑے کے بیسون کا بیان ہے کہ راجہ ابہی چند جو خاندان بیس کا بانی تہا رائے ڈال والی ڈلمو اور رائے

لہ دیکہو رسالہ مسٹر ڈبلیو سی - بنٹ صاحب -

بال وائی رائے بریلی کو گنگا کے کنارے شکست دی اور یہہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ راجہ ابھے چند[۵۱] ہمعصر راجہ راہس اور راجہ سہس کے تھے اور تیرہوین صدی کے اوائل مین زندہ اور موجود تھے۔

ایک روایت یہہ بھی مشہور ہے کہ رایان ڈال اور بال کو سلطان ابراہیم شرقی نے ڈلموؤ مین جنگ کرتے وقت گنگا کے کنارے مابین سرحد اضلاع رائے بریلی اور پرتابگڈھ قتل کیا ہے اور اسکی تصدیق اس امر سے ہوتی ہے کہ سال مین ایک مرتبہ اہیرون کا میلہ ایک ٹیلہ پر گنگا کے کنارے ہوتا ہے جہان ان سردارونکی قبرین ہین جو مقام ڈلموؤ سے کچھہ فاصلہ پر واقع ہین اور اس مقام کو شاہ بھی کہتے ہین یہان قوم اہیر اون کے نام پر دودہ چڑہاتے ہین علی ہذا کڑہ مانکپور کے گرد ونواح کے اہیر بھی راجہ جے چند والی کڑہ اور راجہ مانکچند والی مانکپور کے نام پر دودہ چڑہاتے تھے لیکن اسوقت یہان قلعہ جات کڑہ و مانکپور مین کوئی رسم ادا نہین ہوتی

قوم کایستھہ

(دیکھو صفحہ ۱۴۱ - چترگوپت ونشی)

اقوام کایستھہ[۵۲] نے یہہ ثابت کیا ہے کہ دھرم راج جو گنہگارونکی سزادہی کو مامور ہین اونہون نے سری برہماجی سے عرض کی کہ ایسا بڑا کام مجھسے اکیلے انجام نہین ہوسکتا ہے پس سری برہماجی اس دہیان مین مشغول ہوگئے تو ایک پُرش سیام روپ دوات قلم ہاتھہ مین لئے ہوئے سامنے آکھڑا ہوا تب سری برہماجی نے اوس سے فرمایا کہ تو میرے کایا سے پیدا ہوا ہے لہذا نام تیرا کایستھہ رکھا گیا چونکہ تو میرے چِتر سے یعنی دل مین تیری گپت (حفاظت) ہوئی ہے اس لئے لوگ تجھکو چترگپت کہین گے تب سری چترگپت کوٹ نگر مین جاکر دیوی کی پوجا مین مشغول ہوئے اور دہرم شرما نے کہ اوتم دوج تھے اپنی دختر مسماۃ ایراوتی کو چترگپت کے ساتھہ بیاہ کردیا اور اس عورت سے آٹھہ فرزند پیدا ہوئے یعنی - بھوان[۱] - چترچارو[۲] - اورن[۳] - جیت اندری[۴] چارو[۵] - سوچارو[۶] - چتر[۷] - مت مان[۸] - اور دوسری عورت مسماۃ دکشنا سے چار بیٹے پیدا ہوئے -

---

[۵۱] دیکھو رپورٹ ضلع رائے بریلی مرتبہ کروک صاحب -

[۵۲] دیکھو نیم سنگہٹا اور پدم پوران اور بہوشیہ پوران اور گرڑ پوران اور رگ وید دیجر وید اور مہابھارت انواسن پرب -

بہالنو - بہالنو - بیرج وان - سری باستنب - بیل ول پسر چار ون نے متہرا مین اپنی بود و باش اختیار کی اسلیئے اوسکی ذات ماتھر کہلائی اور سوچار و گوڑ دیش مین ساکن ہوا لہذا اوسکی ذات گوڑ معروف ہوئی اور چیتر ساکن بہٹ ندی ہوا اوسکی ذات بہٹ ناگر ہوئی اور سرست مان اپنی عورت کے ساتہہ چلا گیا اوسکی ذات سکہہ سینہ کہلائی گئی اور ہموان نے اپنے کو آباد کر دیا اسکی ذات امشٹ ہوئی اور بہالنو سری داس نگر مین آباد ہوا اوسکی ذات سری واستو یہ اور بہالنو سورسین کو چلا گیا اسلیئے اوسکی ذات سورج دُج کہلائی اسی طرح جسقدر اولاد سری چترگپت کی جہان جہان آباد ہوتی گئی اون مقامات کے نام سے ذات اونکی معروف ہوئی ماسوائے اس کے اور اسباب بہی تفریق ذاتون کے ہین جیسے سری باستنب کے دو بیٹے پیدا ہوئے اولاد اکبر کی اولاد کہرے کالیستہہ اور دوسرے لڑکے کی اولاد باستنب وسری ال مشہور ہوئی -

دو کتبے قلعہ کالنجر سے برآمد ہوئے ہین جنسے ایسا ثابت ہوا ہے کہ - کو سمبہی کالیستہو نکا مورث اعلی اس مرتبہ کو پہونچگیا تہا کہ اوس نے اجیگڈہ کا قلعہ لیلیا تہا جسکے جانشین جنیوا - ہارو کا جلنہار - گنگا - دہرا - کملا - اور مالکا ہتی - یہہ آخر نام مالکا لفظ مالکی سے مشابہ ہے جسکا تذکرہ تاریخ فرشتہ اور طبقات ناصری مین مفصل طور سے مندرج ہے کہ جسکو ۶۴۷ھ مین سلطان ناصر الدین محمود نے کڑہ مین شکست دی ہے اور یہہ خاندان بہرخیال کیا گیا ہے اس خاندان کا آغاز اور خاتمہ ڈیڑہ سو برس کے اندر ہو گیا ہے کل چہہ پشت دورہ حکومت رہا -

اقوام مورائی اور کورمی

یہہ قوم صوبہ اودہ اور تمامی ہند مین منتشر ہے اور زیادہ تر زراعت پیشہ ہے اور بعض مقامات مین مورائی کو موراؤ اور کورمی کو کنبی کہتے ہین -

مؤ لفظ ہندی پراکرت ہے زمان سابق مین مؤ اوس گاؤن کو کہتے تہے جو راجہ کے دربار سے تانکار مین ملتا تہا اور چونکہ اس قطعہ عطیہ کا وہ شخص مالک ہوتا تہا اسلیئے وہ موراؤ یا مورائی کے لقب سے معروف تہا اور یہہ لقب بہت پورانا ہے زمان سابق کے القاب موروثی ہوتے تہے موضع کے رائے کی گو حیثیت باقی نرہے لیکن اولاد رائے کے لقب سے پکاری جائیگی یہہ ظاہر ہے کہ

سلہ دیکھو رسالہ مسٹر لیسن صاحب -

ہندوستان مین کاشتکاری زمینداری کا زینہ ہے اول ہندوستان مین کاشتکاری شروع ہوئی اور وہ کاشتکارہی بالآخر زمیندار کہلائے پس گلؤن کا مالک موراِئی ہوا اور جب اوسکی اولاد کی ترقی ہوئی تو بعض نے صرف کاشتکاری پر اکتفا کیا مگر تب بہی لقب اونکا بدستور سابق قایم رہا۔ لیکن ان کے دُور کے رشتہ دار کورمی کہلاتے تہے اونکے ساتہہ یہہ لقب موروثی ہوگیا یہہ دونون قوم کے لوگ کارے گورے دیوتاؤن کو پوجتے ہین پس اصلی اقوام ہند کا خون انمین شامل ہے قاعدہ کی بات ہے کہ قوم مفتوحہ ہمیشہ قوم فاتح کے اطوار پر چلتی ہے آریہ کی دیکہا بہالی اور اونکے ساتہہ بود و باش رکہنے سے انمین ہندو پن آگیا ہے۔

اقوام پاسی

پاسی لفظ ہندی پراکرت جسکے معنی قریبی یا نزدیکی کے ہین اور اسوقت یہہ قوم صوبہ اودہ اور میان دوآب ضلع الہ آباد مین زیادہ آباد ہے اس قوم کے لوگ سور پالتے ہین اور شراب بکثرت پیتے ہین اور شراب کو مدائن دیوتا کہتے ہین اکی چہوٹی قسم نہین کہاتے دستور اور رسومات مشابہ قوم بہر سے ہے اور ذاتونکی تفریق بہی ہے اور مثل قوم بہر انمین بہی ایک قوم راج پاسی کی ہے جواپنے تئین ہندوستان کا اہل حکومت ہونا کسی وقت مین ظاہر کرتے ہین ان لوگون کی قومی گیتون اور پنواڑون سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی زمانہ مین یہہ لوگ حکمران ہے کیونکہ جنگ بیرسرام اور اپنے خاندانکی تباہی بیان کرتے ہین اور دعویدار ہین کہ ہم لوگ چہتری بنس ہین مگر عادات اور صفات مین مثل اقوام بہر یہہ بہی امانت داری مین ایماندار اور جرایم پیشہ مثل چوری اور نقب زنی مین مشاق ہین راقم کے نزدیک اقوام بہر کے رشتہ دار قریب ہین اگر یہہ نہین ہے تو وہ فرقہ چہتری جو بیرسرام کی جنگ مین مغلوب ہو کر بہرونکی ذریات مین شامل ہوگیا ہے اونکے رشتہ دار قریب ضرور ہین۔

صوبہ اودہ کے راجپوت

اودہ کے راجپوت تین تاریخی زمانے پر تقسیم ہوسکتے ہین مگر بسین۔ گہروار۔ اور چندیل تاریخی زمانے سے پہلے یہان آباد ہوئے ہین اور گوتم۔ جنوار۔ چوہان۔ رکیوار۔ دکہیت سکروار نے بارہوین صدی عیسوی کے خاتمہ پر شہاب الدین محمد غوری کے تاخت و تاراج کے بعد

نقل وطن کیا ہے اور گہلونت سینگر۔ بنوار۔ گوڑ۔ اور بریہار۔ اسلامی حکومت قایم ہونیکے
بعد آئے ہین۔ راوت اور مہرور صرف ضلع اوناؤ کے باشندے ہین علاوہ ہیوبنس راجپوتون
اور کنواروں کے تمام فرقے اپنا وطن شمالی مغرب یا مغرب خاص بیان کرتے ہین جنمین مالوہ اور بندیلکہنڈ
اور میان دوآب گنگا اور جمنا اور وہ حصہ ملک جو جمنا کے اِس پار دریائے گہاگرہ سے دہلی
تک اور گہاگرہ پار واقع ہے ان فرقون کا قدیم وطن تہا جو اب غازیپور مین آباد ہین اور اودہ کے
چہتری فرقے جو صوبہ اودہ سے باہر اپنی اصلیت کا دعوی کرتے ہین وہ ایک چہتری کی نسل بیان
کرتے ہین مگر وہ نہین کہتے کہ راجپوت حملہ آورونکی فوج سے اونکا تعلق تہا۔ بیسواڑہ کے
راجپوتون کا بہی ایسا ہی خیال ہے جو تلوک چند کی اولاد ہونیکا دعوی کرتے ہین جو ملک متوسط سے
آیا تہا۔ اور راجکمار بیان کرتے ہین کہ وہ مین پوری کے چوہان بریار سنگہہ کی اولاد مین ہین جسکے
ذریعے سے وہ راجہ پرتہی راج دہلی کے عزیز قریب ہونیکے دعویدار ہین ان مستثنیات کے
سوائے مشرقی اودہ کا کوئی فرقہ مغربی اصلیت کا مدعی نہین ہے شکمی فرقونکی روایتون سے یہہ
امر بخوبی ظاہر ہے کہ انمین بہت سے فرقونکا قریبی تعلق اصلی اقوام کے ساتہہ ہے اور اسکے شبہہ کرنیکی
بہت بڑی وجہ یہہ ہے کہ اونکی نسل خالص ہے۔ مثلاً اقوام کنبوریہ اور بندل گوتی روایتی طریق
سے مخلوط شادیون سے پیدا ہوئے ہین اور امیٹا اپنے تئین چمار گوڑ کہتے ہین۔ روتار ایک کثیر التعداد
فرقہ ہے جسکے والدین برہمن اور دوسرے اقوام کی عورات ہین اور بیلوار بہی ایک عورت اعلی کی نسل
ہین جسکے تین عورتین دوسری قوم کی ہتہین اور بہالے سلطان کی ایک مشتبہہ اصلیت ہے بہت سے
بیس تلوک چندی بیسون کے برابر نہین سمجہے جاتے اس امر کے ثبوت مین کہ موجودہ اقوام راجپوت
مختلف قومونکا ایک مجموعہ ہے مسٹر نیسفیلڈ صاحب بہت سے شکمی فرقون کا نام بیان کرتے
ہین جنکی نسبت اونکی رائے ہے کہ وہ شکاری یا چوپان فرقونسے ہین یعنی بروار۔ گدڑیا۔ کہنگار۔
گوجر۔ بہٹ گوجر۔ یادو جادون۔ میو۔ گوڑ۔ چمار گوڑ۔ جیسوار۔ ڈوموار۔ کہاگی۔ ناگور۔
ناگ بنسی۔ بہلیا۔ بڑیا وغیرہ اور اسمین شک نہین کہ ترقی کی ابتک یہہ کارروائی جاری ہے

بیس

چہتیس[۳۶] اقوام شاہی مین بیسونکا بہی شمار ہے[۱] بعض کا خیال ہے کہ یہہ سورج ونشی خاندان کا

۱؎ دیکہو ٹاڈ راجستان۔

ایک شکمی فرقہ ہے کیونکہ انکا تذکرہ نہ تو چندر بہان کی فہرست مین ہے، نہ کو ہر پال چرتر مین اور صوبہ اودہ مین یہہ لوگ ڈونڈیا کہیڑے سے اپنی اصلیت کا سراغ تبلاتے ہین[۵۱] اور بیسواڑہ وہ ملک ہے جسکے مغرب مین کانپور اور مشرق مین سئی ندی اور جنوب مین چہوا ب ندی اور شمال مین دکہتان ہے - ہیون تسنگ سیاح چینی نے راجہ ہرش بردہن کو جو ۶۰۷ء سے ۶۴۸ء تک بالائے ہند مین ایک بڑا راجہ تہا فیشی یا ویشیا لکہا ہے جس سے یہہ ظاہر ہوتا ہے[۵۲] کہ مراد بیس ہے ورنہ اونکا تعلق مالوہ اور بلہی راجپوت خاندانون سے غیر ممکن تہا اور انکا قومی ہیرو سالباہن ہے جو ایک سانپ خیالی بیٹا تہا اور جسنے بکرماجیت راجہ اوجین کو مغلوب کیا تہا اور اس سانپ کی علامت اور روایت کو قومی روایت سے استحکام دیا گیا ہے جسمین بیان ہے کہ سانپ نے اس خاندان کے کسی شخص کو ہلاک نہین کیا در حقیقت سانپ ایک نسلی توتم ہے ڈونڈیا کہیڑے کے بیسونکا بیان ہے[۵۳] کہ راجہ سالباہن کی بیسوین پشت مین راجہ ابہے چند ہوئے اور گنگا اشنان کی غرض سے شیو راجپور ضلع فتحپور مین وارد ہوئے تہے راجہ ارگل ضلع فتحپور نے اپنی دختر کا بیاہ راجہ ابہے چند کے ساتہہ کر دیا تہا اسلئے راجہ ابہے چند شیو راجپور مین مقیم ہو گئے اور اقوام بہر کو شکست دیکر اونکے علاقونپر قابض ہوئے اسیوقت سے بیسواڑہ کی ابتدا شمار کیجاتی ہے راجہ ابہے چند کی دسوین پشت مین راجہ تلوک چند ہوئے اور انکے دو بیٹے ہر ہر دیو اور پرتہی چند تہے تلوک چندی بیس خالص خون کے فرقونمین شادی بیاہ کرتے ہین اونکی شاخین ہر ہر دیو اور پرتہوی چند ہین اور معمولی بیس اپنی لڑکیونکو سینگر - بہدوریہ - چوہان - کچہواہہ - گوتم - پریہار - دکہیت - گہروار چہترو نمین بیاہ دیتے ہین اور بنا پہر - جنوار - کیچر - رکہوبنسی - ریکوار - کرچول - گہلوت فرقونکی لڑکیان قبول کرتے ہین فرقہ بیوار واقع مین پوری د بیس ڈونڈیا کہیڑے کے تارک الوطن ہین ۱۳۹۱ء و ۱۳۹۲ء مین اونہون نے راہٹورون کے ساتہہ ایسا ہنگامہ برپا کیا تہا کہ جسکے فرو کرنیکی غرض سے شاہی فوج کے بہیجنے کی ضرورت

---

۵۱ دیکہو رسالہ سر ایچ - ایم - الیٹ صاحب -

۵۲ دیکہو رسالہ جنرل کننگہم صاحب -

۵۳ دیکہو کتاب صحیفہ زرین صفحہ ۲۳۳ -

لاحق ہوئی تھی - دیولی برناہل مین اونکا خاص مقر ہے جو ایک زبردست[۱] مقام بیان کیا گیا ہے سلطان
خضر خان نے کوئل سے اٹاوہ جاتے وقت سنہ ۱۴۲۰ع مین حملہ کرکے اسکو تاخت و تاراج کیا ہے
فرخ آباد کی تاریخ مین مذکور ہے کہ ڈونڈیا کھیڑے کے تارک الوطن کو ہنسراج اور بچھراج دو
بھائی لیگئے تھے وہ پہلے اصلی قوم بھینہار کے مطیع تھے لیکن آخرکار اونہون نے انکو وہان سے نکال دیا -
اور سکت پور - سورکھہ وغیرہ مواضع جو ایسن ندی کے پار واقع ہین پھر اپنی حکومت جمائی -
بداؤن مین چودھری اور رائے دو فرقے ہین جو بیسواڑہ کے روایتی سرغنہ دلیپ سنگہ کے
دو بیٹونکی اولاد ہین ضلع بستی مین یہہ لوگ ترک وطن ہونیکی تاریخ صرف پانچ چھہ پشت اوسوقت
سے بیان کرتے ہین کہ جب مسٹر بین صاحب نے تاریخ مشرقی لکھی تھی گورکھپور مین اس فرقے کے
لوگ اپنے کو ناگ ونشی خاندان بیان کرتے ہین اور کہتے ہین کہ وہ مشہور گائے کامدہین کی ناک
سے پیدا ہوئے ہین جو وشسٹہا کی ملکیت تھی - غازیپور کا فرقہ دعویدار ہے کہ وہ نگہیل رائے
کی اولاد ہے جو بیسواڑہ سے پندرہ پشت قبل مین آیا تھا او جنگل مین آباد ہوا تھا روہیلکھنڈ
مین انکی تارک الوطنی اکبر بادشاہ سے زیادہ مدت کی نہین پائی جاتی انکے خاندان مین ایک
مشہور قصہ یہہ ہے کہ اسمین سے دو شخصون نے شہزادہ ارکلی کو مسلمان کے ہاتھہ سے کیونکر بچایا تھا
اور اوسی زمانہ سے وہ گوتم کے ساتھہ اپنی شادی کرنیکو اپنی بڑی خوش نصیبی سمجھتے ہین - ان
باتون کے بعد اس امر مین بڑا شبہہ ہے کہ یہہ خالص خون راجپوت ہین یا نہین معلوم ہوتا ہے کہ
اس فرقے مین چارسو برس پہلے مختلف طبقے کے لوگ جری اور بہادر شریک تھے اور اعظمگڈھ مین
یہہ لوگ اسلامی طریق کے مطابق خواجہ منہاج کی یادگار مین بائین پردے کا انگرکھہ پہنتے ہین
اور اونکی ساخت کی نسلی علامت سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسمین اصلی اقوام کا خون ملا ہوا ہے اور انکی
عورتین سفید کپڑون کے سوا رنگین نہین پہنتی ہین اور پاؤن مین زیور طلائی نہین پہنتی ہین اور
مرد ہل کو ہاتھہ سے نہین چھوتے - ان[۲] لوگونکو اس بات پر ناز ہے کہ وہ صوبہ اودھ مین فیاض
اور دولتمند اور بہادر و عالیخاندان اور خوش پوشاک ہین حالانکہ اون راجپوتونکی طرح نہین ہین

[۱] دیکھو تاریخ مبارک شاہی -

[۲] دیکھو لکچر ڈاکٹر بیٹر صاحب -

جو کاشتکار یا سپاہی بن سکتے ہین گو کہ فوجی خدمات کے متعلق اپنی تُہمات پر غالب آ گئے ہین مگر ابھی تک کوئی ایسا بیس جس نے دریائی سفر اختیار کیا ہوا اور اوسکو اپنی ذات مین شامل ہونیکی اجازت دیگئی ہو نہین ہے۔ کلکتہ سے جیپور تک مہاجنی اور تجارت پیشہ البتہ ہین۔

کینپوریہ راجپوت

اضلاع رائے بریلی اور پرتابگڈہ مین چند علاقہ جات کانپوریہ راجپوتون کے ہین اون کا بیان[۵۱] ہے کہ راجہ مانکچند گہروار والی مانکپور کی اولاد دختری مین ہملوگ ہین راجہ مذکور نے اپنی دختر سوجہیہ کہہ ہمارے مورث اعلیٰ کو بیاہ دی تہی اور اپنا راج پاٹ دختر کو دیدیا تہا اور اسکے بطن سے ایک بیٹا راجہ کانہہ پیدا ہوا اور راجہ کانہہ کے دو بیٹے راجہ رہس اور راجہ سہس پیدا ہو اور راجہ رہس نے اپنی راجدہانی مقام گوراکٹاری مین قرار دی اور اسکی گیارہوین پشت مین دو بیٹے پیدا ہوئے بڑے راجہ اودہبان راجہ تلوئی اور چہوٹے گلاب شاہ راجہ شاہ مؤ ضلع رائے بریلی مین اور انکی اولاد سے اور بہت سی ریاستین ہوگئین اور راجہ سہس نے اپنی راجدہانی مقام کیتہولا ضلع پرتابگڈہ مین قرار دی چنانچہ راجہ مہیش بخش سنگہ راجہ سہس کی بیسوین پشت مین ہین اور سوجہیہ رکہہ مورث کی دوسری عورت سے جو قوم کی برہمنی تہی جو اولاد پیدا ہوئی وہ شہر الہ آباد مین پانڈے کے لقب سے معروف ہے۔

حالات ترقی قوم اور علاقہ جات صوبہ اودہ

بیان[۵۲] ہے کہ ایک معزز فرقہ راجپوت کا ناگونشی خاندان یا پیروان بُدہ سے بہاگا تہا اِس راجپوتونکی جماعت کثیر اقوام بہر اور چیرو مین شامل ہوگئی تہی پہر جب اہل اسلام نے سرداران بہر کو شکست دی تو کچہہ اقوام بہر مسلمانون اور کچہہ دوسری اقوام مین شامل ہوگئی موجودہ اقوام مین ایک بڑا حصہ بہرونکی ذرّیات کا ہے اور ان مین بعض زوال سلطنت مغلیہ پر قوت حاصل کرکے اپنی ریاست اور حکومت قایم کرکے راجپوتون مین داخل ہوگئے۔

سلہ ۵۱ دیکہو صحیفہ زرین صفحہ ۴۸ و ۱۷۱۔

سلہ ۵۲ دیکہو رسالہ مسٹر کارنیگی صاحب۔

تاخت وتاراج زمان سابق مین زمینداران صوبہ اودہ کا دستور العمل تہا مگر شاہان اودہ کے ہر لونگ
مین لوٹ مار ملک گیری کا اول مرکز ہو گیا تہا اکثر اقوام سرکش کی ترقی کا باعث یہی بدعملگی اور
بدانتظامی تہی حکام اودہ کا دستور تہا کہ دیہات اور مواضعات کی سالانہ تشخیص جمیع مالگذاری کرتے
تہے اور حکام کا تقرر بھی منجانب شاہ اودہ چندروزہ تہا بعض محل مین کل محاصل محال ملکیت سرکار
سمجھکر پوری خام تحصیل نکاسی پر تشخیص مالگذاری ہوتی تہی اور زمیندار ونکو کچہہ رقم یا زمین بطور نانکار یا حق
التحصیل چہوڑ دیجاتی تہی اور تشخیص جمع پر پٹہ وقبولیت ہوتی تہی مگر زمیندار کا ایک گونہ کوئی حق
مستقل نہین تہا اور رعایا کے حقوق بہی زمیندار کے سامنے بیوقعت تہے ویسے ہی اون کو
آزادی تہی ایک گانؤن کو چہوڑ کے دوسرے گانؤن مین آباد ہو جانے سے کل مواخذہ سے کاشتکار
بری ہو جاتی تہی چہوٹی چہوٹی زمینداریان معرض زوال تہین بڑے علاقہ دار خودسر تہے اور
اونکی روزافزون ترقی تہی کیونکہ چہوٹی زمینداری بڑے علاقہ دار کی جولانگاہ تہی جب چہوٹے
زمینداران کے کاشتکار مالتحت فصل غلہ یا پیداوار اراضی جمع کرتے تہے بڑے علاقہ دار قریب تر
لوٹ مار شروع کر دیتے تہے رعایا پریشان ہو کر بڑے علاقہ جات کی زمینداری مین آباد ہو جاتے تہے
جب گانؤن چہوٹے زمیندار کا لوٹ لیا جاتا تہا تو وہ بخوف مواخذہ خراج سرکاری مفرور ہو جاتے
تہے علاقہ داران کلان کے وکلاء وکارندگان ناظمان چکلہ داران شاہی کے ہمراہ رہتے تہے
اونہون نے حکام سے کہہ سنکر اس گانؤنکو بہی شامل قبولیت علاقہ کلان کرا لیا کیونکہ اسی غرض سے
تو تعلقدار صاحب نے پہلے ہی ہاتھ صاف کیا تہا بر تقدیر چہوٹے زمیندار جا نبر کہیل کے کچہری
چکلہ داران مین حاضر ہو گئے تو تحقیقات لوٹ مار تو درکنار رہائی بدون ضمانت ادای جمع سرکار
دشوار تہی وہی حریف علاقہ دار کے وکلاء وکارندگان ضامن ہو جاتے تہے جسکو اوسوقت کے
محاورہ مین قبض کہتے تہے قبض ہونا تہا کہ علاقہ دار صاحب کے پاؤن اس زمینداری مین جم گئے
بعض محل مین چہوٹے زمینداران ان حادثات سے محفوظ رہنے کی غرض سے اپنی زمینداری
حضور تحصیل کرا دیا کرتے تہے مگر یہہ بات دشوار گذار کوششون سے حاصل ہوتی تہی جب
چہوٹے زمیندار نے سمجہہ لیا کہ ہمکو علاقہ دار کلان سے جانبری نہو گی تو خود علاقہ دار صاحب
سے کچہہ معاہدہ کرکے اپنی درخواست سے اپنی زمینداری کو شامل قبولیت علاقہ کرا دیتے تہے

اس قسم کی شاملاتی زمینداری عہد انگریزی مین زمینداری قابض درمیانی یا ماتحت داری کہلاتی ہے

عرب و اسلام

عرب[1] کا ملک سکندر اعظم کے حملون سے محفوظ رہا حضرت عیسی کے تین سو برس پہلے سے یہہ ملک آزاد تہا اور ایکہزار برس تک کسیکا مطیع نہین ہا اس ملک کے باشندے چست و چالاک قوی مضبوط دلیر و جفا کش سواری کے فنون مین طاق سفر کے مشاق محنت کے عادی مصیبت مین مستقل مزاج آپس کی خانہ جنگیونمین شہرۂ آفاق ہو چکے تھے صرف ایک رہبر صادق کی ضرورت تہی چنانچہ ۲۰۔ اگست ۵۷۰ء مین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہر مکہ مین جو دریائے قلزم کے کنارے سے ۲۰ کوس کے فاصلے پر واقع ہے پیدا ہوئے اور اس قوم جنگجو کے ہادی ہو گئے حضرت نے سبکو دینی و دنیوی ترقیات مین لگا دیا عام دعوی قوم کا یہہ تہا کہ سب بندے اللہ کے ایک امت اور ایک قوم ہو جائین اور ہر ایک توحید کا معتقد اور اسلام کا پیرو ہو آخر مین اس سچے دین نے شرک و بت پرستی صرف عرب ہی کی زمین متبرک سے نہین بلکہ دنیا کے بڑے بڑے حصون سے دور کر دی اور فتوحات کا سلسلہ برابر جاری رہا خلیفہ عمر کے عہد دولت[2] مین ۱۰۳۶ شہر فتح ہوئے یہہ خلیفہ معاملات پولٹیکل مین درجہ اول کا تہا اور جو قواعد جنگ اس نے مرتب کئے تہے جبتک اسکے جانشین اونپر عمل کرتے رہے فتوحات کا سلسلہ برابر جاری رہا عرب مین خلفاء راشدین کے بعد بنی امیہ اور عباسیہ خاندان کا دورۂ حکومت ہوا لیکن فتوحات کا سلسلہ ترقی پذیر رہا چندہی دنونمین دمشق سے لیکر پرتگال تک اسلامی سلطنت بنی امیہ کی اور بعد عباسی ایشیاء کوچک اور سیریا کی فتح کے بعد فوجین اسلام کی قسطنطنیہ مین داخل ہو گئین اور وہان سے تہوڑے ہی عرصہ مین وینا پر حملہ کیا گیا اور یورپ مین فرانس کے وسط مین اسلامی پہریرا اوڑنے لگا ملک اسپین مین اسلامی سلطنت زبردست قایم ہو گئی مشرق کیطرف سلسلہ فتوحات ایران افغانستان اور تاتار ہوتا ہوا ہندوستانمین پہونچا

---

[1] دیکہو تمدن عرب اور تاریخ عرب۔

[2] دیکہو الفاروق اور سیرت فاروق اور دفتر عباسیہ اور سیر البغداد و طاق کسری۔

اسلئے ہندوستان میں پاک و متبرک نسلیں شیوخ وسادات عرب بکثرت آباد ہیں چونکہ ہندوستان میں سلطنت اسلامی اقوام غور و غزنین نے قایم کی ہے اسلئے پٹھان اور مغل بھی ہندوستان میں زیادہ آباد ہیں لہذا اول شجرہ قبایل عرب درج کیا جاتا ہے تاکہ شیوخ وسادات کو اپنے شجرہ خاندانی کے سمجھنے میں آسانی ہو اور بعد میں مختصر ذکر خیر اقوام پٹھان اور مغل کیا جائیگا۔

شجرہ قبائل عرب از آدم علیہ السلام (۱)

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹
حضرت آدم	شیث	انوش یونس	قاینن	مہلائیل	یرد	اخنوخ ادریس	متوشلخ	لامک
۱۰ نوح	۱۱ سام	۱۲ ارفخشد	۱۳ شالخ	۱۴ عابر	۱۵ قالغ	۱۶ سلکان	۱۷ حضر	۱۸ شاروخ
۱۹ ناحور	۲۰ آزر یا تارخ	۲۱ ابراہیم	۲۲ اسماعیل	۲۳ قیدار	۲۴ عوام	۲۵ عوص اول	۲۶ مُرّہ	۲۷ سَمّاے
۲۸ زُراخ	۲۹ ناجب	۳۰ معصر	۳۱ ایہام	۳۲ آقتاد	۳۳ حُمران	۳۴ این	۳۵ بری	۳۶ بجری
۳۷ بلحی	۳۸ اُرعوا	۳۹ عنقا	۴۰ حسّان	۴۱ عیسی	۴۲ اُکرعا	۴۳ عبید	۴۴ عنفت	۴۵ عستقی
۴۶ ماحی	۴۷ ناحوز	۴۸ فاجم	۴۹ کالخ	۵۰ بدلان	۵۱ بلدارم	۵۲ حُجرا	۵۳ ناسل	۵۴ ابی القوام
۵۵ ثتاویل	۵۶ برُد	۵۷ عوص دوم	۵۸ سلامان	۵۹ ہمسع	۶۰ اُوَد	۶۱ عدنان	۶۲ مُور	۶۳ حمل
۶۴ نابت	۶۵ سلامان دوم	۶۶ ہمسع دوم	۶۷ الیسع	۶۸ اُدد دوم	۶۹ ادّ	۷۰ عدنان دوم	۷۱ معد دوم	۷۲ نزار
۷۳ مُضر	۷۴ الیاس	۷۵ مُدرکہ	۷۶ خزیمہ	۷۷ کنانہ	۷۸ نضر	۷۹ مالک	۸۰ فہر (۲)	۸۱ غالب

(۱) دیکھو تاریخ ابن خلدون - توریت شریف -

(۲) فہر کے تین پسر تھے - غالب - ومحارب وحارث - پس حارث کے قبیلہ اور اونکے وہب اونکے ہلال اونکے جراح اونکے عبداللہ اونکے ابو عبیدہ عامر فاتح شام تھے -

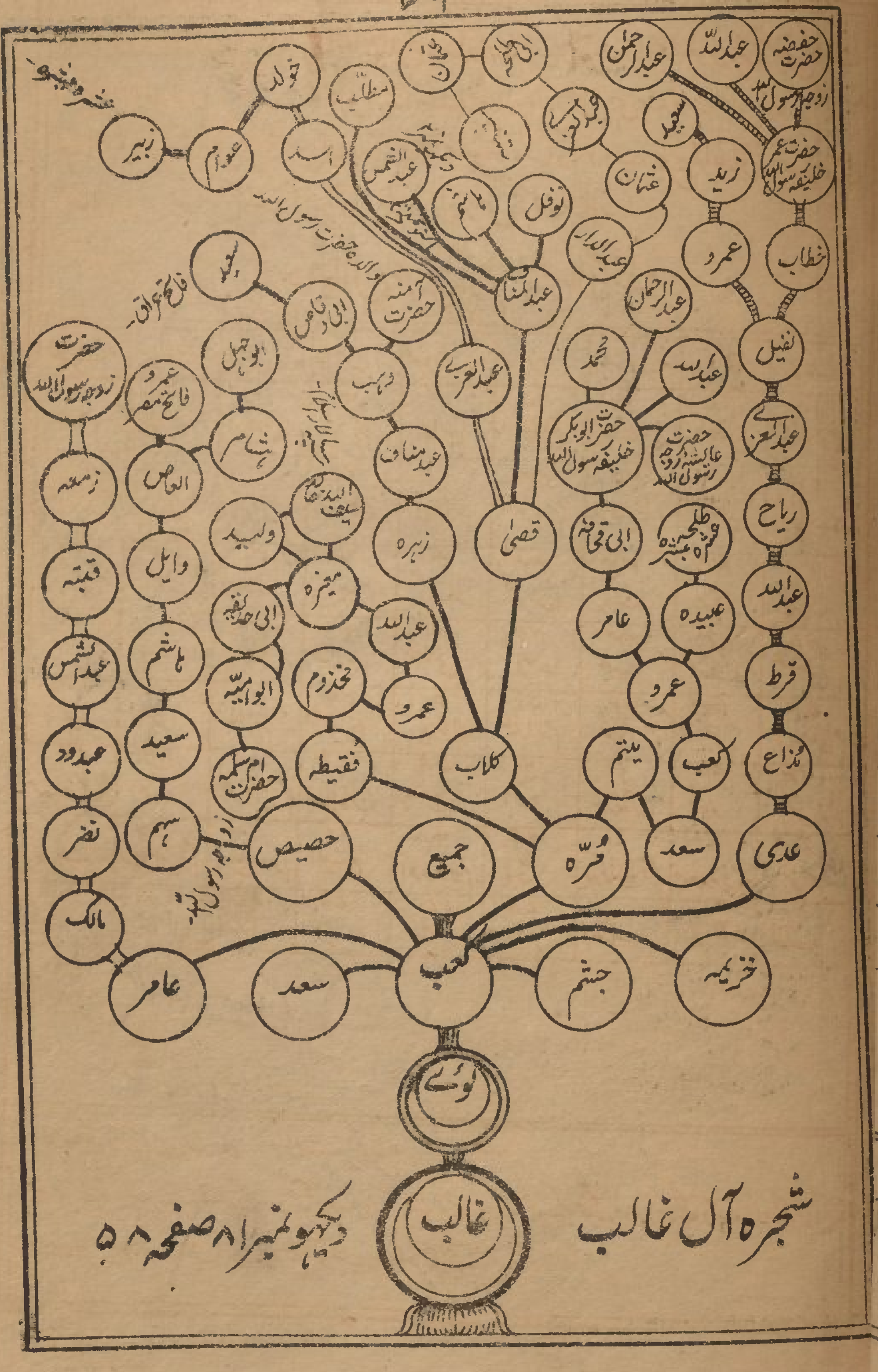

شجرہ آل غالب

دیکھو نمبر ۱۸ صفحہ ۵۸

شجرۂ آل عبدالشمس بن عبدالمناف

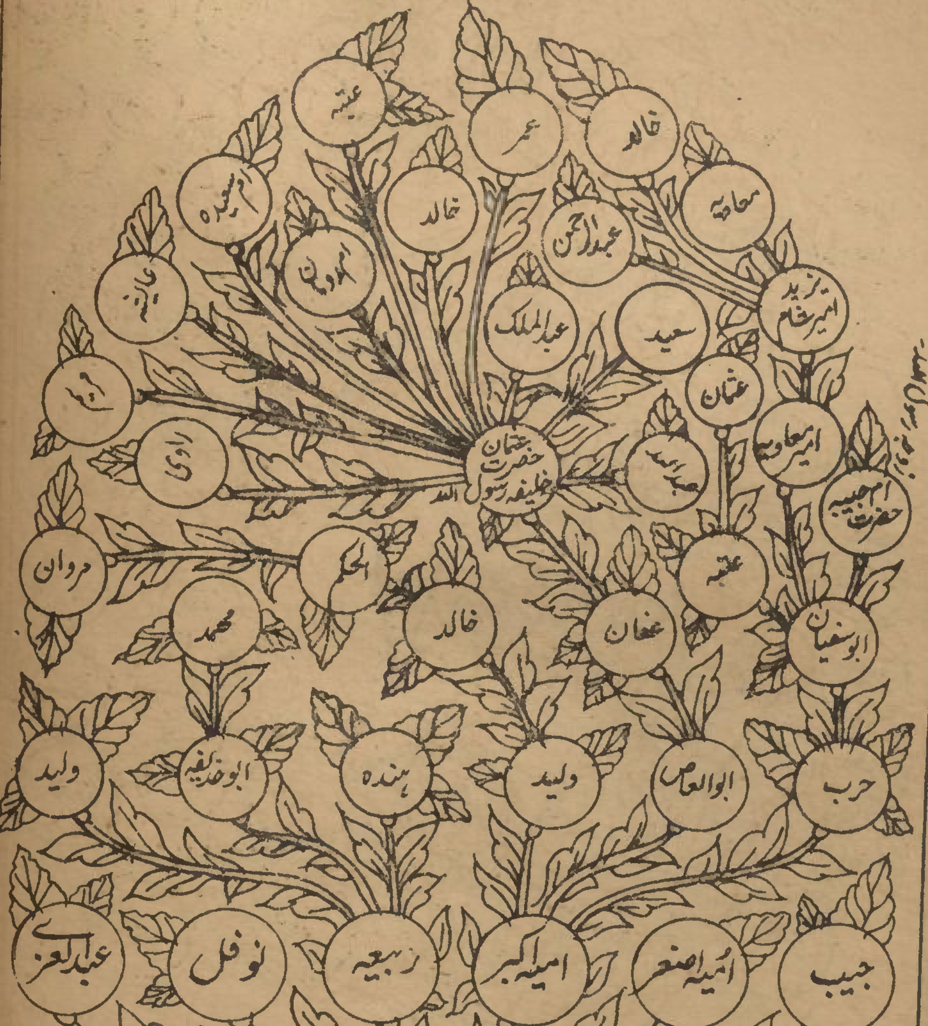

دیکھو نمبر اصفحہ ۵۹-

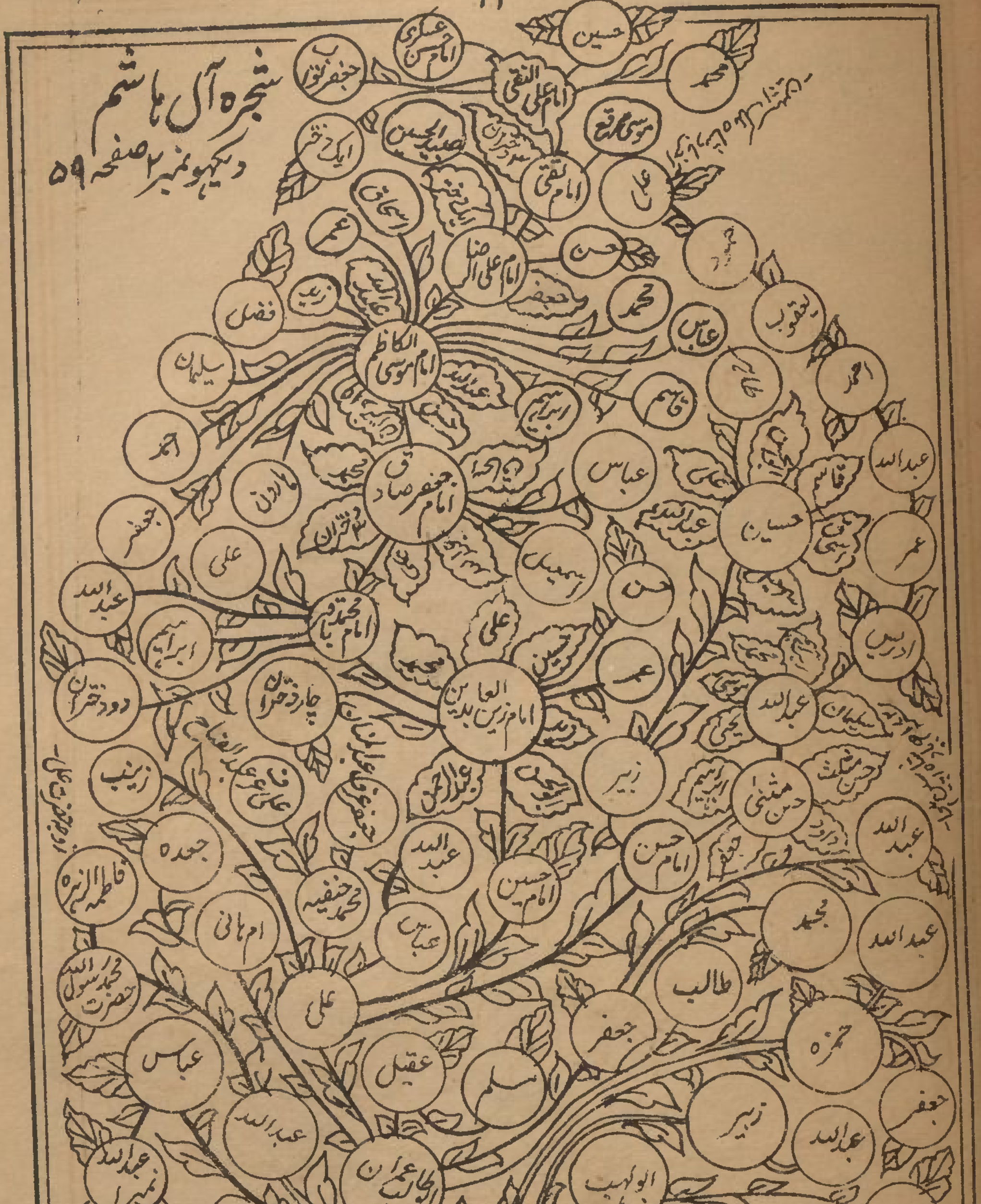

شجرہ آل ہاشم
دیکھو نمبر ۲ صفحہ ۵۹
ہاشم
عبدالمطلب
ابوطالب عمران
عبداللہ نمبر ا
عباس
ابولہب
زبیر
عبداللہ
حمزہ
جعفر
عتبہ
عتیبہ
مقوم
ضرار
قثم
حجل
صفیہ
عاتکہ
برہ
ام حکیمہ
الیمہ
اروی
عقیل
مسلم
جعفر
طالب
عبداللہ
محمد
عبداللہ
علی
حضرت محمد رسول اللہ
فاطمۃ الزہرا
ام ہانی
جعدہ
زینب
امام حسن
امام حسین
محمد حنفیہ
عباس
عبداللہ
عبدالرحمن
حسن مثنی
زبیر
امام زین العابدین
امام محمد باقر
امام جعفر صادق
امام موسیٰ الکاظم
امام علی الرضا
امام تقی
امام علی النقی
امام حسن عسکری
حسین
محمد
علی
عمر
زید
حسن
عبداللہ
ابراہیم
علی
جعفر
ہارون
احمد
سلیمان
فضل
اسمٰعیل
عباس
عبداللہ
قاسم
عمر
ادریس
احمد
یعقوب
محمد
حسین

عباس عم رسول مقبول صلعم کے کئی پسر تھے لیکن یہان صرف عبداللہ کا سلسلہ عقاب قایم کیا جاتا ہے کیونکہ ہندوستان مین زیادہ تر یہی سلسلہ ہے۔

مہدی[۵۲] ابو عبداللہ خلیفہ سوم کی بارہ [١٢] اولاد تہین۔

علی [١]۔ عبید اللہ [٢]۔ یعقوب [٣]۔ اسحاق [٤]۔ ابراہیم [٥]۔ موسیٰ [٦]۔ ہارون الرشید [٧]۔ عباسہ دختر [٨]۔ عالیہ دختر [٩]۔
منصورہ دختر [١٠]۔ سلیمہ دختر [١١]۔ بالوقہ دختر [١٢]۔

۵۲ دیکھو ابن خلکان صفحہ ١٣٣ ۔ اور طبری صفحہ ٦٦٦ جلد ٢۔

مغل

مغل نسل ترکستان کی ہے اور ہندوستان مین یہہ نسل آباد ہے کیونکہ فاتح ہند یہہ قوم ہے اس قوم کے سردار کا لقب ترکی زبان مین بیگ کا ہے اور عورات کا خطاب بیگم اور رئیس کل خطاب خان ہے ہمکو مکمل شجرہ کسی خاندان کا نہین ملا اکثر لوگ اپنا سلسلہ نسل چنگیز خان بادشاہ چین و ترکستان سے منتہی کرتے ہین لہذا ایک مختصر شجرہ درج کتاب کیا جاتا ہے۔

اس بادشاہ نے سنہ ٦٢٤ھ مین وفات پائی اور تبریز مین مدفون ہوا۔

افغانستان کی اقوام

اِس ملک کے باشندے عموماً پٹھان یا افغان کہلاتے ہین اور یہہ نسل ہندوستان مین بکثرت آباد ہے اگلے زمانہ مین یہہ ملک[۵۱] پختان کہلاتا تہا کیونکہ زبان سنسکرت کی پورانی کتابونمین اس ملک کا نام پکتہان دیش لکہا ہوا ہے اور پکتہان کا بگڑا ہوا لفظ ہندوستان مین اب پٹہان ہے اور اس ملک کی زبان کو بہی پختو زبان ابتک کہتے ہین اور جسکا بگڑا ہوا لفظ پشتو ہے اس زبان مین ہندی اور فارسی اور ترکی زبان کے الفاظ بگڑے ہوئے مخلوط ہین اور زیادہ تر بگڑے ہوئے الفاظ ہندی اسمین شامل ہین بعض مورخین نے لکہا ہے کہ زبان پشتو مین پہاڑ کی چوٹی کو پاتہل کہتے ہین اور جب پہاڑون کے اوپر کے باشندے ہندوستان مین آئے تو وہ لوگ پٹھان کے نام سے مشہور ہوئے۔

مسلمان[۵۲] مورخین لکھتے ہین کہ بخت نصر بادشاہ کے ہنگامہ مین ایک گروہ مصری یہان کے پہاڑونمین پناہ گزین ہوا تہا اس گروہ کے لوگ اولاد ملک طالوت بن قیس بن جہلیب بن اخنوخ بن یہودا۔ ابن حضرت یعقوب پیغمبر مین تھے اور ملک طالوت کے بارہ بیٹے تہے از انجملہ دو پسر برخیا اور ارمیا کو حضرت سلیمان پیغمبر نے ایک کو وزیر الممالک اور دوسرے کو سپہ سالار فوج کا عہدہ عنایت فرمایا تہا اور ان دونکا خطاب آصف اور افاغنہ کا تہا اور آصف کے اٹہارہ اور افاغنہ کے چالیس بیٹے پیدا ہوئے تہے چونکہ گروہ افاغنہ یہان آیا تہا اسلیئے اس گروہ کے لوگ افاغنہ یا افغان کہلائے گئے۔ تاریخ فرشتہ سے افغان کی وجہ تسمیہ فریاد وزاری ہے یعنی جب لشکر اسلام نے اِس سرزمین کو فتح کیا تو یہان کے مرد زیادہ قتل ہوگئے تہے عورات اونکی شبانہ روز گریہ وزاری مین مصروف رہتی تہین اور اہل ایران کی آمد ورفت تہی جب کوئی ایرانی یہان سے واپس جاتا تہا اور اوس سے ایران مین لوگ پوچہتے تہے کہ احوال کابل بچہ طور ہست تو وہ جواب دیتا تہا کہ از ہر خانہائے کابل صدائے افغان می آید پس لفظ افغان ضرب المثل ہو کر نام قوم افغان مشہور ہوگیا۔ راقم کے نزدیک اصلی باشندے یہان کے ترکی نژاد ہین ان پہاڑون کے نام سے ضرور یہہ قوم معروف ہوئی ہے

---

۵۱ دیکہو پراچین لیکہن حصہ دوم۔

۵۲ دیکہو تاریخ فرشتہ۔

جیسے غور کے باشندے غوری - نقل [سلہ] ہے کہ سپہ سالار اسلام نے بزمان پیغمبر اسلام ایک سردار افاغنہ کو جسکا نام عبدالرشید قیس بن عمیص بن سلول بن عتبہ بن نعیم بن مرہ بن سکندر بن زمان بن علین بن بہلول بن سلم بن صلاح بن قارود بن آثیم بن تہول بن کرم بن اسمال بن قلیفہ بن حذیفہ بن نہال بن قیس بن علیم بن اسمعول بن ہارون بن قمرو بن ابی بن عیب بن زال بن لوی بن عامیل بن طارخ بن ارزند بن مندول بن سلم بن ارمیا بن ملک طالوت تہا بنا بر دعوت اسلام پیغمبر صاحب کے حضور مین حاضر کیا گیا تہا پس جب عبدالرشید مشرف بہ اسلام ہوا تو پیغمبر صاحب نے قیس کا نام عبدالرشید رکہا اور فرمایا کہ تو ملک طالوت کی اولاد ہے اسلئے تیرے نام کیساتہہ لقب ملک ہونا زیبا ہے عبدالرشید کے چار فرزند پیدا ہوئے - غرغشتی - خرشیون سربنی - بٹنی اور ان چارون کی صدہا خیل ہو گئے لیکن ملک عبدالرشید کے آبا و اجداد کے نام زبان عرب سے اخذ کئے گئے ہین زبان پشتو کا کوئی نام سوائے اولاد کے نہین ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ خود ملک عبدالرشید وارد اس ملک کے ہو کر ساکن ہوئے -

۳ - محرم ۵۳ھ روز دوشنبہ کو امیر معاویہ کے لشکر نے کابل و قندہار فتح کیا اسوقت سے اکثر عرب و عجم کی نسلین یہان آباد ہوئین اور اکثر شہزادگان فارس بباعث تنازعات ملکی یہان کے پہاڑون مین پناہ گزین ہوئے ہین اور یہان کے بود و باش سے وصلت و مصاہرت بہی انکے مابین پٹہانون کے ہو گئی اور پہر اولاد اونکی زمرہ افاغنہ مین شمار ہوئی چنانچہ حسین شاہ بباعث بدعملی اور خونریزی امیر شام کے کوہستان کابل مین وارد ہو کر بخانہ بٹنی بن ملک عبدالرشید پناہ گزین ہوا - بٹنی نے ملکزادہ سمجہکر اپنے گہر مین رکہا چونکہ حسین شاہ کا عالم شباب تہا مسماۃ متو بی بی دختر بٹنی سے اسکا تعلق ہو گیا اور وہ حاملہ ہو گئی اور فرزند نرینہ اوس حمل سے پیدا ہوا اور چونکہ یہہ حمل پوشیدہ چوری کے ساتھہ قرار پایا تہا اور زبان پشتو مین لفظ غل بمعنی مخفی اور چوری کے مستعمل ہوتا ہے اسلئے بٹنی نے اس مود کا نام غلزی رکہا اور اس طفل کی نسل سے گروہ کثیر ہو کر غلزئی نام سے معروف ہوا دوسرا بیٹا حسین شاہ کا ابراہیم لودہی ہے تیسرے اور فرزند کا نام شیروانی ہے ان ہرسہ پسران کی اولاد بسلسلہ افغانان شمار ہو کر ان سے سیکڑون خیل ہو گئے - ہندوستان مین بہلول خان لودہی بادشاہ دہلی

[سلہ] دیکہو حیات افغانی -

اور شیر شاہ اولاد ابراہیم لودہی بن حسین شاہ کے ہین اور علی ہذا اینڈاری بن جام ابن نیازی بن ابراہیم لودہی اور مدوخیل بن جمعیت ابن ابراہیم لودہی مذکور۔

نقل ہے کہ ایک قافلہ قبیلۂ عرب کا وارد صحرائے کابل ہوا تہارات کو قافلہ کی کسی عورت کے وضع حمل ہوکر ایک نرینہ بچہ پیدا ہوا جسوقت یہہ پیدا ہوا قافلے مین خبر منتشر ہوئی کہ عنقریب قافلہ لوٹا جائیگا چنانچہ مردمان قافلہ اس بچہ نوزائیدہ کو ایک آہنی کڑہائی کے نیچے بند کرکے صبحکی تاریکی مین کوچ کرگئے علی الصباح اوٹمر خیل کے لوگ بہ ارادہ غارتگری جب مقام قیام قافلہ پہونچے تو بچہ شیرخوار زیر کڑہائی دستیاب ہوا یہ سلسلۂ نسل اس بچہ کا بجز اسکے کہ قبایل عرب کی نسل اور کچہہ معلوم نہوا چونکہ زبان پشتو مین کڑہائی کو کڑانی کہتے ہین اسلئے اس طفل کا نام کڑانی معروف ہوا اور اسکی نسل کو بڑا فروغ ہوا کڑانی کے دو پسر کودی اور ککی پیدا ہوئے اور انسے صدہا خیل مثل خٹک آفریدی و ملک میرو خیل کبیر و بنگش و لوہات وغیرہ ہوگئے۔

سید اسحاق اولاد حضرت زین العابدین بوجہ حادثات زمانہ وارد کوہ کاشغر ہوئے او یہہ مقام مسکن شیرانی خیل کا تہا اور اس خیل مین انکی شادی ہوگئی اور انکی اولاد بہی زمرۂ نسل افغان شمار ہوئی۔

علی ہذا القیاس سید محمد بن سید غور ابن سید عمرو بن سید قاف ابن قابس بن سید رجال ابن سید اسمعیل بن امام جعفر صادق اتفاق زمانہ سے وارد سرزمین افغانستان ہوئے قبیلہ کرانی وشیرانی وکانکڑ مین انکی تین شادی ہوئین اور ہر سہ زوجگان سے سلسلہ نسل قایم ہوکر جملہ اولاد افغان کہلائی دختر کرانی سے دو پسر دردک اور ہوتی اور دختر شیرانی سے اوشرانی اور دختر کانکڑ سے مشوانی پیدا ہوئے اور ان سے بہت سے خیل ہو گئے۔

حملہ اسلام ہندوستان پر

سنہ ۵۳ھ مین مہلب بن صفرہ ایک امیر عرب براہ مرو کابل ہوکر ہندوستان پر حملہ آور ہوا اور دس بارہ ہزار اہل ہنود کو لونڈی غلام بناکر پنجاب سے واپس گیا دریائی سندھ کے کنارے پر کچھہ نومسلم اور بعض مسلمان مہلب کے ساتھیون سے آباد ہو گئے تھے۔

اسنہ ۹۴ھ مین محمد بن قاسم جنرل افواج اسلام بزمان خلیفہ ولید بادشاہ شام جو ملک عراق مین بماتحتی سپہ سالار حجاج بن یوسف اپنی کمان کرتا تہا اور اسوقت مسلمانون کے جہاز اہل ہند نے لوٹ لئے تہے بغرض انتقام یہہ سردار ملک عراق سے بسواری جہاز چھہ ہزار سوار لیکر وارد ملک سندھ ہوا اور اس ملک کو زیر وزبر کرکے صوبہ مالوہ مین داخل ہوا مگر راجہ چتور گڈہ سے شکست کہائی پہر اسنے قنوج پر حملہ کیا دریائے گنگا پر اسلامی جہنڈا اول اسی سردار نے نصب کیا اور مختصر فوج سے بڑے بڑے راجگان کو شکست دی اسکے مہمات مین ۳۲ ہزار اہل ہند سے مشرف بہ اسلام ہوئے اب صوبہ گجرات ومالوہ وقنوج مین مسلمانونکی آبادی شروع ہوگئی محمد بن قاسم کی فتوحات کے بعد لشکر خلیفہ مامون رشید بادشاہ بغداد نے ہندوستان پر چڑہائی کی اور چوبیس لڑائیان راجہ کہمان چتور گڈہ سے ہوئی لیکن اسلام کے لشکر کو کوئی کامیابی نہوئی اور واپس ہوا صرف دو حملے لشکر اسلام کے براہ سمندر واقع ہوئے۔

۲۶۵ برس بعد محمد بن قاسم کے سنہ ۳۶۵ھ مطابق سنہ ۹۷۰ء مین راجہ جیپال والی لاہور نے افغانستان پر حملہ کیا سبکتگین بادشاہ غزنی سے شکست کہائی اور خراج سالانہ دینا قبول کرکے مخلصی حاصل کی لاہور مین پہونچکر بدعہدی کی امیر سبکتگین نے لاہور پر حملہ کیا اگرچہ راجہ کی امداد کو

بہت سے راجگان ہند موجود تھے پھر بھی جیپال نے شکست کھائی اور دوبارہ عہد و پیمان ہو کر خراج مقرر ہوا اور بہت ساز رو جواہر راجہ نے دیا مگر حکومت پشاور و ملتان سلطان سبکتگین نے شیخ حمید کو عنایت کی اور آپ واپس غزنی ہوا سلطان غزنی کی وفات پر راجہ جیپال نے خراج دینا بند کر دیا ۳۹۵ھ مین سلطان محمود بن سلطان سبکتگین نے لاہور پر فوج کشی کی راجہ جیپال نے بعد جنگ ہزیمت اوٹھائی اور بپاس عزت خودکشی کی محمود واپس گیا لیکن سلطان محمود اور اوسکی لشکر کا دل بڑھگیا تھا اب متواتر حملے محمود کے ہندوستان پر ہونے لگے اور سب جگہہ وہ فتحمند رہا بارہوان حملہ محمود نے گجرات کے مندر سومنات پر کیا یہان کی لوٹ مار مین دس کروڑ زر جواہر غنیمت اوسکے ہاتھہ لگے اگرچہ یہہ لڑائی مابین ہنود اور اسلام ایسی ہوئی ہے کہ جیسے صلاح الدین مصری سے اور عیسائیون سے بیت المقدس کے فتح کرنیمین واقع ہوئی تھی کیونکہ سومنات کے جنگ مین تمامی ہند کے اہل ہنود ایک طرف اور محمود تنہا اوسکے مقابلہ پر تھا مقتولین ہنود کا شمار بے اندازہ ہے لیکن سلطان مصری کی جنگ مین تمام یورپ برسر مقابلہ سلطان تھا اور معشوقان یورپ نے وعدہ وصال تمغہ بہادری جنگ بیت المقدس مقرر کر دیا تھا اسی طرح ہندوستان کی بیوہ گان نے سوت کات کے اوسکا زر منافع بہادران ہنود کے نذر کیا تھا اسپر محمود ہی کی فتح رہی اور باوجود اہل یورپ کی کوششون اور جانبازی کے بیت المقدس پر اسلامی پھریرا اوڑنے لگا اور مقتولین عیسائی کا شمار اس جنگ جہادی مین چالیس لاکھہ کا ہے کیونکہ عیسائیون مین انکا فاتحہ ہوتا ہے محمود کی لڑائی اور جنگ بیت المقدس مین یہہ فرق ہے کہ محمود نے بطمع زر و دولت ہنود کے مندرونکو توڑا کیونکہ زمان سابق مین ہندوستان کے دولت کا خزانہ مندر ہنود تھے - اور ہندوستان مین مسلمانونکی اسوقت جابجا آبادی ہو گئی تھی -

واقعات سید سالار مسعود غازی

سید سالار مسعود بن سید سالار ساہو ابن سید عطاء اللہ بن سید طاہر ابن سید طیب بن سید محمد ابن سید عمر بن سید آصف بن سید بطال ابن سید جعفر عرف عبد المنان بن

سلہ دیکھو مرآت مسعودی اور تاریخ ملا محمد غزنوی -

حضرت محمد حنفیہ ابن حضرت علی تاریخ یکم شعبان بقولے ۲۱ - رجب ۵؁ھ روز یکشنبہ کو تولد ہوئے اور تاریخ ۱۴ - ماہ رجب ۲۵؁ھ روز یکشنبہ بوقت جنگ جہادی بمقام بہرایچ راے سہر دیو کے تیر سے شربت شہادت نوش فرمایا - قطعہ تاریخ ولادت وشہادت

	محبوب خدا بود امیر مسعود چون مدتیست در جہادش افزود		در چار صد وپنج در آمد بوجود در چار صد و بست وپنج رحلت فرمود	

ہندوستان مین بالے میان و غازی میان اور سالار غازی اور پیر علیم کے نام سے اور ملک خراسان مین سالار رجب کے نام سے آپ مشہور ہین آپکی والدہ کا نام ستر معلے ہے جو رشتہ مین سلطان محمود غزنوی کی حقیقی ہمشیرہ ہین تاریخ فرشتہ مین آپکا نسب پٹھان لکھا ہے اسکا سبب یہہ ہے کہ افغانستان مین سادات بوجہ وصلت ومصاہرت پٹھانونمین شمار ہو گئی ہین - سید سالار مسعود وسالار ساہو مع دیگر افسران مجاہدین لشکر جہاد لیکر ہندوستان مین آئے اور ان قطعات زمین کی تلاش ہوئی جہان مسلمانون کا قدم نہین پہونچا تہا چنانچہ براہ گجرات وپنجاب لشکر مجاہدین قنوج مین داخل ہوا اور وہان سے صوبہ اودہ کیطرف کوچ ہو کر بمقام ستر کہ وارد ہوا یہان سے سید سالار مسعود نے فوج مجاہدین چند حصص مین تقسیم کردی تہی اور ہر حصہ فوج مین ایک دو سردار کو افسر سپاہ کرکے ہر چہار اطراف کو روانہ کیا تہا اس ملک مین کبھی مسلمانونکا گذر نہین ہوا تہا بلکہ یہان کے باشندے مسلمانونکو ملیچھ کہتے تہے -

نام سردار فوج	مقام تعیناتی براے جہاد	نام سردار فوج	مقام تعیناتی براے جہاد
سالار سیف الدین سالار رجب	براے تسخیر بہرایچ	سالار ساہو ملک قطب حیدر ملک عبد اللہ ملک امام الدین	کڑہ مانک پور
ملک فیروز عمرو	گذر سرو بیاس	امیر بازید	اوناؤ
ملک فردوس	کالنور		
امیر حسن	جھوبہ		

نام سردار فوج	مقام تعیناتی برائے جہاد	نام سردار فوج	مقام تعیناتی برائے جہاد
میر سید علی عرف لال پیر	گوپامئو	ملک فیض	بنارس
ملک آدم	لکھنؤ		

کرٹہ مانکپور کی فتح کیواسطے زیادہ حصۂ فوج اور اکابر سرداران فوج بھیجے گئے تھے کیونکہ رایان کرٹہ مانکپور صوبہ اودہ مین راجگان کلان سے تھے اور سید سالار مسعود کی فوج کے ساتھ عداوت قلبی رکھتے تھے چنانچہ اس روانگی سے پہلے رایان کرٹہ مانکپور نے اپنے یہان کے چند نائی اور اونکے اُسترے زہر آلودہ کرا کے بھیجے تھے تاکہ لشکر اسلام کا خاتمہ ہو جائے اسلئے لشکر اسلام کو بھی ان رایان سے زیادہ کاوش تھی اگرچہ لشکر جہادی صوبہ اودہ میں چہار اطراف مین ٹڈی کے مانند دوڑتا پھرتا تھا اور ہزارہا اقوام مسلمان ہو چکی تھین اور نومسلمونکی جماعت سے اس لشکر جہادی کا نمبر بڑہتا جاتا تھا ستر گہ سے جو فوج نے کرٹہ مانکپور کیطرف کوچ کیا تو اثناء راہ مین بھی چند مقامات مین معرکۂ جہاد در پیش ہوا اور یہہ لشکر فتحیاب ہوا کیونکہ مقامات رائے بریلی و جائس و پرشید پور اور سلون مین اوسوقت کے شہداء کے مقابر ابتک موجود ہین الغرض لشکر جہادی مانکپور مین پہونچا اور بمقام میدان جوکا پور جنگ عظیم برپا ہوئی اور مسلمانونکی فتح ہوئی پھر یہہ لشکر قصبۂ کڑا مین داخل ہوا اور یہان لڑائی ہوئی ملک قطب حیدر شہید ہوئے لیکن مجاہدین کی فتح ہوئی رایان کرٹہ مانکپور مفرور ہو گئے سید سالار ساہو پدر سید سالار مسعود نے بعد فتحیابی ستر گہ کیطرف مراجعت کی اور ستر گہ مین پہونچکر درد سر لاحق ہوا اور دنیا سے رحلت فرمائی قطعہ تاریخ وفات ۔

حضرت ساہو مہ بُرج کمال	شد فنا فی اللہ و راہ خدا
سال تاریخش عنایت کرد فکر	گفت ساہو طالب راہ لقا

اس درمیان مین بہرائچ سے خبر آئی کہ سالار سیف الدین افواج مخالف مین گھر گئے ہین یہہ خبر سنکر سید سالار مسعود بہرائچ کیطرف روانہ ہوا اور وہان پہونچکر جنگ عظیم برپا ہوئی اور لشکر اسلام کی فتح ہوئی اور سالار مسعود نے قصبہ بہرائچ مین قیام کیا ۔ اب سرداران ہنود مین یہہ خبر منتشر ہوئی کہ سید سالار مسعود ایک مجاہد ہے اور شہزادہ مسعود بن سلطان محمود نہین ہے اسکی امداد کو کوئی فوج غزنی سے نہین آئیگی اور جسقدر فوج اسکے پاس ہے وہ بھی چند حصص ہو کر تمامی صوبہ اودہ اور دیگر اطراف

وجوانب میں تقسیم ہوگئی ہے - اس خبر سے قوم مخالف یعنی اقوام بھر کے حوصلے بڑہے اور بھرائچ میں بہت سے زیادہ اقوام جمع ہوگئے اور سید سالار مسعود پر حملہ آور ہوئے - اور فی الواقع فوج جہادی تقسیم ہوکر بھرائچ میں بمقدار قلیل رہ گئی تھی اور قوم مخالف کا انبوہ کثیر تھا لڑائی طرفین سے شروع ہوگئی ہرچند کہ لشکر اسلام نے بڑی بہادری سے مقابلہ کیا اور خوب جانبازی کی اور اپنی دلیری کے جوہر کھلائے مگر بوجہ قلت فوج نے شکست کھائی اور سید سالار مسعود معہ دیگر سرداران اسلام شہید ہوئے مسلمان اس واقعہ پر آشوب سے سراسیمہ و پریشان تھے فوج مخالف بر سر انتقام تھی لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جماعت نومسلم زیادہ ہوگئی تھی اس لئے مسلمان قتل عام ہونے سے محفوظ رہے اور سید سالار مسعود سے کچھہ کرامات بھی ایسی نمایاں ہوئین تھین کہ جنسے قوم مخالف بھی اعتقاد دل رکھتی تھی جیسا کہ ابتک غیر آریہ اقوام کا اعتقاد ہے -

مسلمانان عہد غازی میان

کتب تواریخ[1] سے ثابت ہوتا ہے کہ کڑہ مانکپور مین اور اوسکے گرد و نواح مین مسلمانان مجاہدین کی بود و باش ہوگئی تھی اور حقیقت مین افواج مجاہدین سے کوئی شخص غزنی کو واپس نہین ہوا کچھہ شہید ہوگئے کچھہ نومسلم جماعت کے ساتھہ مل جل کر رہنے لگے - اور جب انکی اولاد کی جماعت بڑہی تو پھر جنگ جہادی شروع ہوگئی اور چالیس سال تک اکثر مابین شیوخ اسلام اور اقوام بھر لڑائیان رہین اور آخر قوم بھر پسپا ہوئی اور ایسا کشت و خون وقتاً فوقتاً ہوا کہ کڑہ مانک پور کی زمین استخوان مقتولین سے معمور ہوگئی جہان ابتک زمین کھودی جاتی ہے استخوان بوسیدہ کشتگان جنگ برآمد ہوتے ہین اللہ و اکبر مسلمانون نے اپنی جانین وقف جہاد کردی تھین لیکن قوم بھر کا نام و نشان بھی صوبہ اودہ سے ہمیشہ کے لئے نیست و نابود کردیا -

قوم بھر کے عہد حکومت مین صوبہ اودہ عملداری قنوج سے مرفوع القلم تھا بعد چندروز کے راجہ قنوج نے اپنی حکومت کڑہ مانکپور مین قایم کرلی مسلمانون نے سکونت قصبہ جات ترک کرکے بیرون جات دیہات مین سکونت اختیار کی اسوقت کے مسلمانون کا اندازہ اون اقوام پر ہوسکتا ہے

[1] دیکھو کامل التواریخ -

جو آپس مین شیوخ وسادات و افغان و مغل شادی بیاہ کرتے ہین اگرچہ ایمین بہی نومسلم شریک ہوچلے آتے ہین

نشان ہراول فوج غازی میان

ایک میلہ کڑہ اور مانک پور مین ہوتا ہے اس میلے کا نام میلہ صحبت غازی میان معروف ہے اگرچہ مختلف مقامات مین اس میلے کے نام مختلف ہین جیسے شہر لکہنؤ مین چہڑیون کا میلہ اور اضلاع مغربی مین نیزونکا میلہ کہلاتا ہے الغرض ملتان اور پنجاب سے صدہا نشانات بلند اقوام ڈفالی لیکر سالانہ بہڑایچ مین تاریخ مقررہ فاتحہ سالانہ سالار مسعود پر لاتے ہین اور ہر ہر مقامات پر کثیر التعداد ہجوم میلہ کا ہوتا ہے اور یہہ نشانات یادگار فوج غازی میان کا شمار ہزار و نیز ہے اور ان نشانات نیز اقوام مسلمان اور ہنود کے لوگ شیرینی چڑہاتے ہین اور مُرادین مانگتے ہین عورات اجلاف پر ایک کیفیت طاری ہوجاتی ہے بعض عورات مشہور کرتی ہین کہ فلان پر غازی میان آتے ہین اقوام ڈفالی اپنا دُف بجا کے بالے میان کی گیت بلا تال سُر کے گاتے ہین معتقدان غازی میان کو ایک حالت وجد کی ہوتی ہے اور عورات سر ہلا ہلا کر جُہوم جُہوم کر ڈفالی کے ساتہہ غازی میان کی گیت گاتی ہین اور ہزار ہا روپیہ آپکے نام پر نثار ہوتا ہے نیاز آپکی زیادہ تر قوم اجلاف مین کڑہی اور پُہلکی پر ہوتی ہے۔ مہذب اقوام شیرینی اور رکلا وا چڑہاتی ہے۔ قصبہ جات کڑہ و مانکپور مین بہی یہہ میلہ ہوتا ہے اور مانک پور سے جو نشان بہڑایچ کو جاتا ہے اوسکا نام نشان ہراول فوج غازی میان ہے معلوم ہوتا ہے کہ کڑہ مانکپور کو غازی میانکی اوس فوج نے فتح کیا ہے جو لشکر مین ہراول تہی۔ مانکپور سے تا بہڑایچ اس نشان کے ساتہہ صدہا نشانات ہوتے ہین لیکن سب کے آگے نشان ہراول چلتا ہے اور اسکے سامنے دوسرے نشان کا ڈنکا نہین بجتا ہے مقامات پر شدیپور اور ردولی مین اس نشان کے ساتہہ بڑا میلہ ہوتا ہے۔ زمان سابق مین اس نشان کا مالک شیخ روشن تہا اور جب وہ لاولد فوت ہوا تو اوسکے رشتہ دار کہُولی خان کو یہہ ورثہ پہونچا اور جب اس خاندان کا بہی خاتمہ ہو گیا تو بوجہ رشتہ داری نبی بخش کو یہہ رتبہ پہونچا اور جب اس خاندان مین بہی کوئی اولاد ذکور باقی نہین رہی تو اوسکے رشتہ دار سید عابد علی کو یہہ خدمت ملی سالانہ نشان حسب دستور قدیم بہڑایچ کو جاتا ہے اور ان عہدہ داران شیوخ و

وسادات کی وصلت ومصاہر دیہات قرب وجوار کے ساتھہ ہے اور اسکا ایک ممبر اہل ہنود قوم ہورائی سے ہے غالباً عہد غازی میاں مین یہہ قوم دوسرے نامون سے پکاری جاتی ہتی -

سلطنت اسلام ہندوستان مین

ہندوستان مین مسلمانونکی آبادی تو جابجا ہو گئی ہتی اور افغانستان سے سلسلہ آمدورفت بہی تہا، اور تہوڑا بہت تجارت کا معاملہ بہی ہوتا تہا لیکن مسلمان صاحب حکومت نہین تھے نہ ایک عرصہ سے کوئی حملہ مغربی ہوا تہا ہندؤن کا دماغ عرش پر تہا خود بینی مین مست عیش و نشاط کے نشہ مین چور غرور اور نخوت کی گہٹی عہد طفلی سے پی چکے تھے اپنے برابر صورت وسیرت اور بہادری مین دوسرونکو نہین سمجھتے تہے ہر ایک راجپوت خود کو رستم واسفندیار سمجہتا تہا جہابہارت کے اشعار وردزبان تھے رنگین مزاجو نمین رس کبت کا وظیفہ ناچ رنگ اور بہنگ شبانہ روز کا مشغلہ تہا ہندوستانیون کے سرسبز میدانون مین ہرن کلیلین کرتے اور چوکڑیان بہرتے تہے راجپوت تیر وکمان لئے اونکے تعاقب مین سرگردان تہے خانہ جنگیون کی یہہ کیفیت کہ بات بات پر لڑائی خود شگوفہ کہلا کے شمشیر آزمائی لہجہ کلام شیر کی مانند غرانا راستہ چلنے مین اکڑکے لقا کبوتر بنجانا - ہندوستان مین آلہا اور اودل کی داستان جو آجتک نہایت ذوق وشوق سے گائی جاتی ہے وہ اسوقت کی میدان داری ہے - دہلی اور قنوج کے راجاؤن مین معاملہ جنگ درپیش تہا اور قوم مسلمان چشم حقارت سے دیکہی جاتی ہتی محمود کے محاربات خواب وخیال ہو گئے تہے کہ ۵۶۹ھ مطابق سنہ ۱۱۹۱ع سے سلطان شہاب الدین محمد سام غوری کے حملے شروع ہو گئے اور بالآخر راجگان دہلی وقنوج نے شکست کہائی اور قنوج شامل دہلی ہوا اور قطب الدین ایبک کو تخت سلطنت دہلی شہاب الدین محمد غوری دیکر واپس گیا اسوقت سے ہندوستان مین مسلمانون کی بادشاہت قایم ہوئی -

مسلمانون کا منصب جاگیر

ہندوستانکی فتوحات کا ذریعہ کسی مولوی کا وعظ نہ تہا کہ راجپوتونکے قلوب متوجہ ہوتے نہ کسی صاحب کمال کی دعا تہی کہ تیر بہدف ہوتی نہ کسی عامل کا عمل اقتلو

یا فرینج کا تھا کہ اشارے مین ہزارون کے سر قلم ہو جاتے یہہ تو تسلط کی باتین اور مذہبی گپین اور پیٹ بھرے کی حکایتین ہین۔ اسلام کی جنگی قواعد اور بہادرانہ خیالات اور جہادی غیرت نے البتہ مسلمانوں کو روشن ضمیر کر دیا تھا کتاب عالم کے اوراق پراگندہ کی شیرازہ بندی اور ہزارون مذہب اور ملت کی یکسوئی کس نے کی وہی شمشیر خداداد جہاد جو مسلمانون کی ترقیات ملکی و مذہبی اور تمامی مشکلات کی ناخن تدبیر تھی۔ حکام وقت کے سلوکات اور بدل خدمات بھی ویسے ہی تھے مسلمانون کے عطیات کے شرائط ماسوائے آبادانی رعایا۔ کفار کا مقابلہ دین کی اشاعت ضروری امور تھے شروع حکومت اسلام مین جسقدر جاگیر و منصب عطا ہوئے وہ ایک گونہ حصہ غنیمت مال کفار تھا ایسی صورت مین عطیہ دار یا جاگیردار کو سردار مجاہدین کے القاب سے بپاس ادب سلطان وقت لکھنا نامناسب سمجھا جائے تو ممبر مجلس جہاد خطاب دیگر ضرور لکھنا زیبا تھا مگر افسوس کہ وقایع نگاران ہند نے محاربۂ سلاطین تو قلمبند کئے لیکن اراکین جہاد جاگیرداران و حصہ داران کے معرکہ جو حصول قبضۂ جاگیر عطیہ سلطانی مین واقع ہوا تاریخ ہندوستان سے قلم انداز کر دیا اسلئے بہت سے واقعات تحریر مین نہین آئے اور زبانی بطور قصہ کہانی ایسے مذکور مشہور رہے جسکا اسوقت صحیح اندازہ کرنا مشکل ہے۔

ہندوستان مین اول جسقدر حملے سرداران اسلام کے ہوئے سپہ سالاران فوج مال و متاع لیکر واپس چلے جاتے تھے بعض بعض لوگ اسلام سے اور نومسلم کی قلیل جماعت کو اکثر ہندوستان کی دریاؤن کی ترائی ہرے بھرے کھیتون کی خنک بنیر ہوا نے یہان ٹھیرالیا اور جب لشکر فاتح چلا گیا اور قوم مغلوب کے دل سے خوف سرداران اسلام کا دور ہو گیا تو قوم مغرور آزادانہ خود کو رستم و اسفندیار شمار کرنے لگے اور مسلمانون کو ہندوستان جنت نشان کے غلمان دوزخ کے پاسبانون سے زیادہ تکلیف دہ ہوئے اب نہ راہ رفتن نہ پائے ماندن کنوئین مین کودکے ہمجنسون کو پکارتے ہین اور ساتھہ ہی اسکے یہان کے خوشگوار ہوا اور آب شیرین کی تعریف بھی ہے ؎ ہمرہان رفتند و ما ماندیم دُزدان درکمین + خانۂ ملّاح در چین ست کشتی در فرنگ + یعنی بیکسی اور قوم مخالف کی تکلیف دہی سے جب مجبور ہوئے تو اپنی قوم کے سرداران سے خواہان امداد ہوئے مگر دست قوم کجا دوسرے ملک کے سلاطین

یہہ حالت بجنسہ اون لوگون کی بیان کی گئی ہے جو بلا ثروت وحکومت ہندوستان مین آباد ہوئے اور جب سلاطین اسلام نے ہندوستان مین حکومت اپنی قایم کی اور گذشتہ حالت مسلمانان کی ملاحظہ فرمائی اوسوقت سیوائے اسکے اور چارہ نظر نہ آیا کہ اپنی قوم کو جاگیرات و معافی بکثرت عطا کرین تا کہ اس جاگیر کے ذریعہ سے قوم کی ترقی اور تسلط اور بقائے سلطنت ہو اور اقطاع ہند مین مسلمانون کا اقتدار بڑہے اور قوم مخالف پر ہمیشہ غالب رہین لیکن دوسرے کے گھر مین داخل ہوکر اوسکی ملکیت مین قبضہ حاصل کرنا آسان بات نہین تہی ایسی صورت مین اوسی جنگ جہادی اور جانبازی کا سامنا تہا البتہ فرق یہہ تہا کہ بعض موقع پر امداد سلطانی بہی ہو جاتی تہی - اور بعد تسلط جب فرمان ایک شخص کے نام معافی جاگیر کا ہوتا تہا تو اوسکے دوست بہی اپنا حصہ قایم کرنیکی غرض سے ہمراہ رکاب ہو جاتے تہے -

اقوام پیشہ ور نومسلم ہند

اہل اسلام مین اقوام شیوخ و سادات عرب افغان و مغل جو دوسرے ملکون سے ہندوستان مین آکر آباد ہوئے اونکے شجرۂ انساب و نیز خانگی کاغذات تواریخ ہند سے اکثر ملتے و جُلتے موجود ہین مگر اقوام پیشہ ور نومسلم ہند جو پہلے سے ادنی درجہ کے لوگ تھے اون کے شجرۂ انساب اور قومی واقعات جو کبہی احاطۂ تحریر ہی مین نہین آئے اسوقت اونکی بہم رسانی بہت مشکل ہے اسلئے مؤلف نے بعض بعض اقوام جو خاص قصبہ جات کڑہ و مانکپور مین آباد ہے اونکی مختصر سوانح عمری تحریر کی ہے تا کہ ناظرین کو اصلیت اقوام معلوم ہو جائے -

جُولاہا

جولاہا - جولہ - نساج - حایک - نورباف - مومن - کوری - کہسٹا - ان اقوام مین گروہ بندی اور دستورات مثل اقوام اجلاف اہل ہنود کے ہے اور ذاتون کی اقسام بہی ہین جیسے اہل ہنود نے سابق مین ٹاٹ بندی کردی تہی دایرہ اسلام مین داخل ہونے پر بہی وہی گروہ بندی برقرار رہی یہہ ظاہر ہے کہ ہندوستان کی فتوحات مین کوئی قوم پیشہ ور دیگر

ممالک سے ہنین آئی بلکہ جیسے تجارت وصنعت پیشہ ور خدمتی لوگ پہلے سے تہے وہی لوگ بدستور اپنا کام انجام دیتے رہے البتہ اونکے نام قوم فاتح نے اپنی زبان مین پکارے وہی مشہور ہوگئے ہندوستان مین دو پیشہ ور گروہ قدیم سے زیادہ تہا - ایک پیشۂ غلہ فروشی جو محض تجارتی پیشہ ہے اسمین کوئی صنعتی کام نہین ہے اسکو ہر قوم کا آدمی کرسکتا ہے اس پیشہ کے لوگ پہلے سے معزز اور شریف خیال کیئے جاتے تہے جنکو ہندی زبان مین بنیان اور فارسی مین بقال کہتے ہین اس گروہ کے لوگ جب مسلمان ہوئے تو مودہی و موکیری یا دلال کے ناموں سے معروف ہوئے چونکہ یہہ لوگ نو مسلم تھے اسلیئے بخیال طبائع اشخاص ہند درجہ ادنی مین شمار کیئے گئے اور دوسرے فرقہ کے ساتہہ پیشہ صنعت پارچہ بافی تہا اور اس پیشہ کو ہندوستان مین ادنی درجہ کا گروہ کرتا تہا اسلیئے مبتذل حالت مین رہا اگرچہ باب صنعت وتجارت کو ترقی ہے لیکن قومی حیثیت سے کوئی فرق نہین ہوا -

قوم بہنا

بہنا - دُہنیان - پنجارہ - نداف - حلاج - اس قوم کے مدمقابل ہندون مین کوئی قوم نہین ہے نہ کوئی اہل حرفہ ہے ممالک ایران مین روئی کا دُہننا اور پوشش سرمائی مین بہرنا دو پیشہ جداگانہ ہین اول کام کرنیوالے کو حلاج اور دوسرے کو نداف کہتے ہین مگر ہندوستان مین یہہ دونون کام ایک ہی کے متعلق ہین یہہ قوم اون نومسلمون مین سے ہے جو سید سالار مسعود کے حملون مین مسلمان ہوئی ہے کیونکہ غازی میان کی کندوری اس قوم مین ہوتی ہے اور قوم ڈفالی اس قوم مین امورات شادی بیاہ مین مجری ہین اور خواجہ منصور کا فاتحہ بہی ہوتا ہے جسکو انکے محاورہ مین اوستاد کی دیگ کہتے ہین - یہہ خواجہ منصور جنکا اصلی نام حسن بن منصور ہے اور اپنے باپ کے نام سے اب معروف ہین ایک درویش کامل تہے ایک روز حلاج کی دوکان تشریف لیگئے اور اوسکو آپنے کسی کام کی غرض سے کہین بہیجنے کو فرمایا اوس نے جواب دیا کہ حضرت میرا کام کون کریگا خواجہ صاحب نے فرمایا کہ مین کرونگا حلاج کو منظور ہوا کہ خواجہ صاحب کیسے دیکہون روئی کیونکر دُہنے گے چنانچہ حلاج بموجب ارشاد خواجہ اونکے کام کو چلا گیا اور جب وہ واپس آیا تو دیکہا کہ دُہنکی خود بخود چل رہی ہے اور روئی صاف ہوکر گالہ تیار ہورہا ہے اس کرامات سے قوم حلاج اونکی معتقد ہوگئی اور اپنے پیشہ کے برکت کے لئے اونکا فاتحہ دلوانا شروع کردیا

چونکہ ہندوستان مین مسلمانون کے پہلے اس پیشہ کا سُراغ نہین چلتا اہل اسلام کے تصرف سے ہندوستان مین یہہ پیشہ قایم ہواہے اور عجم کے پیشہ ورون کی حکایت سے اور اپنی غلط فہمی سے خواجہ منصور کو اس پیشہ کا موجد خیال کیاہے اور اون کے فاتحہ کے کہانیکو اوستاد کی دیگ سے معروف کیاہے۔

قوم نائی

نائی یا ناؤ - حجّام - حلّاق - موتراش - جرّاح - خلیفہ - اِن بہی گروہ بندی مثل اقوام اجلاف ہند کے ہے اور اسکے مدّمقابل دوسری قوم اہل ہنود سے موجود ہے اس قوم مین غازی میان کی کندوری ہوتی ہے اس قوم کے لوگ سنگدل اور عیار مشہور ہین اور اہل ہنود نائی کو جہتیسہ کہتے ہین - غازی میان کے حملون کے وقت رایان کڑہ ومانکپور نے اس قوم کے ناخن گیر اور استرے زہر آلودہ کراکے سترگہ مین جہان لشکر غازی میان تہا بغرض ہلاکت غازی میان نائیون کو بہیجا تہا لیکن وہ گرفتار ہو گیٔے اور کڑہ ومانک پور کو افواج غازی میان نے فتح کیا اور اس قوم کو مسلمان کیا ممالک عرب وعجم ایران مین حلّاق یعنی موتراش اور حجام کے دو خدمات جداگانہ متعلق ہین کیونکہ حلّاق صرف اصلاح کا کام کرتاہے اور حجام شاخ لگاتاہے اور خون کہینچتاہے اور ختنہ کرتاہے اور یہ پیشہ جرّاحی بہی کرتاہے ہندوستان مین یہہ قوم سنگدل مشہور ہے مسلمانون نے دونون پیشہ ان کے متعلق کرکے حجام کے لقب سے پکارا ہندو نائی یہان پہلے سے خدمتی پیشہ بہی تہے زمانہ اسلام مین وہ پیشہ بہی ان کے متعلق رہا ورنہ ممالک ایران مین اسکے ہاتھ کا کہانا پکایا ہوا قطعی نادرست ہے اور اس قوم مین حضرت سلمان فارسی کا فاتحہ ہوتاہے اور غلط فہمی سے اس پیشہ کا موجد خیال کرکے اس فاتحہ کے کہانیکو اوستاد کی دیگ کہتے ہین حالانکہ سلمان فارسی مقرب صحابی حضور رسول مقبول پیغمبر اسلام کے تہے شاید ملک ایران وفارس مین اس قوم کے لوگون نے سلمان فارسی سے بیعت کی ہے اور پیری اور مُریدی کا سلسلہ خلافت اس قوم مین قایم ہوا اور خلیفہ کے لقب سے معروف ہوئے۔

سلہ دیکہو مرآت مسعودی۔

قوم قصائی

قصائی یا قصاب - کسوڑا - کہٹیک - چکوا - غازی میان نکی کندوری اس قوم مین ہوتی ہے ذاتون کی اقسام اور گروہ بندی بہی ہے انکے باہمی گفتگو مین چند الفاظ بطور اشارات ایسے مخصوص ہین جو زبان عربی سے اخذ کیئے گئے ہین اگلے زمانہ مین جلاّدی کے کام بہی انکے متعلق تھے کہٹیک زبان ہندی مین کاٹنے والے جانورون کو کہتے تہے جب قوم مسلمان ہوئی تو کہٹیک کا ترجمہ عربی زبان مین قصاب ہوکر قوم قصائی معروف ہوئی اور اس پیشہ کے دو حصے ہین اوّل بقر قصاب دوسرا بُز قصاب -

قوم بہٹیارہ

بہٹیارہ - نان بائی - باورچی - اہل ہنود مین مسافرونکی فرودگاہونکا نام دہرم شالہ تہا شیرشاہ اور سلیم شاہ سوری سلاطین دہلی نے مسافرون کی آسایش کیواسطے منازل سفر تعمیر کرائین اور وہ منازل سرا کے لقب سے ملقب کی گئی اور مسافرونکی خدمت کیواسطے سراؤن مین کچھ لوگ مقرر کیئے گئے وہ ادنی درجہ کے قوم کے لوگ تہے کیونکہ اون مین گروہ بندی مثل اجلاف ابتک ہے چونکہ شیرشاہ و سلیم شاہ نے یہہ انتظام کیا تہا اسلیئے بہٹیارہ سلیم شاہی و شیرشاہی اقوام کہلاتے ہین اور بہٹیارہ لقب ہندی ہے رستہ کو ہندی مین باٹ کہتے ہین الف حذف کرکے اور ملائے ہوز بڑہا کر بہٹیارہ یعنی راہ کا مددگار پکارا گیا صوبۂ اوَدہ مین بازارون کے نانفروشونکو بہٹیارہ کہتے ہین اور بعض مقامات مین سرا کے بہٹیارونکو بہی باورچی بولتے ہین -

قوم کنجڑا

کنجڑا - کبڑیا - سبزی فروش - مشرقی ہند مین اقوام کشتکاری پیشہ مین جو زیادہ ترترکاریان بوتی ہے وہ قوم مورائی ہے اور مغربی ہند مین اس ذات کا نام مورا ؤ مشہور ہے اور جب یہہ قوم مسلمان ہوگئی تو اسکا لقب ثانی معروف ہوا - اور جب ثانی کی قوم بازار مین ترکاری

اور پہل وغیرہ فروخت کرنے لگی تو اس نے زراعت کا پیشہ ترک کرکے صرف پہلون اور ترکاری کی خرید و فروخت اختیار کی اوسوقت یہہ قوم باسم کنجڑا سے معروف ہوئی۔ گنج لفظ فارسی بمعنی خزانہ وانبار مجازاً بمعنی بازار جہان ہر قسم اجناس کا انبار ہوتا ہے چونکہ ہر قسم ترکاری اور اثمار درختان کا سبزی فروش کی دوکان پر ڈہیر ہوتا ہے اسلئے برعایت ڈہیر اشیاء کنجڑیا اور بازار کی رعایت سے بزبان فارسی حرف گاف کو کاف تازی سے بدلکر لفظ کنج ہوا اور اسم فاعل اوسکا کنجڑا جیسے ناؤ سے ناوڑا اور ہیز سے ہیجڑا استعمال ہونے لگا اس قوم مین گروہ بندی مثل اقوام اجلاف ہند کے ہے اور اوستاد کی دیگ بہی ہوتی ہے۔

قوم جونکہار

جونک ہار۔ جونکہ لگانے والا۔ دہانگ۔ یہہ قوم اقوام بہر سے ہے اہل ہنود کے زمانے مین بہی یہہ قوم جونک پالنے اور پچہنے لگانے کا پیشہ کرتی تہی حالت اسلام مین بہی جونک لگانا سینگی لگانا انکا کام ہے ان مین بہی گروہ بندی اور ذاتون کی اقسام ہین اسمین علاوہ پیشہ مقررہ کے جو لوگ دائی عورات کا پیشہ کرتی ہین وہ قوم دہانگ ہین وہ لوگ ابتک ہنود مین داخل ہین جونکہار مسلمان ہین اور گتّون کے ڈوری اور خشت پزی کا بہی پیشہ کرتے ہین سابق مین کوڑا کثافت قصبے اور شہرون کے گلی کوچہ سے اپنے گدہو نپر لادہ کے مقامات خشت پزی پر لیجاتے تہے۔ اور اب صرف خشت سازی کا کام کرتے ہین۔

قوم ہیجڑا

ہیجڑا یا ہیز۔ مخنّث۔ خواجہ سرا یا خوجہ۔ زنانہ یا زنخہ۔ پنسک۔ خواجہ ترکی زبان مین غلام خصّی یعنی آختہ کو کہتے ہین چار ہزار برس کا زمانہ گذرا کہ ملک خطا و ختن کے سلاطین نے چہوٹے چہوٹے اطفال کو آختہ کرکے محلات شاہی کے دربانی کی غرض سے مقرر کیا تہا اور جب یہہ اطفال اندر آنے جانے لگے تو انکو ایسا رسوخ ہوا کہ مغز خدمات انکے متعلق ہوگئین تب انکا خطاب اعزازی خواجہ یا خوجہ ہوا امرائے ملک نے جب انکی یہہ کیفیت مشاہدہ کی تو فخریہ اپنے اطفال کو خواجہ

بنانیکی غرض سے محلات شاہی مین داخل کرنے لگے اوسوقت یہہ ایک رسم بے عیب مان لیگئی تھی ملک فارس مین اس قسم کے لوگ ہیز کہلاتے تھے اور عرب مین مخنث اور ہندوستان مین بزبان سنسکرت نپنسک کہلائے اور جب ہندوستان مین مسلمانون کی سلطنت قایم ہوئی تو خواجہ سرا ئے ہوئے مغلیہ سلطنت مین بعہد محمد شاہ رنگیلے اس فرقہ کو زیادہ ترقی ہوئی اسکا سبب یہہ ہوا کہ محمد شاہ کو ناچ گانے سے زیادہ دلچسپی تھی اسکے محلات مین ناچ گانے کا زیادہ شغل تھا اور رقاصہ کو محلات مین جانیکی ممانعت تھی محلات کے مدنظر ہوا کہ ہمارے خواجہ سرا تو باہر مردانہ جلسون مین شریک ہوتے ہین اس فن کو حاصل کرکے ہنمود کہلائین لہذا بحکم بادشاہ خواجہ سراؤنکو تعلیم رقص وراگ کی دلوائی گئی اور جب یہہ لوگ کامل فن ہوگئے تو اول شاہی محلات کے مجرئی ہوئے اور جب سلطنت دہلی کو زوال ہوا تو یہہ باشندگان شہر اور قصبہ جات کے مجرئی ہوئے اور ادہر اُودہر مارے مارے پہرنے لگے اور اسکو اپنا ایک پیشہ قرار دیدیا اور باہم گروہ بندی بھی ہوگئی اور ان گروہون مین ایک سردار بنایا گیا اور ایک فرقہ علیحدہ قرار پاگیا۔ اس گروہ کے سردار کا نام میر بھوجی یا میر بھجڑی تھا اسوقت سے گُرُو اور چیلہ کا سلسلہ بھی قایم ہوا میر بھجڑی اس فرقے کے پیرو مرشد ہوئے جنکا تخت گاہ اب مُنار گنج شہر دہلی مین ہے۔ میر بھجڑی کی کڑاہی اور نیاز اس گروہ مین ہوتی ہے پہلے بضرورت محلات شاہی اطفال آختہ کئے جاتے تھے اور جب یہ فرقہ قایم ہوا اس گروہ کے لوگ اطفال خورد سال خود خرید کرکے اور اونکا عضو تناسل کاٹ کے ہیجڑا بنا لیتے تھے اور جسوقت یہہ عمل ہوتا تھا اوسوقت میر بھجڑی کی کڑاہی و نیاز ہوتی تھی سلطنت انگریزی مین اس قسم کے مراسم بحکم سرکار بند ہوگئے۔ اور قانون جاری ہوگیا کہ اب جو ہیجڑا فوت ہو اوسکا مال لاوارث قرار پاکر سرکار مین داخل کیا جائے۔ بہت تو مرگئے اور جو باقی ہین اونہون نے یہہ پیشہ چھوڑدیا مگر ڈہول لیکر مانگتے پہرتے ہین مشہور ہے کہ کھتری کی برات اور ہیجڑا کا مردہ کوئی نہین دیکھتا اسکا سبب زمان سابق مین یہہ تھا کہ مذہب اسلام مین ان کے مُردونکی نماز جنازہ درست نہین سمجھی گئی اس لئے شہرونمین یہہ لوگ اپنے مردونکا جنازہ پوشیدہ طور شہدونکو دیکر کہہ دیتے تھے کہ وہ نماز جنازہ مساجد مین پڑہوا کر گورستان مین

لیجاوین اور وہان بالا بالا یہہ لوگ بہو نچکر تجہیز و تکفین کرتے تھے -

اقوام رنڈی

کنجر اور کنجری - کنچن اور کنچنی - بٹیریا اور بٹیرن - رام سنڈا اور رام جنی - پاتر یا پتریا - بیسوا یا کسبی - بھڑوا یا منگتا - رقاصہ یا لولی یا طوایفہ اور قورم اور سفردائی اور سازندہ ارباب نشاط یا رنڈی - یہہ قوم ایسی پارینہ ہے جسکے القاب ایسے وسیع ہین اس گروہ سے ہندوستان کا کوئی شہر و قصبہ خالی نہین ہے اس قوم کے دو گروہ ہندو و مسلمان ہین مردونکا شادی بیاہ ہوتا ہے اور انکی عورتین پردہ دار با عصمت ہوتی ہین مگر دیگر عورات پیشہ حرام کاری علی العموم کرتی ہین اور جلسہ عام مردون مین کمر کو لٹکا کے ناچتی گاتی ہین اور اس رقاصہ کے اکثر بھائی اور باپ سازندے ہوتے ہین - جو شخص ان عورات کو بقصد حرامکاری طلب کرتا ہے تو رنڈی کی مان یا نوچی کی نائکہ سے اجازت لیتا ہے چونکہ زمان سابق مین ان عورات کے اولاد نہین ہوتی تھی وہ جب ضعیف العمر ہو جاتی تہین تو دوسری قوم کی لڑکیان خرید کر کے پرورش کرتی تھین اور ایسی صورت مین عورت ضعیفہ نائکہ یا دلالہ کہلاتی تھی ؎ قحبہ چون پیر شود پیشہ کند دلالی + اور لڑکی پرورش یافتہ نوچی تھی مگر حکومت انگریزی مین خرید و فروخت آدمیون کا معاملہ بند ہو گیا تب سے ان عورات نے بانجھ ہونیکی تدبیرات موقوف کردین - باپ بھائی ان عورتون کے قلتبانی کرتے ہین اور انکو کچھہ شرم و حجاب نہین ہے شادی بیاہ اس قسم کی عورتون کا نہین ہوتا البتہ بمرتبہ اول جو شخص انکا ازالہ بکارت کرتا ہے وہ کچھہ زیادہ العامی اجرت عطا کرتا ہے اس معاملے کو ان کے محاورہ مین سر ڈھکنا کہتے ہین اور ایک رسم بیاہ کی قایم مقام انہون نے بھی قرار دے رکھی ہے جسکو شادی مسّی کہتے ہین ہندوستان کے بڑے بڑے شہرون اور لشکر گاہون مین ان عورات بے شرم کا بازار گرم ہے یہہ اپنی شرمگاہ کو کرایہ پر چلاتی ہین جسکو اپنے محاورہ مین خرچی یا بیٹھک بولتے ہین اگرچہ اہل ہنود کے یہان تریا چرتر کے بڑے بڑے داستان لکھے ہوئے ہین بقول آنکہ ؎ چاتر کا کام یہہ کہ پاتر سے نہ اٹکے + پاتر کا کام یہہ کہ کھائے پئے سٹکے +

رنڈیون کا قول ہے کہ ہمارا پیشہ خراب نہین ہے۔ ہم لوگون کی رفع حاجت کرتے ہین ـــ٥
دل بدست آور کہ حج اکبر ست ؛ اور نسل و اہل بھی ہماری خراب نہین ہے مسلمان گروہ
کہتے ہین کہ ہم حوران گلزار ارم سے ہین یہہ فقرہ حضرات اوباش کا تراشیدہ ہے اہل ہنود کا مقولہ
ہے کہ کسی سادہو کو ایک وقت غلبہ شہوت ہوا تہا اور کوئی عورت موجود نہین تہی مگر مادہ سگ
(کُتیا) حاضر موقع تہی اوسکے ساتہہ جماع کیا قدرت سے وہ حاملہ ہو گئی اور ایک بچہ جنی جو
ایک دختر حسین تہی چونکہ نطفہ مین آمیزش تہی اوس مین خصائل حیوانی و انسانی دونون موجود
تہے یعنے گہر گہر مانگنے جانا اور صبر اور لوگون کی نظرون مین ذلیل و خوار چند مردون سے صحبت رکہنا
اپنی مطلب براری کے لئے چاپلوسی کرنا پس یہہ عورات اوسی دختر حسین کی نسل سے ہین غرض
اسیطرح کی حکایات تو بہت مشہور ہین لیکن یہہ پیشہ بیشتر می عرصہ دراز سے چلا آتا ہے کہ جسکے
بہت سے نام و خطاب ہو گئے اب ہم اپنے تحقیقات سے اس گروہ کے اصلی واقعات تحریر
کرتے ہین۔ چار ہزار برس کے پہلے شمالی ہند کے باشندے وحشی و جنگلی تہے شہد و مچہلی اور درختون
کے پہل پتےؔ اور پہول اور جڑین انکی غذا تہی ننگے رہتے تہے اور کوئی حیا کا پردہ بہی حایل
نہین تہا نہ کسی مذہب کے پابند تہے جس عورت سے جس مرد نے چاہا جماع کیا ہندوستان
کے بعض گروہون مین ابتک چار مردون مین ایک عورت کافی سمجہی جاتی ہے جب حملہ آور قومون
نے دوسرے ملکون سے دہاوے شروع کر دیئے تو اون لوگون کی دیکہا دیکہی سے کچہہ اصلاح
ہوئی اور جب آریہ کی حکومت قایم ہوئی تو انہون نے اقوام اور پیشہ کی آراستگی چاہی
کچہہ لوگ شایستہ ہو گئے اور بہت سے وحشی جنگلی بنے رہے ازان جملہ قوم کنجڑ جو اصل مین لفظ
کہنجڑ تہا ہائے ہوز حذف ہو کر کنجڑ بولا جاتا ہے اور جسکے معنی جڑ کہودنے والے کے ہین قوم جنگلی
درختون کی جڑین کہود کر رسّی چہینکا بنانا انکی صنعت ہے اسوجہ سے یہہ قوم کنجڑ کہلائی
گئی اس قوم کی عورات تو آزاد ہی تہین آریہ اقوام کے لوگ اوباش طبیعت انسے ملوث
ہو گئے اور حظ نفسانی کے بدل مین کچہہ اجرت انکو دیدیتے تہے جس سے مرد و عورت
اقوام نامہذب خوش و خورم رہتے تہے چندروز مین اس فعل زشت کا رواج ہو کر ایک
پیشہ ہو گیا آریہ قوم کے باہم ارتباط سے کچہہ تمیز بہی آگئی چونکہ زناکاری کے ذریعہ سے

مال حاصل کرنا سہل الوصول طریقہ تھا عمدہ پیشہ سمجھکر اسکے عادی ہو گئے اور سمجھنے لگے کہ محنت کرنی نہین اور زر کی ٹکسال گہر مین ہے اور جب اُسکا دل مین چسکا پڑا تو آبادی کے قریب اپنی سرکیان آلگائین ان سرکیونکی خیمہ گاہونکو اوسوقت کے محاورہ مین بیڑا کہتے تھے بعض گروہ آریہ کی رفتار سے واقف ہوکر دوسرے پیشونمین مصروف ہوئے اور دوسری قومون مین معروف ہوئے جو لوگ زنا کے پیشے کے عادی تھے اون سرکیون کے خیمہ گاہون کے بیڑادار یا بیڑیا کہلانے لگے اور اونکی عورات بیڑن ایک عرصہ کے بعد جب جماعت زیادہ ہوئی تو گروہ بندی ذاتون کی بہی قرار پائی پنجاب کے ملک مین جب اس پیشہ کو فروغ ہوا تو اونہون نے کنجڑ کا خطاب تبدیل کرکے اپنا القاب کنچن ظاہر کیا یعنی کہرا سونا ۔ اب عورات کا لقب کنچنی ہوا پنجاب کے راجہ مالدیو کو اون کے اوباش طبیعت مصاحبین نے ترغیب دی کہ سری کرشن جی نے گوپیون کے ساتھہ کیل کیا ہے مہاراج بہی اپنے وقت کے کرشن ہین ایک سبھا تیار کیجاوے اگرچہ اہل ہنود کا وہ متبرک اوتار خیال کیا گیا ہے اور یہہ فیلسوفی کہلم کہلا مہذب اقوام کی عورات نے اس جلسہ کی شراکت سے انکار کیا تب راجہ کے حکم سے یہہ عورات کنچنی طلب کیگئین اور سبھائین بہرتی ہوئین گوپیون کے بجائے خطاب رامجنی عطا ہوا اور جو مرد کہ اس سبھا کے ممبر تھے وہ رام سنڈے کہلائے چندہی روز سبھا برقرار رہی راجہ نے وفات پائی دوسرا راجہ تخت نشین ہوا یہہ راجہ مہذب تھا اسکو ایسی صحبت ناگوار خاطر ہوئی اوسنے اس مجلس کو درہم برہم کرکے ان گروہونکو شہر بدر کیا چونکہ ان گروہونکا نام رام کیساتھہ مخاطب کیا گیا تھا اسلئے اسکو تبدیل کرکے پاتر کا لقب دیا گیا ۔ عورات کی تو یہہ صورت ہوئی رام سنڈے جنگلون مین موہن بہوگ کہان سے پائین مجبوراً اس گروہ سے علحدہ ہوکر فقیرون کے گروہ مین داخل ہو گئے ۔

پاتر اقوام نے رفتہ رفتہ پہر اپنی آمد و رفت آبادیون مین بڑہائی اور اوباش لوگ انکے پاس پہر آنے جانے لگے اور ان عورات کے بہی ممبر بڑہنے شروع ہوئے ۔

ملک ہندوستان راگ گانے مین شہرہ آفاق تھا اور اس ملک مین ہر فن کا ایک گروہ جداگانہ مقرر ہو چکا تھا جو لوگ راگ کے مبصر تھے وہ کلاونت کہلاتے تھے کیونکہ زبان سنسکرت مین

کلوراگ کو کہتے ہین علی ہذا القیاس ناچنے والونکا بہی ایک گروہ تہا جو کتہک کہلاتا تہا ابتک ناچ گانا مردونمین تہا - دیکہو پورانی اقوام شودر مین ابتک یہی دستور چلا آتا ہے کہ مرد ہی شادی بیاہ مین ناچ گانے کا فن ادا کرتے ہین - البتہ عورات کنجڑن بازارون مین بہیک مانگتی تہین اور فحش گیت گاتی تہین چنانچہ فحش گیت کو ابتک کنجڑن گیت کہتے ہین -

دوہزار برس کا زمانہ ہوا کہ راجہ اوجین بکرماجیت کے عہد دولت مین ایک حکیم نے آدمی کے نصف بدن کی مانند ایک ساز ایجاد کیا اور بجائے رگون کے تانت اور تار لگائے جس کے ذریعہ سے ساز کے گلے اور سینہ مین آواز گونجتی ہوئی نکلتی تہی اسلئے اس ساز کا نام سارانگہ یا سارنگی معروف ہوا چونکہ اس ساز کی آواز بوجہ ارتہی مردونکی آواز خوب نہین ملتی تہی لہذا عورتون کی تلاش ہوئی لیکن عورات مہذب نے اس ساز کے ساتہہ مردونکے سامنے بیہتری سے گانا قبول نہین کیا تب عورات کنچنی طلب کی گئین اور انکو تعلیم دیگئی اب کیا کہنا ایک کڑوے کریلے دوسرے چڑہی نیم بڑے بڑے امراء کی درباری ہونے لگی - راجاؤن کی مجرئی ہوئین - پنجابی زبان مین عورات بیوہ کو رانڈ کہتے ہین عورات کنجڑن مرد آشنا تو ہو چکی تہین لیکن نہ سوہاگن تہ بیوہ اب شمار انکا کس مین ہو اسلئے رانڈ کا الف حذف کرکے اور یائے نسبتی لگاکر رنڈی یعنی مثل عورات رانڈ معروف ہوئین جو زبان سنسکرت کے پیرو تہے وہ بیسوا کہتے تہے چونکہ محفل شادی مین یہہ عورات طلب کیجاتی تہین اسلئے اہل ہنود نے انکا دیدار مبارک خیال کیا ہے اور جب ہندوستان مین مسلمانون کی سلطنت ہوئی اونہون نے عربی زبان مین انکو لولی کہکر پکارا بعد مین مجازاً کسبی کہنے لگے اور جبکہ یہہ ایک پیشہ قرار پاگیا تہا اور کرایہ کو ہندی زبان مین بہاڑا کہتے ہین اسکا اسم فاعل بہڑوا ہوا پہلے سے یہہ قوم بہیک مانگتی تہی اسلئے بعض اقطاع ہند مین قوم منگتا مشہور ہے شاہان اسلام کے عہد دولت مین تجدید ساز ہوئی مردنگ کے بجائے طبلہ اور جہانج کے بدلے مجیرے ہوئے اور عورات کا نام رقاصہ رکہا گیا محمد شاہ رنگیلے کے عہد دولت مین رقص طاؤسی ایجاد ہوا تب ان عورات کو پیشواز پہنائی گئی اور ان مین سے بہت سے گروہ مسلمان ہوگئے تہے شہرون اور قصبون مین انکی سکونت کیواسطے چک بندی کی گئی اور اس محلے کا نام چکلہ رکہا گیا -

اور بمناسبت گروہ طایفہ بہی پکارا جاتا تہا اور اس طایفہ کی عورات کو طوایف کہتے تہے۔

قوم بھنگی

بہنگی۔ خاکروب۔ حلال خور۔ مہتر۔ چوڑا۔ ڈوم۔ ہیلا۔ بہنگی زمان سابق مین اوس قوم کو کہتے تہے جو سب ذات کے گہر کا کہانا کہا سکتا تہا۔ اور حرام وحلال کی تمیز نہین تہی اب اس امر کا تحقیق کرنا بہت دشوار ہے کہ پایخانہ کمانے کا پیشہ اس قوم مین کب سے جاری ہوا البتہ یہہ قوم غیر آریہ ضرور ہے اور آغاز حکومت اسلام سے اسکا سراغ چلتا ہے یہہ قوم مختلف نامون سے مشہور ہے اور عقاید مذہبی کا بہی ٹہکانا نہین جہان مسلمانونکی آبادی زیادہ ہے وہان انکا بہی عقیدہ بعض دستورات مین ملتا جلتا ہے اور جہان اہل ہنود کی کثرت ہے وہان ہندؤن کے مراسم کا برتاؤ ہے اور عموماً یہہ لوگ اپنے مُردونکو دفن کرتے ہین اور فاتحہ خوانی بہی ہوتی ہے اور حسب دستور اہل ہنود کریا کرم بہی کرتے ہین کتّے اور بلی کا مردہ یہہ لوگ پہینکتے ہین مردہ گہوڑون کی کہال کہینچنا اور چمڑا اینانا انکا کام ہے چہاج اور چلینی اور بانس کے پردے اور پنجرے اکثر بناتے ہین اور شادی بیاہ مین روشن چوکی اور نقارے اور دُف وبانسلی بجاتے ہین جینمت کے مردونپر یا شادی بیاہ مین دولہن کے ڈولہ پر روپیہ پیسا نثار ہوتا ہے اوسکو لوٹ لیتے ہین صاحبان انگریز کے یہان کتّون کی ڈوری کی خدمت بہی انکے متعلق ہے اور بعض مقامات مین خدمت چوکیدار پولیس یا سزا ے موت مین خدمت پہانسی چڑہانے کی بہی کرتے ہین اور حکم مشتہرہ حکام کا ڈہنڈہورہ بہی یہہ لوگ دیتے ہین اور مرغیان کثرت سے پالتے ہین اور بعض فرقے سور پالتے ہین اور مردہ جانور کہاتے ہین اور پیشہ خاص سب فرقون کا پایخانہ کمانے کا ہے اور خاکروبی کا ان مین اور دو فرقے زیادہ ہین ایک لال بیگی اور دوسرا ہیلا۔

فرقہ لال بیگ

اس فرقہ کا اعتقاد ہے کہ لال بیگ خدا کا بیٹا تہا پہلے دنیا مین کچہہ نہین تہا اوس کی

قدرت سے بالمیک جی پیدا ہوئے جنکو خدمت جاروب کشی معراج کی سپرد تھی خدا نے اونپر رحم کیا کر
فرمایا کہ تو ضعیف ہو گیا ہے اب ہم تجھکو کچھہ دینگے دوسرے دن جب وہ بمقام معراج گئے تو
وہان اونکو سرکار خدا سے ایک پیرہن (چولا) عنایت ہوا اوسکو وہ لیکر اپنے گہر مقام شہر
غزنی مین واپس آئے گہر مین لاکر رکھہ دیا اور کسی کام مین مصروف ہو گئے قدرت خدا سے
خود بخود اوس جامئہ (چولا) سے ایک آواز طفل کے رونے کی پیدا ہوئی بالمیک جی متعجب ہو کر
مقام معراج مین گئے اور بارگاہ خدا مین عرض کی کہ بارالٰہ یہہ کیا اسرار ہے لپس گاہ معبود سے
ارشاد ہوا کہ تو ضعیف و ناتوان ہو گیا ہے ہمنے تیرا چیلہ اور تیرا قائم مقام پیدا کیا ہے اور اوسکا
نام نوری شاہ بالا رکہا ہے پہر بالمیک جی نے عرض کی کہ میرے پاس دودہ نہین ہے اوسکی
پرورش کسطرح ہوگی حکم ہوا کہ جو جانور دودہ دینے والا اسوقت تجھے ملے اوسکا دودہ پلا ہے
لال بیگ کو لاالہ سے پیدا کیا ہے اور نام اسکا نوری شاہ بالا ہے بس بالمیک جی معراج سے
جب دنیا مین آئے اور دودہ پلانیوالے جانور کی تلاش ہوئی جنگل مین دیکھا کہ ایک مادہ
خوک اپنے بچونکو دودہ پلا رہی ہے بالمیک مع بچون کے اوسکو اپنے گہر لائے اور مادہ خوک کا
دودہ لال بیگ کو پلایا اور جب وہ پرورش پاکر جوان ہوئے اور پیر و مرشد کی خدمت مین
مصروف رہتے تھے چونکہ لال بیگ نے مادہ خوک کا دودہ پیا ہے اسلئے گوشت سور کہانا
اس فرقے مین منع ہے لال بیگ کو بارگاہ خدا سے ولایت ہندوستان عطا ہوئی اور حکم
ہوا کہ گہر گہر تیری یادگار مین اڈہائی اینٹ کی مسجد تعمیر ہوگی چنانچہ ہر حلال خور کے مکان کے
سامنے مسجد اڈہائی اینٹ کی ضرور ہوتی ہے اور واضح ہو کہ لال بیگ ترکی زبان کا نام ہے
اور صلیت اسکی شہر غزنی سے ظاہر کیجاتی ہے یہہ کوئی درویش تھے انکی کرامات کی یہہ قوم معتقد
ہو گئی ہے اپنی غلط فہمی سے افسانہ بمعنی بنا رکہا ہے ۔

فرقہ ہیلا

یہہ فرقہ گوگا پیر کا معتقد ہے اور حقیقت اسکی اسطرح بیان کیجاتی ہے کہ موضع ددریرہ
علاقہ بیکانیر مین راجہ جیور کی رانی باچہل اور اسکی بہن مسماۃ کاچہل دونون بانجہہ تہین اور

دونونکو خواہش اولاد تھی اتفاق سے گورو گورکھناتھ راجہ کے الو کہے باغ مین وارد ہوئے رانی باچھل سنکر گرو صاحب کی خدمتمین حاضر ہوکر ملتجی ہوئی کہ آپ قیام یہان فرمائین گرو صاحب نے رانی صاحب کے ارشاد سے بارہ سال تک قیام کیا اور تیرہوین سال یہان سے رخصت ہوئے وقت رخصت مسماۃ کاچھل رانی باچھل کا لباس پہنکر گرو صاحب کے سامنے آئی اور ملتجی اولاد ہوئی تب گرو نے دو جَو عنایت فرمائے اور کہا کہ اسکو کہالے یتر سے بطن سے دو فرزند توام پیدا ہونگے یہہ کہکر کاچھل اپنی بہن رانی باچھل کے پاس گیئی اور فخریہ بیان کرنے لگی کہ آپ نے بارہ سال گرو صاحب کی خدمت کی اور مین بلا خدمت دو فرزند گرو صاحب سے لے آئی رانی باچھل یہہ سنکر گرو صاحب کی خدمتمین گیئی اور عرض کی کہ کاچھل دُہوکا دیکر دو فرزند لیگیئی اور لونڈی کو مہاراج بہول گئے یہہ سنکر گرو صاحب کو جلال آگیا اپنی پیشانی سے میل پونچھکر رانی باچھل کو عنایت کیا اور فرمایا کہ اسکو کہالے یتر سے بطن سے گوگا پیر پیدا ہوگا اور کاچھل کی اولاد کو قتل کریگا اور تمام عالم مین اسکی شہرت ہوگی چنانچہ ایسا ہی ہوا - چونکہ اصلیت گوگا کی میل سے تھی اسلیئے انہون نے مریدون اور معتقدونکو میلے کامونکی طرف رغبت دلائی مریدون نے بہنگی کا پیشہ اختیار کیا -

نوٹ

اگرچہ یہہ حکایت بہی قریب افسانہ اول کے ہے مگر اصلیت اسکی اس قدر ہے کہ گوگا نام ایک شخص راجپوت موضع اوربڑ علاقہ بیکانیر مین قبل عہد سلطان محمود غزنوی پیدا ہوا تہا اور بعد مین مسلمان ہوگیا تہا اور حالت اسلام مین ظاہر پیر کے نام سے معروف ہوا اور اب پرگنہ توہر علاقہ بیکانیر مین اسکا مزار ہے حالت زندگی مین اول گوگا ایک جوگی کا چیلہ ہوا تہا اور نہایت منکسر مزاج شخص تہا وقت مرگ خود معہ اپنے گہوڑے کے ایک زمین شق شدہ مین سما گیا تہا اور عرصہ تک اسکی قبر بے نشان رہی مگر محمود بادشاہ کے عہد مین اس مقام پر اسکی کرامات ایسی نمایان ہوئین کہ لوگ معتقد ہوکر اسکی قبر کی تعمیر مین مصروف ہوئے چنانچہ مقبرہ عالیشان تعمیر ہوگیا جو اب تک موجود ہے اور اسوقت سے اسکا نام ظاہر پیر مشہور ہوا اور ہر سال ماہ بہادون سدی آٹھی اور نومی کو بڑا میلہ اسکے مزار پر ہوتا ہے دور دراز مقامات سے خلقت آتی ہے - اس مزار کے

پوجاری مسلمان قوم جائس نومسلم ہین اور یہہ لوگ ساکن کرنپور ہین مگر نصف چڑہاوے مین اقوام برہمن بہی لیتے ہین - پیاز - پنکہا - بوریا - دودہ - ناریل وغیرہ پر نیاز ہوتی ہے اور ایک روپیہ سنہرے کلس پر چڑہایا جاتا ہے اور اس میلے مین ہر قسم کا مال تجارتی اور دکانین آتی ہین ناگور کے بیل اور بیکانیر کے اونٹ کثرت سے فروخت ہوتے ہین - گوگا کے بہگت ڈیرون کی آواز اور راون کے گیتون کی صدائین سُنکر لوگ وجد مین آجاتے ہین اور آہنی زنجیرون سے اپنا جسم کوٹتے ہین مگر چوٹ کا نشان جسم پر نمایان نہین ہوتا اور اکثر لوگ سانپونکو اپنی گردن مین ڈالے پہرتے ہین گویا یہہ سب اُمور گوگا کی کرامات سے ہین قریب عملداری اسلام جسقدر بزرگان اسلام کے مزارات شہداء اور اولیاء اللہ ہندوستان مین تعمیر ہوئے اونپر اسی قسم کے میلے اور رسومات جاری ہین - اور کتب طریقت مین بہی جہان نفس کُشی اور منکسر مزاجی کا مذکور آیا ہے وہان اکثر مرشدان طریقت نے مریدون کو پایخانہ کمانے کی خدمت عطا کی ہے -

مختصر فہرست سلاطین اسلام فرمانروائے ہند و نام جاگیرداران و حکام قصبہ کڑہ مانکپور

نام بادشاہ	سال تخت نشینی	سال وفات	ضروری حالات متعلق کتاب ہذا	نام حاکم
قطب الدین ایبک	سنہ ۶۰۲ھ مطابق سنہ ۱۲۰۶ع	سنہ ۶۰۷ھ مطابق سنہ ۱۲۱۰ع	سنہ ۵۹۰ھ مین کڑہ مانکپور کو فتح کیا -	
شمس الدین التمش	سنہ ۶۰۷ھ مطابق سنہ ۱۲۱۰ع	سنہ ۶۳۳ھ مطابق سنہ ۱۲۳۶ع	سادات قطبی کو جاگیر کڑہ اور سادات گردیزی اور شیوخ واسغانی کو جاگیرات مانکپور عطا ہوئین	ناصر الدین محمود
ناصر الدین محمود	سنہ ۶۳۴ھ مطابق سنہ ۱۲۳۷ع	سنہ ۶۶۳ھ مطابق سنہ ۱۲۳۶ع	اس بادشاہ نے ولایت کڑہ مانکپور کے دو حصّے کر دیئے ایک جاگیر بہرائچ اور دوسری جاگیر جاگیر کڑہ مانکپور اور یہہ دونون جاگیرین غیاث الدین بلبن کو عطا فرمائین - راے ملکی کی گوشمالی کیغرض سے سنہ ۱۲۵۳ع مین وارد کڑہ مانکپور ہوا -	غیاث الدین بلبن

نام بادشاہ	سال تخت نشینی	سال وفات	ضروری حالات متعلق کتاب ہذا	نام حاکم
			پھر علوی مبارک خان کو گورنر کڑہ مانکپور مقرر کیا اور اس حاکم کی حکومت سنہ ۱۲۵۶ء تک رہی اسکے بعد قتلغ خان گورنر ہوا جب یہہ باغی ہوا تو گورنر اودہ نے اسکو ہٹا دیا۔ اسوقت بادشاہ نے قالیچ خان اور مسعود خان وامغانیان کو گورنران کڑہ مانکپور اور اودہ مقرر کیا اسوقت سے وامغانیان مانکپور کی ترقی دولت شروع ہوئی۔	علوی مبارک خان قتلغ خان قالیچ خان مسعود خان
غیاث الدین بلبن	سنہ ۶۶۳ھ مطابق سنہ ۱۲۶۶ء	سنہ ۶۸۵ھ مطابق سنہ ۱۲۸۶ء	قالیچ خان باغی ہوا بادشاہ اس انتظام مین وارد کڑہ مانکپور ہوا اور اپنے بھتیجہ کو گورنر کڑہ مانکپور مقرر کیا۔	

سلطنت شاہان خلجیان

نام بادشاہ	سال تخت نشینی	سال وفات	ضروری حالات متعلق کتاب ہذا	نام حاکم
جلال الدین فیروز خلجی	سنہ ۶۸۷ھ مطابق سنہ ۱۲۸۸ء	سنہ ۶۹۵ھ مطابق سنہ ۱۲۹۶ء	اس بادشاہ نے ملک چھجو کو جاگیر کڑہ مانکپور عطا کی اور جب وہ باغی ہوا تو سنہ ۶۹۲ھ مین ملک علاء الدین اپنے بھتیجہ اور داماد کو یہہ جاگیر عطا فرمائی اس نے دغا سے بادشاہ کو مہمان بلا کر مانکپور مین قتل کیا جسکا تفصیل بیان اقوام وامغانیان کے حالات مین تحریر ہوگا۔	ملک چھجو ملک علاء الدین
علاء الدین خلجی	سنہ ۶۹۵ھ مطابق سنہ ۱۲۹۶ء	سنہ ۷۱۵ھ مطابق سنہ ۱۳۱۵ء	اس نے پہلے علاء الملک کو گورنر کڑہ مانکپور مقرر کیا اور جب یہہ شہر دہلی کے عہدہ کوتوالی	علاء الملک

نام بادشاہ	سال تخت نشینی	سال وفات	ضروری حالات متعلق کتاب ہذا	نام حاکم
			تبدیل ہوا۔ تو نصرت خان کو گورنر کڑہ مانکپور مقرر کیا۔	نصرت خان
خسرو خان	سنہ ۷۲۰ھ مطابق سنہ ۱۲۲۰ء	سنہ ۷۲۱ھ مطابق سنہ ۱۲۲۱ء	اس بادشاہ نے سو گاؤن پر بنابر تشخیص مالگذاری ایک چودھری اور واسطے وصول تحصیل خراج اور ایک عہدہ دار متصرف مقرر کیا۔	
		سلطنت شاہان تغلق		
غیاث الدین تغلق	سنہ ۷۲۱ھ مطابق سنہ ۱۲۲۱ء	سنہ ۷۲۵ھ مطابق سنہ ۱۲۲۵ء	اس بادشاہ نے اپنے بیٹے الغ خان کو گورنر کڑہ مانکپور مقرر کیا۔	الغ خان
الغ خان سلطان محمد تغلق	سنہ ۷۲۵ھ مطابق سنہ ۱۲۲۵ء	سنہ ۷۵۲ھ مطابق سنہ ۱۲۵۲ء	اسکے عہد مین نظام الملک گورنر کڑہ مانکپور تہا سنہ ۷۴۵ھ مین نظام مائین نام ایک شخص نے کڑہ مانکپور مین دعوی نبوت کیا اور اپنے سر پر تاج رکھکر اپنا نام بادشاہ علاء الدین مشہور کیا تہا اور اسکے ساتھ مین نظامی نام سلطان محمد کا بہانجہ بہی تہا عین الملک گورنر اودہ نے نظام مائین کو قتل کرکے اور اوسکا سر کاٹ کے اور شہزادہ نظامی کو مقید کرکے بادشاہ کے پاس بہیجدیا اور اسی بادشاہ کے عہد مین غیاث الدین دامغانی حاکم سیلان باغی ہوا اور اوپر عتاب سلطانی ہوا۔	نظام الملک

نام بادشاه	سال تخت نشینی	سال وفات	ضروری حالات متعلق کتاب ہذا	نام حاکم
فیروز تغلق	سنہ ۷۵۲ھ مطابق سنہ ۱۳۵۲ع	سنہ ۷۹۰ھ مطابق سنہ ۱۳۸۸ع	سنہ ۷۷۸ھ مین خواجہ شمس الدین دامغانی گورنر کڑہ مانکپور مقرر ہوا اور جبکہ وہ صوبۂ گجرات کو تبدیل ہوا تو باغی ہو گیا اس عتاب مین جاگیرات دامغانی ضبط کرلین اور طرح طرح کے عتاب صادر فرمائے اور اس بادشاہ نے نہر جمنا اور مدرسہ اور خانقاہین اور حصار فیروزآباد تعمیر کیا اور سلیمان بن حروان کو گورنر کڑہ مانکپور مقرر کیا۔	خواجہ شمس الدین دامغانی سلیمان خان
ناصر الدین محمود تغلق	سنہ ۷۹۰ھ مطابق سنہ ۱۳۸۸ع	سنہ ۸۲۵ھ مطابق سنہ ۱۴۱۸ع	اسکے عہد مین طوائف الملوکی کا زمانہ ہوا۔ جونپور مین جدید سلطنت قایم ہوئی ولایت کڑہ مانکپور زیر حکومت جونپور ہوا امیر تیمور نے دہلی مین لوٹ مار کی آخر دہلی ویران ہو کر ایک چھوٹی ریاست کی حیثیت پر ہو گئی	

دہلی مین خاندان سادات سید خضر خان سے سنہ ۸۲۵ھ مین قایم ہوا اور سید علاء الدین پر سنہ ۸۵۵ھ مین خاتمہ ہوا چونکہ ولایت کڑہ مانک پور حکومت دہلی سے علیحدہ تھی اس لئے اس خاندان مین اسکا ذکر نہین ہے۔

شاہان جونپور

نام بادشاه	سال تخت نشینی	سال وفات	ضروری حالات متعلق کتاب ہذا	نام حاکم
ملک سرور خواجہ جہان	سنہ ۷۹۶ھ مطابق سنہ ۱۳۹۷ع	سنہ ۸۰۲ھ مطابق سنہ ۱۴۰۰ع	ملک عین الملک برخاست شدہ بحال ہوا اور وہ صوبہ اودہ مین رہتا تھا جس کے تابع کڑہ مانک پور تھا۔	عین الملک

نام بادشاہ	سال تخت نشینی	سال وفات	ضروری حالات متعلق کتاب ہذا	نام حاکم
مبارکشاہ شرقی	سنہ ۸۰۲ھ مطابق سنہ ۱۴۰۰ع	سنہ ۸۰۴ھ مطابق سنہ ۱۴۰۲ع		
ابراہیم شاہ	سنہ ۸۰۴ھ مطابق سنہ ۱۴۰۲ع	سنہ ۸۵۷ھ مطابق سنہ ۱۴۵۵ع	مخدوم شاہ حسام الحق اسکے عہد مین شاہ ولایت مانکپور تھے۔	
محمود شرقی	سنہ ۸۵۷ھ مطابق سنہ ۱۴۵۹ع	سنہ ۸۶۱ھ مطابق سنہ ۱۴۵۸ع	یہہ بادشاہ راجی سید حامدشہ کا مرید تھا۔	
حسین شاہ شرقی	سنہ ۸۶۱ھ مطابق سنہ ۱۴۵۸ع	سنہ ۸۸۳ھ مطابق سنہ ۱۴۷۷ع	بہلول خان لودہی نے غلبہ حاصل کرکے جونپور کو تابع دہلی کیا۔	

شاہان لودھی

نام بادشاہ	سال تخت نشینی	سال وفات	ضروری حالات متعلق کتاب ہذا	نام حاکم
بہلول خان	سنہ ۸۶۰ھ مطابق سنہ ۱۴۵۶ع	سنہ ۸۹۴ھ مطابق سنہ ۱۴۸۸ع	اس بادشاہ نے شاہزادہ عالم کو کڑہ مانک پور کی جاگیر عطا کی اور جب یہہ فوت ہوا تو مبارک خان وشیر خان اپنے پسران کو یہہ جاگیر عطا فرمائی۔	شہزادہ عالم مبارکخان وشیرخان
سکندر شاہ	سنہ ۸۹۴ھ مطابق سنہ ۱۴۸۸ع	سنہ ۹۲۳ھ مطابق سنہ ۱۵۱۷ع	حسین شاہ شرقی نے مقام پٹنہ سے خروج کیا اور اسکے ساتھہ دو لاکھہ کا مجمع بلوائیان پٹنہ وکنتت و بھہولی کے راجگان کا تھا یہہ بلوہ سنہ ۸۹۷ھ مین واقع ہوا اور مبارکخان وشیرخان اس غدر مین شہید ہوئے سلطان سکندر نے دہلی سے دہاوا کیا اور فوج بلوائیان پراگندہ ہوئی اور حسین شاہ شرقی بنگالہ کیطرف مفرور ہوا۔ اور احمد خان بعد	احمد خان

نام بادشاہ	سال تخت نشینی	سال وفات	ضروری حالات متعلق کتاب ہذا	نام حاکم
			فرو ہنگامہ گورنر کڑہ مانکپور رہا اور جب یہہ مرتد ہوگیا تو بجائے اسکے سعید خان گورنر مقرر رہا۔	سعید خان
ابراہیم شاہ	سنہ ۹۲۳ھ مطابق سنہ ۱۵۱۷ء	سنہ ۹۳۲ھ مطابق سنہ ۱۵۲۶ء	سنہ ۱۵۲۰ء مین اس بادشاہ نے اسلام خانکو گورنر کڑہ مانکپور مقرر کیا اور جب یہہ باغی ہوکر قتل ہوا اور بجائے اسکے دولت خان گورنر مقرر رہا۔ بابر بادشاہ نے ابراہیم شاہ کو شکست دیکر تخت سلطنت چھین لیا۔	اسلام خان دولت خان
			شاہان مغلیہ	
ظہیر الدین محمد بابر شاہ	سنہ ۹۳۲ھ مطابق سنہ ۱۵۲۶ء	سنہ ۹۳۷ھ مطابق سنہ ۱۵۳۲ء	بابر شاہ اپنے ہمراہ اسلحہ بندوق ہندوستان مین لایا اور سنہ ۹۳۵ھ مین بابر شاہ صوبہ بہار کو جاتا تھا کڑہ مانک پور مین وارد ہوا اور جلال الدین شاہ شرقی نے ضیافت بادشاہ کی۔	
نصیر الدین ہمایون	سنہ ۹۳۷ھ مطابق سنہ ۱۵۳۲ء		سلطان جہندبرلاس گورنر کڑہ مانکپور کو معزول کرکے بجائے اسکے کمال خان کہکر کو مقرر کیا مگر شیر خان سوری نے سلطنت دہلی ہمایون سے چھین لی۔	سلطان جہندبرلاس
			شاہان سوری	
شیر شاہ	سنہ ۹۴۷ھ مطابق سنہ ۱۵۴۰ء	سنہ ۹۵۲ھ مطابق سنہ ۱۵۴۵ء	اس نے سلطان جہندبرلاس کو گورنر ولایت کڑہ مانکپور مقرر کیا یہہ بادشاہ منتظم اور زبردست تھا	سلطان جہندبرلاس

نام بادشاہ	سال تخت نشینی	سال وفات	ضروری حالات متعلق کتاب ہذا	نام حاکم
			بنگالہ سے لاہور تک سڑکین بنوائین اور مہمان سرائے تعمیر کرائین۔	
سلیم شاہ	سنہ ۹۵۲ھ مطابق سنہ ۱۵۴۵ء	سنہ ۹۶۰ھ مطابق سنہ ۱۵۵۳ء	زراعت وتجارت کے عمدہ احکام جاری کیئے اس نے قانونگوئی اور پٹولی کا عہدہ مقرر کیا۔	
سکندر شاہ	سنہ ۹۶۰ھ مطابق سنہ ۱۵۵۳ء	سنہ ۹۶۲ھ مطابق سنہ ۱۵۵۵ء	اسکے عہد مین ہر طرف ہنگامہ اور بلوہ تہا انتظام سلطنت ہیمون بقال کے سپرد تہا تمام ریاستین خود مختار ہو گیئن تہین محمود خان بن سکندر لودہی حاکم جونپور مین تہا اور کڑہ مانکپور سے سلطان جہند برلاس کو معزول کردیا تہا ہمایون بادشاہ نے دوبارہ سلطنت دہلی حاصل کی اور کڑہ مانکپور مین وارد ہوکر سلطان جہند برلاس کو بحال کیا و محمود معزول ہوا	محمود خان سلطان جہند برلاس

بقیہ شاہان مغلیہ

نام بادشاہ	سال تخت نشینی	سال وفات	ضروری حالات متعلق کتاب ہذا	نام حاکم
ہمایون		سنہ ۹۶۰ھ مطابق سنہ ۱۵۵۳ء	کمال خان گہکر کو گورنر کڑہ مانکپور مقرر کیا۔	کمال خان
جلال الدین اکبر بادشاہ	سنہ ۹۶۳ھ مطابق سنہ ۱۵۵۵ء	سنہ ۱۰۱۴ھ مطابق سنہ ۱۶۰۵ء	سنہ ۱۵۶۵ء مین اکبر نے مجنون خان قاقشال کو اور سنہ ۱۵۷۰ء مین آصف خان ہروی کو گورنران کڑہ مانکپور مقرر کیا۔ آصف خان ہروی نے چوراگڈہ کی رانی	مجنون خان قاقشال آصف خان ہروی

نام بادشاہ	سال تخت نشینی	سال وفات	ضروری حالات متعلق کتاب ہذا	نام حاکم
			مسماۃ درگاوتی سے جنگ عظیم برپا کرکے چوراگڈہ کو فتح کیا اور شامل جاگیر کڑہ مانکپور کیا۔ علی قلی خان سیستانی المخاطب خان زمان اور میر معز الملک بہادر خان جاگیرداران جونپور بادشاہ سے باغی ہوگئے اور جونپور سے تاخت لاکر کڑہ مانکپور کی جاگیر کو بھی اپنے تحت تصرف میں لائے بادشاہ اکبر انکی سرکوبی کی غرض سے وارد کڑہ مانکپور ہوا اور دونوں قتل کیئے گیئے شہنشاہ اکبر نے سنہ ۱۵۸۰ء مین کڑہ مانکپور کو شکست کرکے صوبہ الہ آباد قرار دیا اور کڑہ مانکپور کی وہ وقعت باقی نہین ہی تاہم دو سرکارین یعنی دو ضلاع صدر مقام رہ گیئے چنانچہ سرکار کڑہ کا حاکم عبداللہ خان اور سرکار مانکپور کا حاکم اسد خان ترکمان تہا۔	
نورالدین جہانگیر شاہ	سنہ ۱۰۱۴ھ مطابق سنہ ۱۶۰۵ع	سنہ ۱۰۳۷ھ مطابق سنہ ۱۰۲۷ع	۲۲ سال ۵ ماہ - ۲۸ - یوم - سلطنت کی	
شہاب الدین محمد شاہجہان	سنہ ۱۰۳۷ھ مطابق سنہ ۱۰۲۷ع	سنہ ۱۰۶۸ھ مطابق سنہ ۱۶۵۷ع	۳۰ سال ۴ ماہ - ۲۲ یوم - سلطنت کی	
محی الدین اورنگ زیب عالمگیر	سنہ ۱۰۶۸ھ مطابق سنہ ۱۶۵۷ع	سنہ ۱۱۱۸ھ مطابق سنہ ۱۷۰۶ع	۵۰ سال ۵ ماہ - ۲۸ یوم اسکے بعد زوال سلطنت ہوا۔	
معظم عرف اعظم شاہ	سنہ ۱۱۱۸ھ مطابق سنہ ۱۷۰۶ع	سنہ ۱۱۱۹ھ مطابق سنہ ۱۷۰۷ع	+	

نام بادشاہ	سال تخت نشینی	سال وفات	مدّت سلطنت
بہادر شاہ عالم	سنہ ۱۱۱۹ھ مطابق سنہ ۱۷۰۷ء	سنہ ۱۱۲۴ھ مطابق سنہ ۱۷۱۲ء	۵ سال ۸ ماہ۔
معزالدین جہاندار شاہ	سنہ ۱۱۲۴ھ مطابق سنہ ۱۷۱۲ء	سنہ ۱۱۲۵ھ مطابق سنہ ۱۷۱۳ء	۱۱ ماہ ۵ یوم۔
فرخ سیر	سنہ ۱۱۲۵ھ مطابق سنہ ۱۷۱۳ء	سنہ ۱۱۳۱ھ مطابق سنہ ۱۷۱۸ء	۶ سال ۲ ماہ ۱۱ یوم بمقام عظیم آباد تخت نشین ہوا۔
ابوالبرکات رفیع الشان	سنہ ۱۱۳۱ھ مطابق سنہ ۱۷۱۸ء	سنہ ۱۱۳۱ھ مطابق سنہ ۱۷۱۸ء	۳ ماہ ۹ یوم۔
رفیع الدولہ	ایضاً	ایضاً	۲ ماہ ۱۸ یوم۔
محمد شاہ عدلی	سنہ ۱۱۳۱ھ مطابق سنہ ۱۷۱۸ء	سنہ ۱۱۶۱ھ مطابق سنہ ۱۷۴۸ء	۲۹ سال ۵ ماہ ۱۰ یوم۔
احمد شاہ	سنہ ۱۱۶۱ھ مطابق سنہ ۱۷۴۸ء	سنہ ۱۱۶۷ھ مطابق سنہ ۱۷۵۲ء	۶ سال ۲ ماہ ۳ یوم۔
عالمگیر ثانی	سنہ ۱۱۶۷ھ مطابق سنہ ۱۷۵۲ء	سنہ ۱۱۷۳ھ مطابق سنہ ۱۷۵۹ء	۵ سال ۷ ماہ ۲۸ یوم۔
عالی گہر شاہ عالم	سنہ ۱۱۷۳ھ مطابق سنہ ۱۷۵۹ء	سنہ ۱۱۷۴ھ مطابق سنہ ۱۷۶۰ء	۹ ماہ۔
شاہ عالم	سنہ ۱۱۷۴ھ مطابق سنہ ۱۷۶۰ء	سنہ ۱۲۲۱ھ مطابق سنہ ۱۸۰۶ء	۴۸ سال ۴ ماہ ۳ یوم الہ آباد میں ۴۔ ربیع الآخر کو تخت نشین ہوا اور ۱۷۔ رمضان کو وفات پائی۔
بیدار شاہ	سنہ ۱۲۲۱ھ مطابق سنہ ۱۸۰۶ء	سنہ ۱۲۲۱ھ مطابق سنہ ۱۸۰۶ء	۲ ماہ ۲ یوم۔

نام بادشاہ	سال تخت نشینی	سال وفات	مدت سلطنت
معین الدین اکبر ثانی	سنہ ۱۲۲۱ھ مطابق سنہ ۱۸۰۶ء	سنہ ۱۲۵۳ھ مطابق سنہ ۱۸۳۷ء	۳۱ سال ۹ ماہ - ۲۱ یوم -
ابوظفر سراج الدین بہادر شاہ	سنہ ۱۲۵۳ھ مطابق سنہ ۱۸۳۷ء	سنہ ۱۲۷۹ھ مطابق سنہ ۱۸۵۷ء	اس بادشاہ سے سلطنت کا خاتمہ ہوا اور بمقام رنگون وفات ہوئی -
نواب سعادت خان	سنہ ۱۱۳۳ھ مطابق سنہ ۱۷۱۱ء	سنہ ۱۱۶۳ھ مطابق سنہ ۱۷۵۱ء	میر محمد امین نواب سعادت خان بہادر المخاطب بہ برہان الملک بن سید نصیر ساکن نیشاپور کو محمد شاہ دہلی نے بوجہ بدانتظامی صوبہ دار اودہ مقرر کیا اسوقت آمدنی اس صوبہ کی ۱۵ لاکھ روپیہ سالانہ تھی اور صوبہ الہ آباد بھی اسکے شامل تھا -
مرزا محمد مقیم نواب منصور علیخان	سنہ ۱۱۵۰ھ مطابق سنہ ۱۷۳۹ء	سنہ ۱۱۷۰ھ مطابق سنہ ۱۷۵۹ء	خطاب صفدر جنگ بہادر مدت سلطنت ۲۰ سال -
جلال الدین نواب شجاع الدولہ	سنہ ۱۱۷۰ھ مطابق سنہ ۱۷۵۹ء	سنہ ۱۱۸۹ھ مطابق سنہ ۱۷۷۵ء	۱۹ سال صوبہ الہ آباد انکے قبضہ سے نکل گیا -
آصف الدولہ	سنہ ۱۱۸۸ھ مطابق سنہ ۱۷۷۸ء	سنہ ۱۲۱۲ھ مطابق سنہ ۱۸۰۱ء	
وزیر علیخان	سنہ ۱۲۱۲ھ مطابق سنہ ۱۸۰۱ء	سنہ ۱۲۱۲ھ مطابق سنہ ۱۸۰۱ء	۵ ماہ -
سعادت علیخان	سنہ ۱۲۱۲ھ مطابق سنہ ۱۸۰۱ء	سنہ ۱۲۲۹ھ مطابق سنہ ۱۸۱۸ء	۱۷ سال ۹ ماہ - آمدنی ملک اودہ دو کروڑ ستتر لاکھ -
غازی الدین حیدر بادشاہ	سنہ ۱۲۲۹ھ مطابق سنہ ۱۸۱۸ء	سنہ ۱۲۴۳ھ مطابق سنہ ۱۸۳۱ء	۱۳ سال ۱۰ ماہ - گورنمنٹ انگریزی نے خطاب بادشاہ اودہ عطا کیا -

نام بادشاہ	سال تخت نشینی	سال وفات	مدت سلطنت
نصیر الدین حیدر بادشاہ	سنہ ۱۲۴۳ھ مطابق سنہ ۱۸۳۱ء	سنہ ۱۲۵۳ھ مطابق سنہ ۱۸۴۱ء	۱۰ سال ۵ ماہ -
مُنّا جان	سنہ ۱۲۵۳ھ مطابق سنہ ۱۸۴۱ء	سنہ ۱۲۵۳ھ مطابق سنہ ۱۸۴۱ء	کچھہ دن -
محمد علیشاہ	سنہ ۱۲۵۳ھ مطابق سنہ ۱۸۴۱ء	سنہ ۱۲۵۸ھ مطابق سنہ ۱۸۴۶ء	۵ سال -
امجد علیشاہ	سنہ ۱۲۵۸ھ مطابق سنہ ۱۸۴۶ء	سنہ ۱۲۶۳ھ مطابق سنہ ۱۸۵۰ء	۴ سال ۱۰ یوم -
واجد علیشاہ	سنہ ۱۲۶۳ھ مطابق سنہ ۱۸۵۰ء	سنہ ۱۲۶۸ھ مطابق سنہ ۱۸۵۶ء	۸ - فروری سنہ ۱۸۵۶ء کو صوبہ اودہ حوالہ سرکار کمپنی بہادر ہوا اور بارہ لاکھہ سالانہ پنشن بادشاہ کی مقرر ہوئی - ۳ - محرم سنہ ۱۳۰۵ھ مطابق ۲۱ - دسمبر سنہ ۱۸۸۷ء بمقام شہر کلکتہ راہی ملک بقا ہوئے -

باب اول متعلق قصبہ کڑہ

اس قصبے کا بانی کوئی شخص معلوم نہین ہوتا اسلئے اسکی پورانی حکومت کا حال بہی صحیح طور سے لکہنا دشوار ہوا لیکن ایک پتہر جو عجائب خانہ کلکتہ مین رکہا ہوا ہے اور جسکی نقل درج کتاب ہوچکی ہے اوس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سمت ۱۰۹۳ بکرمی مین راجگان کرکوٹک ناگونشی خاندان کی یہان حکومت تہی اسکے تہوڑے زمانہ کے بعد اقوام بہر کی حکومت قایم ہوئی سنہ ۴۲۳ھ مین اسلام کے لشکر جہادی نے جسکے سردار سید سالار ساہو پدر سید سالار مسعود غازی تھے اقوام بہر کو شکست دیکر اپنا قبضہ کرلیا مگر اسی مابین مین سید سالار ساہو نے وفات پائی اور سید سالار مسعود بہرایچ مین شہید ہوگئے پہر اقوام بہر نے زور پکڑا اور شیوخ اسلام سے جنگ جہادی چالیس سال باہم کڑہ مانکپور اور

اکثر مقامات صوبہ اودہ مین برپا رہے آخر قوم بہر پسپا ہوئی اور بہر راجگان قنوج کی امداد سے قوم گہروار راجپوت نے سر اوٹہایا اور کڑہ مانکپور اس قوم کے زیر حکومت ہوگیا اس قوم کے آخر راجگان جے چند اور مانک چند تہے - سنہ ۵۹۹ھ مین قطب الدین ایبک بادشاہ دہلی نے بنارس جاتے وقت اودہ سے واپس آکر کڑہ مانکپور کو فتح کیا اسوقت سے یہانکی حکومت زیر فرمانروایان اسلام ہوئی - اسلام کے دورۂ حکومت مین ولایت کڑہ مانکپور لکہا جاتا تہا اور ایک گورنر کے تابع تہا شمس الدین التمش بادشاہ دہلی نے کڑہ کی معافی سید شاہ قطب الدین محمد مدنی کو عطا کی تہی پہر زمان مختلف مین مختلف اقوام شیوخ و سادات کو معافیات سرکار دہلی سے عطا ہوئین جنکا مذکور راقم آیندہ تحریر کریگا - بعہد ناصر الدین محمود بادشاہ دہلی رایان دلکی وملکی نے جو اقوام بہر سے خیال کئے گئے ہین قلعہ کالنجر سے سر اوٹہایا اور کڑہ مانکپور اور فیض آباد تک کا ملک اون کے زیر حکومت ہوگیا اور راے ملکی نے قصبۂ کڑہ کو اپنی راجدہانی کا مقام قرار دیا تہا سنہ ۱۲۵۳ھ کو ناصر الدین محمود نے کڑہ مین پہونچکر راے ملکی کو شکست دی اور ولایت کڑہ مانکپور کے دو حصے کر دیئے اور ہر حصہ کو جاگیر کے لقب سے معروف کیا یعنی جاگیر کڑہ مانکپور اور جاگیر بہرایچ جو بعد مین صوبہ اودہ ہوا - اور یہہ جاگیرین سرکار دہلی سے شہزادگان عصر کو عطا ہوتی تہین جاگیردار بجاے گورنر جاگیر کا حاکم تہا - اور اکثر جاگیردار شاہان وقت سے باغی بہی ہوگئے ہین اور انکی دفع بغاوت اور تسلط ملک کی غرض سے اکثر سلاطین دہلی وارد کڑہ مانکپور ہوے ہین جنکا مذکور راقم آیندہ لکہے گا سلطنت شرقیہ جونپور تک کڑہ مانک پور صوبہ کا مقام تہا مگر شاہان شرقی جونپور کے عہد دولت مین صوبۂ اودہ مین ایک گورنر رہتا تہا جسکے ماتحت کڑہ مانکپور تہا اور جب سلطنت شرقیہ کو زوال ہوا تو شاہان لودہی کے عہد دولت سے پہر خاص کڑہ مین صوبہ دار رہنے لگا اور کڑہ مانکپور صوبہ کا مقام قرار پایا سلطنت مغلیہ مین شہنشاہ اکبر نے سنہ ۹۸۰ھ مین صوبہ کڑہ مانکپور کو شکست کر کے صوبہ الہ آباد قرار دیا اور اس صوبہ مین نو سرکارین یعنی نو اضلاع مقرر کئے - سرکار کڑہ و سرکار مانکپور - سرکار الہ آباد - سرکار کوڑہ - سرکار کالنجر - سرکار چنار - سرکار جونپور - سرکار بنارس - سرکار غازیپور

اور سرکار کڑہ مانکپور کے ماقبل حویلی سرکار کڑہ و حویلی سرکار مانکپور مضاف صوبہ الہ آباد اسوجہ سے لکھا جاتا تہا کہ یہہ سرکارین متعلق صرفہ محلات شاہی تہین - اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ کے عہد دولت مین قوم مرہٹہ نے زور پکڑا اور کچہہ دنون کے واسطے قصبہ کڑہ مین مرہٹون کی حکومت قایم ہوگئی اس زمانے سے ہندؤن کی آبادی اس قصبہ مین زیادہ ہوئی اور برہمن مالوی اسیوقت سے یہان آباد ہین - عہد اکبر بادشاہ مین سرکار کڑہ کے متعلق بارہ محال کڑہ - ہتگام - ہسوہ - فتحپور - اسوتہر - تہریانوان - حسن گنج - یکڈلہ - کوتلہ - دہلاتہ - اتہربن - کراری تہے اور اسکے پہلے محال کا لفظ استعمال نہین ہوتا تہا بلکہ علاقہ پٹہ جات مین تقسیم تہا اور بعد عہد اکبر بادشاہ وہی علاقہ پٹہ جات پرگنہ کے نام سے موسوم ہوا اور صوبہ الہ آباد تازمان شاہان اودہ برقرار تہا لیکن سلاطین اودہ کے عہد حکومت مین ناظمان اور چکلہ داران اودہ جہان مناسب خیال کرتے تہے وہان اپنا دار الحکومت قرار دیتے تہے یہہ حالت تازمان نواب شجاع الدولہ بہادر والی اودہ رہی اور جب نواب شجاع الدولہ بہادر نے سرکار انگریزی کے مقابلہ مین بمقام بکسر شکست کہائی اوسوقت سے صوبہ الہ آباد کے اضلاع مشرقی اور کانپور تک کا ملک قبضہ سرکار انگریزی مین آگیا اور صوبہ الہ آباد شکست ہوکر ضلع کا صدر مقام ہوا اور قصبہ کڑہ مین تحصیلداری قایم ہوئی اور تہانہ پولیس تہا من بعد تحصیلداری اب بمقام سراتہو اور تہانہ پولیس بمقام سینی ہے

قوم کہروار راجپوت

راجہ جےچند والی کڑہ قوم کہروار راجپوت تہا اور اوسکا بہائی راجہ مانکچند والی مانکپور تہا اور انکے قرابت دار قوم بسین راجپوت تعلقداران حوالی مانکپور خیال کیجاتے ہین لہذا اجمالی بیان اقوام کہروار ہمراہ قوم بسین راقم باب دوم متعلق مانکپور مین مفصل طور سے تحریر کریگا اور اس مقام پر باعث طوالت سمجھکر فروگذاشت کرتا ہے -

سادات قطبی قصبۂ کڑہ

کتب تواریخ سے درویش باوقار سید قطب الدین محمد مدنی حسنی الحسینی بن سید [سلہ ۵۷]

سلہ ۵۷ دیکہو ظہور قطبی - آئینۂ اودہ - تذکرت السادات -

رکن الدین احمد غزنوی ابن سید احمد بن سید یوسف ابن عیسیٰ بن سید حسن ابن سید ابی حسن بن ابو جعفر ابن سید قاسم بن سید عبد اللہ عرف عبد الرحمن ابن حسن نقیب کوفی بن محمد اصغر الثانی ابن عبد اللہ الاشتر کاملی بن محمد النفس الزکیہ ابن عبد اللہ المحض بن حسن مثنیٰ ابن حضرت امام حسن علیہ السلام۔

سید قطب الدین محمد مدنی ۵۸۱ھ میں پیدا ہوئے اور تیسری رمضان ۶۷۶ھ میں بزمان ناصر الدین محمود بادشاہ دہلی وفات پائی۔ کتاب آئینہ اودھ کے صفحہ ۵۵ میں ملفوظ سید قطب الدین محمد مدنی جو مندرج ہیں اوسکا مضمون اختصار کے ساتھ درج ذیل ہے۔

مختصر مضمون ملفوظ

قبل عملداری اسلام سید صاحب بحالت درویشی و سیاحی وارد ہندوستان ہوئے اور سرزمین قصبہ کڑا میں وارد ہوئے یہاں قوم ہنود نے آپکو تکلیف دی بعد سیاحی ہندوستان آپ بیت اللہ شریف میں پہونچے وہان سے مدینہ طیبہ میں داخل ہوئے ایکروز رویائے صادقہ زیارت جمال باکمال حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوئے اوسوقت بگریہ و بکا قوم ہنود قصبہ کڑہ کے ظلم و ستم کے شاکی ہوئے بارگاہ حضرت رسول صلعم سے ارشاد ہوا کہ بادشاہ غزنی کے پاس جا اور باعانت بادشاہ غزنی تو ملک ہند پر قابض ہوگا اور قیام تیرا قصبہ کڑہ میں ہوگا اجرائے دین پاک میں ساعی رہنا اس لئے ولایت اوس دیار کی تجھکو عطا کیجاتی ہے۔ پس بموجب ارشاد ختمی مآب فقیر وارد شہر غزنی ہوا اور بادشاہ سے ملاقات کی چونکہ بادشاہ کو بھی عالم مثال میں اعانت فقیر کے لئے حکم ہوچکا تھا سلطان غزنی نے بطور حملہ مجاہدانہ اٹھارہ ہزار سوار و پیادہ کا لشکر و سامان رسد مع سرداران ہمراہیان فخر الدین و قاضی احمد محتسب و سید حمد و سید احسن و سید محمد و سالار حاجی جمال و شجاع الدین و چندن و فیروز و سید بازید وغیرہ وغیرہ کے موسم برسات میں عازم دہلی ہوئے اور براہ لاہور او ردہلی کوچ و مقام کرتے ہوئے سرحد قنوج میں داخل ہوئے یہان راجہ قنوج سے معرکہ جہاد درپیش ہوا ایک سخت

سخت لڑائی کے بعد راجہ کی شکست ہوئی اور راجہ قنوج جسکا نام جے چند تہا مفرور ہوکر قلعہ کڑہ مین پناہ گزین ہوا - اس قلعہ کا رقبہ مع خندق نزول سرکاری ہے ۔۔۔۔ ہے پس فقیر بہی تعقب مین راجہ مفرور کے ۲۲ - شعبان کو روانہ ہوا چونکہ قلعہ کوہ پیکر تہا اسلئے فقیر نے توپخانہ بہی اپنے ساتہہ لیا تہا اور تاریخ ۵ - رمضان کو فقیر نواح کڑہ مین داخل ہوا اور تاریخ ۵ - ذیقعدہ کو قلعہ کا محاصرہ کیا گیا اور گولہ باری شروع ہوئی بعد جنگ عظیم یہہ قلعہ فتح ہوگیا اور راجہ مفرور ہوکر مانکپور مین اپنے بہائی راجہ مانک چند کے پاس پہونچا تب راجہ مفرور کے تعقب مین امیر تاج الدین فرزند کو چک کو فقیر صاحب روانہ ہوئے اور اونہون نے مانکپور کے قلعہ کو قلع قمع کیا - اس قلعہ کا رقبہ مع خندق ۔۔۔ گہ کا ہے - پہر دونون راجگان بنارس کیطرف مفرور ہوگئے اور فقیر صاحب اوسوقت سے اقامت گزین قصبہ کڑہ ہوئے اور یہان اولاد عقاب کو بڑی ترقی ہوئی -

نوٹ

اس ملفوظ کے مضامین قریب قریب ایسے ہین جیسے سلطان الہند خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے واقعات کتب ارباب طریقت مین مندرج ہین البتہ اسقدر فرق ضرور ہے کہ ہنگام مشکلات سلاطین عصر نے خواجہ صاحب سے استمداد طلب کی ہے برخلاف اسکے سید قطب الدین محمد صاحب کا بادشاہ غزنی سے امداد طلب کرنا بیان کیا جاتا ہے - امر دوم یہہ کہ سید صاحب نے قنوج اور کڑہ پر حملہ کیا اور فتح حاصل کی اور براہ لاہور اور دہلی قنوج مین تشریف لائے درمیان مین بہت راجگان کی حکومت تہی وہ سب حالات فرو گذاشت ہین قطع نظر اسکے راجہ قنوج کے تعقب مین قصبہ کڑا مین جنگ جہادی کرنا اور قوم ہنود ساکن قصبۂ کڑہ جنہون نے آپ کو تکلیف دی تہی اور وہی سبب جب جہاد کا تہا اون اقوام کا کوئی تذکرہ نہین ہے کہ اوسکا کیا حشر ہوا بلکہ راقم کی نظر سے قلمی ملفوظ سید صاحب اس مضمون کے گذرے کہ آپ ایک درویش باکمال تہے قصبۂ کڑا مین ایک جادوگر فقیر جوگی رہتا تہا اوس نے جادو کی فوج سے آپ کا مقابلہ کیا تہا اور آپنے ببرکت اسم اعظم اوسکو شکست دی تہی -
امر سوم یہہ کہ ملفوظ مندرجہ بالا مین تاریخ وماہ روانگی اور جنگ تو جابجا تحریر ہے لیکن سنہ ندارد ہے اور اوس بادشاہ کا نام بہی درج نہین ہے کہ جس نے اٹھارہ ہزار فوج آپکے ہمراہ کردی تہی اور جسکی

دختران کے فرزند کے قبالہ نکاح مین داخل ہوئی - امر چہارم یہہ کہ توپ خانہ کا وجود ہندوستان مین سلطنت مغلیہ سے پہلے کسی کتاب سے ثابت نہین ہوتا البتہ اسلحہ بندوق بابر بادشاہ کے ساتھہ ہندوستان آیا ہے - امر پنجم یہہ کہ سال ولادت سید قطب الدین محمد صاحب ۵۸۱ھ اور وفات ۶۶۷ھ مین ہے یہہ زمانہ سلطنت غزنی کا نہین ہے بلکہ غوریون کی حکومت کا دورہ تہا - امر ششم یہہ کہ سالار حاجی جمال اور قاضی احمد محتسب وغیرہ ہمراہیان سید صاحب ملفوظ مین مذکور ہین حالانکہ تحقیقات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ سب لوگ باوقات مختلف وارد قصبہ کڑہ ہوئے ہین - امر ہفتم سید قطب الدین محمد مدنی ملفوظ مین تحریر ہین حالانکہ انکے والد سید رکن الدین احمد غزنوی ہین کتب تواریخ مین لکہا ہے کہ محمد النفس الزکیہ نے مدینہ مین دعوی خلافت کیا تہا خلفائے عباسیہ نے محمد النفس الزکیہ بن عبد اللہ ابن حسن مثنی کو شہید کیا اور اون کے اہل و عیال مدینہ سے جلاوطن ہوئے -

ہندوستان کی مکمل تاریخ ان واقعات سے بالکل علیحدہ ہے بلکہ کتب تواریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ کڑہ مانک پور مین مسلمان جنکی نسل محمود غزنوی کے زمانیکی تہی ہندوستان مین سلطنت اسلام کے قایم ہونے کے پہلے سے آباد تہے - راقم کی تحقیقات سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شمس الدین التمش بادشاہ دہلی نے کڑہ مانکپور مین شیوخ و سادات کو معافیات عطا کین سید قطب الدین محمد صاحب کو کڑہ مین معافی عنایت ہوئی اس معافی کے حاصل کرنے مین اور قبضہ لینے مین قوم مخالف سے ضرور جہگڑا اور مناقشہ درپیش ہوا ہوگا کیونکہ یہان اسوقت زمین اور دیہات سب مقبوضہ ہنود تہے اس جہگڑے کو قوم نے جنگ جہادی قرار دے رکہا ہے لیکن اوقات یہہ جہگڑا جنگ کے حد مین داخل ہو گیا ہے اور بہت کشت و خون بہی ہوا ہے اور پہر امداد سلطانی یا قومی مدد سے معافیدار فتحمند ہو گئے ہین تو اس ذکر کو اوس پیرایہ مین ادا کرنا چاہئے جو ایسے معاملات کے شایان ہے حقیقت مین سید قطب الدین محمد درویش باوقار تہے جنکا سلسلہ بیعت سہروردی پایا جاتا ہے - جسکا سلسلہ بیعت و خلافت درج ذیل ہے -

---

۱؎ دیکہو کامل التواریخ - تاج المآثر -

نام و سلسلہ بیعت و خلافت	نام و سلسلہ بیعت و خلافت
۱- سید قطب الدین محمد نے بیعت اور خلافت حاصل کی	۱۰- حضرت ابو القاسم قشیری سے اور اونہون نے
۲- شاہ نجم الدین کبری سے اور اونہون نے	۱۱- حضرت ابو علی دقاق سے اور اونہون نے
۳- حضرت عمار یاسر سے اور اونہون نے	۱۲- حضرت ابو القاسم نصیر آبادی سے اور اونہون نے
۴- حضرت ابو نجیب سہروردی سے اور اونہون نے	۱۳- حضرت ابو بکر شبلی سے اور اونہون نے
۵- شیخ احمد غزالی سے اور اونہون نے	۱۴- حضرت جنید بغدادی سے اور اونہون نے
۶- حضرت ابو بکر نساج سے اور اونہون نے	۱۵- حضرت سری سقطی سے اور اونہون نے
۷- حضرت ابو القاسم گرگانی سے اور اونہون نے	۱۶- حضرت معروف کرخی سے اور اونہون نے
۸- حضرت ابو علی کاتب سے اور اونہون نے	۱۷- حضرت علی رضا ابن موسی کاظم سے اور اونہون نے
۹- حضرت علی رودباری سے اور اونہون نے	۱۸- حضرت امام موسی کاظم سے اور اونہون نے
	مرتبہ بمرتبہ اپنے اجداد تا مرتضیٰ علی علیہ السلام سے

سید صاحب کی عالی نسبی اس سے ثابت ہے کہ آپکی اولاد کی وصلت و مصاہرت اعلیٰ اقوام سادات قرب وجوار کے ساتھ ہے اور اولاد کو روز افزون ترقی ہوئی مگر اس خاندان کے مشاہیر کی کوئی فہرست ہمکو دستیاب نہین ہوئی اور خاص قصبہ کڑہ مین کوئی کلان زمینداری انکی نہین ہے اسوجہ سے نسلین سادات قطبیہ متفرق مقامات مین آباد ہوئین لہذا ایک مختصر شجرہ جسقدر کہ راقم کو دستیاب ہوا درج کتاب کرتا ہے۔

(شجرہ صفحہ ۱۰۵ مین ہے)

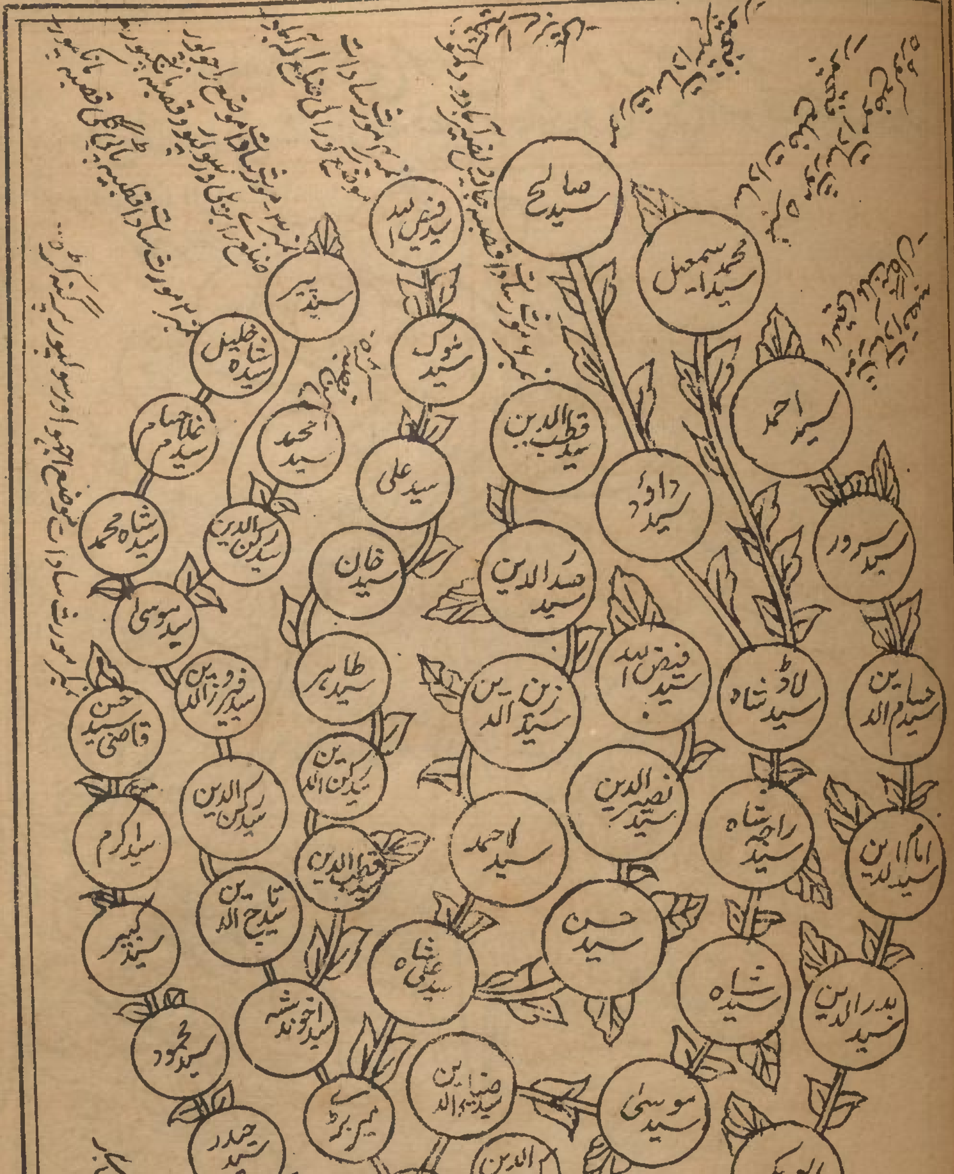
قطب الدین محمد مدنی
سید صدر الدین
سید نظام الدین
سید ضیاء الدین
سید رکن الدین
سید قیام الدین
سید یوسف
سید ابوبکر
سید موسی
سید ضیاء الدین
سید میر بڑے
سید حیدر
سید محمود
سید اخوند شہ
سید علی شاہ
سید حسن
سید شاہ
سید بدر الدین
سید کبیر
سید تاج الدین
سید قطب الدین
سید احمد
سید نصیر الدین
سید راجہ شاہ
سید امام الدین
سید اکرم
سید رکن الدین
سید رکن الدین
سید زین الدین
سید فیض اللہ
سید لاڈ شاہ
سید حسام الدین
قاضی سید حسن
سید فیروز الدین
سید طاہر
سید صدر الدین
سید سرور
سید موسی
سید قابن
سید داؤد
سید شاہ محمد
سید رکن الدین
سید علی
سید قطب الدین
سید احمد
سید غلام حسام
سید احمد
سید شوک
سید محمد اسمعیل
سید شاہ خلیل
سید پیر
سید فیض اللہ
سید صالح
مورث سادات قطبیہ قصبہ کڑہ مدفون اندرون قصبہ کڑہ

سادات قطبی موضع اچہوا اور سولیپور

یہہ موضع شاہان دہلی نے سادات قطبیہ کو معاف عطا کیا تہا اسوقت بحقیت زمینداری مقبوضہ خاندان ہے۔

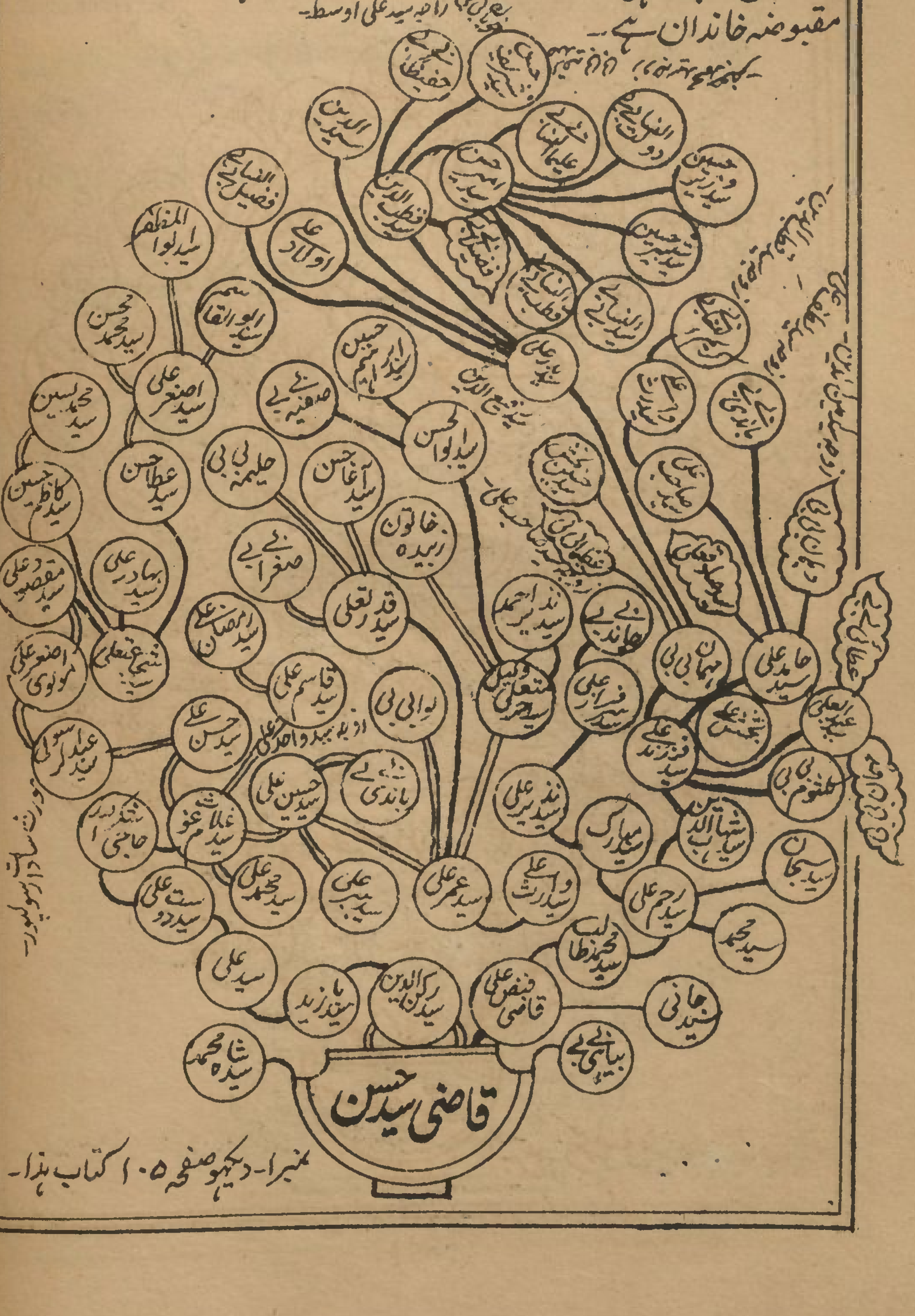

نمبرا - دیکھو صفحہ ۱۰۵ کتاب ہذا۔

سادات موضع راجو پور ضلع رائے بریلی

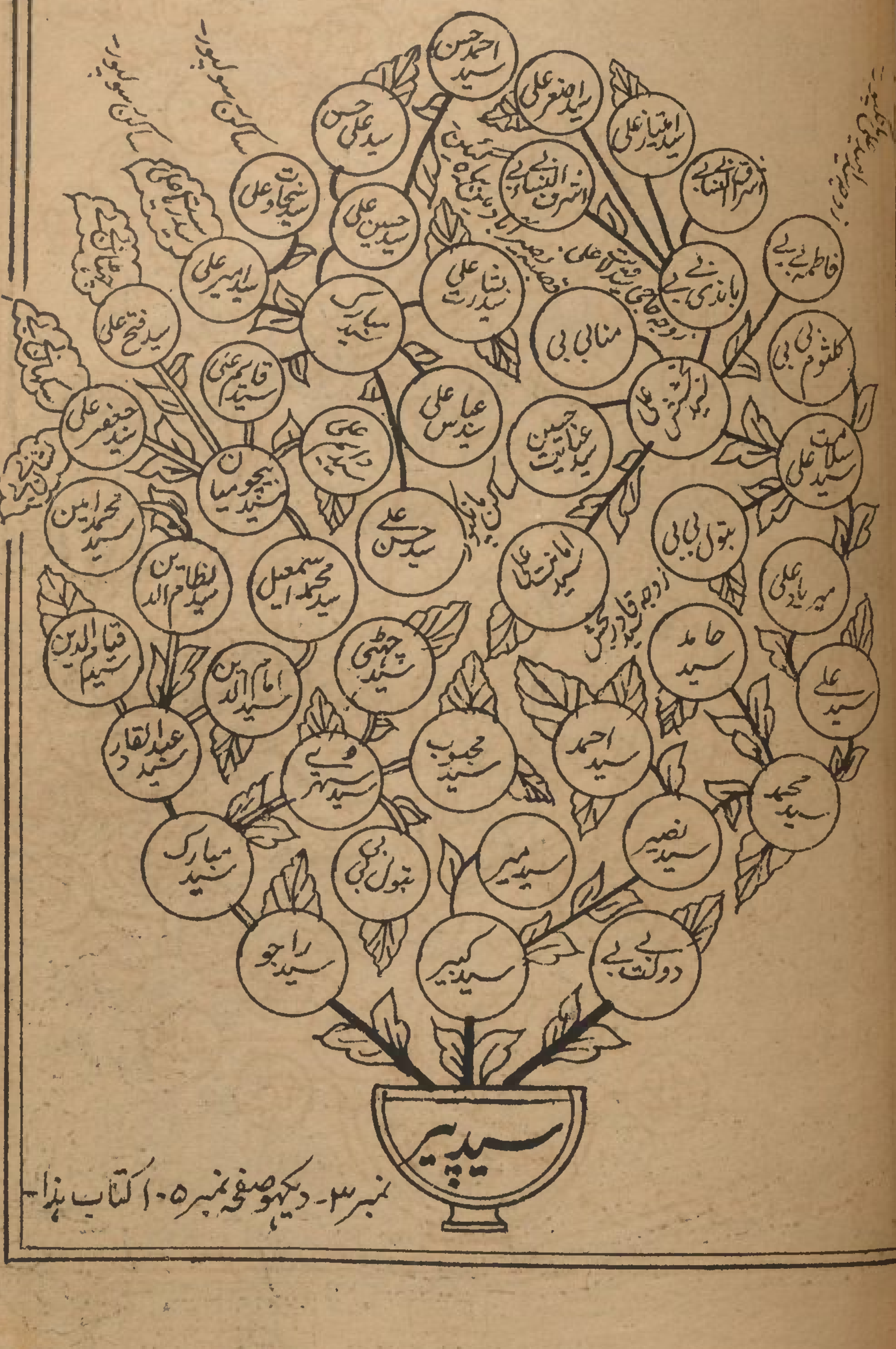

نمبر ۳ - دیکھو صفحہ نمبر ۱۰۵ کتاب ہذا

سادات قطبی موضع کورالی ضلع الہ آباد

نمبر ۴ - دیکھو صفحہ ۱۰۵ کتاب ہذا

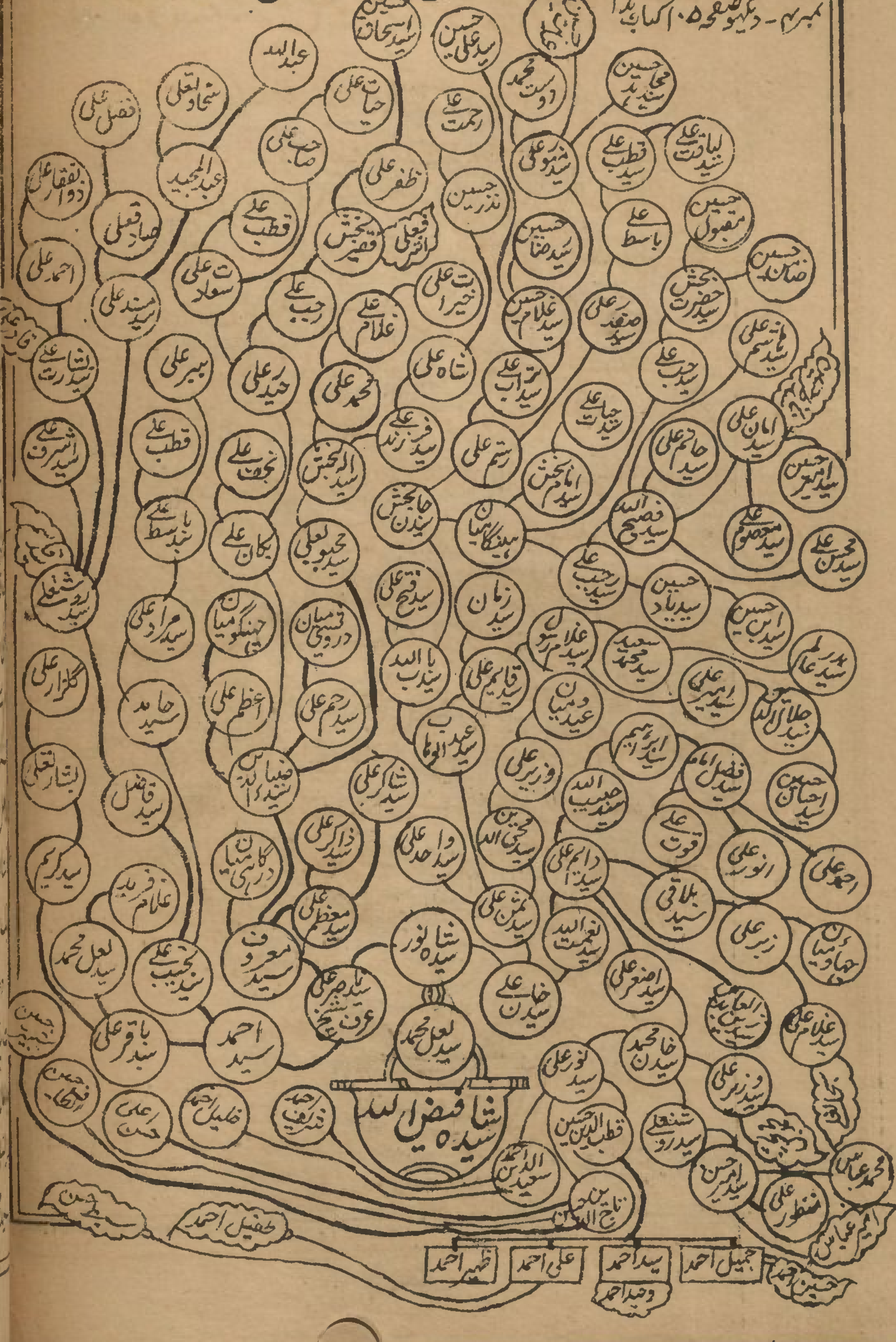

سادات قطبی قصبۂ جائیس و نصیر آباد و دلمؤ ضلع رائے بریلی مع تکیہ و قلعہ رائے بریلی

سید قطب الدین ثانی دیکھو شجرہ نمبر ۶ کتاب ہذا قصبۂ کڑا سے منتقل ہو کر قصبۂ جائیس ضلع رائے بریلی مین اقامت گزین ہوئے اور وہین وفات پائی منجملہ پسران سید قطب الدین کے سید علاء الدین کو سکندر لودہی بادشاہ دہلی نے عہدۂ قضا قصبۂ نصیر آباد مین عطا کیا تہا اس لئے قاضی سید علاء الدین قصبۂ نصیر آباد مین سکونت پذیر ہوئے اب تک اولاد انکی اس قصبے مین موجود ہے بعض اولاد آپکی نصیر آباد سے منتقل ہو کر رائے بریلی و موضع لوہانی پور متصل رائے بریلی اور قصبۂ دلمؤ مین گئے ہے لہذا مختصرا اوسکا ذکر کیا جاتا ہے۔

اول قاضی سید علیم اللہ بن سید شاہ ابن سید محمد فضل بن قاضی سید معظم ابن قاضی سید احمد بن سید محمود ابن قاضی سید علاء الدین نصیر آبادی بعہد اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ دہلی مقرب سلطانی تہے اور مرید و خلیفہ سید آدم جیپوری رحمۃ اللہ علیہ کے تہے قاضی سید علیم اللہ مع متعلقین خود وارد موضع لوہانی پور متصل رائے بریلی ہوئے اور سئی ندی کے کنارے ایک مقام پسند کرکے اقامت گزین ہوئے۔ اب وہ مقام تکیہ کے نام سے موسوم ہے اور قاضی سید علیم اللہ کی اولاد نے یہان مسجد و خانقاہ تعمیر کرائی اور ۱۱۳۱ھ مین وفات پائی۔ آپکی اولاد بڑی نامی گرامی ہوئی چنانچہ سید محمد عدل عرف شاہ لعل محی اولیاء کرام سے گذرے ہین سید احمد صاحب کے حملہ مجاہدانہ پنجاب اور افغانستان مین مشہور ہین سید خواجہ احمد بن سید محمد اسحاق ابن قاضی سید معظم تمامی ہند مین ایک شہرت رکھتے ہین اور یہہ خاندان سادات قطبیہ سلسلہ فقر مین نقشبندیہ ہے۔

دوسرے سید محمد اشرف برشتہ دامادی سید سخاوت علی گردیزی قصبۂ دلمؤ مین سکونت پذیر ہوئے اولاد انکی قصبۂ دلمؤ و کانپور مین ہے سید محمد اشرف اولاد قاضی سید علاء الدین نصیر آبادی سے تہے اور نصیر آباد سے منتقل ہو کر قصبۂ دلمؤ مین گئے۔

سلسلہ نسل سید محمد اشرف بن مولوی سید عبد الاحد ابن سید عبد الرحمن بن سید آل نبی ابن سید محمد ہمام بن سید برکت اللہ ابن سید عبد السدین سید مدینۃ اللہ ابن سید لو محمد

بن سید[١٠] فتح عالم ابن سید محمد[١١] بن سید محمود[١٢] ابن قاضی سید علاء الدین[١٣] نصیر آبادی۔

سادات قطبیہ موضع کورہ سادات ضلع فتحپور

اس موضع کا نام کورہ سادات ہے اور کورہ اسم ہندی زبان ہے جسکے معنی حصہ کے ہین جیسے پرگنہ کڑہ مین مواضعات کورہ مریدان و کورہ بہنڈیری۔ اس موضع مین سادات قطبیہ زیادہ آباد ہین مورث خاندان سید محمد اسمعیل جنکا ذکر شجرہ کتاب ہذا مین ہے اور اب انکی اولاد کا شجرہ درج ذیل ہے۔

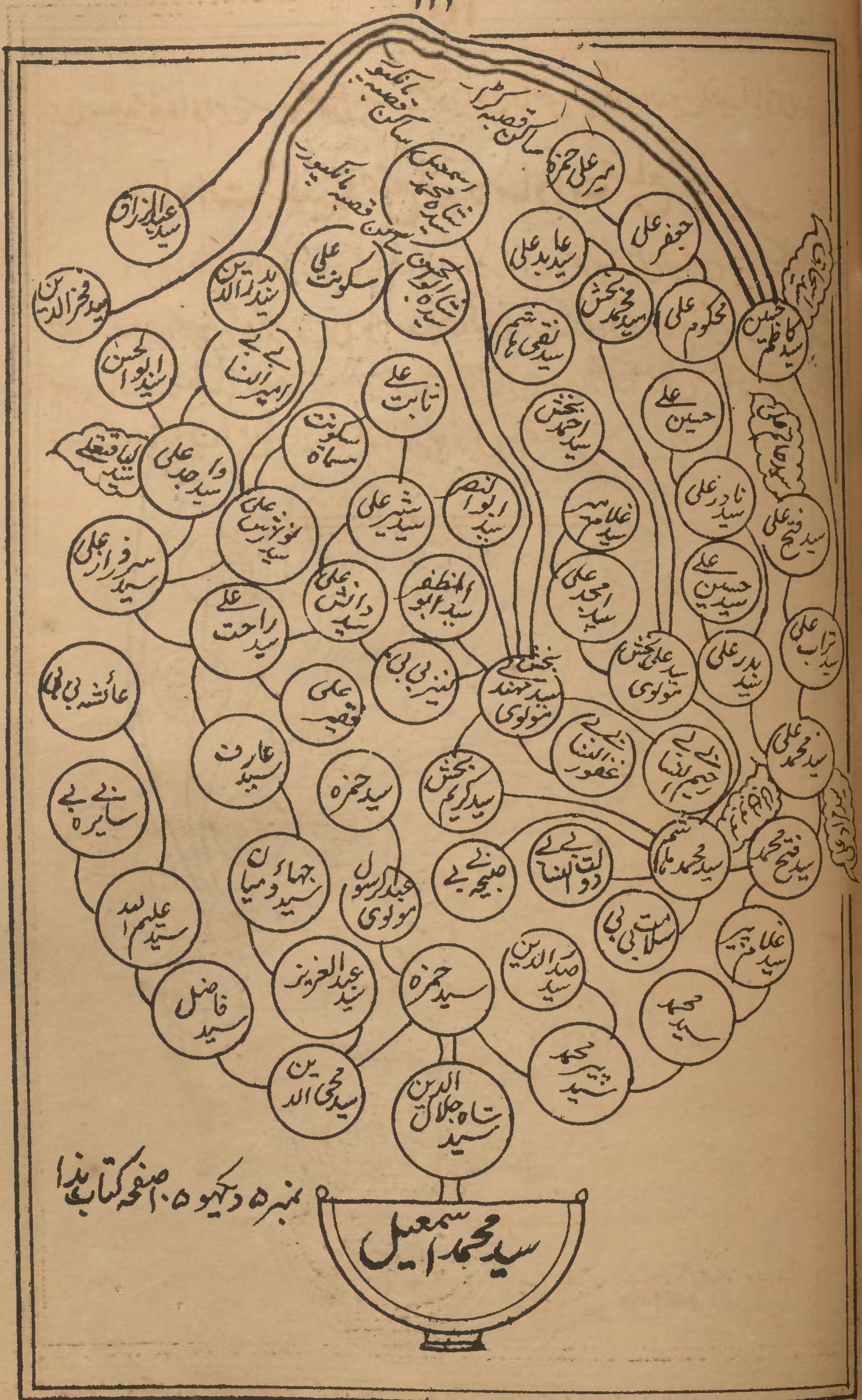
سید محمد اسمعیل
سید شاہ جلال الدین
سید حمزہ
سید محی الدین
سید فاضل
سید عبدالعزیز
سید علیم اللہ
سید پیر محمد
سید محمد
سید صدر الدین
سلامت بی بی
سید غلام پیر
سید فتح محمد
سید محمد ہاشم
دولت النسا بی بی
صبیحہ بی بی
مولوی عبدالرسول
سید حمزہ
سید عارف
سائرہ بی بی
عائشہ بی بی
سید کریم بخش
غفور النسا بی بی
رحیم النسا بی بی
سید محمد علی
سید تراب علی
سید بدر علی
سید علی بخش مولوی
سید مہندی بخش مولوی
سید راحت علی
سید دانش علی
سید ابو المظفر
سید امجد علی
سید حسین علی
سید فتح علی
سید نادر علی
سید ابو النصر
سید شیر علی
سید یونس علی
سید سرفراز علی
سید واجد علی
سید ابوالحسن
سید فخر الدین
سید عبدالرزاق
سید بدر الدین
سکونت علی
ثابت علی
سید احمد بخش
حسین علی
سید نقی ہاشم
سید محمد بخش
حکوم علی
جعفر علی
سید عابد علی
میر علی حمزہ ساکن قصبہ
سید کاظم حسین
نمبر ۵ دیکھو ۱۰۵ صفحہ کتاب ہذا

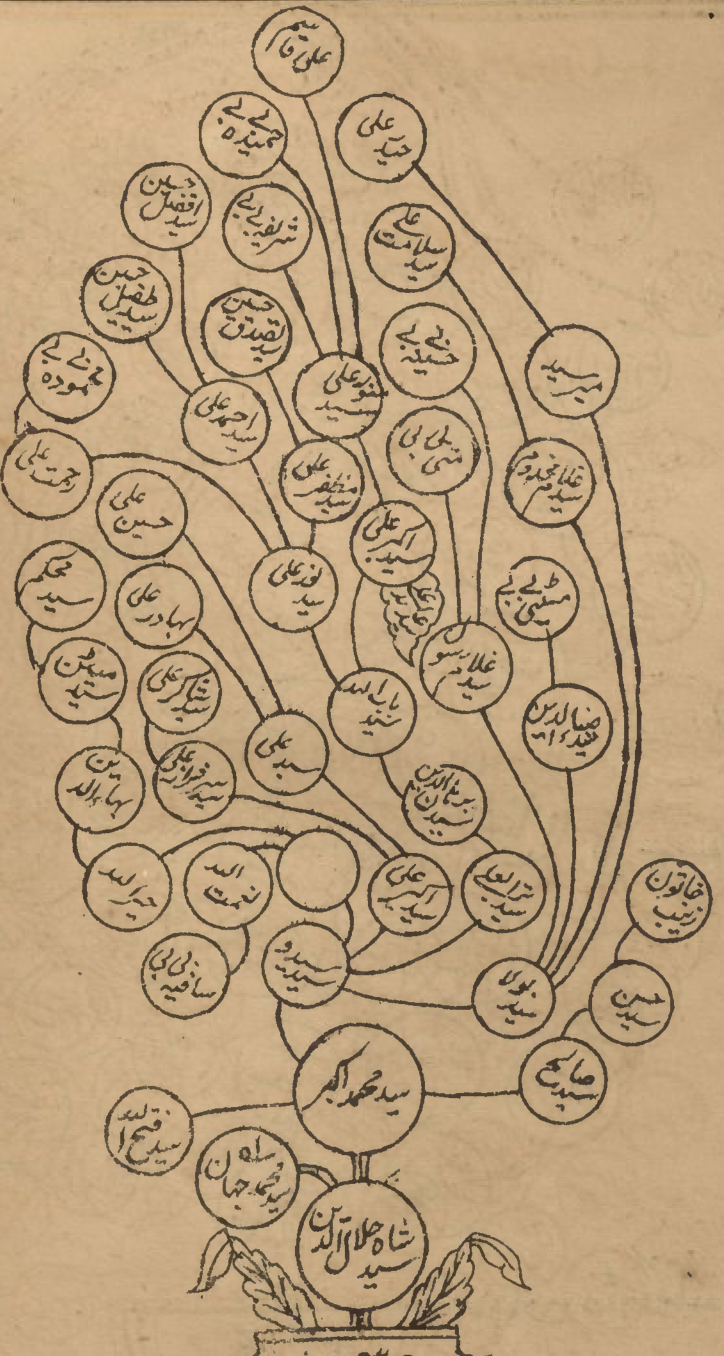

نمبر ۵ دیکھو ۱۰۵ صفحہ کتاب ہذا۔

نمبرا دیکھو صفحہ ۱۱۲ کتاب ہذا

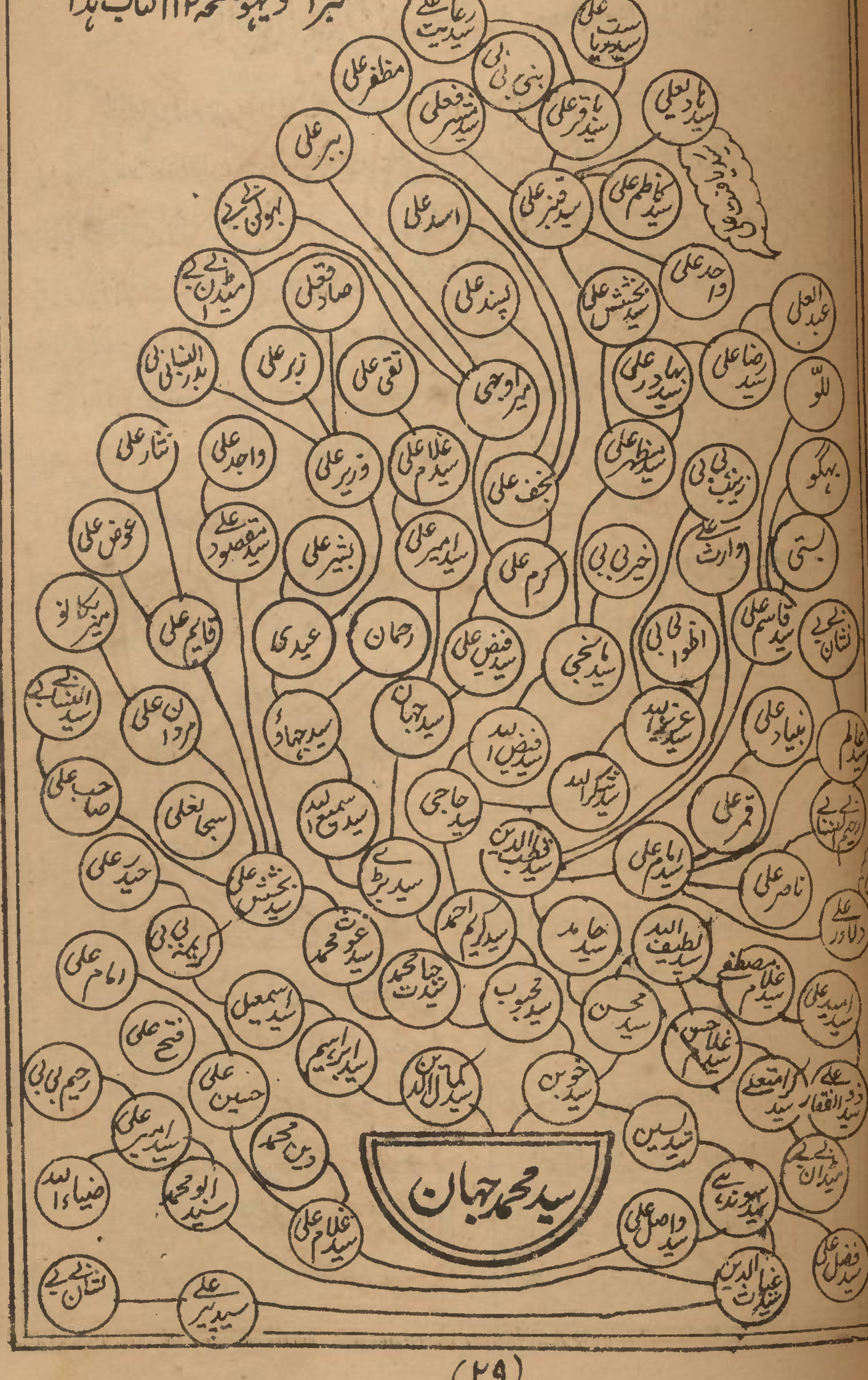

ذکر خواجۂ کڑک مجذوب قصبۂ کڑہ

کہتے ہین کہ دو برادران حقیقی سید احمدؒ و سید محمدؒ اقوام سید بوسیلہ سوداگری شہر مرادآباد سے وارد ہندوستان ہوئے اور بطور سیاحی موضع بہرولی پرگنہ چایل مین گئے یہان خواجہ سید احمد مولانا شاہ محمد اسمعیل قریشی کے مرید و خلیفہ ہوکر قصبۂ کڑہ مین اقامت گزین ہوئے کیونکہ سید محمد برادر خواجۂ سید احمد کی اولاد اب تک قصبۂ کڑہ مین بزمرہ اولاد ذکر لڑکیان مشہور ہوکر قصبۂ کڑہ مین آباد ہے اور اسوقت ان سادات کا مذہب شیعہ ہے اور خواجۂ سید احمد المعروف شاہ کڑک مجذوب جنکے اسم شریف مین اختلاف ہے بعض نوشتون مین گرگ اللہ اور بعض مین کڑک اللہ تحریر ہے یہ اہل طریقت کی تاویلات ہین کتاب تواریخ مین شاہ کڑک مجذوب لکھا ہوا ہے اور زبان زد عوام خواجۂ کڑک ہے - کڑک لفظ ہندی بمعنی آواز بلند اور مجذوب مین بڑہ ضرور ہوتی ہے مجذوب صاحب حالت جذب مین شور و غل کرتے تھے اسلیئے عامۂ خلایق نے بمناسبت آواز بلند آپکا اسم شریف شاہ کڑک کہنا شروع کر دیا - اور آخر مین یہی نام شہرت پکڑ گیا حالانکہ آپ کا نام سید خواجۂ احمد ہے آپکے کمالات کی نقول بہت مشہور ہین از انجملہ

چنین نقل گویند مردان راہ	کہ یک روز سلطان دین گرگ شاہ
سر اندر گریبان بتجرید داشت	بجان سیر صحراے توحید داشت
زشور و شر زین جہان بیخبر	بجز حق ندیدہ ہیچش اندر نظر
بحق واصل از خویشتن دور بود	بہ بحر خدا غرقۂ نور بود
کہ ناگاہ مردے درآمد زدر	نہاد از ادب دست کرمش بسر
بہم بست دست و بخدمت ستاد	سر اندر گریبان حضرت نہاد
پس از ساعتے خواجۂ آمد بحال	بپرسید کاے مرد آشفتہ حال
کجا بودی واز کجا آمدی	زبہر چہ در پیش ما آمدی

بجست از ادب بر زمین سر نهاد — ازان بعد بهر سخن لب کشاد
بگفتا که ای خواجهٔ بحر و بر — به پیش تو آورده ام یک خبر
فقیریست بالای شیر سوار — بدستش یکی تازیانه ز مار
زبهر یکی کند جستجوی شما — رخ آرد ز صحرا بسوی شما
چو دیدم چنین حال حیران شدم — زبهر خبر پیش تو آمدم +
چو بشنید او خواجهٔ دین خبر — بجوش آمد و شد روان زود تر
براهی که تشریف فرمود شاه — بیفتاد دیوار کهنه براه
بجست از زمین گشت بروی سوار — برو ما برو تا شود رهگذار
بدیوار فرمود که ای بی زبان — روان شد بامر خدای جهان
بجنبید دیوار ناگه ز جای — روان گشت چون مرکب تیز پای
ازین سو روان خواجه بر اسپ گل — وز آن سو روان راکب شیر دل
چو با خواجهٔ دین شد او متصل — فرود آمد از شیر شد منفعل
سر اندر گریبان حیرت نهاد — بصد عجز بر پای خواجه فتاد
بگفتا که ای قطب خورشید تاب — چه باشد مرا امر فرما جواب
اگر جا دهی جا کنم چند گاه — وگر جان ببخشی کنم رو براه
بفرمود خواجه که ای خودنما — نباشد ترا جای در شهر ما
برو زین مکان نه قدم زود تر — که این شهر ما شد بدر بی خبر
سوی منزل خویشتن شو روان — بجز گرگ اینجا که دارد مکان
چو درویش از خواجه این امر یافت — سوی منزل خود بسرعت بتافت
بدستان خود شیر را بر گرفت — سوی راه مقصود باهر گرفت
چو درویش از شهر رحلت نمود — ز دیوار هم خواجه آمد فرود
بدیوار فرمود که ای بی زبان — مکان تو این ست اینجا مکان
زهی خارق عادت خواجه گرگ — کسی را کجا باشد این ساز و برگ

تو اے سیف از صدق دار اعتقاد کہ خود خواجہ ابدال گرگ خدا ست	زخواجہ بجو ہرچہ خواہی مراد مراد ایسمار ہر رو رہنما ست

شاہ کڑک صاحب کا زمانہ سلطان علاء الدین خلجی بادشاہ دہلی کا ہے کہتے ہین کہ جب آپکا جذبۂ فقر زیادہ ہوا تو برہنہ رہنے لگے تہے ایک مقام بازار قصبۂ کڑہ مین بطور چبوترہ کے پختہ ہے لوگ اوسپر چونے سے قلعی کرتے ہین اور کہتے ہین کہ یہ مقام نشستگاہ خواجہ صاحب کا ہے۔ نقل[۱] ہے کہ قطب عالم بختیار اوشی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک خرقہ اپنے دست مبارک سے تیار کر کے خواجہ صاحب کیواسطے قصبۂ کڑہ مین بہیجا تہا اوسوقت خواجۂ کڑک شراب کی بہٹی کے سامنے بیٹہے تہے خدّام نے خرقہ نذر گذرانا خواجہ صاحب نے خرقہ کو دیکہکر حکم دیا کہ بہٹی مین جہونک دو اور ایسا ہی ہوا اور جب خرقہ کے لانیوالے خدمت مین قطب عالم بختیار اوشی رحمۃ اللہ علیہ کے پہونچے سب ماجرا خواجہ کڑک بیان کیا یہہ سنکر قطب عالم موصوف نے دوبارہ آدمیونکو واسطے واپس لینے اوس خرقہ کے خواجہ صاحب کے پاس بہیجا اور جب اون قاصدونکی حضوری روبرو خواجہ ہوئے آپنے ارشاد کیا کہ بہٹی آتش افروختہ کے اندر ہاتہ ڈالکر اپنا خرقہ نکال لو چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور خرقہ صحیح و سالم پایا گیا اور اوسکو وہ لوگ لیکر واپس دہلی ہوئے۔ خواجۂ کڑک صاحب کا سخن تکیہ (بی بی کا سیر تہا) یہہ جملہ کوئی اشارہ فقرا کا ہے مگر اسوقت لوگ بی بی کے معنی دنیا اور کا لفظ اضافی ترکیب ہندی اور الف اسیر کا محذوف کر کے وابستہ دنیا بیان کرتے ہین۔ آپکا خادم سالار نام تہا خواجہ صاحب کا لکہا پڑہا ہونا اون اشعار سے ثابت ہوتا ہے جو لوگ اونکی طرف منسوب کرتے ہین لیکن سابق کی کتب تواریخ مین ان اشعار کا کوئی وجود پایا نہین جاتا البتہ کتب طریقت یا مابعد کی بعض کتاب مین ایسے مذکور درج ہین جیسا کہ شہزادہ علاء الدین جاگیردار کڑہ مانک پور ایک روز خدمت مین خواجہ صاحب کے حاضر ہوا

[۱] دیکہو مفتاح التواریخ۔

جبکہ اوسکا چچا جلال الدین فیروز خلجی بادشاہ دہلی کڑہ مانک پور مین اوسکی ملاقات کو آرہا تہا تب علاء الدین نے خواجہ صاحب سے عرض کی کہ مجہپر میرا غنیم دہاوا کیئے ہوئے آتا ہے۔ اوسوقت خواجہ صاحب نے یہہ شعر پڑہا ؎

ہر کہ بر آید بر سر خنگ	تن در کشتی سر در گنگ

اور بعد قتل جلال الدین بادشاہ شہزادہ علاء الدین خدمت مین خواجہ صاحب کے حاضر ہوا اوسوقت خواجہ صاحب نے یہہ قطعہ فرمایا ؎

مرحبا اے بادشاہ دہلوی	گشت مغلوب ترا خصم قوی
من ترا دادم سریر سلطنت	برزدہ بر خاک تاج شمنت

ایک مرتبہ سلطان علاء الدین نے دہلی سے کچہہ تحایف آپکے واسطے بہیجے تہے اور ملتجی تشریف آوری ہوا تہا اوس کے جواب مین خواجہ صاحب نے ایک قطعہ تحریر کیا ہے جو درج ذیل ہے ؎

قانع شدہ ام بخشک نان ترہ	میلم نبود بسوی بریان و برہ
دہلی و سمرقند و بخارا و عراق	این چار ترا باد مرا باد کرہ

خواجہ کڑک صاحب نے بتاریخ سیوم رجب روز جمعہ سنہ ۷۰۱ھ مین دنیا سے رحلت کی اور بمقام کڑہ مدفون ہوئے قطعہ سال تاریخ وفات یہہ ہے ؎

کرد رحلت ز عالم فانی	رفت در جنت و بہ آرامید	
در بسر داشت از خمار فراق	لاجرم بادۂ وصال چشید	۷۰۱ھ

آپ کی درگاہ کے مصارف کے واسطے دیہات سلطانپور خواجہ کرک۔ روپ نراین پور کوریون۔ چک نراین پور بنگالی۔ چک دوری بادفروشان۔ چک ملوک پور۔ بجہارہ۔ اب بندوبست خاص سرکاری مین بجہارہ اور چک دوری بادفروشان ضبط ہوگئے باقی چار مواضع معاف بدستور قبضہ خادمان درگاہ ہین۔

سادات نقوی اصفہانی قصبہ کڑہ

سید محمد[۱] اصفہانی بن سید احمد[۲] ابن سید جعفر[۳] حرم پوش بن سید فخرالدین[۴] ابن سید محمود[۵] بن سید ابراہیم[۶] ابن سید قاسم[۷] بن سید حسین[۸] ابن امام[۹] علی النقی علیہ السلام بزمان خلفشار ہلاکو خان مغل محلہ گلستان ارم شہر اصفہان ملک ایران سے مع اہل وعیال وارد ہندوستان ہوئے اور شہر دہلی مین پہونچکر شاہ نصیرالدین محمود دہلوی کے مرید وخلیفہ ہوئے اور وہان سے قصبہ کڑہ مین آکر بود وباش اختیار کی شیخ نصیرالدین محمود چراغ دہلوی کا زمانہ سلطان محمد تغلق کے عہد دولت کا ہے اس اندازہ سے سید محمد صاحب قریب ۷۵۰ھ کے وارد ہندوستان ہوئے۔

سید خان شاہ نبیرۂ سید محمد شاہ مخدوم حسام الحق مانکپوری کے مرید و خلیفہ ہین قصبۂ کڑہ مین سادات قطبیہ مین سے میان سید موسی و سید عیسی سے آپکو رنج تہا ایک روز آپنے انکی شکایت اپنے پیر ومرشد مخدوم شاہ حسام الحق مانکپوری سے کی مخدوم صاحب نے بددعا دی کہ موسی دہر گہونسہ اور عیسی دہر پیسا چنانچہ موسی ضرب گہونسۂ فیل سے اور عیسی زیر دیوار دبکر ہلاک ہوئے اور یہی سبب ہجرت سید خان شاہ کڑہ سے موضع منڈوہ بیان کیا جاتاہے اور وجہ تسمیہ موضع منڈوا کی یہہ ہے کہ ایک روز مخدوم شاہ حسام الحق صاحب و سید خان شاہ اس موضع مین ہوکر گذرے کسی ہندو کے یہان شادی بیاہ تہا اور ماندو مطابق مراسم ہنود چہایا ہوا تہا شاہ حسام الحق صاحب نے سید خان شاہ کے طرف مخاطب ہوکر کہا کہ آپ اس ماندو کے دولہ ہین مطلب یہہ تہا کہ آپ اب یہان قیام کرین جب ارشاد مرشد

سید خان شاہ نے یہان بود و باش اختیار کی اور مانڈو کے معاملہ سے اس موضع کا نام منڈوا قرار پایا اگرچہ سید خان شاہ نے قصبہ مانک پور مین وفات پائی ہے کیونکہ قبر آپ کی قصبۂ مانک پور مین ہے مگر اولاد آپکی موضع منڈوا اور قصبہ کڑہ اور موضع شدید پور ضلع رائے بریلی اور دیگر مقامات مین آباد ہے پہلے مذہب سنی تہا اب اولاد کا مذہب شیعہ ہے وصلت و مصاہرت انکی دیگر خاندان سادات عظام کے ساتہہ ہے شجرہ اولاد عقاب بہت بڑا ہے مختصر شجرہ درج کیا جاتا ہے جن صاحب کو منظور ہوگا وہ اس شجرہ سے اپنی شاخ لگا لین گے موضع منڈوا مین میر دلدار علی چکلہ دار و منشی سید طالب علی اس خاندان مین مشاہیر روزگار سے گذرے ہین۔

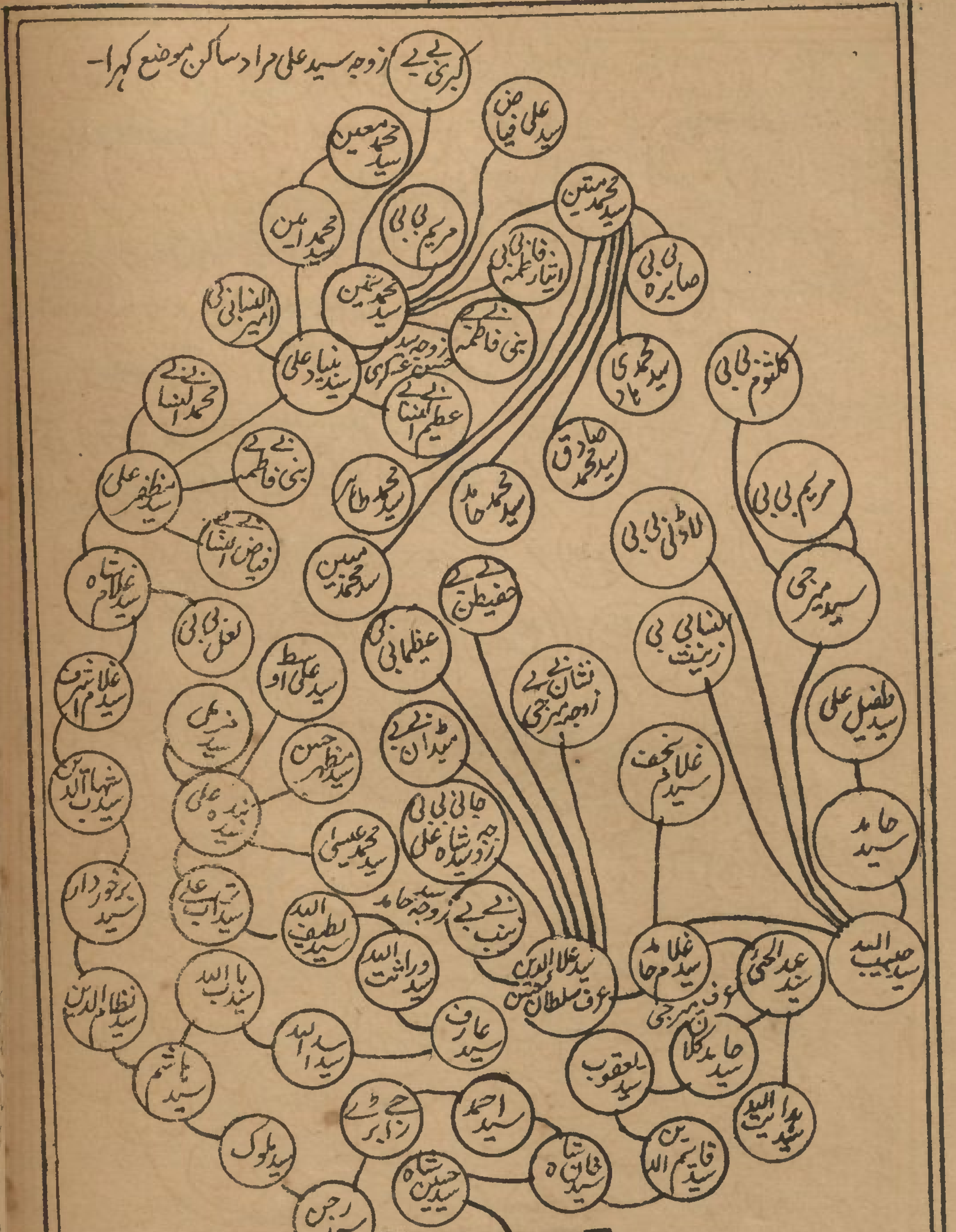

کبری بی بی زوجہ سید علی مراد ساکن موضع کہرا۔
سید علی فیاض
سید محمد معین
مریم بی بی
سید محمد امین
سید محمد متین
صابرہ بی بی
امیر النساء بی بی
سید بنیاد علی
بنی فاطمہ بی بی
زوجہ سید حسن عسکری
عظیم النساء بی بی
کلثوم بی بی
محمد النساء بی بی
بنی فاطمہ بی بی
سید منظہر علی
سید محمد طاہر
سید محمد صادق
سید محمد حامد
مریم بی بی
لاڈلی بی بی
فیاض النساء بی بی
سید غلام شاہ
سید محمد مبین
عفیظن بی بی
سید میر جی
لعل بی بی
عظما بی بی
النساء بی بی زینت
سید طفیل علی
سید غلام اشرف
سید علی اوسط
نشان بی بی زوجہ میر جی
سید منظہر حسن
سید غلام نجف
سید حامد
سید شہاب الدین
سید بنیاد علی
جانی بی بی زوجہ سید شاہ علی
سید محمد عیسیٰ
سید برخوردار
سید تراب علی
سید لطیف اللہ
سید علاء الدین عرف سلطان حسین
سید غلام حامد
سید عبد الحی
سید حبیب اللہ
سید وراثت اللہ
سید نظام الدین
سید عارف
عرف میر جی
سید حامد کلاں
سید اسد اللہ
سید یعقوب
سید ہاشم
سید احمد
سید ملوک
سید رحمن
سید حسین شاہ
سید محمد اصفہانی

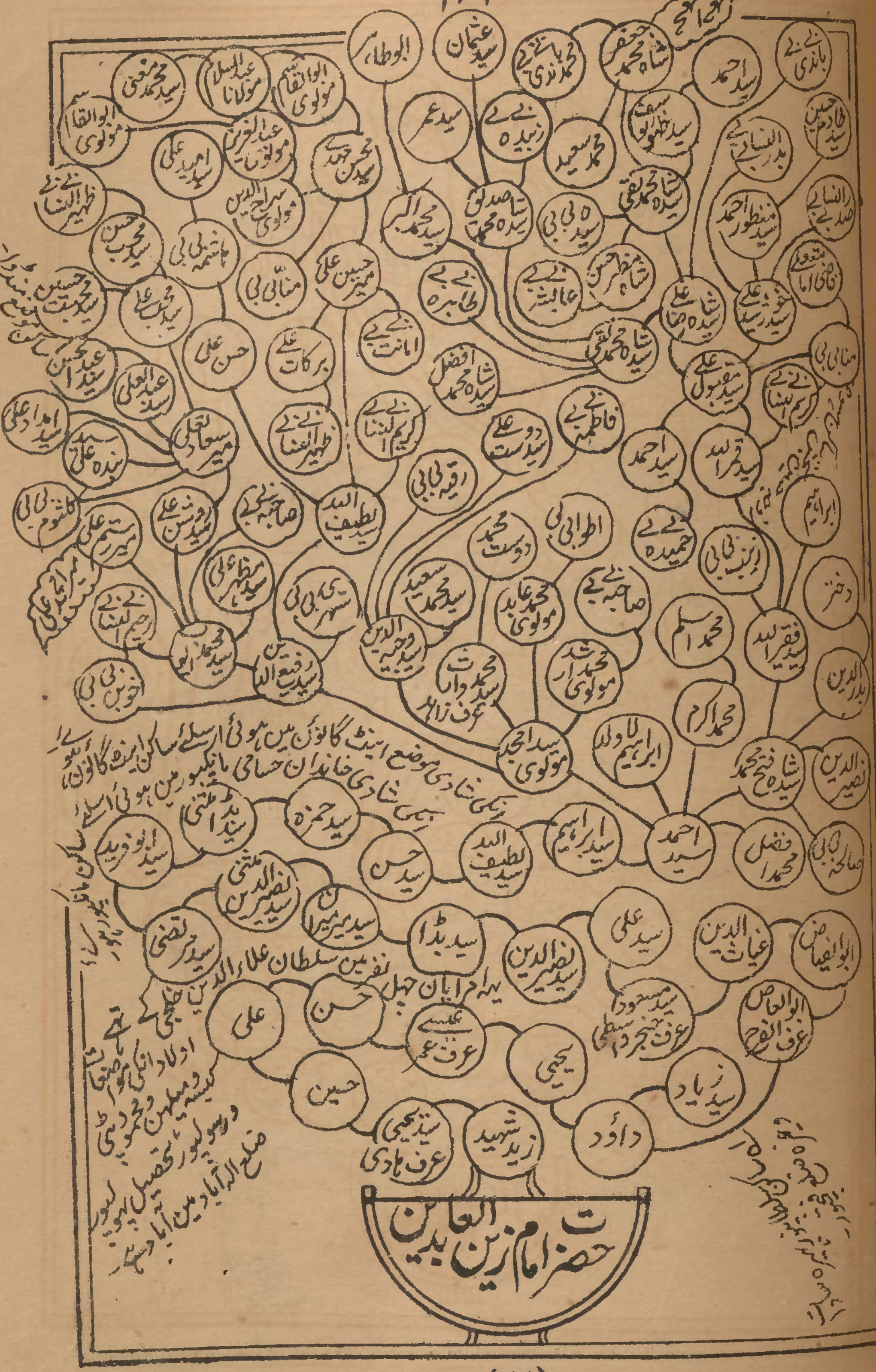
حضرت امام زین العابدین
زید شہید
سید یحیی عرف ہادی
داؤد
حسین
علی
حسن
یحیی
سید زیاد
سید علی
غیاث الدین
ابوالفیاض
سید بڈا
سید نصیر الدین
سید حسن
سید حمزہ
سید ابراہیم
سید احمد
سید لطیف اللہ
محمد افضل
صالحہ بی بی
نصیر الدین
بدر الدین
سید فقیر اللہ
دختر
ابراہیم
محمد اکرم
محمد اسلم
ابراہیم لاولد
مولوی سید امجد
سید رفیع اللہ
سید محمد سعید
مولوی محمد عابد
دوست محمد
حمیدہ بی بی
صاحبہ بی بی
خوبن بی بی
رقیہ بی بی
فاطمہ بی بی
سید قمر اللہ
سید عثمان
ابو طاہر
سید عمر
زبیدہ بی بی
محمد سعید
سید احمد
سید محمد مغنی
حسن علی
برکات علی
امانت بی بی
کلثوم بی بی
جنکی شادی موضع اینٹ گانوں میں ہوئی اسلیے ساکن اینٹ گانوں ہوئے
جنکی شادی خاندان حسامی مانکپور میں ہوئی

سادات زیدی بہیرہ سادات وغیرہ

سید جعفر نے سلطنت دہلی سے پرگنہ وضلع فتحپور مین موضع سلطانپور کی جاگیر پائی اسوجہ سے سکونت انکی یہان ہوئی -

[illegible]

سید زیاد — سید زید — سید جعفر

سید حمزہ — سید حامد — سید ابو محمد

سید نظام الدین — سید احمد — سید ابراہیم — سید اسمعیل — سید نورالدین

سید قطب الدین — سید لاڈلے — سید ضیاء الدین — سید ماہ

سید لاڈ — سید محمد اکبر

سید دلیل اللہ — سید حمایت اللہ

حکیم سید ظفر علیخان

[illegible]

منشی سید تامن علیخان

منشی سید ضامن علیخان

منشی سید تامن علیخان عرف سید بندہ حسن ریاست میواڑ اودیپور کے فوجدار تھے ہنگام غدر سنہ ۱۸۵۷ع بمقام چہاؤنی نیمچہ بہت سے صاحبان انگریز کی جان بچائی جسکے صلہ مین گورنمنٹ ہند نے ایک سند خیرخواہی معہ خلعت فاخرہ قیمتی تین ہزار روپیہ دربار عام مقام اندور مین عطا کیا -

منشی سید محمد ضامن علیخان کو گورنمنٹ انگریزی نے عہدہ تحصیلداری عطا فرمایا لیکن اونکی عمر نے وفا نہ کی اور ۱۸۸۳ع مین بعارضہ فالج بمقام تحصیل مادہوگڈہ ضلع اورئی مین وفات پائی مشہور ہے کہ انکی شادی مین ایک لاکھ روپیہ صرف ہوا تہا - علاوہ جاگیر بیلودہ چند مواضعات زمینداری ضلع فتحپور مین انکے پاس تہے جو معتوضہ دختران مرحوم ہین

[illegible]

زوجہ سید علی اصغر خان ساکن نیمرہ سادات -

زوجہ منشی اسد اللہ خان مؤلف کتاب ہذا -

سادات جعفری قصبۂ کڑہ

سید شمس الدین محمد المعروف مولانا خواجگی سہروردی بن سید احمد المعروف بہ پیر جیم ابن سید محمد شمس الدین مفسر العریضی بن صلاح الدین غزنوی بن سید اسلام الدین المعروف بہ سید نظام الدین ابن سید محمد عبد المؤمن المعروف بہ سید مومن شاہ بن سید خالد المعروف بہ سید جلال الدین ابن سید محب الدین ملقب بہ مشتاق حبیب بن سید محمود المعروف بہ نقیب احمد بن سید محمد ابن سید ہاشم بن سید احمد ہادی ابن مستنصر صدیق بن سید عبد المجید ابن سید محمد المعروف سید غالب الدین حسین بن سید منصور کنیت ابو محمد ابن سید امام الدین اسمعیل ثانی بن سید محمد بن سید اسمعیل ایرج الاکبر ابن حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام مولانا سید احمد صاحب پدر بزرگوار مولانا خواجگی ۶۸۷ھ میں وارد قصبۂ کڑہ ہوئے اور ۷۰۹ھ مین مولانا خواجگی پیدا ہوئے اور ۷۶۹ھ مین وفات پائی مزار شریف آپ کا لب گنگ قصبۂ کڑہ مین موجود ہے (دیکھو صفحہ ۹ جغرافیہ کتاب ہذا) اولاد و اعقاب آپکی دیگر مقامات مثل موضع بہادر پور وغیرہ میں موجود ہے اور خاص قصبہ کڑہ مین سید کبیر الدین احمد بن سید رکن الدین احمد ابن شمس الدین احمد بن احمد فیاض المعروف بہ محمد مخدوم بخش ابن محمد فیاض المعروف بہ غلام حضرت ابن محمد نجیب الدین بن محمد تاج الدین ابن محمد عبد الحلیم بن محمد خواجہ احمد ابن محمد مبارک بن محمد ضیاء الدین المعروف بہ سید منجھن ابن محی الدین محمد بن محمد فرید الدین ابن محمد شہاب الدین بن محمد ظہیر الدین ابن سید محمد اسد الدین سید شاہ شمس الدین مولانا خواجگی علی ہذا سیدہ منظر حسام بن سید فتح الدین ابن محمد غوث الملقب بہ سید جیو بن سید فتح محمد ابن عبد الغنی بن سید محمد زاہد ابن سید محمد اسحاق بن سید ابراہیم ابن سید لبیک بن سید ظہیر الدین ابن سید محمد اسد الدین بن سید شاہ شمس الدین مولانا خواجگی ہین -

خاندان علوی قصبۂ کڑہ

اس خاندان کا مورث اعلیٰ مولانا فدا احمد بن محمد عابد صادق ابن شیخ عبد الاحد
بن شیخ عبد ابو احد ابن شیخ محمد حنیف بن شیخ محمد حامد ابن شیخ محمود بن شیخ احمد ابن شیخ عبد الرحمن
بن شیخ عبد الرزاق ابن شیخ شمس الہاشمی بن مولانا محمدی ابن مولانا احمد بن عبید اللہ محمد ابن
عبد اللہ احمد بن سید حنیف بن علی ابن محمد حنفیہ بن حضرت علی علیہ السلام قلعہ ہانسی حصار سے
منتقل ہو کر بزمان سلطان ابراہیم لودہی قصبۂ کڑہ مین اقامت گزین ہوا اور مولانا فدا احمد
کے اولاد عقاب مین شیخ احمد المعروف شیخ میان یعنی شیخ احمد بن شیخ عبد اللہ ابن شیخ عبد الرحمن
بن شیخ عبد الباری ابن شیخ عبد القدیر بن شیخ عبد القادر ابن شیخ مولانا فدا احمد مورث موصوف
در اثناء سفر قصبۂ کڑہ سے موضع ڈبرہ مئی مین وارد تھے بوقت ادائے نماز مغرب بوجہ
پکارنے اذان کفار موضع نے شیخ احمد کو شہید کیا اور حسب اخبار نویس سلطانی نے وقوع واردات
کا پرچہ لکھا تو حضور نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ دہلی سے حسب فرمان شاہی زمینداری موضع
ڈبرہ مئی کفار سے ضبط ہو کر بطور خونبہا شیخ خضر پسر شیخ احمد شہید کو عطا ہوئی اسوقت سے
اولاد شیخ احمد شہید ساکن موضع ڈبرہ مئی ہوئے اور شیخ احمد شہید کے محمد خضر و محمد صلاح و
محمد خلیل و بایزید چار بیٹے پیدا ہوئے اور محمد خضر کے ایک پسر محمد ولی اور انکے دو فرزند عبد الشکور
و عبد الغفور متولد ہوئے اور عبد الشکور کے دو بیٹے شیخ امان اللہ و پیارے پیدا ہوئے اور
شیخ امان اللہ کے عبد الکریم اور انکے عبد الحلیم اور ان کے عظیم الدین و ضیاء الدین و بساون
تین بیٹے پیدا ہوئے اور شیخ عظیم الدین موضع ڈبرا مئی سے علیحدہ ہو کر قصبۂ کڑہ مین سکونت پذیر
ہوئے اور انکی اولاد کو سرکار شاہ اودہ سے عہدہ ہائے جلیلہ و مراتب عالیہ عطا ہوئے
اور اوجلی حویلی کی تعمیر ہوئی اور شیخ کریم احمد نے سواد خط قصبۂ کڑہ لالہ اجودہیا پرشاد سے
خرید کر لیا کہ جو مقبوضۂ اولاد ہے۔

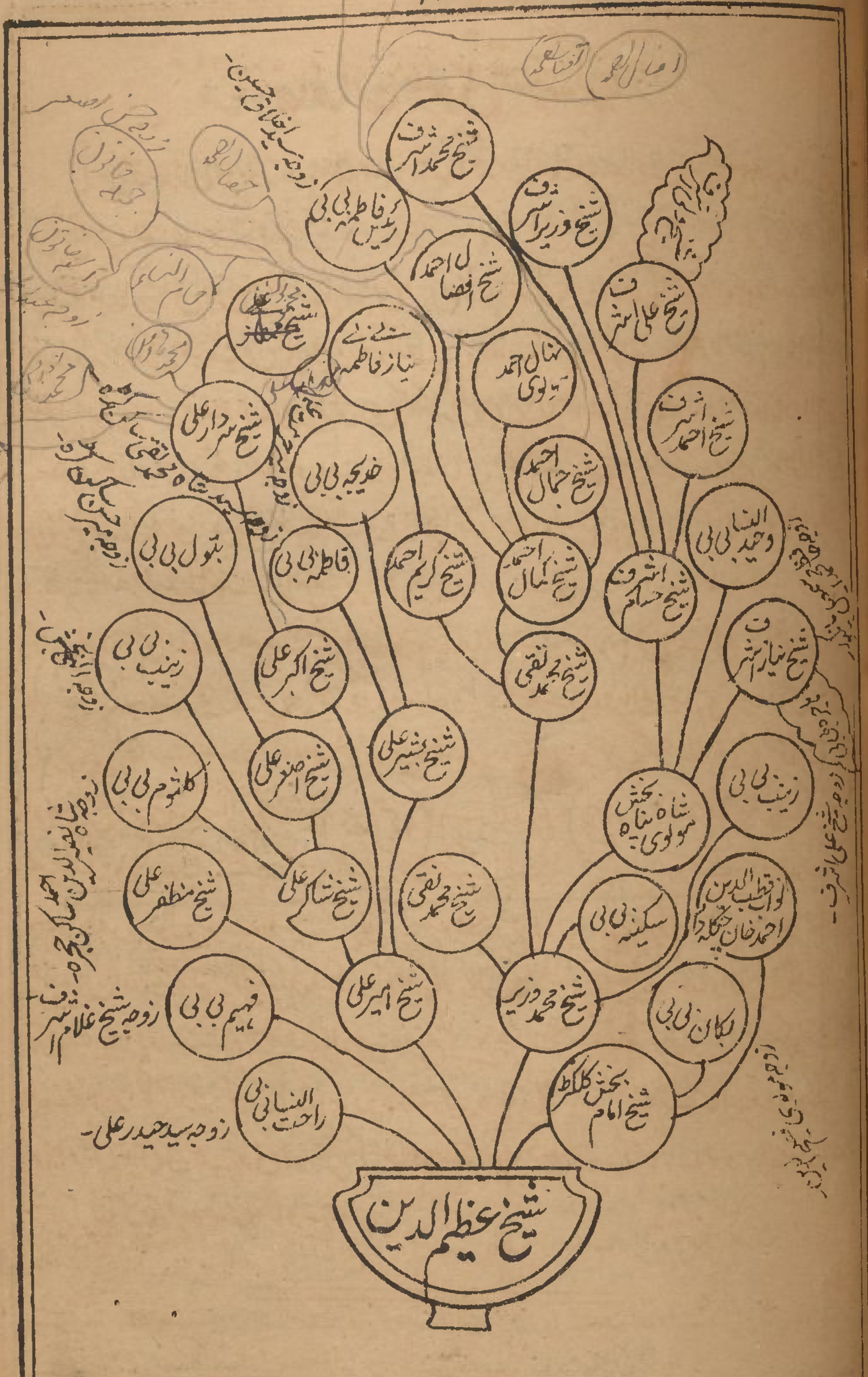
شیخ عظیم الدین
شیخ امیر علی
شیخ محمد وزیر
راحت النسا بی بی
زوجہ سید حیدر علی۔
فہیم بی بی
زوجہ شیخ غلام اشرف
شیخ مظفر علی
شیخ شاکر علی
شیخ محمد نقی
کلثوم بی بی
شیخ اصغر علی
شیخ بشیر علی
زینب بی بی
شیخ اکبر علی
بتول بی بی
فاطمہ بی بی
شیخ کریم احمد
خدیجہ بی بی
شیخ سردار علی
نیاز فاطمہ
شیخ افضال احمد
رئیس فاطمہ بی بی
شیخ محمد اشرف
شیخ وزیر اشرف
شیخ علی اشرف
نہال احمد مولوی
شیخ جمال احمد
شیخ کمال احمد
شیخ محمد تقی
شیخ حسام اشرف
شیخ احمد اشرف
وحید النسا بی بی
شیخ نیاز اشرف
زینب بی بی
مولوی شاہ پناہ بخش
سکینہ بی بی
نواب قطب الدین احمد خاں جنگلہ دار
بکان بی بی
شیخ امام بخش کلکٹر
زوجہ شیخ علی اشرف۔

سادات رضوی قصبہ کڑہ و دارانگر

بزمان شاہان لودہی سید حسن معہ چند اکابر خاندان سادات قصبۂ ہانس مضافات خراسان سے وارد شہر دہلی ہوئے اور ہنگام بلوہ راجگان کنتت وارد قصبۂ کڑہ ہوئے چنانچہ ان کے ساتھیوں مین سالار ہانس اور یار ہانس ہین جنکے مقابر قصبۂ شہزادپور مین واقع ہین اور سید احسن مورث خاندان زمینداران موضع دارانگر و محلہ قطبی قصبۂ کڑہ مین سکونت پذیر تہے لہذا قبر سید حسن کی محلہ قطبی مین موجود ہے سید حسن بن سید محمد ابن سید فخرالدین بن سید محسن ابن سید محمد ابن سید احمد ابن سید صدرالدین بن سید نظام الدین ابن سید ابوالفتح بن سید ابوالقاسم ابن سید جمال الدین بن سید حسین ابن حضرت امام علی رضا علیہ السلام۔

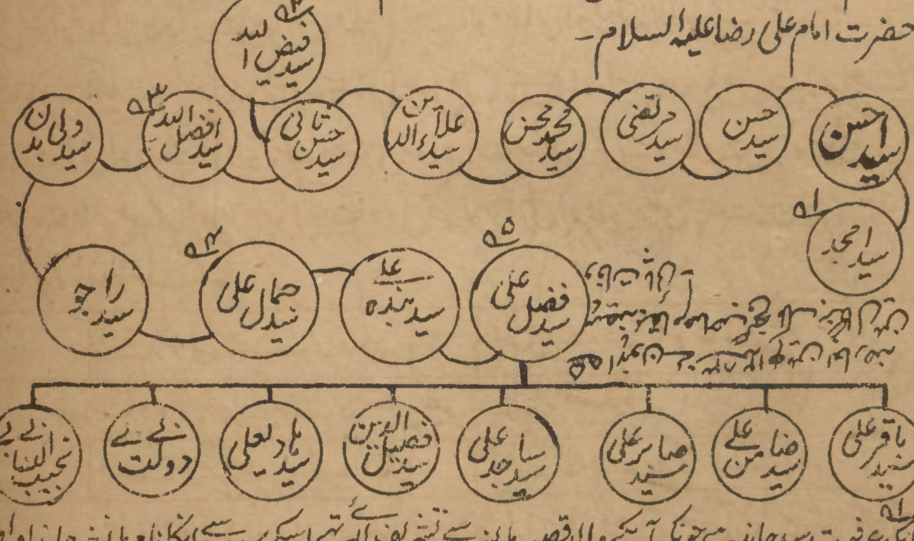

۱ـــ انکی عرفیت سید چاند ہے چونکہ آپکے والد قصبہ ہانس سے تشریف لائے تہے اسکے سبب سے انکا نام ہانسہ چاند اور اولاد انکی سادات ہانسہ چاندی معروف ہوئی قصبۂ مانکپور اور رسولپور دلوں مین اولاد سید چاند کی موجود ہے۔

۲ـــ بزمرۂ امرایان شہزادہ داراشکوہ ممتاز تہے انہون نے موضع جمرولپور خرید کرکے بازار آباد کیا سنہ ۱۰۶۸ھ مین محاربہ راجہ پرتھی پت سنگہ تعلقدار پرتابگڈہ بمقام موضع کہمسر شہید ہوئے۔

۳ـــ سید افضل اللہ بعد شہادت سید فیض اللہ مقرب سلطانی ہوئے اور واسطے خوشنودی مزاج داراشکوہ کے جمرولپور کا نام فیض اللہ نے فیض آباد رکہا تہا انہوں نے اوسکو تبدیل کرکے دارانگر نام رکہا تب سرکار دہلی سے معاف ہوا مگر عہدداری انگریزی بحیثیت زمیندار مالگذار رہے۔

۴ـــ یہ آٹھ آنہ حقیت دارانگر کے مالک تہے سلخ محرم سنہ ۱۲۰۸ھ مین بعہد نواب آصف الدولہ مداری ہاتھ سے شہید ہوئے بحکم نواب وزیر کے حصہ کا آٹھ آنہ حقیت دارانگر اونکے بیٹے بندہ علی کو خونبہا مین ملا۔

خاندان شاہ اسمعیل فاروقی قصبۂ کڑہ

مورث خاندان شاہ اسمعیل[1] بن شیخ سعد[2] ابن شیخ اسعد[3] بن شیخ عمر[4] ابن شیخ اشرف[5] بن شیخ یوسف[6] ابن شیخ شاہ[7] بن شیخ عدل[8] ابن شیخ حکم[9] بن عبد العزیز[10] ابن شیخ فاروق[11] بن شیخ جرجیس[12] ابن شیخ احمد[13] بن شیخ محمد[14] ابن شیخ عبد الغنی[15] بن شیخ عثمان[16] ابن شیخ ہامان[17] بن شیخ قریش[18] ابن شیخ سلیمان[19] بن شیخ عفان[20] ابن شیخ عبد اللہ[21] بن محمد[22] ابن عبد اللہ[23] ابن حضرت عمر فاروق[24] رضی اللہ عنہ۔

شیخ اسمعیل بزمان ہمایون بادشاہ وارد شہر دہلی ہوئے بیان کیا جاتا ہے کہ ملک یمن عرب سے منتقل ہوکر آپ ہندوستان مین آئے اور کمال خان کہکر آپ کا معتقد تہا جب وہ گورنر کڑہ مانک پور مقرر ہوا تو آپ اوسکے ہمراہ وارد قصبۂ کڑہ ہوئے گورنر مذکور نے ایک قطعہ اراضی ملحق سواد خطہ کڑہ بنابر وجہ معاش شاہ صاحب کو عطا کی اور قطعہ اراضی مین شاہ صاحب نے اپنے نام سے ایک موضع آباد کیا جسکا نام اسمعیل پور اب تک ہے اور اس موضع مین شاہ صاحب نے وفات پائی اور جب اولاد کو عہدہ متولی معافیات سرکار دہلی سے عنایت ہوا تو متولی کی سکونت خاص قصبۂ کڑہ مین ہوئی شاہ ولی محمد کو جو آپکی اولاد چوتھی پشت مین ہے عہدۂ متولی عطا ہوا تہا۔ ۵

	سند ولی کامیاب از تقدیر		بعنایات شاہ عالمگیر	

اور شاہ ولی محمد کے پوتے کا نقش نگین یہہ تہا۔ ۵

	ہست نقش نگین باب اللہ		کلمۂ لا الہ الا اللہ	

یہہ خاندان متولیان اب موضع علاولپور ٹیکری پرگنہ کڑہ مین آباد ہے اور یہہ موضع بحقیت زمینداری مقبوضہ خاندان ہے اگرچہ نصف موضع کے قریب حقیت اس موضع کی اس خاندان سے جاتی رہی ہے۔ اس خاندان کے متولیان مین شاہ فضل اللہ اور شاہ اصغر علی بڑے نامی گرامی گذرے ہین۔ شاہ فضل اللہ صاحب ایک بزرگ درویش تھے اور آپ مرید آخون شہ سواد بنیری کے تہے آپ شہر حیدرآباد دکہن مین تشریف رکھتے تہے کہ بقضائے الہی وہین وفات پائی شاہ صاحب کے صاحبزادگان عالیشان سرکار

نظام دکن سے ایک اعزازی وظیفہ پاتے ہین جسکی مقدار آٹھ نوسو روپیہ ماہوار کی ہے دوسری شاخ اولاد شاہ اسمٰعیل یمنی کے خاندان مولویان گڑھ معروف ہے ان خاندان مین بڑے بڑے علماء اور فضلا یادگار زمانہ گذرے ہین اور بعض اولاد اس خاندان کی مختلف مقامات مین آباد ہے۔ جیسے قصبۂ مانکپور و موضع رشید مئی وغیرہ۔

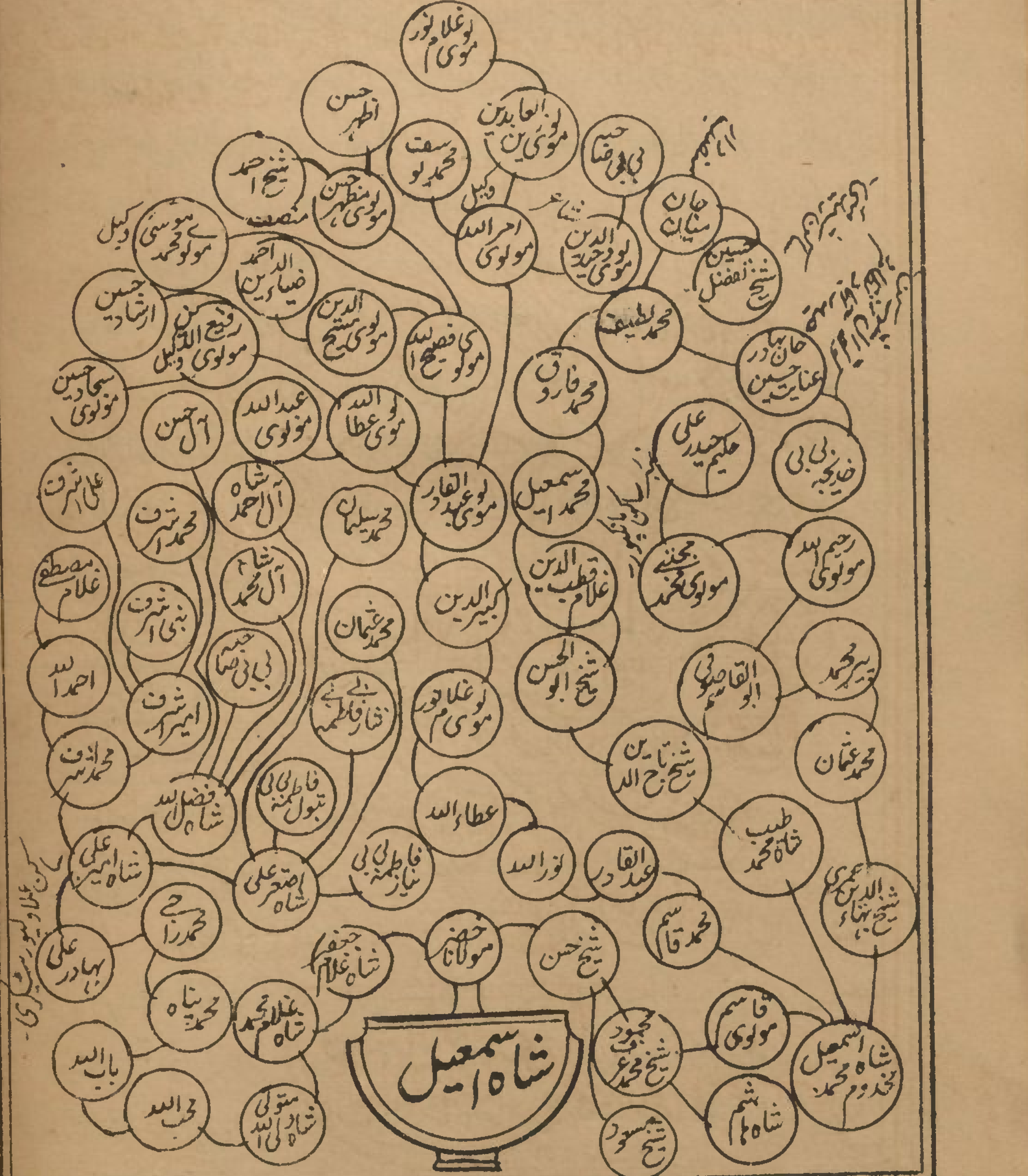

سادات خجندی قصبۂ کڑہ

مورث خاندان سید جلال الدین حسنی خجندی سلطنت مغلیہ مین بعہدۂ چودھری سرکار کڑہ مقرر ہوکر قصبۂ کڑہ مین اقامت گزین ہوا چونکہ اولاد آپکی درجہ فقر مین بزرگ ہوئی اسلئے ہر بزرگ کے نام کے ساتھہ خطاب شیخ مستعمل ہوکر شیخ معروف ہوئی اس خاندان مین چودھری احمد یار بڑے علاقہ دار تھے

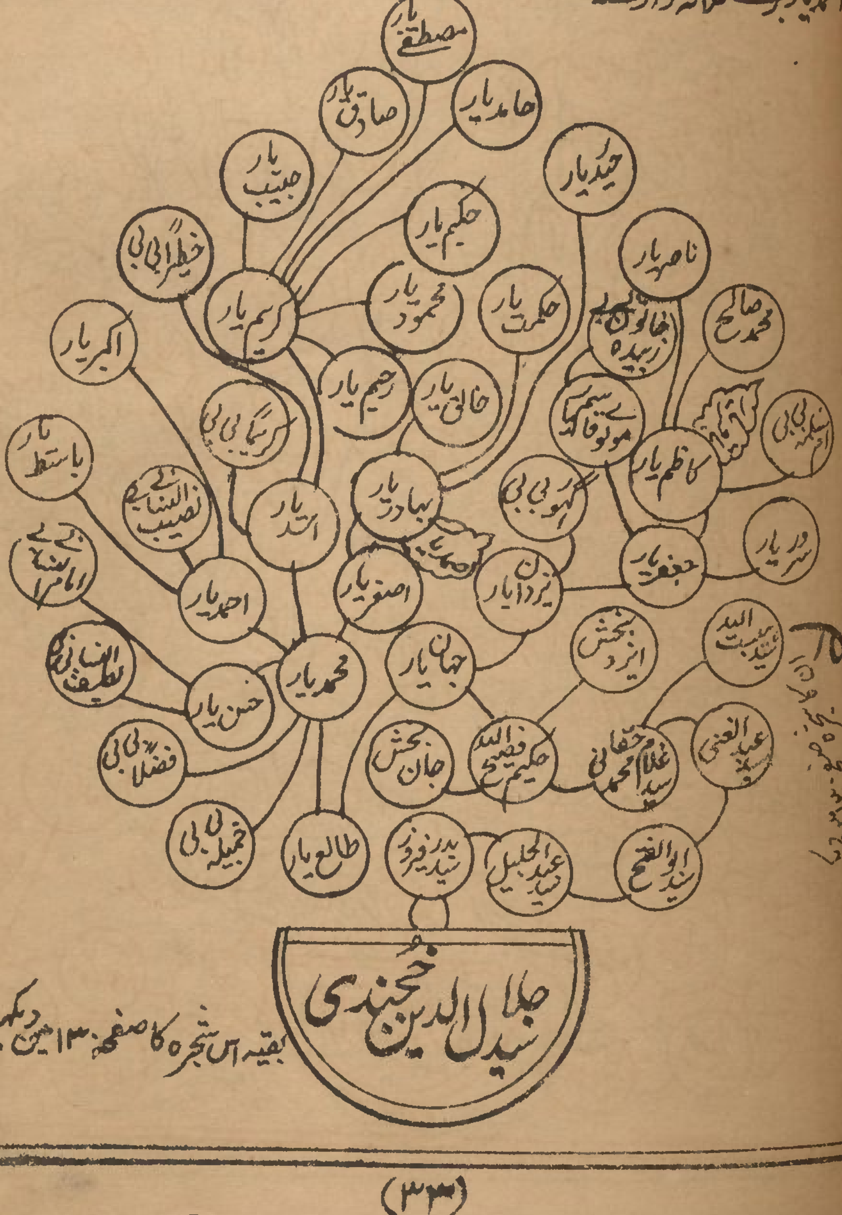

بقیہ اس شجرہ کا صفحہ ۱۳۰ مین دیکھو

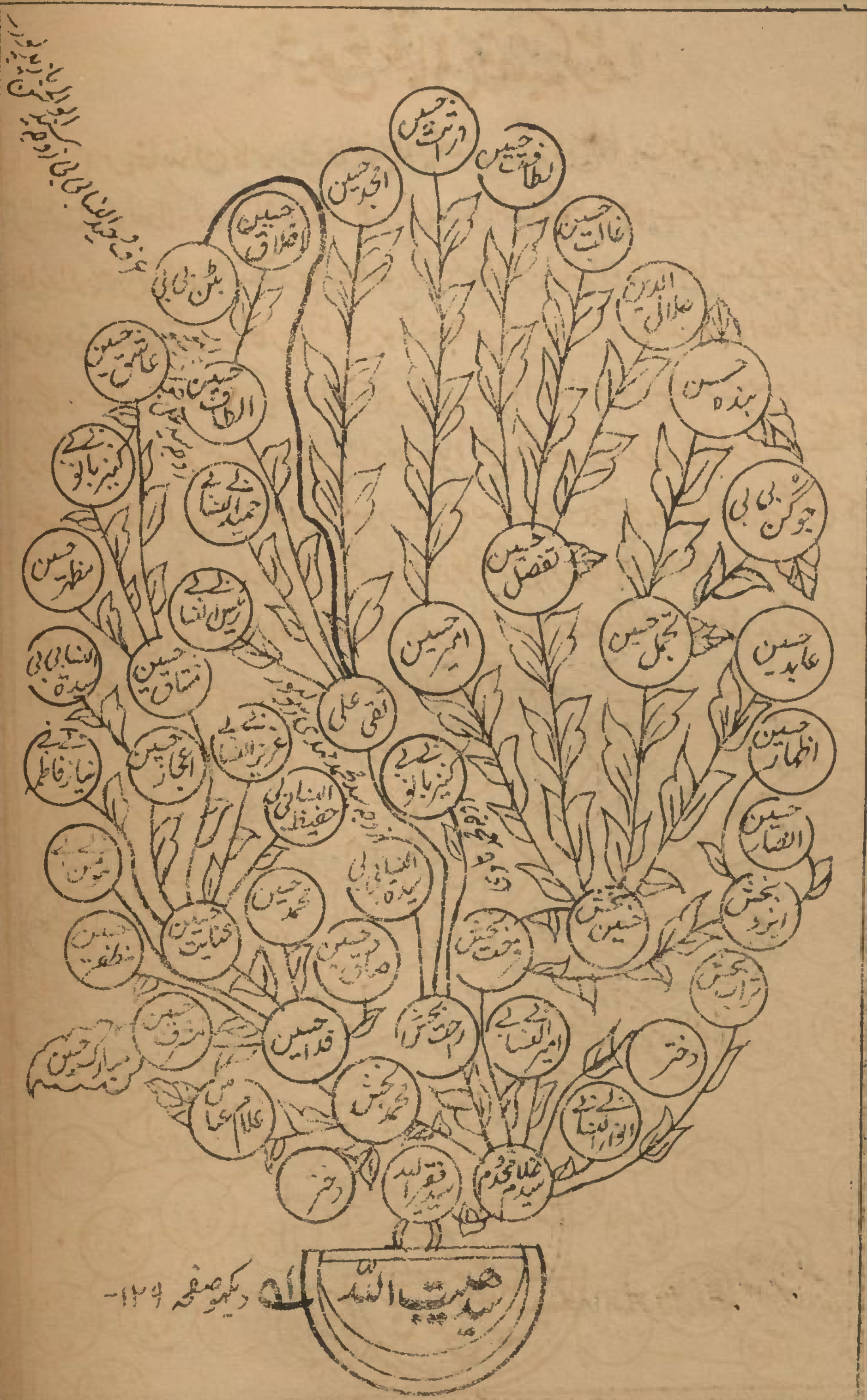

دیکھو صفحہ ۱۲۹-

شیوخ عثمانی قصبۂ کڑہ

اس خاندان کا مورث قاضی احمد محتسب بزمان سلطنت مغلیہ بعہدہ محتسب شہر کڑہ ممتاز ہوا اولاد کو وقتاً فوقتاً سرکار دہلی سے مراتب جلیلہ عطا ہوئے اور منصب قضا بھی اس خاندان مین تہا اور بہت سے دیہات بطور آل تمغا اس خاندان مین معاف تھے عہد انگریزی مین زمینداری مالگذار سرکار ہوکر تلف ہوگئے قاضی شمس الدین نے اندرون احاطہ خانقاہ درگاہ حسامی مانکپور مین ایک دالان تعمیر کرایا ہے جو ابتک موجود ہے اور موضع ابنائے بزرگ قاضی احمد محتسب نے پیرزادگان پاٹی گلی مانکپور کو نذر کردیا تہا وہ بحیثیت زمینداری مقبوضہ خاندان پیرزادگان مانکپور ہے شیخ صدر جہان وشیخ بدر جہان نبیرگان قاضی شمس الدین مشاہیر روزگار رہے تھے اور علم وفضل ان کا ابتک زبان زد عوام ہے اس خاندان کی اولاد خاص قصبۂ کڑہ اور دیگر مقامات مین آباد ہے لیکن زمینداری اور علم وفضل مین کمی ہے طہارت نسبی البتہ باقی ہے۔

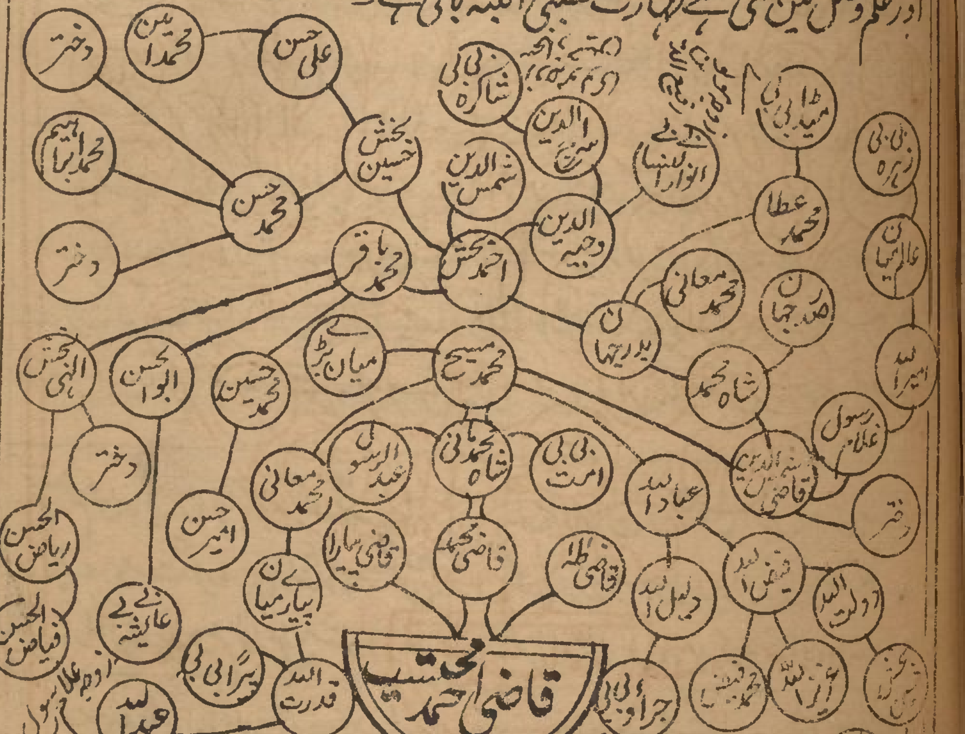

خاندان تکیۂ گداعلیشاہ قصبۂ کڑہ

اِس قصبے مین ایک خاندان پیرزادگان تکیۂ گداعلی شاہ جوخود کوخاندان قادریہ سے شمار کرتے ہین واقع ہے بانیٔ خاندان دیوان گداعلیشاہ رحمۃ اللہ علیہ ہین کہتے ہین کہ دیوان صاحب سرزمین ایران سے شہر دہلی مین تشریف لائے داراشکوہ شہزادہ دہلی نے آپ کو اپنی مصاحبت مین رکہا اور جب عالمگیر بادشاہ دہلی سے شہزادہ داراشکوہ نے شکست کہائی تو رفقائے داراشکوہ کو شہر دہلی چہوڑنا پڑا اول دیوان گداعلیشاہ دہلی سے شہر لاہور مین گئے اور شیخ حسین شاہ ڈہڈہا لاہوری کے مرید وخلیفہ ہوئے پہلے اسم شریف آپ کا علی تہا داراشکوہ کے حضور مین پہونچنے سے دیوان کا اور جب درجۂ فقر مین پہونچے تو لفظ گدا آپ کے نام مین اضافہ ہوا چونکہ آپکو سیاحی کا زیادہ شوق تہا لہذا بطور سیاحی وارد قصبۂ کڑہ ہوئے اور یہان پہونچکر دریائے گنگا کے کنارے مزرعہ سیاہ اکبرپور کے ایک بلند ٹیلہ پر گوشہ نشین ہوگئے جواب تکیۂ گداعلیشاہ کے نام سے معروف ہے اور واقعی اب بہی یہہ پُرفضا مقام ہے ایک روز آپ نشیب سے بلندی ٹیلہ پر جاتے تہے پاؤن نے لغزش کی اور اتفاقاً بلندی سے نشیب مین گرے اور اس صدمے سے پاؤن آپ کا ٹوٹ گیا آپ نے فرمایا کہ مرضی معبود یہی ہے کہ مین کڑہ مین ہون اور اس صدمے سے صحت نہوئی اور وفات پائی اور یہین مدفون ہوئے اسلئے تکیہ گداعلیشاہ آپکے نام سے موسوم ہوا کہتے ہین کہ آپ شہزادگان ایران سے تہے اور آپ شاعر تہے ایک دیوان جسمین زبان فارسی کی غزلین ہین آپکی تصنیفات سے موجود ہے جسمین شروع دیوان کی غزل یہہ ہے ؎

دم تسلیم می باید براہِ عشق او لہا	کہ تا آسان توان رفتن درین وادی بمنزلہا
ہوائے دوست گرداری رہ کوئے دوست گیر رہبر	کہ اندر رہ سفر باید برادر راہ مشکلہا
علی مارا اگر جوید دم غافل مشو از ما	مرا از ناتوان دیدن بمنزل خانۂ دلہا

دیوان گداعلیشاہ صاحب اولاد نہین تہے اسلئے آپکے مرید وخلیفۂ اوّل

شاہ عزیز اللہ سجادہ نشین خانقاہ تکیہ گدا علیشاہ ہوئے اور جب یہہ بہی لاولد فوت ہوئے
تو خلیفہ دوم دیوان گدا علیشاہ - مان[۳] اللہ شاہ سجادہ نشین ہوئے بعد وفات ان کے
تراب[۴] علیشاہ خلیفہ شاہ عزیز اللہ مسند نشین ارشاد ہوئے اور بعد ان کے عبد[۵] الباقی
عرف باقی شاہ خلیفہ تراب علیشاہ سجادہ نشین ہوئے اور نواب آصف الدولہ بہادر والی
اودہ نے واسطے مصارف خانقاہ اور تکیہ کے چند دیہات معاف عطا کئے تہے لیکن بسبب
بے پروائی سجادہ نشینان مابعد وہ معافیات ضائع ہوگئیں صرف ایک موضع کہارہ پرگنہ
کڑہ بحقیت زمینداری مقبوضہ متولی حال ہے مگر وہ بہی اب زیر بار قرضہ ہے اسکی بہی امید
بقا نہین ہے عبد الباقی شاہ کے بعد وفات آپکی مرید و خلیفہ دلاور[۶] علیشاہ مسند نشین
سجادہ خانقاہ ہوئے یہہ بہی لاولد فوت ہوئے تو انکے مرید و خلیفہ حضور[۷] علیشاہ سجادہ
نشین ہوئے کہتے ہین کہ حضور علیشاہ عرف حضوری شاہ اولاد سید جلال بخاری سے
تہے بعد وفات ان کے بیٹے سید ظہور[۸] علیشاہ سجادہ نشین ہوئے آپکے بعد وفات ان کے
بیٹے وزیر[۹] علیشاہ سجادہ نشین تکیہ ہوئے اور جب انہون نے وفات پائی تو انکے بیٹے قطب[۱۰] علیشاہ
سجادہ نشین ہوئے لیکن کار سجادگی انسے عمدہ طور سے سرانجام نہو سکا تو انہون نے اپنے بیٹے
عارف[۱۱] علیشاہ کو بجائے اپنے سجادہ نشین خانقاہ تکیہ کیا جو اسوقت موجود ہین یہان کا
کوئی گدی نشین تا عمر اپنے تکیہ سے باہر نہین گیا اور اس تکیہ مین چار عرس سالیانہ
ہوتے ہین اِس خاندان مین چار ابرد کی صفائی وقت بیعت ہوتی ہے -

سادات بخاری قصبہ کڑہ

سید سراج الدین سادات بخاری قصبہ کڑہ کا مورث اعلی بزمان سلاطین شرقی جونپور وارد کڑہ ہوا ہے اِس قصبے مین سادات بخاری پہلے زیادہ آباد ہونگے کیونکہ قصبہ کڑہ مین ایک محلہ بخاریون کا انکے نام سے معروف ہے یہہ سادات سید جلال بخاری کی اولاد ہین اور سید جلال کی نسل تمامی ہندوستان مین زیادہ آباد ہے اور نواح قصبہ کڑہ مین مواضعات بیتی شاہ وایرالوان ضلع فتحپور ومحلہ دارا گنج شہر الہ آباد مین باد ہے قصبہ کڑہ کے خاندان کے نہایت طباع لوگ تھے اور خصوص شاعری مین انکا حصہ تہا اور طہارت نسبی انکی اِس سے ظاہر ہے کہ وصلت ومصاہرت دیگر سادات قرب وجوار کے ساتہہ ہے شجرہ مندرجہ کتاب مین جن ناموبیر راقم ہندسہ لکھہ آیا ہے اون کا کلام بطور نمونہ درج کرتا ہے۔

نام شاعر و تخلص	شعر		
۱ سید حامد علی نثار	ننے سر من کس نے کف پائے بگرفت		خاکم افتادہ درین وادیہ بیکار ہنوز
۲ سید بیدار علی بیدار	مدت شد بفراق آن شوخ		خواب گردید ز بیدار جدا
۳ سید سرار علی جواد	شمع کافوری جلائین اہل دولت اپنے گہر		روزن دیوار مفلس کا چراغ خانہ ہے
۴ سید پرورش علی سخی صاحب دیوان	ایک دن وہ لیگئے لوگونکو ساتہہ	ق	تربتین یہہ کہہ کے دکہلاتے رہے
	اسمین مجنون ہے اور اسمین کوہ کن		عاشقان ناز تہے جاتے رہے
	پہر یہ بعد اندوہ میری قبر پر		دیر تک افسوس فرماتے رہے
	سب نے جب پوچہا کہ اسمین کون ہے		آپ جو رہ رہ کے پچہتاتے رہے
	بولے ہے یہہ سخی کلہے حزار		جان دیدی لاکہہ سمجہاتے رہے
۵ سید رف حسین عارف	بیٹہنگے زندان نو طریقت تراب حسن شباب کب تک		
	رہیگا بالائے موج دریا یہہ دور جام حباب کب تک		

بار سے پیدا ہوئی نالوں میں اثر کیصورت	آشتی پر تو خراج بت سفاک آیا	سید داد الحسن قایل

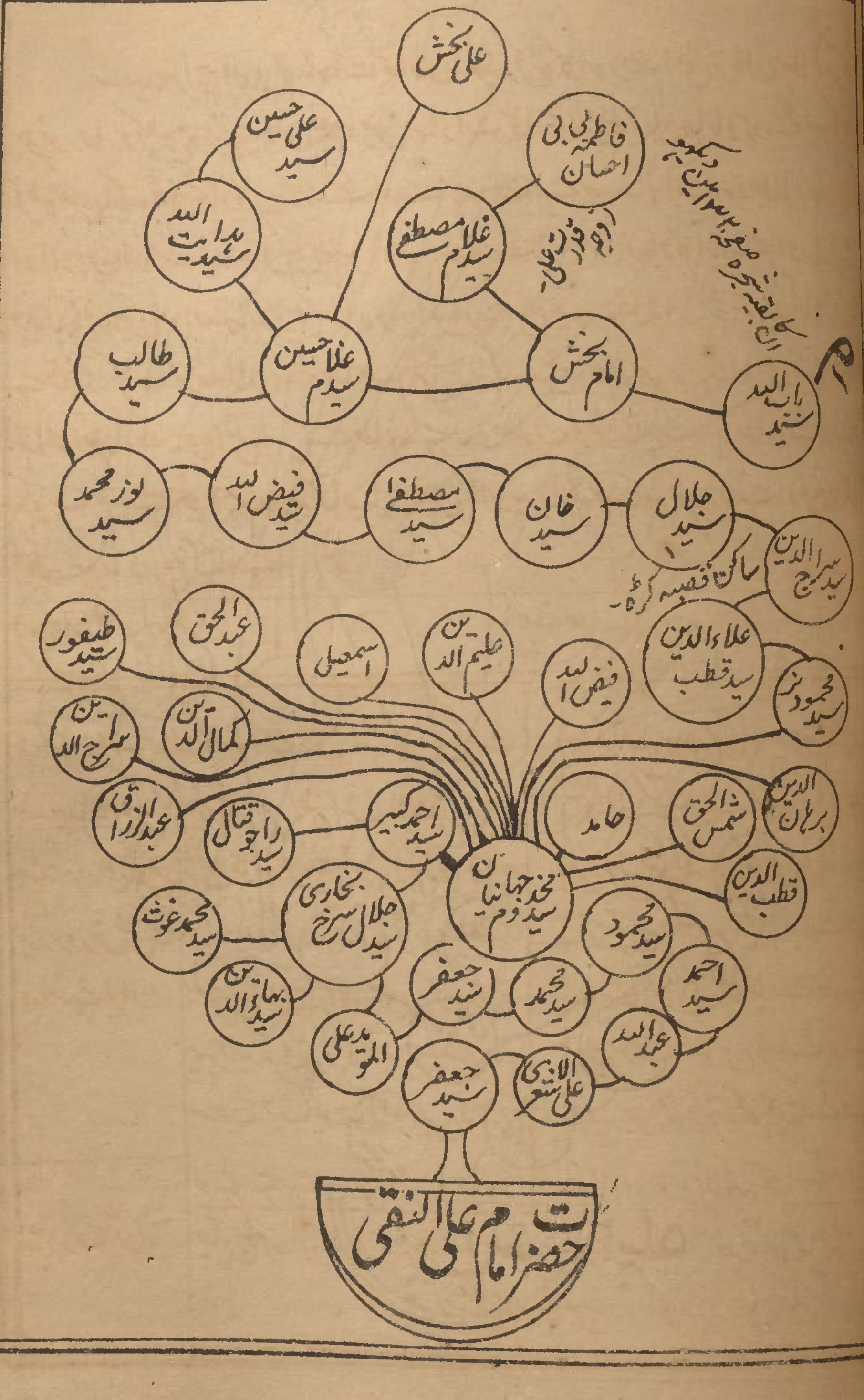

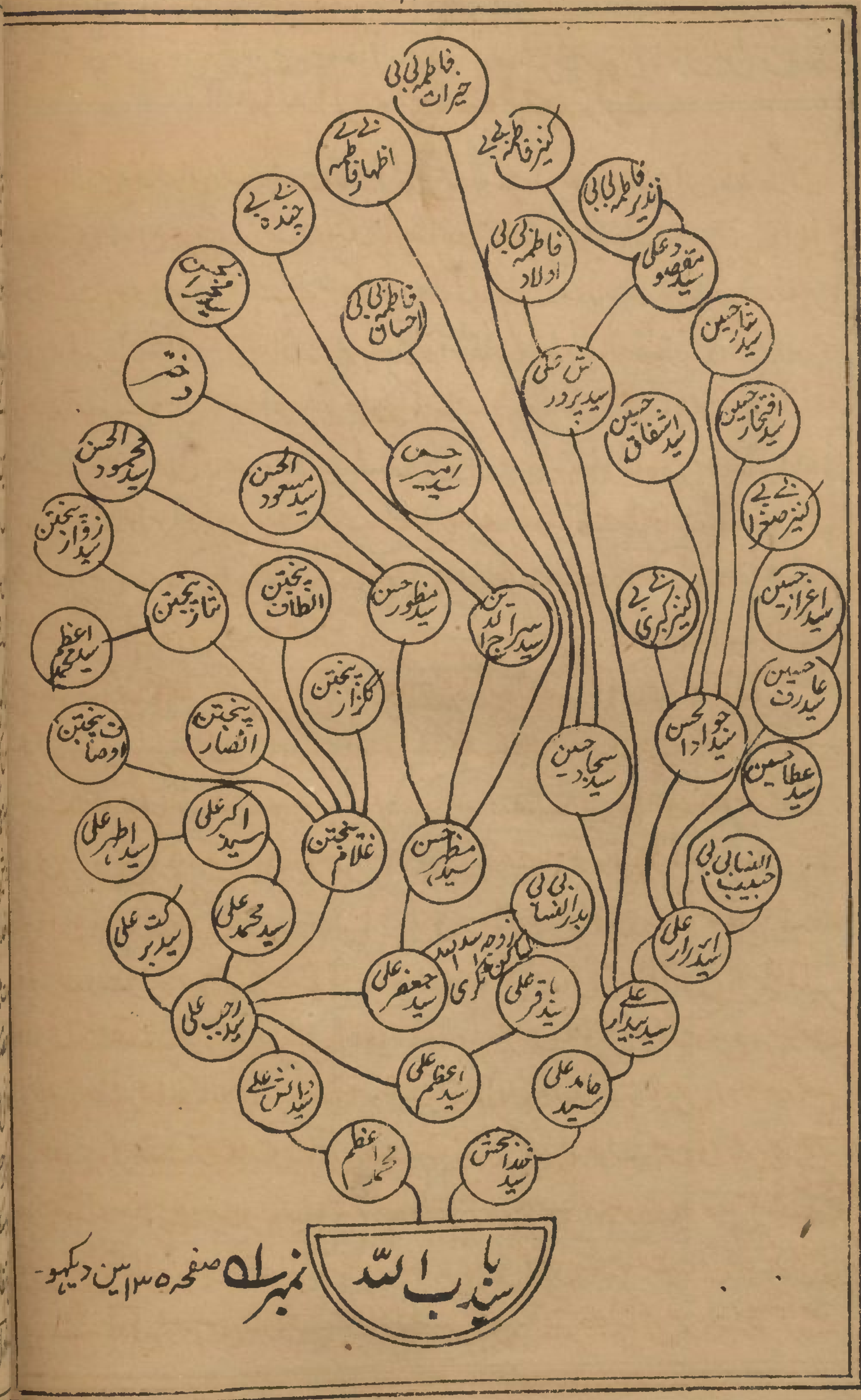
فاطمہ بی بی خیرات
اظہار فاطمہ
نذیر فاطمہ بی بی
فاطمہ بی بی اولاد
سید مقصود علی
فاطمہ بی بی احسان
سید ثنا حسین
دختر
سید پرورش علی
سید افتخار حسین
سید اشفاق حسین
سید محمود الحسن
سید مسعود الحسن
کنیز صغرا بی بی
سید زوار پنجتن
سید منظور حسن
الطاف پنجتن
کنیز کبری بی بی
سید اعزاز حسین
ممتاز پنجتن
سید اعظم
سید عارف حسین
گلزار پنجتن
انصار پنجتن
سید سجاد حسین
سید عطا حسین
سید اکبر علی
سید اطہر علی
غلام پنجتن
سید مظہر حسن
حبیب النساء بی بی
بدر النساء بی بی
سید محمد علی
سید برکت علی
سید ابرار علی
سید جعفر علی
سید باقر علی
سید راجب علی
سید بیدار علی
سید اعظم علی
سید دانش علی
سید حامد علی
سید خدا بخش
سید باب اللہ
نمبر ۵ صفحہ ۱۳۵ میں دیکھو۔

خاندان مہنت قصبۂ کڑہ

یہہ خاندان محلہ بہگت قصبۂ کڑہ مین آباد ہے - مورث خاندان بابا ملوک داس
قوم کہتری بزمانِ اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ دہلی قصبہ کڑہ مین ایک درویش باکمال
فرقہ مہنت ہنود مین گذرا ہے کہتے ہین کہ ان کے کرامات اور کمالات کی ایک شہرت خاص
تہی عالمگیر بادشاہ مشتاق ملاقات ہوا اور متواتر قاصد آپ کے طلب مین روانہ کیئے اور جو
قاصد آپ کے پاس آتا تہا وہ یہین کا ہو جاتا تہا چنانچہ دو قبرین اہل بابا ملوک داس واقع
قصبہ کڑہ مین اون قاصدون ہین کے ابتک موجود ہین جب بادشاہ دہلی کا تقاضا زیادہ
ہوا تو ملوک داس دہلی مین تشریف لے گئے اور عالمگیر بادشاہ سے ملاقات کے وقت ملاقات
ملوک داس نے زبان ہندی بہاشا مین اپنی تصنیفات سے وہ اشعار پڑہے کہ حضار
مجلس دنگ تہے واقعی آپ کے کلام مثل کبیر داس کے پراثر ہین - بادشاہ کو آپ کا امتحان
منظور تہا کہانا طلب کیا گیا اور دسترخوان بچہایا گیا او سپر ہر اقسام کا کہانا چنا گیا
ملوک داس کو حکم ہوا کہ آپ بہی کہایئے فقیر نے ایک نظر اوس کہانے پر ڈالی وہ طعام نفیسہ
سب اکہہ ہو گیا بابا ملوک داس نے کہا کہ راکہہ اور خاک فقیرونکا حصہ ہے ایک روز
کوئی درویش دہلانہ چاہ پر چادر بچہا کر نماز پڑہ رہے تہے اونکو دیکہکر بابا ملوک داس نے
کہا کہ بابا خدا کی بندگی مین پردہ کیسا یہہ کہکر وسط دہلانہ چاہ پر دو زانو معلق بیٹہہ گئے
اور عبادت مین مصروف ہوئے بادشاہ نے یہہ سنکر آپ کی بڑی خاطر کی اگرچہ عالمگیر
بادشاہ متعصب مسلمان تہا لیکن بابا ملوک داس سے ایسا خوش ہوا کہ موضع سراتہو حسب
فرمان معافی عطا فرمایا جو ابتک مقبوضۂ خاندان ہے عہد انگریزی مین اوسپر جمع
مشخص ہو کر حقیقت زمینداری ہو گئی اور جانشینان اہل بابا ملوک داس کی بے پرواہی سے
بڑا حصہ اوسکا بیع و نیلام ہو گیا بابا ملوک داس نے تاریخ بیساکہہ سودی چودس سمبت ۱۷۳۹
بکرمی مین انتقال کیا بعد انتقال بابا ملوک داس اس گدی کے جانشینان مصرحۂ ذیل
ہوئے - اول رام سنئی - دوسرے رام کرشن سنی - تیسرے ٹہاکر داس - چوتھے

گوپال داس۔ پانچویں کنجبہاری داس چھٹویں رام سیوک۔ ساتویں شیو پرشاد داس آٹھویں گنگا پرشاد داس۔ گنگا پرشاد داس نے ۱۳۰۸ھ میں انتقال کیا ان کے بعد نویں نند و شُمبر داس اور دسویں اجودھیا پرشاد گدی نشین ہوئے اور ان سے شجرۂ نسل قایم ہوا۔

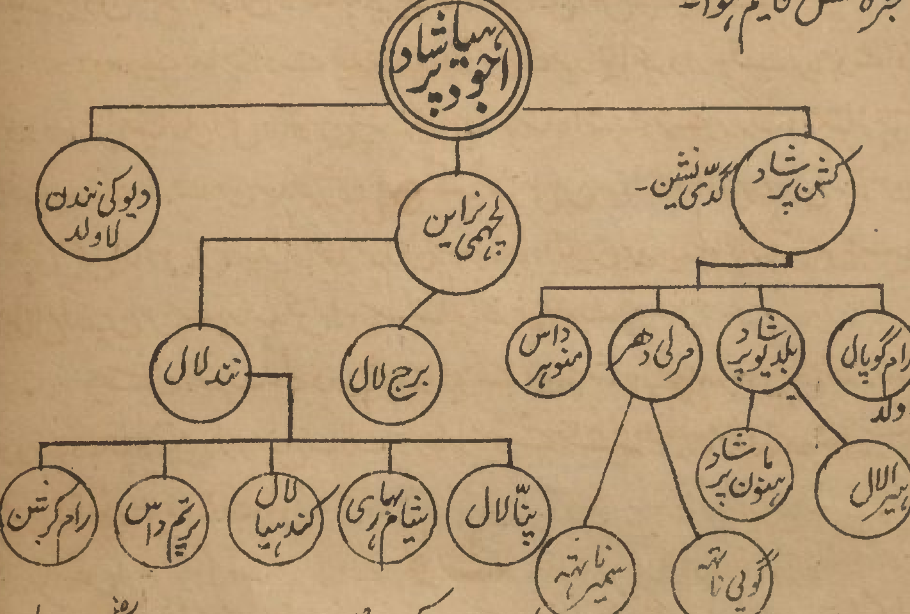

اِس خاندان میں تصاویر اہلِ اسلام کے پیغمبر صاحب اور حضرت علیؓ اور حضرات حسنین علیہما السّلام کی اب تک موجود ہیں۔

سادات موسوی مشہدی قصبہ کڑہ

سید قطب الدین موسوی بن سید عبداللہ ابن سید محمد قاسم بن سید محمد اسمٰعیل ابن سید ضیاء الدین ملقب بہ شیر کُش بن سید علی قاسم ابن سید محمد ہاشم بن سید ابو القاسم ابن سید طاہر بن سید طیب ابن سید محمد بن حضرت امام موسیٰ الکاظم علیہ السلام ۲۵۸ھ کو ہنگام خلفشار ہلاکو خان مغل مشہد مقدس سے جانب ہندوستان عازم سفر ہوئے اور اثناء راہ میں سفر آخرت در پیش ہوا آپ کے دو فرزند ایک سید ابو المظفر عرف سید محمد اور دوسرے سید ابو الخیر بعہد سلطان ناصر الدین محمود وارد شہر دہلی ہوئے بعد چندے

سید ابو المظفر شہر اودہ مین وارد ہو کر اکتساب علوم مین مصروف ہوئے اور شیخ اسحاق گازرونی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت حاصل کر کے حسب اجازت اپنے پیر و مرشد کے قصبۂ دریا آباد ضلع بارہ بنکی مین اقامت گزین ہوئے اِن کے اولاد مین سید شاہ محمود دریا آباد سے منتقل ہو کر قصبۂ نگراؤن ضلع لکھنؤ مین سکونت پذیر ہوئے اولاد انکی اس قصبے مین ہے۔

دوسرے صاحبزادے سید قطب الدین کے سید ابو الخیر وارد قصبہ کڑہ ہوئے اور بود و باش اختیار کی انکی دسوین پشت مین سید شاہ اشرف بڑے بزرگ ور ممتاز ہوئے یعنی سید شاہ اشرف بن سید محمد بن سید علی ابن سید محمود بن سید علی بن سید نظام الدین ابن سید حسن مفتی الجن و الانس بن سید ابو القاسم ابن سید علاء الدین بن سید بہاء الدین ابن سید جلال الدین بن سید عبد الحق ابن سید ابو الخیر موصوف۔

سید شاہ اشرف کے دو بیٹے پیدا ہوئے بڑے شاہ میٹھے یہہ درویش مجذوب تھے دوسرے شاہ فرید درویش سالک اور عالم متبحر تھے ۸۱۰ھ مین متولد ہوئے اور ۹۸۱ھ مین بعمر سو برس وفات پائی۔

نوٹ

شاہ میٹھے کا درویش مجذوب ہونا بیان کیا جاتا ہے مگر انکی اولاد اعقاب قصبۂ کڑہ مین موجود ہے شاید حالت جذب سے پہلے اولاد پیدا ہوئی ہے۔

مشہدی خاندان کو قصبۂ کڑہ مین روز افزون ترقی ہوئی جیسے اس خاندان مین نسل کی کثرت ہوئی ویسے ہی علوم و سروت مین افزایش ہوئی اِس خاندان مین خان بہادر مولوی فرید الدین احمد ایک نامی بزرگ ہین انہون نے بعد تحصیل علوم عربیہ سند وکالت ہائی کورٹ صدر نظامت آگرہ حاصل کی اور اس پیشہ مین بڑے نامور ہوئے آخر زمانے مین عہدہ کے سب جج تھے اور اب پنشنر ہین آپ کی تقریر و تحریر اور نازک خیالی شہرت رکھتی ہے۔ گورنمنٹ انگریزی سے خطاب خان بہادر حاصل کیا اور اپنے لایق تجربہ سے بڑے بڑے کار نمایان کیئے قومی ترقی کے لئے اسکول انگریزی زبان کا قصبۂ کڑہ مین قایم کیا اور صنعت و حرفت کے سامان اہل حرفہ کے لئے بہم پہونچائے اپنے بھتیجونکی

تعلیم مین باصراف کثیر کوشش کرکے ولایت بھیجکر بیرسٹری مین پاس کرایا چنانچہ مولوی سید انبی اللہ صاحب بارسٹرایٹ لا شہر لکھنؤ مین اور مولوی سید حبیب اللہ خانصاحب بہادر بیرسٹرایٹ لا جنٹ مجسٹریٹ ضلع کانپور مین ۱۳ سنہ ۱۹ع تک رہے اور اب ۱۹۱۳ سنہ ع سے پھر پنشن لیکر شہر کانپور مین بیرسٹری کرتے ہین۔ جناب مولوی صاحب نے مکانات عمدہ تعمیر کرائے باغات متعدد نصب کیئے قصبۂ کڑہ اور اوس کے گرد و نواح مین قلمی آم کے پودونکی کثرت آپ کی ذات سے ہوئی ہے چونکہ آپ کی قابلیت مشہور رہتی اس لئے ہر جلسۂ وساء اور حکام مین آپ منتخب کیئے جاتے ہین۔ اسوقت اس خاندان عالی مین بہت اشخاص عہدہ ہائے جلیلہ پر ممتاز ہین شجرۂ خاندان مین اون کے نام کے ساتھہ اونکے عہدہ کا نام بھی دکھلایا گیا ہے اگر علیحدہ تذکرہ راقم درج کتاب کرتا تو بہت طوالت ہوتی لیکن زمانے کا دستور ہے کہ مقلد کیسا ہی نامی گرامی ہو مگر موجد کے سامنے اوسکا کچھہ شمار نہین ہوتا اللہ پاک خانبہادر مولوی سید فریدالدین احمد صاحب کی عمر مین برکت عطا فرمائے قصبۂ کڑہ مین آپ کی ذات غنیمت ہے۔

میری اس کتاب کو ایک ماہ تک خان بہادر صاحب موصوف نے بھی نظر عمیق سے دیکھا ہے۔

نوٹ

کتاب مرتبۂ گورنمنٹ انگریزی ۱۸۶۵ سنہ ع سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ قاضی سید محمد یعقوب مشہدی کو شہنشاہ اکبر جبکہ وہ قصبۂ کڑہ مین زمان خان اور بہادر خان حکام کڑہ کے استحصال کے لیئے آیا تہا قاضی صاحب کو اپنے ہمراہ شہر دہلی مین لیگیا اور عہدۂ قاضی القضات پر ممتاز کیا اور قصبۂ کڑہ مین قاضی صاحب کی تعمیر کردہ ایک مسجد ابتک موجود ہے لیکن شجرۂ انساب مشہدی قصبۂ کڑہ جو درج کتاب کیا گیا ہے اس شجرہ مین قاضی صاحب کا نام نامی نہین ہے راقم نے مشاہیر خاندان سے دریافت کیا لیکن کچھہ معلوم نہین ہوا۔

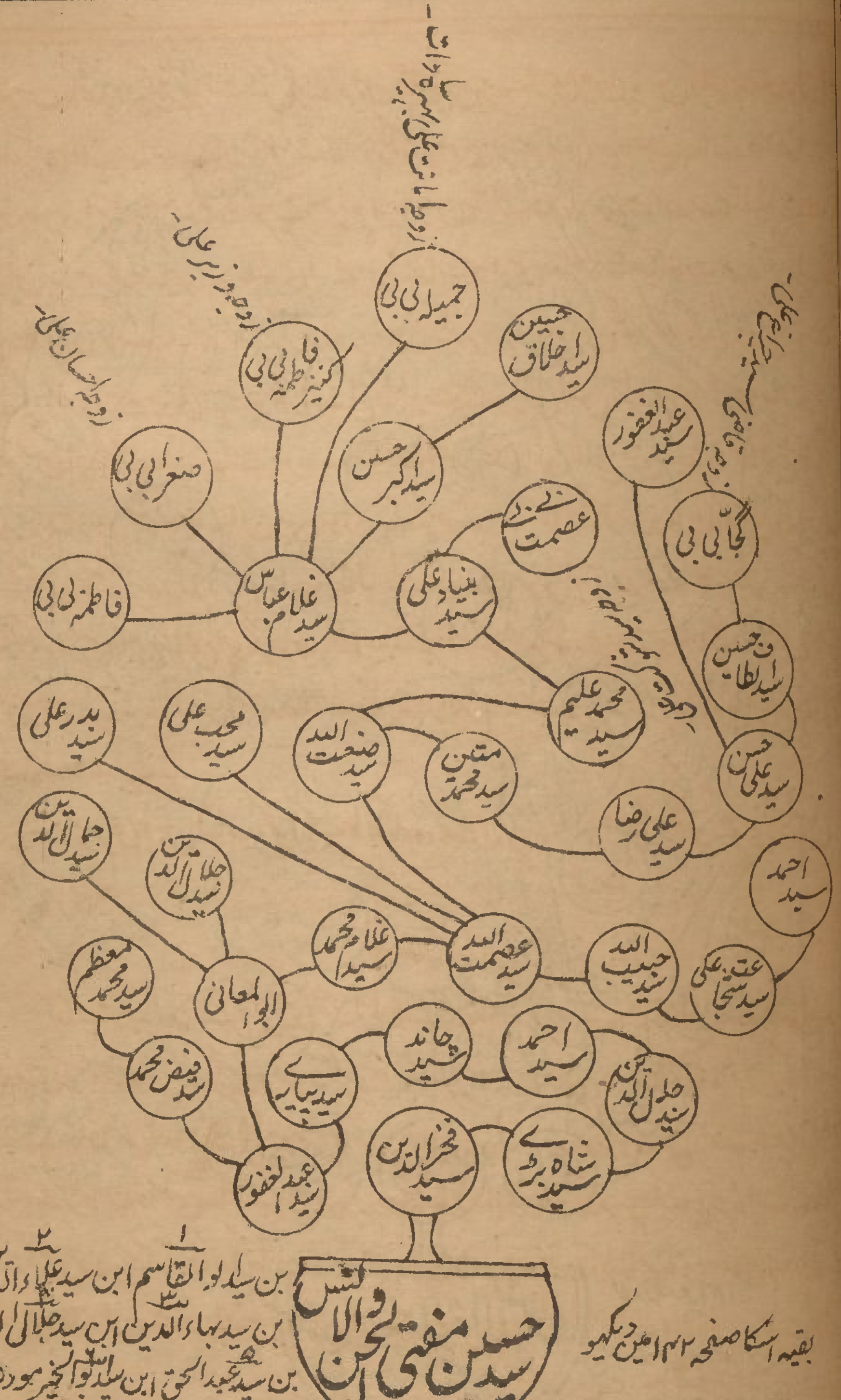

بقیہ اسکا صفحہ ۱۴۳ میں دیکھو

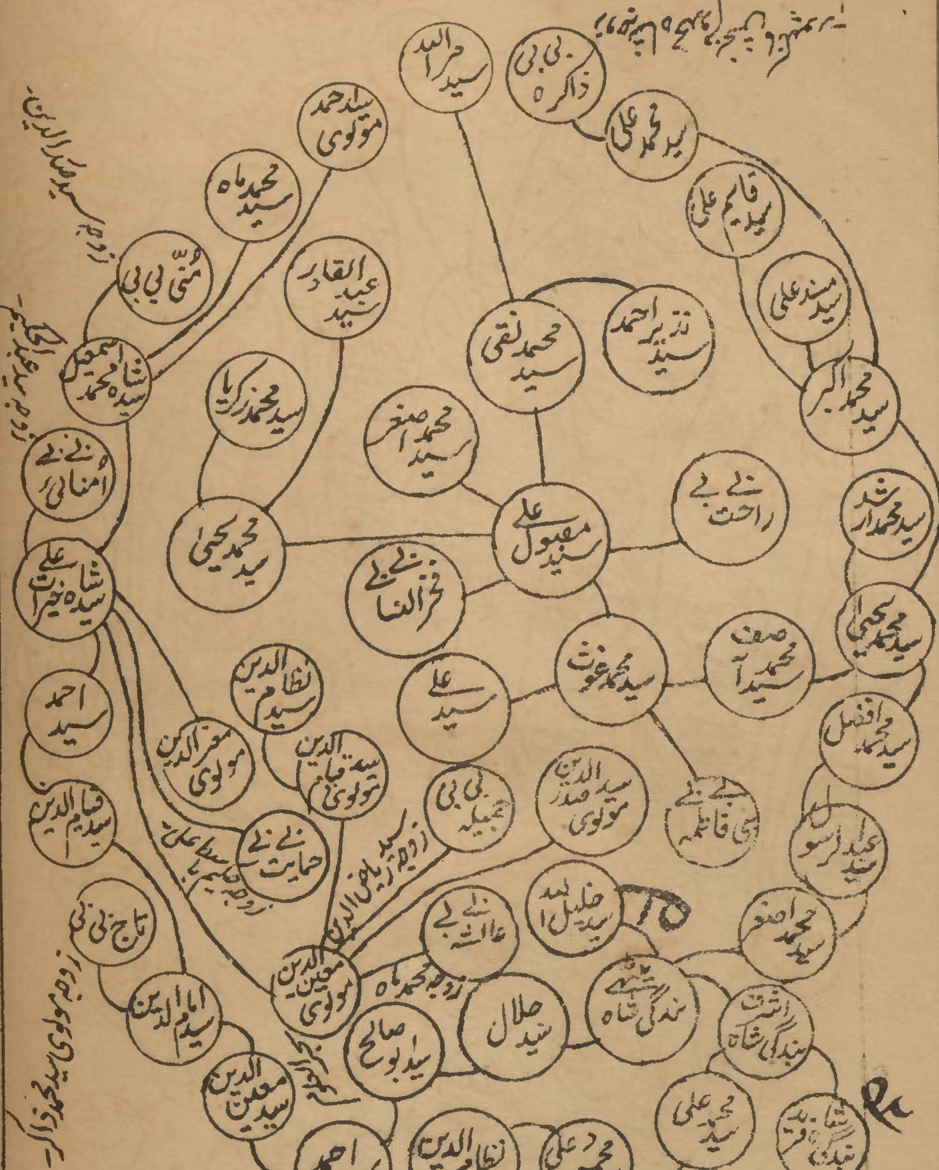

بقیہ صفحہ ۱۴۱ کا

ابن سید ابوالقاسم ابن سید علاء الدین

ابن سید بہاء الدین ابن سید جلال الدین

ابن سید عبدالحق ابن سید ابوالخیر مورث۔

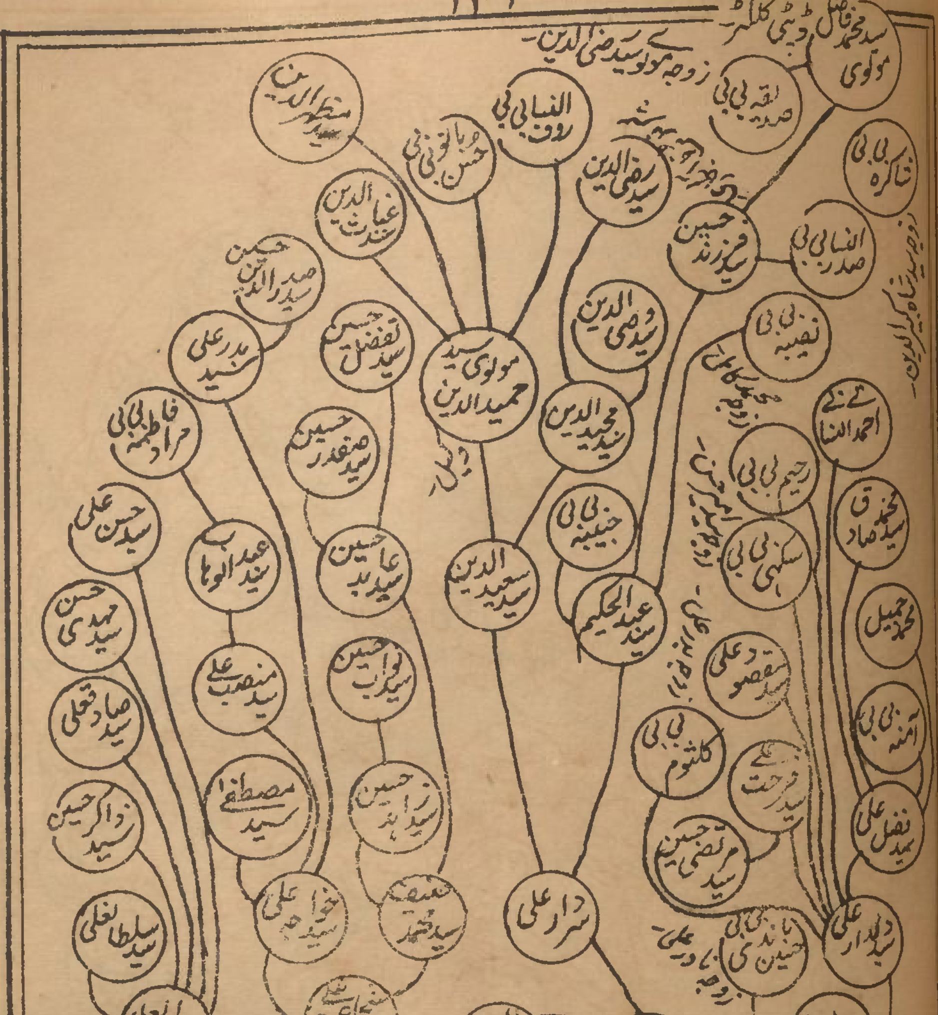
سید خلیل اللہ
دیکھو صفحہ ۱۴۲ کتاب ہذا
سید عبد الحکیم
سید مراد علی
سید فتح محمد
سید سلطان علی
سید محمد کامل
پنجن بی بی
زینب بی
زوجہ کفایت علی
سید نجابت علی
سید حرد علی
سید نجف علی
سید سعید الدین
سید فضل علی
سید مراد علی
زینت بی بی
سید دلدار علی
سید شجاعت علی
سید محمد
سید خواجہ علی
سید زاہد حسین
سید مصطفی
سید سلطان علی
سید ذاکر حسین
سید صادق علی
سید حمیدی حسن
سید حسن علی
سید منصب علی
سید عبد الوہاب
فاطمہ بی بی
سید بدر علی
سید صدر الدین حسین
سید نواب حسین
سید عابد حسین
سید صفدر حسین
سید تفضل حسین
سید عنایت الدین
سید منظور الدین
حسن بانو بی بی
رؤف النساء بی بی
مولوی سید حمید الدین
سید سعید الدین
سید مجید الدین
سید وصی الدین
سید رضی الدین
زوجہ مولوی سید رضی الدین
سید فرزند حسین
صدیقہ بی بی
مولوی سید محمد فاضل ڈپٹی کلکٹر
شاکرہ بی بی
صدر النساء بی بی
نفیسہ بی بی
احمد النساء
سید محمد ہادی
محمد جمیل
آمنہ بی بی
سید نفضل علی
رحیم بی بی
سکینہ بی بی
جنیبہ بی بی
سید عبد الحکیم
سید مقصود علی
کلثوم بی بی
سید فرحت علی
سید مرتضی حسین
سید سرار علی
حسینی بی بی
زوجہ بہادر علی

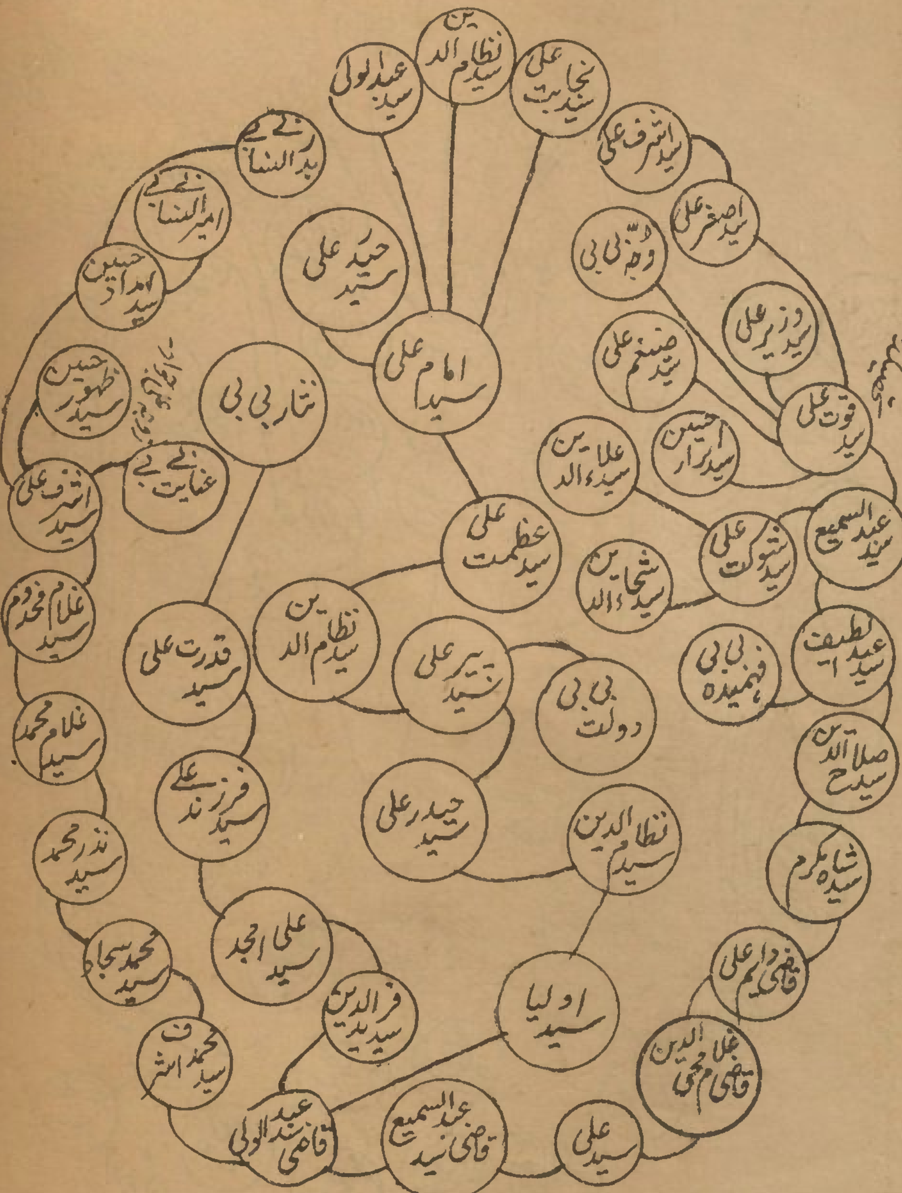

نمبر ۵۲ دیکھو صفحہ ۱۴۲-

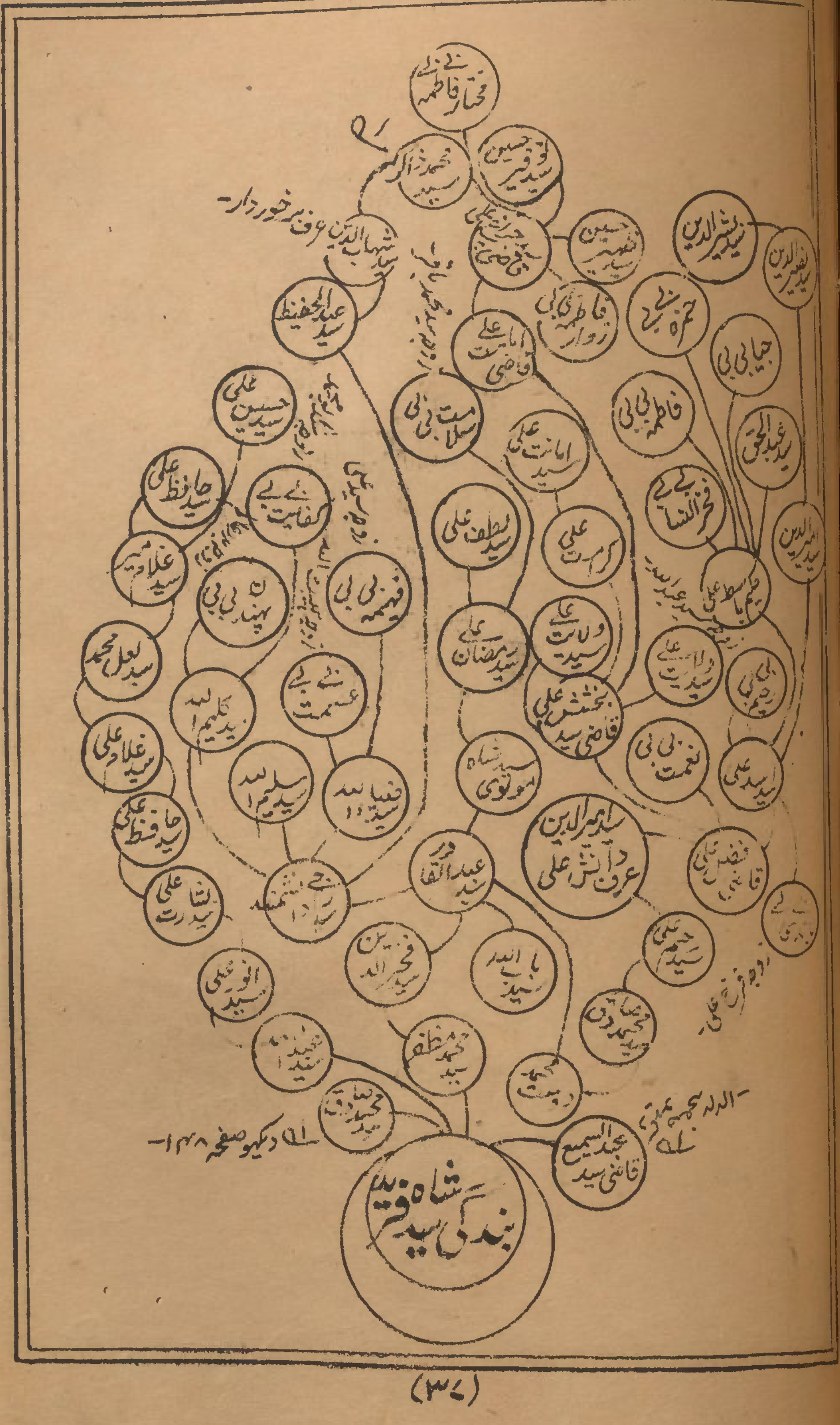
بندگی سید شاہ فرید
قاضی سید عبد السمیع
سید عبد الغفار
سید امیر الدین عرف دانش علی
سید شاہ مولوی
قاضی سید بخشش علی
سید رمضان علی
سید لطف علی
سید امانت علی
سلامت بی بی
سید ولایت علی
کرامت علی
حکیم باسط علی
فخر النساء بی بی
فاطمہ بی بی
جیا بی بی
حمزہ بی بی
سید بشیر الدین
سید نصیر الدین
سید عبد الحق
سید امیر الدین
نعمت بی بی
سید علی
سید عبد الحفیظ
سید شہاب الدین عرف برخوردار
سید محمد ذاکر
سید قمر حسین
مختار فاطمہ
نصیر حسین
کفایت بی بی
فہیمہ بی بی
عصمت بی بی
سید کلیم اللہ
سید سلیم اللہ
سید ضیاء اللہ
سید حسین علی
سید حافظ علی
سید لعل محمد
سید غلام علی
سید انور علی
سید فخر الدین
سید حبیب اللہ
سید محمد ظفر
سید محمد دین
دیکھو صفحہ ۱۴۸

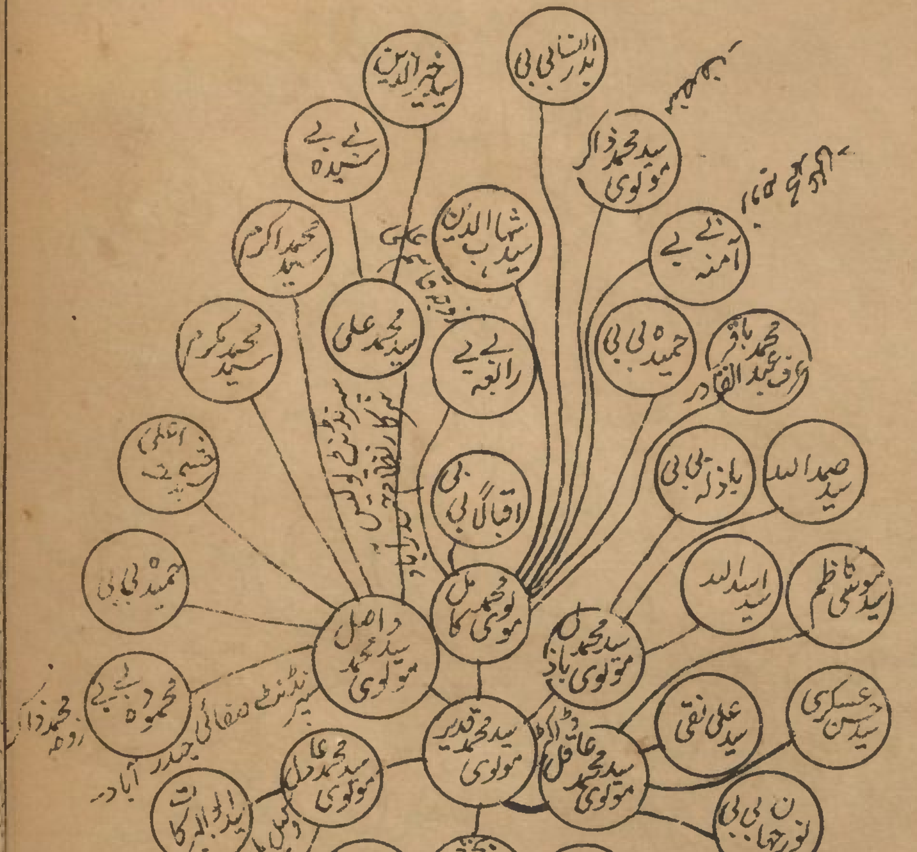

دیکھو صفحہ ۱۴۵ کتاب ہذا

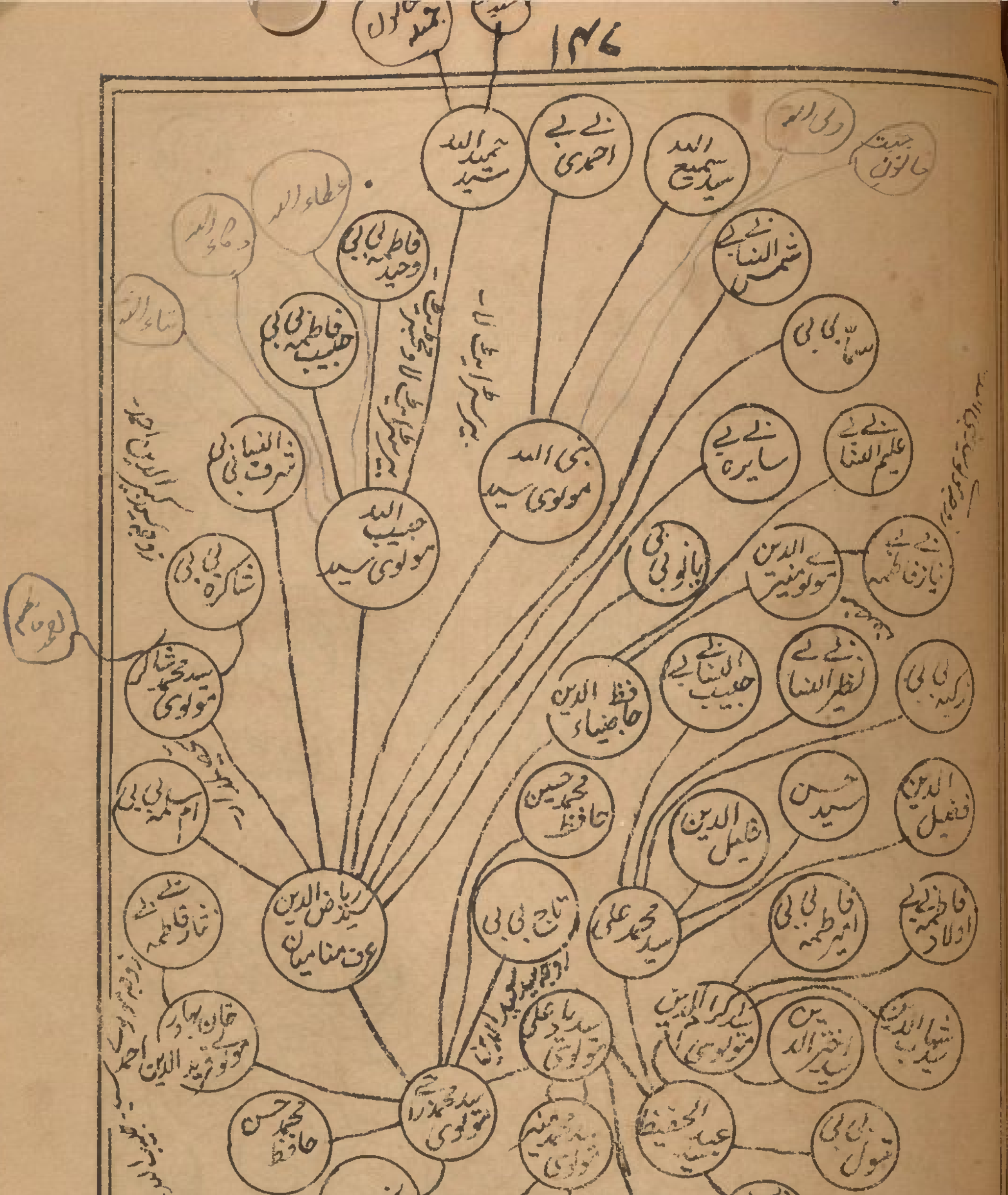

دیکھو صفحہ ۱۴۶ کتاب ہذا

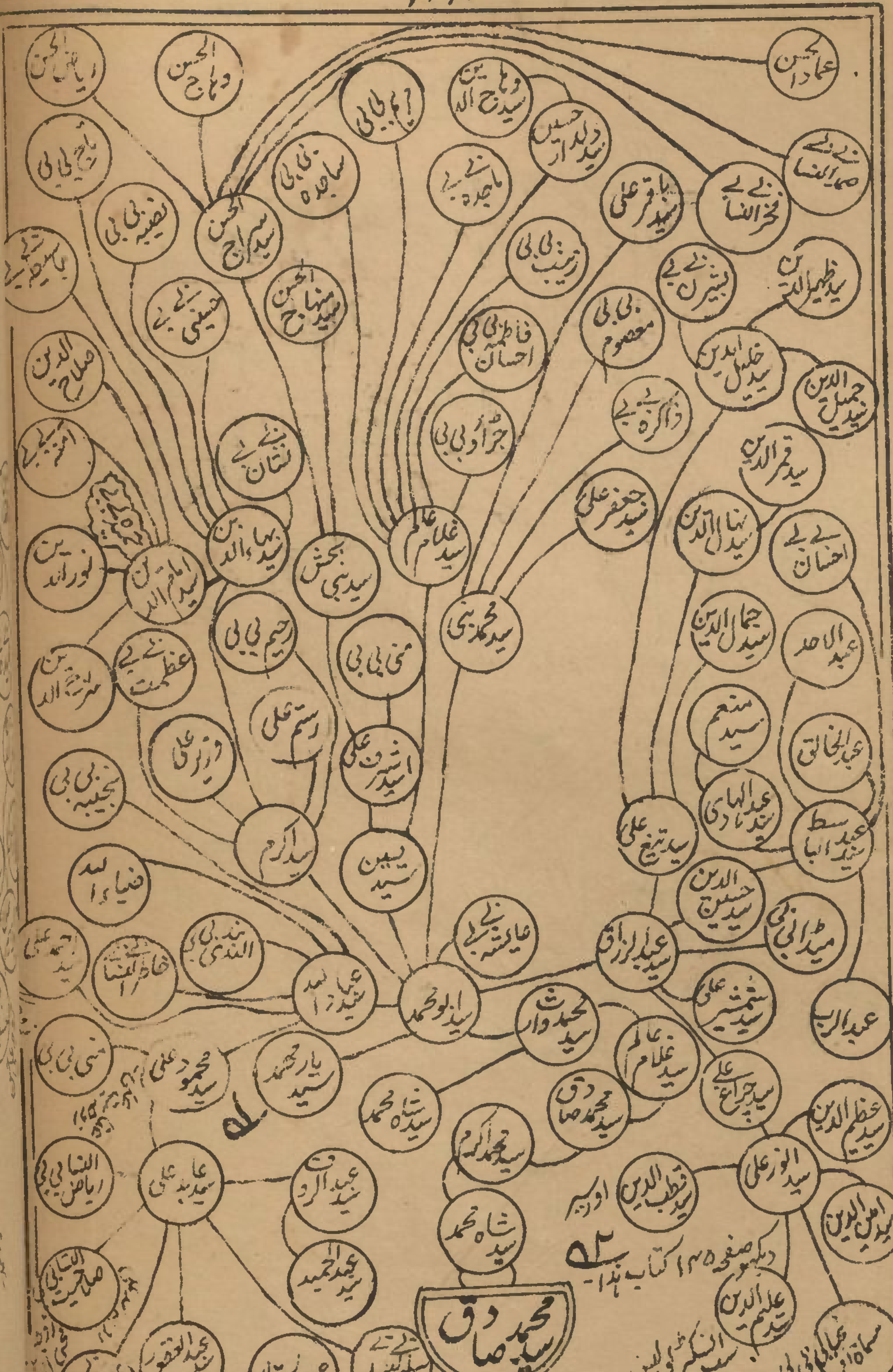
سید محمد صادق
سید شاہ محمد
سید محمد اکرم
سید محمد صادق
سید غلام عالم
سید چراغ علی
سید اعظم الدین
سید انور علی
سید قطب الدین
سید امین الدین
سید علیم الدین
دیکھو صفحہ ۱۴۳ کتاب ہذا
۵۲
سید شمشیر علی
عبد الرب
میڈا بی بی
سید حسین الدین
سید عبد الرزاق
سید تیغ علی
سید عبد الہادی
عبد الخالق
سید منعم
عبد الاحد
سید جمال الدین
احسان بی بی
سید نہال الدین
سید قمر الدین
سید جمیل الدین
سید خلیل الدین
سید ظہیر الدین
بشیرن بی بی
فخر النساء بی بی
عمدۃ النساء بی بی
عماد الحسن
سید باقر علی
سید دلدار حسین
ماجدہ بی بی
ساجدہ بی بی
سید سراج الحسن
وہاج الحسن
تاج بی بی
نفیسہ بی بی
حسینی بی بی
سید منہاج الحسن
زینب بی بی
معصوم بی بی
ذاکرہ بی بی
سید جعفر علی
سید غلام عالم
سید محمد نبی
سید نبی بخش
سید بہاء الدین
نور الدین
صلاح الدین
عظمت بی بی
رحیم بی بی
منی بی بی
سید اشرف علی
رستم علی
وزیر علی
نجیبہ بی بی
سید اکرم
سید یسین
ضیاء اللہ
عائشہ بی بی
سید ابو محمد
سید محمد وارث
سید یار محمد
سید شاہ محمد
سید محمود علی
سید عابد علی
ریاض النساء بی بی
سید عبد الحمید
سید عبد الستار

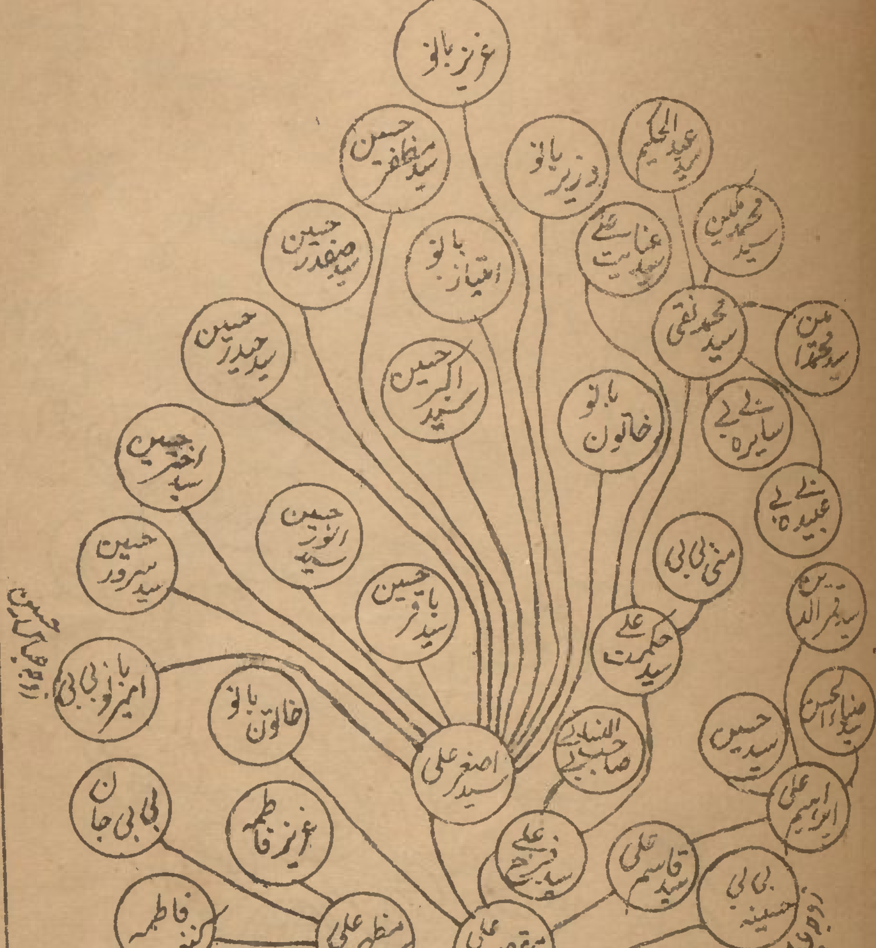
عزیز بانو
سید مظفر حسین
وزیر بانو
سید عبدالحلیم
سید محمد مکین
سید صفدر حسین
امتیاز بانو
سید محمد نقی
سید محمد امین
سید حیدر حسین
سید اکبر حسین
خاتون بانو
سایرہ بیبے
سید اختر حسین
سید انور حسین
عبیدہ بیبے
منی بی بی
سید سرور حسین
سید باقر حسین
سید حکمت علی
امیر بانو بی بی
خاتون بانو
سید اصغر علی
سید حسین
ابراہیم علی
بی بی جان
عزیز فاطمہ
سید فرخ علی
سید قاسم علی
بی بی حسینہ
کنیز فاطمہ
سید مظہر علی
سید مقصود علی
نعمت بی بی
باندی بیبے حسین زوجہ شاکر علی
سید جلال الدین
سید محمد
بتول بی بی
سید یار محمد
حاجی سید یوسف ۵ دیکھو صفحہ ۱۵۰-

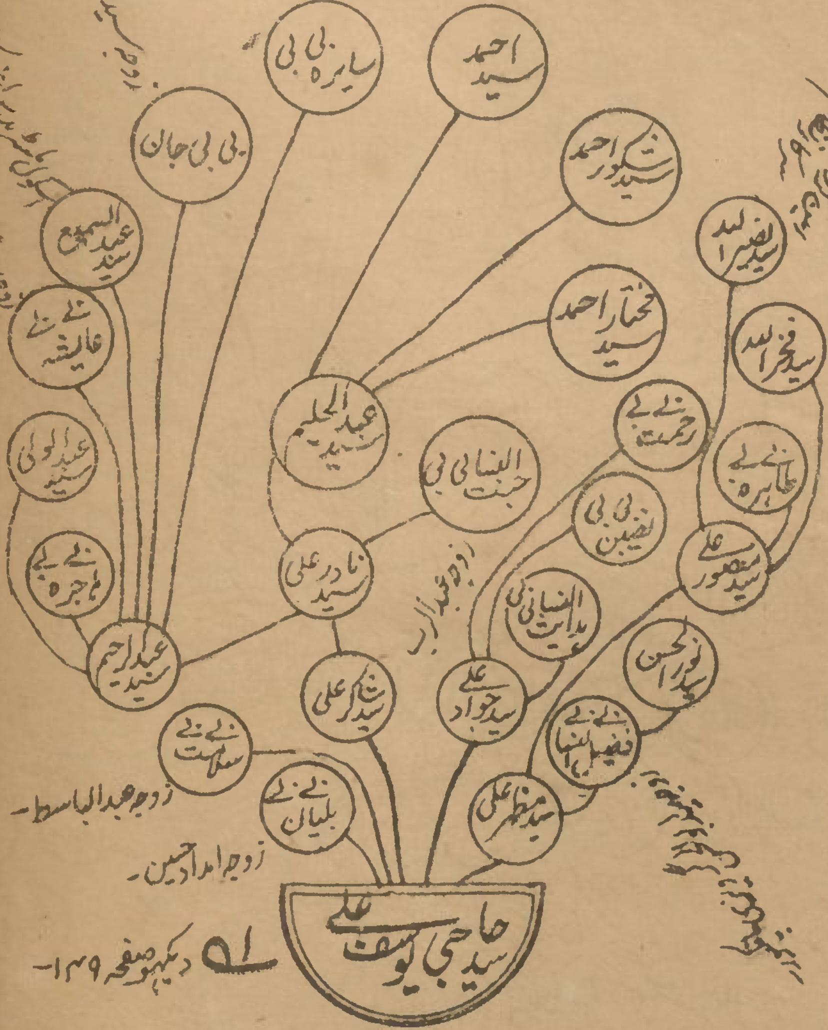
سید احمد
سایرہ بی بی
بی بی جان
سید عبد السمیع
عائشہ بی بی
سید عبد الولی
ہاجرہ بی بی
سید عبد الرحیم
سید شکور احمد
سید مختار احمد
سید عبد الحلیم
حبت النساء بی بی
سید نادر علی
سید نصیر اللہ
سید فخر اللہ
رحمت بی بی
طاہرہ بی بی
نصیبن بی بی
سید منصور علی
ہدایت النساء بی بی
زوجہ عبد الرب
سید جواد علی
سید نور الحسن
سید شاکر علی
سلامت بی بی
فضیل النساء بی بی
بلیان بی بی
سید مظہر علی
زوجہ عبد الباسط۔
زوجہ امداد حسین۔
سید حاجی یوسف علی
سلہ دیکھو صفحہ ۱۴۹۔

دوسرا خاندان حسن الحسینی قصبہ کرہ

مورث خاندان سید ابوالعباس احمد بن سید صفی الدین صفی ابن ابوالمنصور عبدالسلام بن سید سیف الدین عبدالوہاب ابن محبوب سبحانی حضرت مولانا محی الدین ابو محمد خواجہ عبدالقادر جیلانی بن ابی صالح جنگی دوست ابن سید عبداللہ بن سید محمد ابن سید یحیی زاہد بن سید شاہ محمد احمد الہ وعبد ابن سید داؤد بن سید موسی ثانی ابن عبداللہ صالح بن موسی الجون ابن عبداللہ المحض بن حسن مثنی ابن حضرت امام حسن علیہ السلام بوجہ فتنہ وفساد ہلاکو خان مغل شہر بغداد سے ہجرت کرکے شہر حلب مین ساکن ہوئے۔

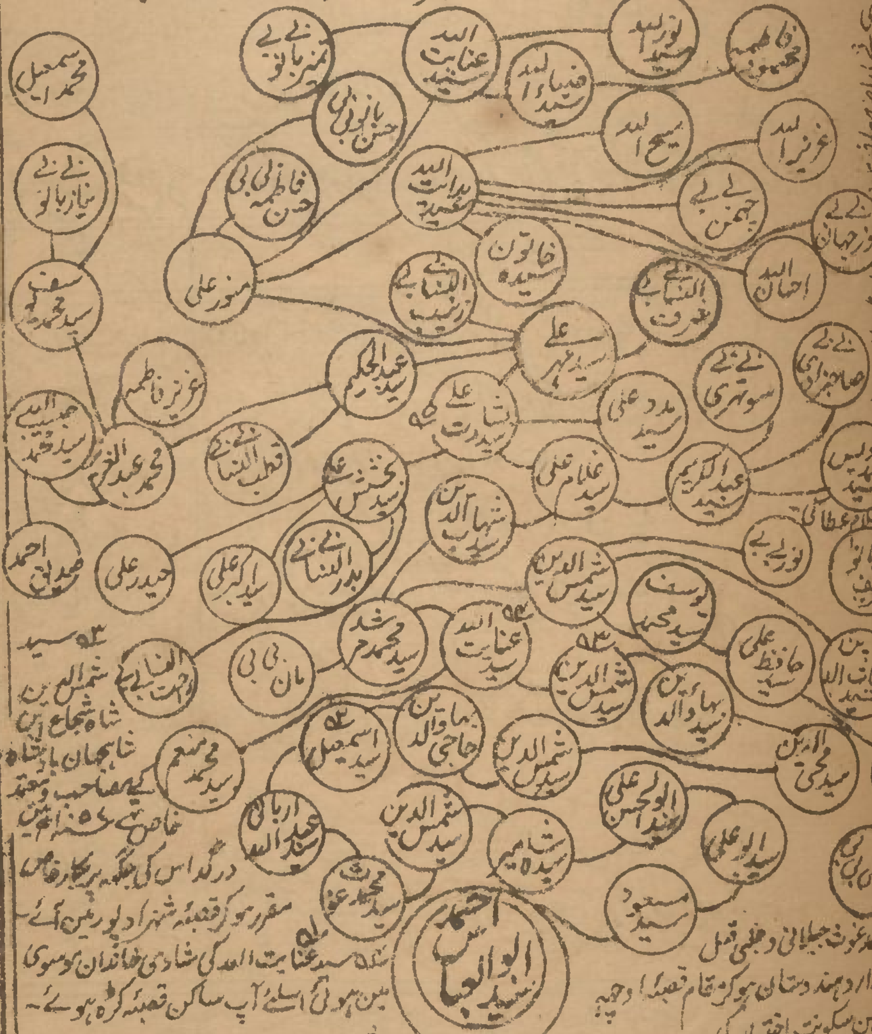

۵۳ سید شمس الدین بن شاہ شجاع ابن شاہجہان بادشاہ کے مصاحب ومعتمد خاص تھے ۵۷ شنہ مین درگذاس کی جگہ پر بکار خاص مقرر ہوکر قصبہ شہزادپور مین آئے

۵۵ سید عنایت اللہ کی شادی خاندان کو سوی مین ہوئی اسلئے آپ ساکن قصبہ کرہ ہوئے۔

مورث شجرہ اولاد۔

۵۱ سید محمد غوث جیلانی دہلی قتل ۵۳ شہ دار دہندوستان ہوکر مقام قصبہ اوچہ ملک پنجاب مین سکونت اختیار کی۔

۵۲ سید اسمعیل کو اکبر بادشاہ نے اکبر اسکہ زمین معافی لاہور مین عطا کی اس باعث سے ساکن لاہور ہوئے۔

تیسرا خاندان حسن الحسینی قصبۂ کڑہ

سید ہیبت اللہ ابن سید ہدایت اللہ بن سید محمد فیاض ابن سید محمد صالح بن سید محمد ابراہیم ابن سید ہیبت اللہ حسن الحسینی ساکن موضع ہیبت پور پرگنہ ہنگام ضلع فتحپور کی شادی مسماۃ عصمت بی بی بنت سید راجے دانشمند موسوی مشہدی قصبۂ کڑہ کے ساتھ ہوئے اسوجہ سے انکی بود و باش قصبۂ کڑہ مین ہوئی یہان ان کے ایک پسر سید محمد سعید عرف گہسیا میان پیدا ہوا اور ان کے پسر سید محمد فیاض اور انکے سید محمد سعید اور انکے سید محمد شہاب الدین اور انکے سید حسن الدین اور انکے دو پسر سید محمد حسام و سید محمد فیاض پیدا ہوئے اور موجود ہین اولاد انکی ہمراہ خاندان مشہدی قصبۂ کڑہ مین ہے۔

فہرست شیوخ و سادات جنکی اولاد اب قصبۂ کڑہ مین موجود نہین ہے اور دیگر مقامات مین ہے

نام	کہان آباد ہے
سید یوسف قتال	اولاد انکی موضع اورینی پرگنہ کڑہ مین آباد ہے۔
سید محمد غوث	اولاد انکی موضع موئی پرگنہ کڑہ متصل منجھن پور مین ہے۔
سید فخر الدین	اولاد انکی موضع کسار مین آباد ہے۔
شیخ منہاج الدین	اولاد انکی موضع کنہوا پرگنہ کڑہ مین موجود ہے۔
شیخ ضیاء الدین مظہر	اولاد انکی موضع کہکریڑ و تحصیل کہاگا مین ہے۔
شیخ بڈہ انصاری	نامعلوم۔
سالار شیخ بہاؤ الدین عثمانی	اولاد انکی موضع سید سراوان پرگنہ چایل مین ہے۔
سالار حاجی جمال	اولاد انکی موضع دولت پور پرگنہ کڑہ مین ہے۔
قاضی شہاب الدین	اولاد انکی موضع ہاشم پور کنار و موضع عمری پرگنہ چایل مین ہے۔

(شجرۂ اشخاص مندرجہ بالا راقم کو نہین ملا ورنہ درج کتاب کیا جاتا)

باب دوم متعلق قصبہ مانکپور

اقوام گہروار - بوندیلہ

گہر سے مراد گہنا اور گہرا جنگل ہے زبان قدیم مین کڑہ مانکپور اور میان دوآب اور جمنا اوس پار تا سلسلہ کوہ بندہاچل چار یا پانچسو کوس تک جنگل عمیق تہا اس جنگل مین جو راجپوت خاندان سورج ونشی سے رہتے تہے وہ گہروار راجپوت کہلاتے تہے اہل ہنود کی کتابون سے ثابت ہوتا ہے کہ سری رامچندر جی راجہ اجودہیا کے دو بیٹے راجہ کُش اور لَو تہے بعد وفات سری رامچندر کُش راجہ اجودہیا ہوا اور اُسکی اولاد مین بائیس ۲۲ پشت تک فرمانروائے راج اجودہیا رہے اور جب اجودہیا مین دوسرون کی حکومت ہوئی تو اس خاندان کی اولاد اجودہیا سے منتشر ہوکر جہان جہان آباد ہوئی وہان وہان اقطاع ہند مین دوسرے خطابون سے معروف ہوگئی چنانچہ کشن راج سورج ونشی راجہ کاشی کی اولاد کاشی سور کہلاتی ہتی راجہ کشن راج کا بیٹا راجہ گہردیپ تہا اور یہ راجہ کثیر الاولاد تہا اُسکی اولاد منتشر ہوکر مقامات کوہستانی اور صحرائی مین آباد ہوئی بباعث سکونت جنگل یا بسبب ہونے اولاد راجہ گہردیپ کے گہروار راجپوت کہلائی گئی راجہ گہردیپ کے دسوین پشت اولاد مین راجہ بیربہدر پیدا ہوا اُسکے زوجہ اول سے بہت سے بیٹے تہے اور دوسری زوجہ سے صرف ایک لڑکا راجہ پنچم نام پیدا ہوا جب راجہ پنچم جوان ہوا تو یہ بہادر اور لایق تہا مگر اُسکے سوتیلے بہائیون نے اُسکو بہت تنگ اور پریشان کیا آخر عاجز ہوکر راجہ پنچم گہروار بندہاچل پہاڑ کی بندہ باسنی دیوی کے استہان پر گیا اور وہان جاکر ایک تلوار اپنی گردن پر اس غرض سے ماری کہ سر کاٹ کے دیوی کی نذر گذرانی ہنوز نہ گردن جدا نہین ہوئی تہی کہ دیوی نے درشن دیا اور ارشاد کیا کہ تیری نذر قبول ہوئی تو اور تیری اولاد صاحب اقبال اور صاحب حکومت ہوگی اور مین تیری امداد کرونگی اور ہمارے نام پر تیری گردن سے خون کی بوندین گری ہین تیری نسل اب بوندیلہ مشہور ہوگی چنانچہ راجہ پنچم کی اولاد بوندیلہ معروف ہوئی -

سنہ ۳۵ھ مین رام دیو راٹھور راجہ قنوج کا ہوا یہ راجہ بڑا اقبالمند تہا اسکی حکومت کشمیر سے
تا ملک بنگالہ قایم ہو گئی تہی اور تمامی ہند مین راٹھور راجپوت نظر آنے لگے تہے راجہ رام دیو
نے ۴۵ سال حکومت کی جسکا نتیجہ ہوا کہ راج قنوج انکے ہاتھ سے جاتا رہا اور یہ تاب چند سنو دیہ
جو راجہ رام دیو کا سپہہ سالار تہا راجہ قنوج کا بن گیا اسوقت بوجہ بدعملی راج قنوج
ایک چھوٹی ریاست کی حیثیت پر ہو گیا تہا۔

رائے مال دیو عرف مان دیو جو میان دوآب کا رہنے والا اور قوم گہروار راجپوت سے تہا
اور راٹھورون کا رشتہ دار قریب تر تہا اس لئے اپنی قوت بڑہائی اور ایک جمعیت کثیر
کے ساتہہ حملہ کیا اور قنوج و دہلی کو فتح کر کے زبردست راجہ ہو گیا راجہ مان دیو کو آباد کرنے
شہر اور قصبونکا بڑا شوق تہا اس لئے اول شہر قنوج کو بڑی رونق دی اسکے عہد مین
تین ہزار مکانات پان بیچنے والی اقوام تنبولی کی شہر قنوج مین تہی اس راجہ نے
دریائے گنگا کے شمالی کنارے پر سنہ ۱۲۱ھ مین ایک قصبہ اپنے نام سے آباد کیا جس کا
پہلا نام مان پور تہا اور بعد مین مانکپور کہلایا اس راجہ نے ۴۲ سال راج پاٹ کر کے
لاولد وفات پائی اسکے بعد راج قنوج چھوٹی چھوٹی ریاستون مین تقسیم ہو گیا اور
اقوام گہروار اور راٹھور کا بہی ایسا خلط ملط ہو گیا کہ اس نسل کے لوگ کبھی اپنے تئین
گہروار اور کبھی راٹھور کہنے لگے۔

اقوام گہروار مانکپور مع دیگر حالات

سلطان قطب الدین ایبک بادشاہ دہلی نے جب سنہ ۵۹۹ھ مین کڑہ مانکپور کو
اپنے زیر حکومت کر لیا تو یہان کے راجگان جے چند و مانک چند گہروار کڑہ مانکپور سے
بنارس کے قریب قیام پذیر ہوئے اور بمقام کیرا منگرول ضلع بنارس مین چودہ پرگنہ کی
ریاست قایم کر لے راجہ شیو دیو نے ایک جزو اس علاقہ کا مہاراجہ بنارس کو دیدیا تھا
تاہم اسکی اولاد کئی پشت تک بدستور قابض رہی سلاطین لودہی کے عہد دولت مین سرکار
دہلی سے ناموافقت ہوئی تب راجہ دیودت نے دین اسلام قبول کیا یہان کی جاگیر [illegible]

اب تک اولاد راجہ دیودت اس پرگنہ مین موجود ہے اور اقوام گہروار پٹھان کے لقب سے معروف ہے علی ہذالقیاس قصبہ مانکپور کے گرد و نواح موضع بچھا بھیٹ یا قصبہ سلون کے مسلمان گہروار راجپوت بہی پٹھان گہروار کہلاتے ہین۔ اور جب راجہ دیودت نے دین اسلام قبول کیا تو اوسکا بھائی راجہ گودن دیو ایک دلیر و بہادر شخص تھا اس نے کیراسنگرول سے علیحدہ ہوکر اقوام بہر کی ریاست پر تاخت و تاراج کرنا شروع کیا اور بہرونکو زیر کرکے زیر دامن کوہ بندہاچل بمقام کنتت سکونت اختیار کی اور زبردست راجہ بہانکا ہوگیا راجہ گودن دیو کی وفات پر راج کنتت دو حصون مین تقسیم ہوگیا یعنے ریاست بیجے پور ضلع مرزاپور راجہ ادگرسین کو اور ریاست مانڈہ ضلع الہ آباد راجہ شیوراج دیو کو ملی۔ اور اب یہ گہروار راجپوت۔ گنگا اور جمنا کے درمیان اور بندیلکھنڈ اور روہیلکھنڈ اور اضلاع گورکہپور۔ بنارس۔ غازیپور۔ مرزاپور۔ الہ آباد۔ پرتاب گڈہ وغیرہ مین پائے جاتے ہین مگر ان سب گہرواروں کے سرغنہ راجگان کنتت ضلع مرزاپور اور مانڈہ وغیرہ ضلع الہ آباد ہین لیکن مرزاپور کے راجگان کنتت دعویدار ہین[۱] کہ وہ راجگان قنوج راٹھوروں کی اولاد سے ہین اور سر[۲] ایچ۔ ایم۔ الیٹ صاحب کے بیان کے مطابق یہ امر مشتبہ ہے کہ آیا قنوج کے راٹھوروں سے پہلے یا اونمین شامل ہونیکے بعد یہ لوگ قنوج سے علیحدہ ہوئے جبکہ شہاب الدین محمد غوری نے آخری فتح قنوج پر حاصل کی تہی اور راے مان دیو راجہ قنوج جو قصبۂ مانک پور کا بانی تہا اوسکے خاندان مین یہان کی حکومت چند ہی روز رہی ہوگی کیونکہ یہ راجہ لاولد فوت ہوا ہے دوسرے ہیون تسنگ سیاح چینی ساتوین صدی عیسوی مین جب وارد کڑہ مانکپور ہوا تھا تو وہ لکھتا ہے کہ یہان آیا مکھی خاندان کے لوگ حکمرانی کرتے ہین اور پہر تین چار سو برس بلکہ مسلمانون کے حملہ مجاہدانہ تک اسکا تعلق راج قنوج سے پایا نہین جاتا۔

سنہ ۱۰۳۶ع مین لشکر سید سالار مسعود غازی سے کڑہ مانک پور اور صوبہ اودہ مین جو لڑائیان ہوئین وہ اقوام بہر رایان صوبہ سے ہوئین تہین اور اسکے بعد بہی شیوخ اسلام جو غازی میان

---

[۱] دیکھو صحیفہ زرین صفحہ   [۲] دیکھو رسالہ الیٹ صاحب

کے ساتھی تھے اون سے جو معرکہ جنگ چالیس برس تک درپیش رہا یہ سب اقوام بہر کے سردار تھے اگرچہ مجاہدین اسلام نے قوم بہر کو شکست دیکر جابجا اپنا قبضہ کرلیا تھا لیکن سید سالار مسعود غازی کا شہید ہوجانا مسلمانون کی دل شکنی کا سبب ہوگیا اور اقوام بہر بہی پس پا اور پائمال ہوچکی تھی۔ سردار گہرور نے بزور راجہ قنوج کڑہ مانکپور پر اپنا قبضہ کرلیا اور اس خاندان کی حکومت تا دورہ سلطنت اسلام قایم رہی جنمین اخیر راجکان کو سلطان قطب الدین ایبک بادشاہ دہلی نے شکست دیکر اس ملک کو شامل سلطنت دہلی کرلیا چونکہ اسوقت مسلمانون کی حکومت کا دورہ تھا اور اس ملک مین مسلمانون کی آبادی کم تھی اس لئے سلاطین دہلی نے واسطے اشاعت دین اسلام اور بقائی سلطنت کی غرض سے مسلمانون کو معافیات وجاگیرات دینا مناسب خیال کیا تہا کہتے ہین کہ شمس الدین التمش بادشاہ دہلی نے کڑہ کی معافیات سید شاہ قطب الدین محمد مدنی کو اور قصبہ مانکپور کی معافی بطور آل تمغا سید شاہ شہاب الدین گردیزی کو عطا فرمائین اور یہانکے لوگ سرکش زیادہ تھے اس لئے ایک قوم شیوخ وامغانی جو نہایت دلیر اور جری تھی اُنکو معافیات عطا کرکے یہان آباد کیا تھا اور وقتاً فوقتاً اس قوم کے لوگون کو سرکار دہلی سے بڑے بڑے عہدہ اور منصب عطا ہوئے جنکا ذکر راقم قوم کے عروج وتنزل کے ساتھ بیان کریگا اسوقت یہ حصۂ ملک ولایت کڑہ مانکپور کے نام سے موسوم ہوکر ایک گورنر یا جاگیردار کی ماتحتی مین تہا اوائل عملداری اسلام مین مانکپور بڑی رونق پر تہا اور سلطنت افاغنہ مین دہلی کو چک شمار ہوتا تھا کیونکہ گورنران ولایت کی جاے سکونت تھی سلطنت شرقیہ جونپور مین اسکو زوال ہوا کوئی گورنر یہان نہین تہا بلکہ صوبہ اودہ قرار دیا گیا تہا اور جب سلطنت شرقیہ کو زوال ہوا تو پہر صوبہ کڑہ مانکپور مقرر ہوا اسوقت سے گورنر کی جائے قیام خاص کڑہ مین ہوئی اور قصبہ کڑہ کو بہت رونق ہوئی اور سلطنت مغلیہ مین جب صوبہ کڑہ مانکپور شکست ہوکر صوبہ الہ آباد ہوا اوسوقت سے قصبہ کڑہ کو بہی زوال ہوا اور وہ وقعت کڑہ اور مانکپور کی باقی نرہی تاہم ایک ایک ضلع کا صدر مقام قصبۂ کڑہ و مانکپور مین تہا۔

سرکار مانکپور مین چودہ محالات یعنے حویلی مانکپور۔ قریات گذارہ۔ قریات پانگاہ۔ ارول (پرتاب گڈہ) جلال پور۔ بلکہر۔ تہولینڈی۔ رائے بریلی۔ دلمؤ۔ جالئیس۔ نصیر آباد۔ سلون۔ کسوت (کہیرون)۔ بہلول تہے۔ اسوقت محالات مذکور مین کل ضلع پرتاب گڈہ اور دو ثلث حصہ ضلع رائے بریلی اور ایک حصہ ضلع سلطان پور مین شامل ہے
سرکار مانکپور کے منجملہ چودہ محالات کے تین محال جواب تحصیل کنندہ ہے بصراحت تحریر کئے جاتے ہین۔

نام محال	رقبہ مزروعہ بحساب بیگہ	جمع بحساب دام	جمع بحساب سکہ انگریزی	کیفیت
حویلی مانک پور	١٢٩٨٣٠	٤٦٣٧٧٢٩	١٤٨٣٤٣	یہ رقبہ مقبوضہ مسلمانون کا تہا جسکو پانچسو سوار اور چہہ ہزار پیادہ کی بہمرسانی کی ذمہ داری تہی۔
قریات گذارہ	٥٣٠٠٦	٢٣٤١٠٧٧	٤١٥٢٧	اس محال کی آمدنی افسرونکے لئے مقرر تہی اور زیادہ رقبہ مین بسینون کا مقبوضہ تہا اور چوبیس ٢٤ سوار اور سات سو پیادہ کی بہمرسانی کی ذمہ داری تہی۔
قریات پانگاہ	٢٢١٢٠	١١١٧٩٣٦	٢٧٩٣٨	اس محال پر زیادہ تر بسین قابض تہے اور بیس سوار اور چار سو پیادہ کی بہمرسانی کی ذمہ داری تہی مابقی آمدنی اصطبل شاہی کے صرفہ مین تہی۔
میزان	٢٠٤٠٩٥٦	١٠٣١٤٧٤٢	٢٥٦٩١٨	**نوٹ** ۴۰ دام عہد اکبر بادشاہ مساوی ایک روپیہ سکہ حال انگریزی کے ہین۔

اور ضلع کے اعلی افسر فوجدار اور چودھری اور عامل تھے اور عہد فرمانروایان اودہ مین سرکار کے بجاے لفظ چکلہ اور محال کے بجاے لفظ پرگنہ استعمال ہوا اور حاکم ضلع کا نام چکلہ دار اور حاکم پرگنہ کا نام تحصیلدار قرار پایا ۱۷۶۲ء مین چکلہ مانک پور شامل صوبہ اودہ ہوا اور نواب آصف الدولہ بہادر نے اپنی بیوہ مان کے نام پرگنہ جات سلون اور جایس اور نصیر آباد جاگیر مین لکھدی اور پرگنہ راے بریلی۔ دلموٗ۔ تھولینڈی۔ کسوت۔ (کہیرون) چکلہ دار بیسواڑہ کی تحت مین کردی اور پرگنہ ارول۔ بہلول جلال پور۔ بلکہر۔ سلطان پور کی نظامت مین شامل کردی اور مابقی حصہ چکلہ مانک پور کے نام سے موسوم رہا اور سلطان پور مین قسمت یعنے نظامت قایم ہوئی اور نظامت کے حاکم کا نام ناظم تہا پس ناظم سلطان پور کی طرف سے ایک حاکم بلقب چکلہ دار اہلاد گنج جسکے حد اختیار مین پرگنہ جات مانک پور۔ بہار۔ ڈہنگوس۔ رام پور تہی جواب تحصیل کنڈہ مین واقع ہین اور مانک پور مین صرف تحصیلدار اور کوتوال سائر تہا عہد انگریزی مین اول تحصیلداری اور تہانہ پولیس مانک پور مین رہا پہر یہان سے تحصیلداری اہلاد گنج اور بہار مین گئی اور اب کنڈہ مین ہے اور تہانہ پولیس سنگرام گڈہ مین گیا اسوقت مانک پور مین چوکی ٹون پولیس اور دیہاتی اسکول اور برنچ پوسٹ آفس باقی ہے اور تنخواہ ٹون پولیس کی ٹکس گہر دواری قصبہ سے دیجاتی ہے۔

قوم بسین راجپوت

قصبہ مانک پور مین قوم بسین آباد نہین ہے لیکن حوالی کڑہ و مانک پور مین صاحب ریاست ہے اس قوم کے تین گروہ ہین گروہ اول مواضعات کناتوان۔ کہمی پور۔ ایدہ۔ راجہ پور۔ شکردہ۔ لرو۔ دہیانوان۔ مین پور۔ پورمئی۔ پورے موٗ۔ بہیری وغیرہ تحصیل کنڈہ ضلع پرتاب گڈہ مین اور مواضعات کاجیجوا اور موضع بمروا وغیرہ تحصیل چایل اور موضع کاستی تحصیل سورام ضلع الہ آباد مین آباد ہے اور اس گروہ کے مورث کا نام کولہو جیپو ہے یہ گروہ قبل عملداری اسلام یہان آباد ہوا ہے کہتے ہین کہ اقوام بہر سے انہون نے

ریاست حاصل کی ہے اور اپنا وطن راج منجھولی بیان کرتے ہین لیکن راج منجھولی سے انکا بہات نہین ہے بوجہ امتداد ایام اس گروہ سے دوسری اقوام مین ایسا خلط ملط ہوگیا ہے کہ دوسرا اور تیسرا گروہ انکو بہرون کی ذریات سے خیال کرتا ہے اور اِن کے مورثون کے نام ایسے ہین کہ جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ انمین اصلی اقوام ہند کا خون شامل ہے ۔

گروہ دوم اِسکی جلاوطنی راج منجھولی سے باوقات مختلف بیان کیجاتی ہے انمین سے بعض مقام کے لوگ اپنی جلاوطنی حکومت اسلام سے پہلے اور بعض سلطنت دہلی کے قایم ہونیکے بعد اور بعض شاہان اودہ کا زمانہ بیان کرتے ہین اس گروہ کے لوگ مواضعات بداؤن وشاہ پور ۔ اندہاوان ۔ پورب سریرہ ۔ پچہم سریرہ ۔ وغیرہ تحصیل منجہن پور اور مواضعات ڈہمائی اور کنوار تحصیل سراتہو ضلع الہ آباد مین اور مواضعات پچہاؤن ۔ آمرا ۔ ایران ۔ جہمی ۔ پورین ۔ رتن پور ۔ بہریاوان تحصیل کہاگا اور موضع ساتون زینی تحصیل غازیپور ضلع فتحپور مین آباد ہین اس گروہ مین بعض کا بہات راج منجھولی سے ہوگیا ہے اور ان مین بعض کے پاس تہوڑی زمینداری ہے اور بعض علاقہ دار کلان ہین ۔

گروہ سوم ۔ تعلقہ داران رام پور ۔ ڈہنگوس ۔ دہنگڈہ ۔ بہدری ۔ چوراس ۔ دہیانوان ۔ شمشیرپور تحصیل کندہ ضلع پرتاب گڈہ و تعلقہ دار ضلع گونڈہ ہین ۔ انکی اصلیت اور جلاوطنی راج منجھولی سے بصراحت تحریر کیجاتی ہے ۔

اصلیت قوم بسین

میور بہٹ [1] بن راما چارج [2] ابن بہیما چارج [3] بن اسوتہما چارج [4] ابن درونا چارج [5] بن سری پرسرام جی [6] ابن جمدگن [7] بن رچیک [8] ابن اورنہ [9] بن ایلوان [10] ابن جیون [11] بن تبیش [12] بن کوی [13] ابن بہرگ جی [14] ۔ میور بہٹ کی پیدایش مہاراشٹ دیش کی ہے اور تعلیم کی غرض سے شہر کاشی مین آئے اور یہان انہون نے چارون وید اور چہہ شاستر پڑہ کے بہٹ کا خطاب حاصل کیا اور موضع کلراڈیہہ پرگنہ بیٹہورہ تحصیل نگرا ضلع اعظم گڈہ مین سکونت اختیار کی اور یہان انہون نے ایک عورت قوم کورمی کو اپنی زوجیت مین داخل کیا تھا جسکے بطن سے ایک لڑکا پیدا ہوا

جو کنبیون کا مورث اعلیٰ ہے اور جسکی اولاد اب تک اس پرگنہ اور دیگر مقامات مین صاحب ریاست وزمیندار ہے۔

میورہبٹ ایک بہادر شخص تھے دریاے گہاگرہ یا راوتر کے بہر فنگی ریاست پر حملہ آور ہوکر فتحیاب ہوئے اور ایک قطعہ ملک پر قابض ہوگئے یہان انہون نے تین قوم کی عورتون سے شادی کی اول مسماۃ سورج پربہا جو سورج ونشی خاندان راجگان اجودہیا سے تہے اور اسکے بطن سے ایک لڑکا بسوسین نام پیدا ہوا جو اپنے باپ سے بہی زیادہ بہادر اور اولالعزم تہا اسنے راج منجہولی کی بنیاد ڈالی جو اب پرگنہ سلیم پور ضلع گورکہپور مین واقع ہے اور زبردست راجہ ہوگیا اور اسکی اولاد صاحب ریاست ہوئی اور بسین کہلائی دوسری عورت میورہبٹ کی قوم بہوینہار سے تہی اسکے بطن سے جو بیٹا پیدا ہوا اوسکا نام بلکل تہا اور اس لڑکے کی اولاد مین تمکوہی اور کواری کے بگوچہ بہوینہار ہین تیسری عورت انکی مسماۃ ناگ سینی قوم برہمنی راجہ مہ پور کی لڑکی تہی اسکے بطن سے ایک لڑکا ناگ سین نام پیدا ہوا جسکی اولاد مین پیاسی کے مصر ہین۔

نوٹ

میورہبٹ کے زمانے مین شاید قانون بیاہ اسوقت کا نہین تہا۔

بنسا دلی راے ہوم مل مورث تعلقہ داران تحصیل کنڈہ ضلع پرتاب گڈہ

۱ راے ہوم مل بن	۲ راے سروپ مل	۳ راجہ گہونبس منجہولی	۴ راجہ کنول کرشن مل	۵ راجہ بسدیو مل	۶ راجہ بہادر مل
۷ راجہ ترب مل	۸ راجہ آردین مل	۹ راجہ بلبہدر مل	۱۰ راجہ بہیم مل	۱۱ راجہ دہیر مل	۱۲ راجہ مادہو مل
۱۳ راجہ انرود مل	۱۴ راجہ دیپ مل	۱۵ راجہ بہوپ مل	۱۶ راجہ ہردیو مل	۱۷ راجہ دہوم سین	۱۸ راجہ گنگا دت سین

۱۹ راجہ بنی دت سین	۲۰ راجہ دہوم سین	۲۱ راجہ دہرم سین	۲۲ راجہ جیت دہریا سین	۲۳ راجہ کرپال سین	۲۴ راجہ جے جیت سین
۲۵ راجہ امرت دت سین	۲۶ راجہ پرتہو پال سین	۲۷ راجہ اکلمہ سین	۲۸ راجہ پرتاب سین	۲۹ راجہ کرم سین	۳۰ راجہ پرتہو سین
۳۱ راجہ مان سین	۳۲ راجہ پال سین	۳۳ راجہ ارجن رای سین	۳۴ راجہ چکردہن سین	۳۵ راجہ گمہیر سین	۳۶ راجہ بیشر دت سین
۳۷ راجہ اندرمان سین	۳۸ راجہ پرسورام سین	۳۹ راجہ کرپانند سین	۴۰ راجہ کومل راؤ سین	۴۱ راجہ دہول راو سین	۴۲ راجہ ببرن سین
۴۳ راجہ سکرت سین	۴۴ راجہ بکرم سین	۴۵ راجہ بہیم سین	۴۶ راجہ راج سین	۴۷ راجہ کہڑک سین	۴۸ راجہ ہرچند سین
۴۹ راجہ راؤ سین	۵۰ راجہ نند سین	۵۱ راجہ دیال سین	۵۲ راجہ کرتا سین	۵۳ راجہ امراؤ سین	۵۴ راجہ دہورندر سین
۵۵ راجہ انت سین	۵۶ راجہ چکر سین	۵۷ راجہ اودے مال سین	۵۸ راجہ گجپال سین	۵۹ راجہ کرتا سین	۶۰ راجہ کلیان سین
۶۱ راجہ جے مال سین	۶۲ راجہ مال سین	۶۳ راجہ منمال سین	۶۴ راجہ کنک سین	۶۵ راجہ اندر سین	۶۶ راجہ اگجی سین
۶۷ راجہ منمال سین	۶۸ راجہ امراؤ سین	۶۹ راجہ اوتر سین	۷۰ راجہ جے گوبند سین	۷۱ راجہ گوپال سین	۷۲ راجہ گنگو سین
۷۳ راجہ دہیان سین	۷۴ راجہ گوپال سین	۷۵ راجہ کرپال سین	۷۶ راجہ پرتہوی پال سین	۷۷ راجہ جے پال سین	۷۸ راجہ ہرپال سین
۷۹ راجہ دہیرت سین	۸۰ راجہ ہرچند سین	۸۱ راجہ سنکر دت سین	۸۲ راجہ گوپال سین	۸۳ راجہ ہردی سین	۸۴ راجہ جیپال سین
۸۵ راجہ گج سین	۸۶ راجہ پرتہو سین	۸۷ راجہ مان سین	۸۸ راجہ مان چین سین	۸۹ راجہ بیران سین	۹۰ راجہ سندیپ سین
۹۱ راجہ چند سین	۹۲ راجہ منمال سین	۹۳ راجہ بیر سین	۹۴ راجہ منڈپال سین	۹۵ راجہ لبو سین مورث	

ذکر قیام رائے ہوم مل اور ترقی اولاد اور ریاست

جب حسین شاہ شرقی بہلول خان لودہی بادشاہ دہلی کے حملوں سے مفرور ہوکر پٹنہ کی طرف چلا گیا ہے اور سرگردان چاروں طرف حیران و پریشان پہرتا تھا اور جونپور کی حکومت کی تمنا

اسکے دل مین بہری ہوئی تہی لیکن شہنشاہ دہلی سے کچہہ بس نہین چلتا تہا اس صحرانوردی مین راجگان کنتت اور راجگان منجہولی سے دوستی ہوگئی تہی اس درمیان مین شیر خان گورنر کڑہ مانک پور اور مبارک خان گورنر کہتولی (ٹانڈہ) سکندر بادشاہ ابن بہلول خان لودہی سے باغی ہوگئے اور حسین شاہ شرقی جو آوارہ پہر رہا تہا وہ بہی انکے شامل ہوگیا اور راجگان کنتت و منجہولی تو اس بلوہ کے بانی تہے ہی اپنی اپنی فوجین لیکر مبارک خان کی امداد کو پہونچے اور لشکر بلوائیان کی تعداد قریب دو لاکہہ کے ہوگئی تہی اب سکندر شاہ لودہی بافوج گران انکے مقابلے کو آیا اور ۸۹۷ھ مین ایک جنگ عظیم کے بعد شیر خان اور مبارک خان قتل ہوگئے اور لشکر بلوائیان پراگندہ ہوکر ادہر ادہر ہوگیا سرداران گہروار نے زیر دامن کوہ ہماچل گنگا کے کنارے اقامت اختیار کی اور سرداران منجہولی سے رائے ہوم نے صحرائے مانک پور کی طرف رخ کیا۔ کیونکہ انکو راجہ مانکچند یا اسکی اولاد مین نواسہ ہونیکا دعوی تہا پس صحرائے مانک پور مین بود و باش اختیار کی اس جنگل مین انکی رائے پورندر پیدا ہوے رائے پورندر نے موضع پور بارہ مشمولہ تعلقہ رام پور آباد کیا جو مانک پور سے بفاصلہ ۸ کوس جانب شمال واقع ہے معلوم ہوتا ہے کہ رائے ہوم مل اور انکی اولاد کا یہی مقام مامن تہا اگرچہ بعض روایات سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ گروہ بسین کا اول موضع بدگوان مین قیام ہوا ہے شاید پہلے کچہہ دنون اس موضع مین بود و باش رہی ہو رائے پورندر کے رائے گوپال پیدا ہوئے انہون نے اپنی قوت بڑہائی اور اپنے مقبوضہ جنگل مین مواضعات رائے پور تبائین۔ رائے گڈہ بہٹنی آباد کئے اس درمیان مین سوم بنسیان پرتاب گڈہ نے زور پکڑا اور مسلمانان جاگیرداران مانک پور کے علاقہ مین لوٹ مار شروع کر دی اور قوم بسین جو اسوقت بہادری مین شہرت رکہتی تہی سوم بنسیان پرتاب گڈہ کی سد راہ ہوئی اور مسلمانون نے بسینون سے موافقت کی اب بسینون نے مابین راہ مانک پور اور پرتاب گڈہ اپنے ڈیرے لگائے سپاہیون کے ڈیرہ لگانے سے اس مقام کا نام ڈیرہ مشہور ہوگیا اور پہر جب آبادی بسینون کی ہوئی تب بہی بستی کا نام ڈیرہ ہی کہلایا اور اب تک موضع کا یہی نام کاغذات مین لکہا جاتا ہے یہان رائے گوپال کے رائے راگہو مل پیدا ہوئے اور انکی دو عورتین تہین

پہلی عورت سے رائے اسکرن اور رائے کاشی اور رائے کہیم کرن تین بیٹے اور دوسری عورت سے رائے رنجیت اور بابو رائے دو بیٹے پیدا ہوے رائے راگھو مل اور اونکے بیٹے لایق اور بہادر تھے انہون نے ڈاکہ زنی پر کمر باندہی حکام شاہی نے بنظر امن رائے راگھومل کو عہدہ چودہری مانک پور عطا کیا انکی خوش انتظامی سے خطاب رائے رایان اور ایک وسیع قطعہ آراضیات افتادہ وجنگل مانک پور کے قریب وجہ معاش مین بطور تمغہ انعامی سرکار دہلی سے عطا ہوا اسوقت سے لوٹ مار علاقہ کا سلسلہ تو بند ہو گیا رائے راگھومل اور اونکی اولاد آراضیات عطیہ سلطانی کے آباد کرنے اور ریاست کے ترقی دینے مین مصروف ہو گئے کیونکہ آراضیات عطیہ سلطانی کو رائے راگھومل نے اپنی پہلی عورت کے تینون بیٹون مین تقسیم کر دیا تھا اور جو موضع اوسوقت خام تحصیل ہوتا تھا اوسکی قبولیت اپنے بیٹون کے نام کرا دیتے تھے چونکہ رائے رایان راگھومل وقت تقرری عہدہ چودہری سے مانک پور مین بود و باش رکھتے تھے اس لیئے رائے اسکرن بڑے بیٹے اپنے باپ کی حیات مین باپ سے جدا ہو کر رام پور مین جو اسوقت فتحگڈہ کے نام سے معروف تھا مسکن گزین ہوئے من بعد اسیطرح دوسرے بیٹے رائے کاشی ڈہنگوس مین اور تیسرے رائے کہیم کرن مقام ڈیرہ مین مقیم ہوے اور بعد وفات رائے راگھومل رنجیت رائے موضع کندہولی اور بابو رائے موضع بابو پور مین آباد ہوے اوسوقت سے مانک پور کی سکونت کا تو خاتمہ ہو گیا لیکن اولاد اور ریاست کو انکی روز افزون ترقی ہوتی گئی اور مسلمان جاگیرداران اور معافیداران جیسے بڑہے تھے کچھ دنون ترقی پر رہے اور آخر گہٹنے کی نوبت پہونچی اور ایسے گہٹے کہ اب عروج وتنزل کے حالات اونکے لکہنا دشوار ہین۔

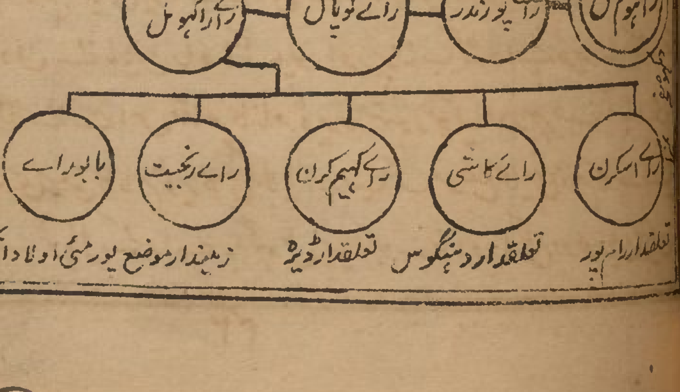

فہرست علاقہ جات سندی اولاد راجہ ہوم مل سین واقع تحصیل کہنڈہ ضلع پرتاپگڈھ

نام تعلقہ	نام تعلقدار حال	تعداد مواضعات [illegible] (علاوہ علاقہ نوخرید)	جمع مالگذاری [illegible] (علاوہ رقومات سوائی [illegible])
رام پور (ا ب)	راجہ اودہیش سنگھ	۲۱۰ موضعات حدبستی علاوہ علاقہ مواضعات نوخرید	ایک لاکھ [illegible] علاوہ علاقہ دیہات نوخرید
دہنگوس: علاقہ پوانسی	لال شیو پرتاپ بہادر سنگھ	۹۴ مواضعات	[illegible]
دہنگوس: علاقہ دہنگڈہ حصہ ۹	لال جگدیس سنگھ	۱۸/۱۰ مواضعات	[illegible]
دہنگوس: علاقہ دہنگڈہ حصہ ۸	لال چہتردہاری سنگھ	۱۱/۹ مواضعات	[illegible]
دہنگوس: بشراکت حصہ ۹ و ۷	بشراکت ہر دو تعلقداران دہنگڈہ	۴/۱ مواضعات	[illegible]
ڈیرہ (الف): بہدری	رائے کرشن پرشاد سنگھ	۹۱ مواضعات (علاوہ نوخرید)	[illegible] (علاوہ نوخرید)
ایضاً (ب): کونڈراجیت ۱۔ محال شمبیور	لال راگہوراج سنگھ	۱۹/۱۷ مواضعات	[illegible]
۲۔ محال بڈگون	ایضاً		
۳۔ محال تاجپور	بیوہ لال رام کنگر سنگھ	۱۳/۱۴ ایضاً	[illegible]
۴۔ محال کانٹی	لال اندرپال سنگھ	۱۰/۱۳ ایضاً	[illegible]
محال شراکت نمبر ۱ و ۲ و ۳ و ۴	. . . .	۵/۱۲ ایضاً	[illegible]
ایضاً (ج): دہیانوان	بابو راج اندر بہادر سنگھ	۱۰ مواضعات	[illegible]
ایضاً (د): چوراس	بابو سربدمن سنگھ	۱۰ مواضعات	[illegible]
		۵۹۸ مواضعات حدبستی (علاوہ دیہات نوخرید)	۳ لاکھ [illegible] (علاوہ نوخرید) یادداشت۔

[illegible]

تعلقہ رام پور

راے اسکرن بڑے بیٹے راے رایان راگھول مورث خاندان تعلقداران رام پور اپنے باپ سے علیحدہ ہوکر مانکپور سے مقام رام پور جو اوسوقت فتحگڈہ کے لقب سے معروف تہا اقامت گزین ہوے اور اوسکا نام رام پور رکہا اور اوسکے کوٹ مین مکان اور باولی تعمیر کرائی جو اب تک موجود ہین اور بہت سے مواضعات راے اسکرن اور اونکی اولاد نے آباد کیئے جنکی فہرست آیندہ تحریر ہوگی راے اسکرن کے ایک بیٹا راے رودر پرتاب شاہ پیدا ہوا اور مالک ریاست ہوا اسکے دو بیٹے راے ٹوڈرمل مالک ریاست ہوئے اور چہوٹے بیر شاہ کو موضع بہیٹنی وجہ معاش مین دیا گیا راے ٹوڈرمل کے ایک بیٹا راے دہاردشاہ پیدا ہوا اور اسنے کوٹ دہاردپور تعمیر کرایا اسکے چار بیٹے ہربنس شاہ مالک ریاست ہوے اور دوسرے جگت سنگہ کو مواضعات تال پور وبہمن پور وحسام پور اور تیسرے بیٹے جگدیش راے کو جگدیس پور راے پور بگدبہرہ اور روتی پور اور چوتہے بیٹے جگدپو راے کو موضع پرسنگہ پور وجہ معاش مین دیگئی اور راے ہربنس شاہ کے چہہ بیٹے پیدا ہوے بڑے راے جے سنگہ مالک ریاست ہوے اور بابو مدن سنگہ وبابو نراین سنگہ وبابو گج سنگہ لاولد فوت ہوئے اور اودے بہان سنگہ کو موضع بلہا اور بابو امیر سنگہ کو موضع سیتل مؤ وجہ معاش مین دیا گیا اور راے جے سنگہ کے تین بیٹے پیدا ہوے بڑے راے شیام سنگہ مسند نشین ریاست ہوے دوسرے بابو رام بخش سنگہ لاولد فوت ہوے تیسرے بابو پرتاب سنگہ کو مواضعات چیرگڈہ۔ پرتاب گڈہ اور ٹہاری اسوگ وجہ معاش مین دیگئی اور راے شیام سنگہ کے پانچ بیٹے پیدا ہوے بڑے راے سنگرام سنگہ مسند نشین ریاست ہوئے اور جب وہ لاولد ہوئے تو دوسرے بہائی اونکے راے بہادر سنگہ جانشین ریاست ہوے تیسرے بابو کشن سنگہ کو موضع نوڑیہا اور چوتہے بابو بشن سنگہ کو مواضعات اجہارہ سراے جگت سنگہ۔ کٹرہ راے بہادر سنگہ۔ بلی پور۔ اور نصف استہاپور اور پانچوین بابو ڈینگر سنگہ کو موضع سرسے اندرجیت وجہ معاش مین دیگئی اور راے بہادر سنگہ کے

دو بیٹے پیدا ہوئے بڑے رائے کشل سنگہ مالک ریاست ہوئے دوسرے بابو رسال سنگہ
کو موضع بجئی مُو وجہ معاش مین دیا گیا اور رائے کشل سنگہ کے ایک بیٹا رائے بلونت سنگہ
پیدا ہوا اور مالک ریاست ہوا اور اسکے دو بیٹے پیدا ہوئے بڑے لال گجراج سنگہ عرف
لال بیری سال مسند نشین ریاست ہوئے اور دوسرے بابو دہونکل سنگہ لاولد فوت ہوگئے
لال بیری سال کے کوئی اولاد ذکور پیدا نہین ہوئی ایک لڑکی مسماۃ للو صاحب پیدا ہوئین
جو رئیس ڈونڈیا کہیڑے کو بیاہ گئین تہین بعد وفات لال بیری سال اونکے چچازاد بہائی
راجہ ہنومنت سنگہ مسند نشین ریاست ہوئے جیسے رائے اسکرن مورث خاندان
مانک پور سے جدا ہو کر بفاصلہ ۸ کوس مقام رام پور مین چلے گئے تہے ویسے ہی اونکی اولاد
کا علاقہ مانکپور کی طرف بڑہتا گیا اور راجہ ہنومنت سنگہ کے حدود ریاست گنگا پر
قایم ہوگئی راجہ ہنومنت سنگہ خاندان لبین مین بڑے نامی ہوئے اور باوجود مقابلہ
شاہ اودہ اونکو کوئی نقصان ملکی یا مالی نہین ہوا بلکہ علاقہ کو ترقی ہوتی گئی اگرچہ رائے اور
راجہ کے ایک ہی معنی ہین اس واسطے راجہ ہنومنت سنگہ نے خطاب موروثی رائے کو
ساتہہ خطاب راجہ کے بذریعہ مسٹر کرنیل سلیمن صاحب بہادر رزیڈنٹ لکہنؤ ۱۸۴۹ء مین
سرکار شاہ اودہ سے تبدیل کرالیا اور رائے سے راجہ لکہے جانے لگے اور اس خاندان سے
سلسلہ قرابت راجگان خودمختار سے ہے راجہ صاحب نے موضع محمد آباد کی زمین مین
دریاے گنگا کے کنارے ایک قلعہ تعمیر کرایا اور اوسکا نام کوٹ کالا کانکر رکہا اور اس
کوٹ مین لب دریا ایک عمارت عالیشان موسومہ بارہ دری تعمیر کرائی اور دیگر مکانات
بہی تعمیر کراکے اپنی بود و باش اختیار کی اور ایک وثیقہ وقف قایم کیا جسمین موضعات
محمد آباد عرف کوٹ کالا کانکر معہ عمارت بارہ دری اور سنگرام پور۔ سنگرام گڈہ۔
اعلے پور۔ ہناؤن شامل کئے۔ ایام غدر ۱۸۵۷ء مین جناب کرنیل بیرد صاحب بہادر
چیف کمشنر ملک اودہ اور مسٹر کارنیگی صاحب بہادر کمشنر رائے بریلی مع اون کے
میم صاحبان کے باغیون کے ہاتھ سے جان بچائی اور پندرہ روز تک اپنے
مکان مقام کالا کانکر مین مہمان رکہکر جب ہنگامہ بلوائیان فرو ہوا تو بحفاظت تمام

قلعہ الہ آباد مین پہونچا دیا اگرچہ اثناء راہ مین خطرہ کا اندیشہ تھا لیکن درمیان راہ علاقہ زمینداری راجہ صاحب کے بھائی بندونکا تھا ٹھکراین ستاو کنور تعلقدار بیہ بھدری اور تعلقدار دہیا نوان سے نے مدد دی اور اپنے ملازمان کو ساتھ کردیا بعد ایام غدر اس صلہ مین راجہ صاحب کو سند خیر خواہی اور ایک پنشن گورنمنٹ عالیہ ہند سے عطا ہوئی۔ راجہ صاحب کے دو بیٹے تھے اور ایک دختر رانی شیوپال کنور جو راجہ صاحب ریوان کو بیاہ گئین تھین اور بڑے بیٹے لال پرتاب سنگہ نے چاندہ ضلع سلطانپور کی لڑائی مین قتل ہوکر تمغہ بہادری حاصل کیا اور چھوٹے بیٹے بابو لچھمن سنگہ کو راجہ صاحب نے مواضعات شیخ پور۔ سبھجنی۔ سیلواڑہ۔ کرم گنج۔ انتامؤ گذارہ وجہ معاش مین عطا کئے اور بڑے لال پرتاب سنگہ مقتول کے پسر راجہ رام پال سنگہ کے نام علاقہ رام پور بہبہ کردیا اور انکا نام داخل خارج سرکاری کاغذات مین ہوگیا بعد چندروز کے راجہ رام پال سنگہ نے مذہب اور طریق آبادی مین اختلاف پیدا کیا اسپر راجہ ہنونت سنگہ ناخوش ہوگئے اور ہبہ کی منسوخی اور علاقہ کی بازیافت کا دعوی عدالت مجاز مین دائر کردیا تب فیصلہ ثالثی یہ ہوا کہ اس علاقہ کی ذیل کالاکانکر پر بلا اختیار انتقال راجہ ہنونت سنگہ اور ذیل دہاروپور و رام پور پر بلا اختیار انتقال راجہ رام پال سنگہ قابض رہین اور بعد وفات ایک دوسرے کے شخص باقیماندہ بلا اختیار انتقال تاعین حیات قابض رہے اور بعد وفات ہردو راجگان علاقہ کا مالک مستقل بابو لچھمن سنگہ اور اونکے ورثاء ہونگے۔ راجہ ہنونت سنگہ نے ۱۸۸۱ء مین وفات پائی تعلقداران اودہ مین اس علاقہ کے تعلقداران کی نشست کا چوتہا نمبر ہے۔ راجہ رام پال سنگہ بعد وفات راجہ ہنونت سنگہ کل علاقہ پر قابض ہوئے یہ راجہ صاحب زبان فارسی مین ایرانیون کی صحبت سے درجہ اول کی قابلیت رکہتے تہے اردوے معلی لکھنؤ مین بڑے فصیح اور شاعر تہے زبان فارسی مین دیوان آپکا شایع ہوچکا ہے ہندی بھاشا کی تصنیفات بہی شایع ہوچکی ہین زبان سنسکرت کے ماہر اور زبان انگلش اور اوسکے علوم ادب کے پورے محقق تہے علاوہ اسکے زبان لاطینی۔ فرانسہ اور جرمنی مین

بہی مداخلت رکہتے تہے راجہ صاحب عالی دماغ بلندی خیالات مین اپنا جواب نہین رکہتے تہے آپ ولایت مین تشریف لے گئے اور انڈین ایسوایشن کے جلسون مین شریک رہے اور انڈیا سوسائٹی کی صدارت فرماتے تہے ہوس آف کامنس مین نشست حاصل کرنیکی کوشش مین تہے کہ آپکی والدہ صاحبہ نے آپکو طلب کیا بموجب ارشاد مادر گرامی آپ ہندوستان مین واپس آئے اور چند روز بعد پہر آپ انگلینڈ مین پہونچے یہان رانی سوبہاؤ کنور آپکی زوجہ جو عالی خاندان فرمانروائیان راج ریوان سے تہین اور آپکے ہمراہ تہین فوت ہوگئین ادہر ہندوستان مین آپکے جد نامدار راجہ ہنومنت سنگہ نے بہی دنیا سے رحلت کی لہذا دوبارہ ہندوستان مین مراجعت کی راجہ صاحب کو اپنی زوجہ مرحومہ کے ساتہہ عشق صادق تہا انکی نعش کو حنوط کراکے ایک صندوق مین محفوظ رکہہ چہوڑا تہا ساتہہ لائے اور کالاکانکر مین دریاے گنگا پر مطابق رسم ہنود دگدہ دیا گیا چند روز بعد پہر ولایت انگلینڈ مین تشریف لے گئے بباعث بدانتظامی علاقہ واپس آئے ہندوستان مین اپنے لایق تجربون سے بڑے بڑے کارنمایان کی قومی مجالس اور سرکاری معاملات مین صاحب الراے رہے چہہ سال تک لیجس لیٹو کونسل کے ممبر تہے اور عہدہ کے مجسٹریٹ تو ہمیشہ کے تہے راجہ صاحب کے لکچر - ایڈرس - آرٹیکل - پامفلٹ یادگار زمانہ ہین اور فنون سپہگری نشانہ بازی بندوق - برچہا بازی - شہسواری - ورزش - پیراکی - دوڑ وغیرہ مین فرد تہے اور علوم موسیقی مین کامل تہے کوئی ساز زمانے کا ایسا نہ تہا کہ جسکو خود نچہیر سکتے ہون - ملکی صنعت اور حرفت سے آپکو دلچسپی تہی اس لئے بہت سے کارخانہ نیل اور ریشم وچرمی ریاست مین آپنے جاری کئے تہے خوش انتظام ایسے کہ انکے عہد مین حیثیت علاقہ المضاعف ہوگئی بہت سے دیہات خریداری مین آئے رفاہ عام کے لئے مدرسہ وہسپتال قایم کئے راجہ صاحب نے تاریخ ۲۹ - فروری سنہ ۱۹۰۹ع کو بعارضہ فالج دنیا سے انتقال کیا بعد وفات راجہ رمیش سنگہ بہتیجہ انکے مسند نشین ریاست ہوئے راجہ رمیش سنگہ ایک نوجوان

تعلیم یافتہ رئیس تھے فارسی - انگریزی - سنسکرت کے ماہر تھے افسوس چندروز ہین سنہ مین انتقال کرگئی بعد وفات انکے راجہ اودھیش نابالغ پسر انکے مسند نشین ریاست ہوئے بوجہ نابالغی رئیس علاقہ ماتحت کورٹ افوارڈس ہے اہل خاندان اس علاقہ کے مواضعات بھٹنی - برسنگہ پور - رائے پور بگدہرہ - بلہا - سیتل مؤ - اجہارہ - جیر گڈہ - بھٹاری - سلوک نوڑیہا - سرائے جگت سنگہ اور بحبئی مؤوغیرہ مین آباد ہین -

فہرست دیہات آباد کردہ تعلقداران رام پور

نمبرشمار	نام آبادکنندہ	نام موضع جوآبادکیاگیا	نمبرشمار	نام آبادکنندہ	نام موضع جوآبادکیاگیا
۱	رائے اسکرن	رام پور خاص	۱۹	پرتاب سنگہ	پرتاب گڈہ
۲	رر	رائے اسکرن پور	۲۰	رائے سنگرام سنگہ	سنگرام گڈہ
۳	رودر پرتاب شاہ	رودر پرتاب پور	۲۱	رر	سنگرام پور
۴	رر	رامان پور	۲۲	رر	سرائے سنگرام سنگہ
۵	رر	رام پور	۲۳	رر	جوت سنگرام سنگہ
۶	رر	بیجہ مؤ	۲۴	رائے بہادر سنگہ	کرہ رائے بہادر سنگہ
۷	رر	رام پور روالی	۲۵	رر	بلی پور
۸	رر	رام گڈہ ریلہ	۲۶	رائے کسل سنگہ	کسل گڈہ
۹	رر	سرائے رائے راجو	۲۷	لال بلونت سنگہ	لال گنج
۱۰	رائے نوڈرمل	نوڈرپور	۲۸	لال بیری سال	رام پور تیاپئین
۱۱	بابو بیرشاہ	بیرشاہ پور	۲۹	رر	مرزعہ جوت سنگہ
۱۲	دہاروشاہ	دہارو پور	۳۰	رر	نیکنام پور
۱۳	رائے جگت سنگہ	سرائے جگت	۳۱	رر	درہٹ
۱۴	جگدیش رائے	جگدیش پور	۳۲	رر	بازار جلیسر گنج
۱۵	برڈن سنگہ	سرائے برڈن	۳۳	رر	بازار شیو گنج
۱۶	رائے مدن سنگہ	مدن گڈہ	۳۴	رر	مرزعہ بختاور سنگہ
۱۷	رائے جے سنگہ	سرائے جے سنگہ	۳۵	راجہ ہنومنت سنگہ	کوٹ کالاکانکر
۱۸	رائے شیام سنگہ	پورہ رائے شیام سنگہ	۳۶	لال پرتاب سنگہ	کٹرہ پرتاب سنگہ

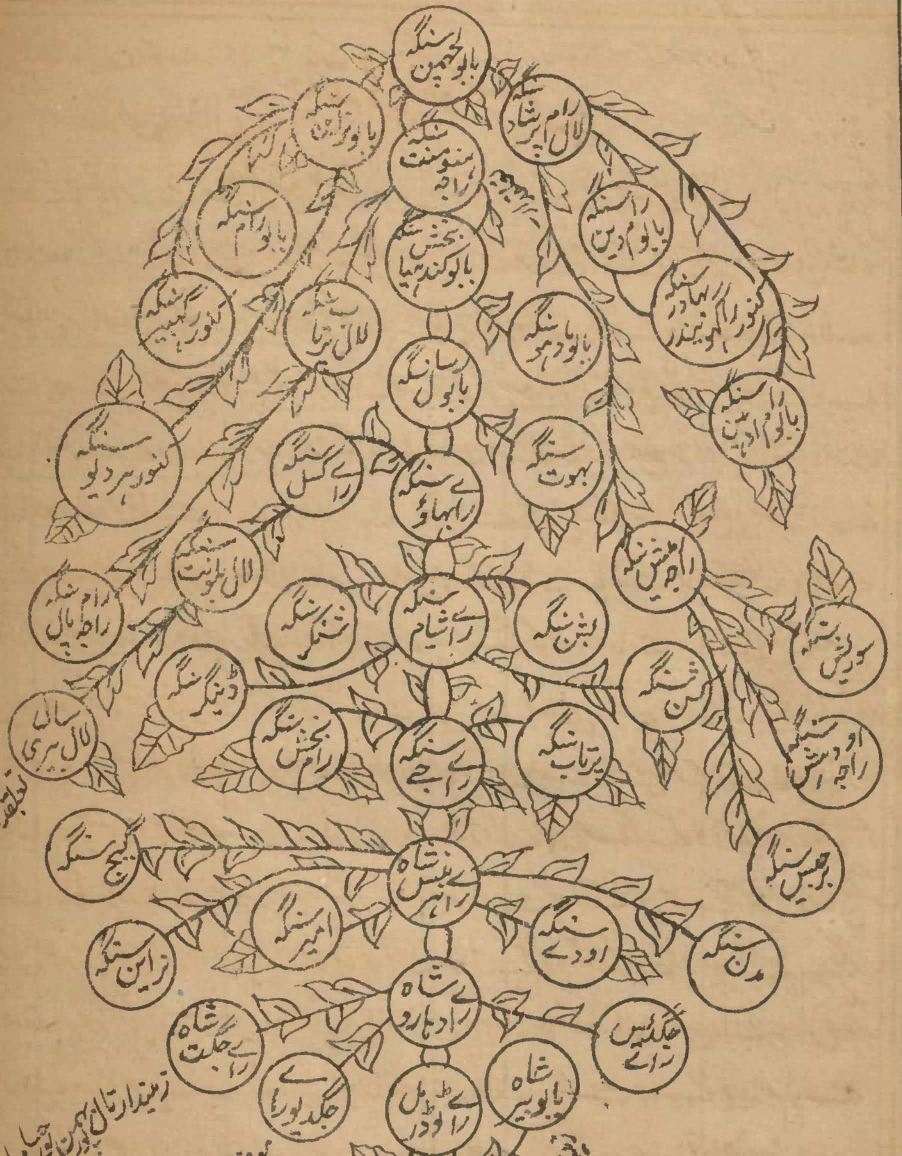
بابو لچھمن سنگھ
لال پرشاد رام
راجہ ہنومنت سنگھ
بابو رام سنگھ
بابو گوبند بخش سنگھ
بابو رام دین سنگھ
کنور ہردیو سنگھ
رائے کنس سنگھ
رائے بہاؤ سنگھ
بھوت سنگھ
لال بلونت سنگھ
رائے شام سنگھ
شنکر سنگھ
بشن سنگھ
ڈونگر سنگھ
کشن سنگھ
رام بخش سنگھ
رائے جے سنگھ
پرتاب سنگھ
تعلقدار
بیج سنگھ
برجیس سنگھ
امیر سنگھ
نراین سنگھ
اودے سنگھ
مدن سنگھ
رائے جگت شاہ
بابو بیر شاہ
موضع نرسنگھ پور
رائے سکرن
مورث تعلقداران رام پور

تعلقہ ڈہنگوس

راے کاشی مورت تعلقداران ڈہنگوس نے اپنی ریاست کا مقام ڈہنگوس قرار دیا اور
بعد وفات انکے بیٹے راے ہیم سنگہ مسند نشین ریاست ہوئے اور انکے بیٹے سلطان شاہ
مسند نشین ریاست ہوئے اور انکے دو بیٹے پیدا ہوے بڑے راے بہرتہہ مالک
ریاست ہوے اور چہوٹے بیٹے بابو کنک سنگہ کو موضع چورنگ وجہ معاش مین دیا گیا
اور جب بابو کنک کے پوتے باز بہادر سنگہ لاولد فوت ہوگئے تو یہ موضع شامل علاقہ ریاست
ہوگیا اور بعد وفات راے بہرتہہ انکے بیٹے راے لچھمن سنگہ مسند نشین ریاست ہوئے
اور انکے چھہ بیٹے پیدا ہوئے بڑے راے جین سنگہ مالک ریاست ہوے اور دوسرے
... سنگہ کو موضع بہٹارہ وچورنگ اور تیسرے شیر سنگہ کو مواضعات سراے غریب اور
... دمتی پور اور چوتہے منجہو راے کو مواضعات جیجند پور۔ بہلائی۔ گیسیر۔ چورنگ۔ بلاّ۔ مانڈہ۔
راے کاشی پور۔ جہینگو رملکیا۔ مہیوا اور پانچوین ہولاس راے کو موضع دہموہن وجہ معاش
مین دیا گیا اور چھٹے موہن سنگہ لاولد فوت ہوئے راے جین سنگہ کے دو بیٹے پیدا ہوئے
بعد وفات انکے بڑے راے رسال سنگہ مسند نشین ریاست ہوے اور چہوٹے راے ادسان سنگہ
... بیالیس گانوں معاش مین دیگئے اسوقت سے علاقہ کے دو تعلقدار شمار ہونے لگے
... تعلقدار پوالنسی ڈہنگوس اور دوسرا تعلقدار دہنگڈہ تعلقدار پوالنسی راے رسال سنگہ
کے چار بیٹے پیدا ہوئے بڑے راے جہام سنگہ مالک ریاست ہوئے دوسرے
... بران سنگہ کو موضع امراؤ چتہا اور تیسرے ہردو کام سنگہ کو روریہتوا آراضی سیر اور
... بہوانی بخش سنگہ کو مواضعات رام گڈہ اور رنجیت گڈہ وجہ معاش مین دیگئے بعد
چندروز کے تینون بہائی لاولد فوت ہوگئے مواضعات جو انکو وجہ معاش مین دئے گئے
... شامل علاقہ ریاست ہوئے اور بعد وفات راے جہام سنگہ انکے بیٹے راے جہپال سنگہ
مسند نشین ریاست ہوئے مگر انکے کوئی اولاد نرینہ نہین تہی انکی بیوہ ٹہکراین کیلاش کنور
مالک ریاست ہوئی اور ۱۸۷۳ء مین جب انہون نے وفات پائی اسوقت عملداری

انگریزی تہی بابت جانشینی کے جہگڑے شروع ہو گئے ۔ بابو برج اندر بہادر سنگہ نواسہ رائے مہیپال سنگہ اور لال ستیلا بخش سنگہ اور لال شنکر سنگہ تعلقداران دہنگڈہ اور رانی جانکی دختر خورد رائے مہیپال سنگہ زوجہ راجہ بجے بہادر سنگہ تعلقدار دیولی پرتاب گڈہ دعویدار تہے اور ابتدائے عدالت سے تا عدالت العالیہ پریوی کونسل لڑائیان رہین آخر علاقہ استری دہن قرار پایا اور رانی جانکی کنور دختر خورد رائے مہیپال سنگہ کو ملا اور جب رانی جانکی کنور نے وفات پائی تو پہر تنازعات برپا ہوئے تعلقداران دہنگڈہ دعویدار ہوئے اور لال شیو پرتاب بہادر سنگہ تعلقدار حصہ ۷ آنہ دہنگڈہ کو بوجہ اولاد اکبر کے علاقہ پوانسی عرف ڈہنگوس ملا لال شیو پرتاب بہادر سنگہ اس علاقہ کے پانیکی پوری مسرت نہ حاصل کر پائے تہے کہ اس علاقہ کو ایک آفت ناگہانی کا سامنا ہو گیا وہ یہ کہ رانی جانکی کنور متوفیہ نے اپنے شوہری علاقہ کے بچانیکی غرض سے بحین حیات اپنے شوہر کے ایک لاکہہ روپیہ بکفالت جائداد علاقہ پوانسی بنک لمیٹڈ الہ آباد سے قرض لیا تہا بنک کی جانب سے عدالت مجازمین دعوئی ہوا عدالت ابتدائی سے تا عدالت العالیہ جوڈیشل کمشنر اودہ بنک کی ڈگری ہوتی گئی اول تو زر کثیر اور زمان دراز کا حساب سود اور خرچہ عدالت عرض اس غلاقہ کے سامان رخصتی نظر آتے تہے چونکہ لال صاحب ایک شخص فیاض اور خدا پرست تہے عدالت العالیہ پریوی کونسل مین انکی طرف سے اپیل ہوا اور وہ منظور ہو گیا اور کامیاب ہو گئے اسوقت حالت علاقہ ڈہنگوس کی نہایت اچہی ہے۔

علاقہ دہنگڈہ کا مورث اعلیٰ رائے ادسان سنگہ جب فوت ہوا تو اونکے بعد اونکا بیٹے رائے دبی بخش سنگہ مسند نشین ریاست ہوئے اور انکے بعد انکے بیٹے لال رگہوناتہہ سنگہ مالک ریاست ہوئے چونکہ اس علاقہ کے رئیس حاضر باش کچہری ناظمان وچکلہ داران شاہی کے تہے ناظمان شاہی نے گیارہ مواضعات علاقہ پوانسی سے برآمد کرکے شامل علاقہ دہنگڈہ کرادی تہی اب تک علاقہ دہنگڈہ ایک رئیس کی ماتحتی مین تہا لال رگہوناتہہ سنگہ کے کئی بیٹے تہے لال رگہوناتہہ سنگہ نے موضع تریالوان اپنے چہوٹے بیٹے بابو جگناتہہ سنگہ کو وجہ معاش مین دیدیا جسکے چند اجزا اب تک مقبوضہ ورثاء بابو جگناتہہ سنگہ ہین بقیہ علاقہ

دہنگڈہ باتفاق باہمی حصہ ۹ اور حصہ ۷ مین تقسیم ہو گیا حصہ ۷ آنہ لال شنکر سنگہ کو ملا اور بعد وفات انکے لال شیو پرتاب بہادر سنگہ مالک ہوئے انہون نے ازروے ہبہ تملیکی اپنے بیٹے لال چہتر دہاری سنگہ کو عطا کر دیا لال چہتر دہاری سنگہ ایک نوجوان لایق رئیس ہین اور حصہ ۹ کے مالک لال ستیلا بخش سنگہ ہوئے یہ لال صاحب اپنے وقت کے بڑے منتظم تہے اب انکے پوتے لال جگدیس بہادر سنگہ مالک ریاست ہین حصہ ۷ و ۹ ازروے بٹوارہ مکمل تقسیم ہے اہل خاندان علاقہ جات ڈہنگوس اور دہنگڈہ مواضعات امری کوٹلہ ۔ بلّا ۔ ٹانڈہ ۔ چورنگ ۔ جیچند پور ۔ پٹنہ اور راے کاشی پور مین آباد ہین ۔

فہرست دیہات آباد کردہ تعلقداران ڈہنگوس و دہنگڈہ

نمبر شمار	نام آباد کرنیوالے کا	نام موضع جو آباد کیا گیا	نمبر شمار	نام آباد کرنے والے کا	نام موضع جو آباد کیا گیا
۱	راے کاشی	راے کاشی پور	۱۲	راے موہن سنگہ	موہن گڈہ
۲	؍؍	راے گڈہ	۱۳	فتح سنگہ	پورہ فتح سنگہ
۳	راے سلطان شاہ	سلطان پور	۱۴	راے منجہو	پورۂ منجہو راے
۴	راے بہرتہہ	بہرتہہ گڈہ	۱۵	راے مہیال سنگہ	بہاری گنج بازار
۵	راے کنک سنگہ	کنک سنگہ پور	۱۶	اوسان سنگہ	اوسان گنج بازار
۶	راے لچہمن سنگہ	لچہمن گڈہ			
۷	راے دہن سنگہ	دہنگڈہ			
۸	راے ہولاس سنگہ	ہولاس گڈہ			
۹	راے تیج سنگہ	تیج گڈہ			
۱۰	راے تیج سنگہ	تیج پور			
۱۱	؍؍	سریانوان			

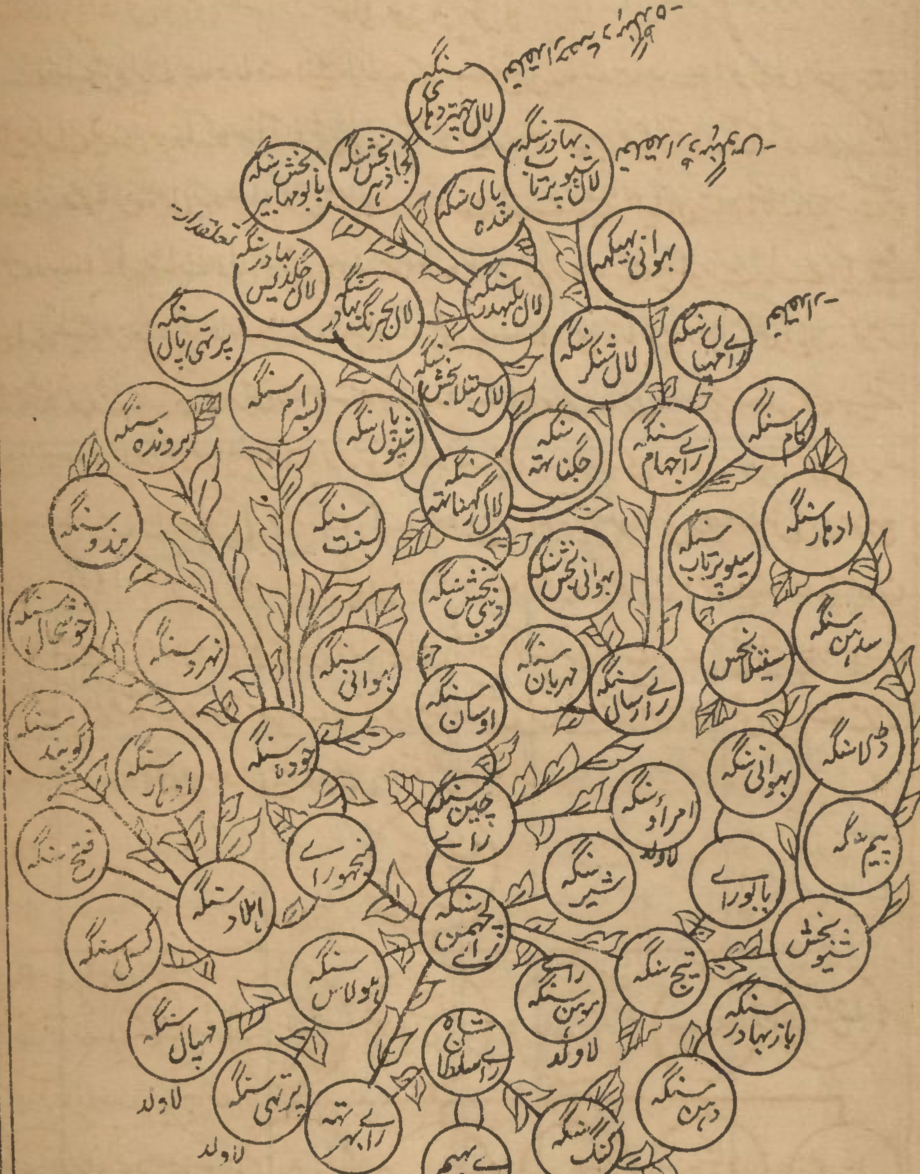

رائے کاشی مورث تعلقداران ڈہنگوس دہنگڈہ ۔

علاقہ ڈیرہ

راے کہیم کرن بعد وفات اپنے باپ کے مسند نشین ریاست ہوے اور مواضعات کہیم کرن پور۔ کہنوارہ ہر دو کاشی پور۔ کاشی پور بہاؤ آباد کئے اور اونکے پانچ زوجگان تہین زوجہ اول سے دو بیٹے تہے بڑے بیٹے کلیان شاہ مالک ریاست ہوے دوسرے لال شاہ لاولد فوت ہوگئے اور دوسری زوجہ سے بہلونت راے ایک بیٹے پیدا ہوے اور اونکو مواضعات بکہرا۔ آمری۔ سنساری۔ نارا پور کنی۔ محمد آباد۔ کوتلہ۔ وجہ معاش مین دیگئی تیسری زوجہ سے جادو راے اور ہرہر رتن اور ہر شنکر تین بیٹے پیدا ہوے اور انکو مواضعات کورہی۔ نارنگ پور۔ ولدری دولون۔ کاشی پور۔ سراے بوین۔ اور چوتہی زوجہ سے ایک بیٹا فرخ شاہ پیدا ہوا انکی وجہ معاش مین موضع جکوند دیاگیا اولاد ان سب پسران کی مواضعات مصرحہ بالا مین موجود ہے اور پانچوین زوجہ سے کوئی اولاد نہین ہوئی اور کلیان شاہ مالک ریاست کے پانچ بیٹے پیدا ہوے منجملہ پسران مکتا شاہ نے سراے خاندیو وجہ معاش مین پایا تہا مگر وہ چوتہی پشت مین لاولد ہوگئے مابقی چارون بیٹون مین علاقہ تقسیم ہوگیا۔

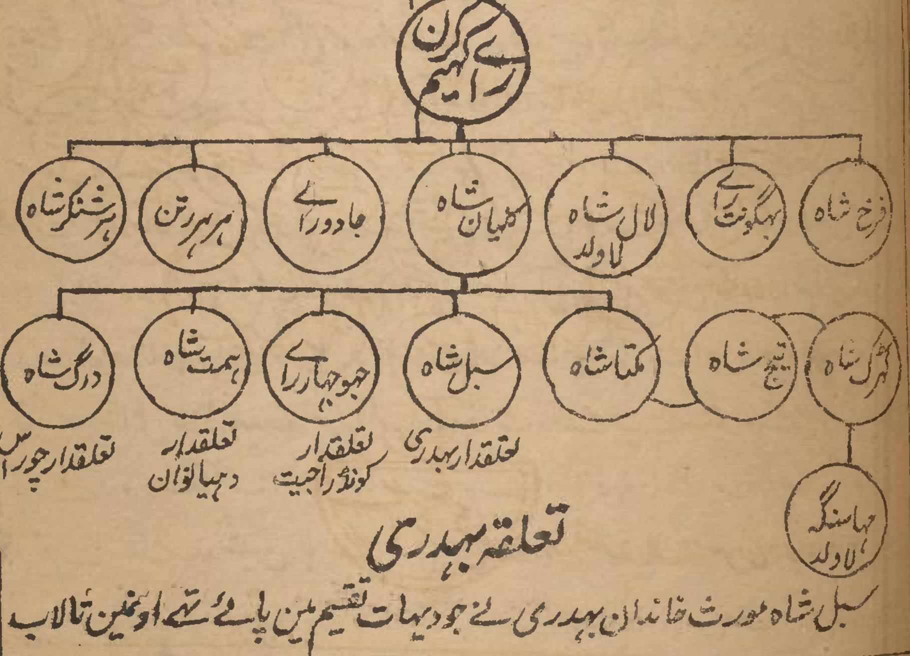

تعلقہ بہدری

سبل شاہ مورث خاندان بہدری نے جو دیہات تقسیم مین پائے تہے اونمین تالاب

وجاہات وباندہ کی تعمیرات کین اور موضع ڈیرہ مین سبل گڈہ آباد کیا انکے دو بیٹے پیدا ہوئے
بڑے بکرم شاہ مالک ریاست ہوے اور چھوٹے کرت شاہ کو موضع سرائے سید خان
وجہ معاش مین دیا گیا راے بکرم شاہ نے سبل گڈہ کی سکونت ترک کرکے اپنے علاقہ مین
بھدرکالی کی جاے استھاپت کے نام سے ایک موضع آباد کیا جسکا نام بھدری معروف ہوا
اور اوس مین کوٹ بکرم گڈہ کی تعمیر کی اور سکونت اختیار کی اسوقت حیثیت علاقہ
کم تھی انکے تین بیٹے ہوے بڑے راے چتر سنگہ مالک ریاست ہوئے اور موضع بسہا
نین بازار اور کوٹ چتر گڈہ تعمیر کرایا دوسرے کام سنگہ لاولد فوت ہوگئے تیسرے پرتاب سنگہ
کو موضع غریب پور وجہ معاش مین دیا گیا اور راے چتر سنگہ کے دو بیٹے ہوے بڑے
راے رام سنگہ مسند نشین ریاست ہوے اور چھوٹے راے تلک سنگہ کو موضع رسولپور
وجہ معاش مین دیا گیا راے رام سنگہ کے تین بیٹے ہوے بڑے راے گندہرپ سنگہ مالک
ریاست ہوئے دوسرے راے جیت سنگہ نے ملازمت بادشاہ دہلی اختیار کی تھی جسکی باعث
اس علاقہ کی حیثیت المضاعف ہوگی جب راے گندہرپ سنگہ لاولد فوت ہوے تو
راے جیت سنگہ دہلی مین تھے ملازمت شاہی سے استعفا دیدیا بوقت رخصت عالیگہر
بادشاہ دہلی کے حضور سے انکی عمدہ خدمات کے صلہ مین ایک خلعت گران بہا اور خطاب
راے عطا ہوا اور حسب فرمان شاہی آٹھ مواضعات شاہ پور ۔ بانی مؤ ۔ بکرم پور ۔ تلوری ۔
مہیوا ۔ سرائے کسوت ۔ بسہارا پور اور گوپال پور بندہن معاف عطا ہوئے جب راے
جیت سنگہ بھدری مین آئے اور مسند نشین ریاست ہوئے تو موضع سکردہ مین کوٹ
تعمیر کرایا اور وہان سکونت اختیار کی انکی زوجہ اول کے نام موضع مؤدارا تھا کیونکہ زوجہ
مذکور کے مورثان آبائی کو سرکار دہلی سے معاف عطا ہوا تھا جب اس زوجہ نے وفات پائی
تو یہ بھی شامل علاقہ بھدری ہوگیا اور بعد وفات راے جیت سنگہ اونکے چھوٹے بھائی
راے گرور سنگہ مسند نشین ریاست ہوئے اور انکی وفات پر انکا بیٹا راے
دلجیت سنگہ مسند نشین ریاست ہوا اس تعلقدار کے زمانے مین نواب آصف الدولہ
بہادر والی اودہ تبقریب دورہ وارد علاقہ بھدری ہوا تھا اور اس تعلقدار کی خدمات سے

خوش ہوکر معافیات سابقہ بحال رکہی گئین تہین اور خلعت فاخرہ سے ممتاز کیئے گئے
رائے دگبجیت سنگہ نے موضع دہمنی آباد کیا اور اوس مین کوٹ تعمیر کرایا مگر مرزا جان ناظم شاہ
اودہ سے لڑائی ہوگئی اور سنہ ۱۷۴۸ع مین قتل ہوگئے بعد انکے رائے ظالم سنگہ انکے بیٹے مسند
نشین ریاست ہوئے مگر انہون نے بہی سرکاری خراج ادا نہین کیا اسوجہ سے ناظم شاہی نے انکو
گرفتار کرکے لکہنؤ کو بہیجدیا تہا انکی عدم موجودگی مین ٹہکراین شیوراج کنور زوجہ انکی قابض
علاقہ ہوگئین اور ناظم شاہی سے لڑائی شروع ہوگئی اور آٹہہ روز تک محاصرہ رہا
آخر لکہنؤ سے حکم شاہی بنام ناظم صادر ہوا کہ بہادر ٹہکراین کو تعلقہ بہدری چہوڑ دیا جاوے
سنہ ۱۸۱۵ع مین رائے ظالم سنگہ نے لکہنؤ کے قید سے رہائی پائی اور قابض علاقہ ہوئے انکے
تین بیٹے تہے بڑے رائے گوپال سنگہ جو بحین حیات اپنے باپ کے مسند نشین ریاست
ہوئے چہوٹے بیٹے رائے جگموہن سنگہ کو یہہ بات پسند نہ آئی اور کبیدہ خاطر ہوکر
ملک پنجاب کی طرف چلے گئے اور سرکار رنجیت سنگہ والی ریاست لاہور مین ملازمت
اختیار کی کچہہ دنون بعد عمدہ خدمات کے بدل مین صوبہ داری کشمیر پر مختار ہوئے اور
شدہ شدہ یہہ خبر علاقہ بہدری مین پہونچی ٹہکراین شیوراج کنور فراق فرزند مین بیقرار
رہتین تہین اور رائے ظالم سنگہ مرچکے تہے ٹہکراین نے متواتر خطوط کشمیر مین رائے جگموہن سنگہ کے
بلانیکو واسطے بہیجے مگر وہ نہ آئے تب خود ٹہکراین مذکور کشمیر مین گئین اور بیٹے سے ملاقات
ہوئی رائے جگموہن سنگہ کو بہدری مین آنا منظور نہین تہا لیکن مان کے حکم سے مجبور تہے آخر
بہدری مین واپس آئے اور یہان پہونچکر لوٹ مار علاقہ پر کمر باندہی نصیر الدین حیدر
بادشاہ لکہنؤ کے عہد دولت مین حیثیت علاقہ اور زیادہ ہوگئی احسان حسین خان
ناظم شاہی سے بابت ادائے جمع سرکاری جہگڑا ہوگیا ناظم نے پچاس ہزار آدمیون سے
بارہ روز تک بہدری کا محاصرہ رکہا بعد مین صلح ہوگئی اسکے دو برس بعد پہر ناظم شاہی سے
تکرار ہوئی اور اس معرکہ مین کل تعلقداران بسین شریک بہدری تہے سبب لڑائی کا
یہہ تہا کہ مالگذاری زیادہ طلب کیجاتی تہی شروع مین بمقام دہارہ پور تعلقدار رام پور سے
ناظم شاہی سے جنگ ہوئی اور ناظم نے شکست کہائی پہر ناظم نے ایک فوج کثیر کے ساتہہ

بہدری پر حملہ کیا راے گوپال سنگہ اور جگموہن سنگہ اور بشناتھہ سنگہ نے چاہا کہ تینون بہائی بہدری سے عملداری انگریزی مین جو قریب ترتہی چلے جاوین اس ارادہ سے وہ بمقام رام چورہ عملداری انگریزی مین پہونچ گئے مگر ناظم شاہی انکے تعاقب مین جا رہا تھا تعلقداران کے ساتھہ آدمی کم تہے اور ناظم کے ہمراہ فوج کثیر تہی لڑائی ہوئی اور تینون بہائی قتل ہو گئی منجانب سرکار انگریزی ناظم کی دست اندازی عملداری غیر مین کرنے کی شکایت ہوئی اسپر شاہ اودہ نے ناظم کو برخاست کر دیا راے گوپال کے قتل ہو جانے پر اونکا بیٹا راے امرناتہہ سنگہ نابالغ مسند نشین ریاست ہوا اور ٹہکراین شیوراج کنور راے امرناتہہ سنگہ کی دادی منتظم علاقہ رہین پہر کوئی فساد نہین ہوا لیکن راے امرناتہہ سنگہ لاولد فوت ہوئے تب اونکی بیوہ ٹہکراین سناتہہ کنور قابض علاقہ ہوئین بعہد محمد علیشاہ اودہ فیمابین تعلقداران بہدری اور دہنگوس بابت سرحد موضع راے گڈہ تنازع درپیش ہوا اور نوبت لڑائی کی پہونچی فوج بہدری نے بلا سردار ذکور لڑنے سے انکار کیا تب ٹہکراین سنتاتہہ کنور نے اپنے شوہر کی خاندان قریب تر موضع رسولپور سے راے جگت بہادر سنگہ کو منتخب کر کے مسند نشین ریاست کیا راے جگت بہادر سنگہ عقلمند تعلقدار نہین تہے اور انکے کوئی اولاد بہی نہین تہی اس لئے انہون نے اپنے خاندان قریب تر سے راے سربجیت سنگہ کو مستحق ریاست سمجھکر اپنا متبنیٰ کیا اور ۱۸۷۸ء مین راے جگت بہادر سنگہ فوت ہوئے راے سربجیت سنگہ اوسوقت نابالغ تہے مسند نشین ریاست ہوئے عملداری سرکار انگریزی تہی علاقہ ماتحت کورٹ آف وارڈس ہو گیا اور بلوغیت پر قابض علاقہ ہوئے راے سربجیت سنگہ نے انتظام علاقہ عمدہ کیا یہ تعلقدار مہمان نواز رعایا پرور تہے افسوس نوجوانی مین ۱۸۹۶ء کو دنیا سے رحلت کر گئے اور وقت وفات انکے خزانہ مین کئی لاکہہ روپیہ موجود تہا اسقدر اندوختہ باوجود خوش معاملگی خاندان بیسین مین کسی رئیس کے پاس نہین تہا راے سربجیت سنگہ کے بیٹے راے کرشن پرشاد سنگہ جو ۱۳ ار مئی ۱۸۸۴ء مین پیدا ہوئے تہے مسند نشین ریاست ہوئے اور بوجہ نابالغی علاقہ ماتحت کورٹ آف وارڈس ہوا اور تاریخ ۱۸- فروری ۱۹۰۵ء مین بوقت بلوغ واگذاشت ہو کر انکے قبضہ مین آیا اور دوران کورٹ آف وارڈس مین

اندودہ رائے سربجیت سنگھ اور علاقہ کی بچپت سے موضع بیتی حقیت ماتحتی علاقہ شمسپور اور چند دیہات علاقہ ٹپی سیف آباد حصہ ااین خرید کئے گئے حیثیت علاقہ بہدری عمدہ ہے رئیس بہی ایک نوجوان ہین - اہل خاندان اس علاقہ کے مواضعات رسولپور - غریب پور - سرائے سیدن - اٹہری بزرگ - مانڈر بہاسون - کوریہی بنسیارہ کہم کران پور گنی - کوتلہ - چکوند - بابو رائے جہانیہ پور رین آباد ہین -

فہرست دیہات آباد کردہ تعلقداران بہدری

نمبر شمار	نام آباد کرنے والا	نام موضع	نمبر شمار	نام آباد کرنے والا	نام موضع
۱	رائے سبل شاہ	سبل گڈہ	۱۴	رائے گرور سنگھ	گرور گنج
۲	بکرم شاہ	بہدری	۱۵	رائے دلجیت سنگھ	دہمی پور
۳	״	بکرم گڈہ	۱۶	رائے ظالم سنگھ	ظالم گنج
۴	״	تلوری	۱۷	رائے گوپال سنگھ	پورہ گوپال سنگھ
۵	رائے کیرت سنگھ	سرائے کیرت	۱۸	״	لال گنج
۶	رائے چیتر سنگھ	چیتر گڈہ	۱۹	״	لال گوپال گنج
۷	رائے کام سنگھ	سرائے کام سنگھ	۲۰	رائے امرناتھ سنگھ	بازار امرناتھ سنگھ
۸	پرتاب سنگھ	پرتاب گڈہ	۲۱	ٹھکرائین سنناتھ کنور	بازار سنناتھ کنور
۹	رائے رام سنگھ	رام پور	۲۲	رائے کرشن پرشاد سنگھ	بازار کنور گنج
۱۰	״	رام گڈہ بنوہی			
۱۱	״	امان پور			
۱۲	״	دریاپور			
۱۳	رائے رام سنگھ	سرائے رام سنگھ			

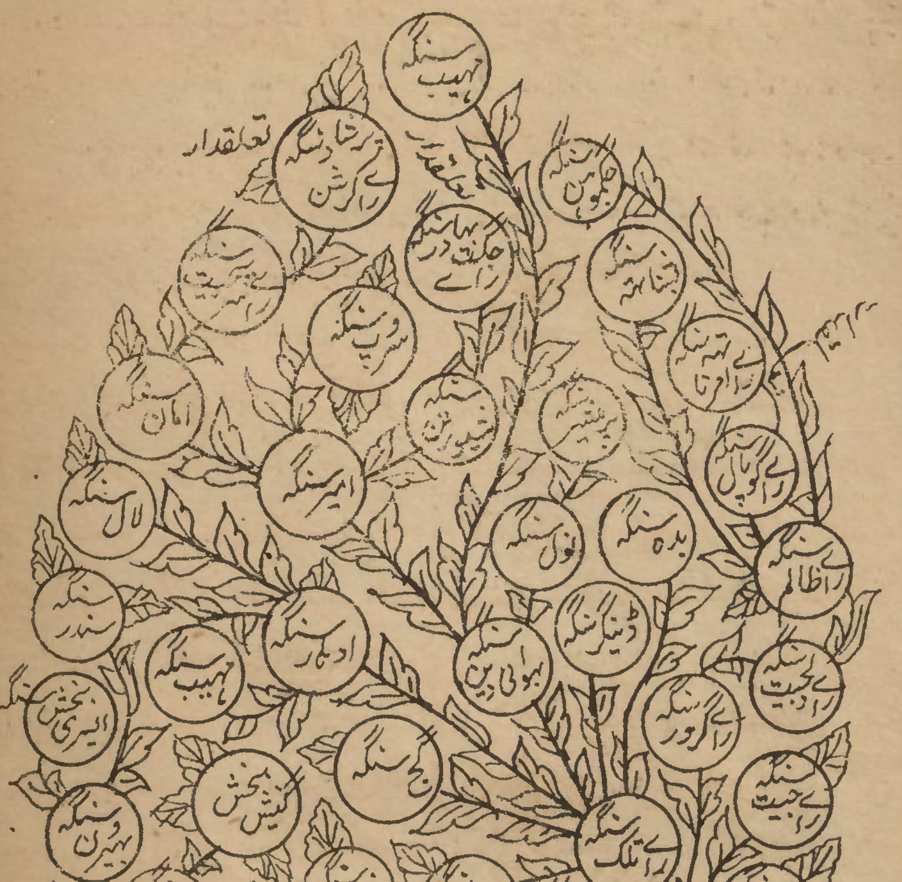

ہیب سنگھ
تعلقدار
لال سنگھ
امیر سنگھ
نول سنگھ
بدہ سنگھ
راے اظالم سنگھ
سندر سنگھ
ادہکار سنگھ
ہیب سنگھ
ڈینگر سنگھ
کنج سنگھ
گنیش بخش
زور آور سنگھ
راے تلک سنگھ
راے کام سنگھ
راے رام سنگھ
سبل شاہ
تعلقدار بہدری۔

تعلقہ کونڈراجیت عرف شمشپور

رائے جہوجہار مورث تعلقداران کونڈراجیت موضع ڈیرہ سے علیحدہ ہوکر موضع کونڈراجیت مین اقامت گزین ہوا ان کے تین بیٹے تہے بڑے رائے کہڑگ مسند نشین ریاست ہوئے دوسرے جنگ بہادر سنگہ کو مواضعات بزبان اور جبیانوان وجہ معاش مین دیئے گیے اور تیسرے باز بہادر سنگہ کو موضع بہریا کبیر پور دیا گیا اور رائے کہڑگ سنگہ کے بعد انکا بیٹا رائے شیو درشن سنگہ مالک یاست ہوا اور انکے بعد رائے لوچن سنگہ انکا بیٹا مسند نشین ریاست ہوا رائے لوچن سنگہ سرکار دہلی مین ممتاز تہے بادشاہ نے موضع ہتگوان انکو معاف عطا کیا تہا مگر نواب سعادت علیخان نے اسپر مالگذاری تشخیص کردی رائے لوچن سنگہ کے دو بیٹے تہے بڑے رائے بیر بہدر سنگہ مالک یاست ہوئے اور دوسرے زبر سنگہ کو صرف عسگہ اراضی موضع کونڈراجیت مین دیگئی رائے بیر بہدر سنگہ کی وفات پر ان کے بیٹے شیودین سنگہ مالک ریاست ہوئے اور انکے تین بیٹے تہے بڑے رائے اجودہیا بخش سنگہ مسند نشین ریاست ہوئے یہہ نہایت عقلمند اور ہوشیار رئیس تہے بجلدوئی خیرخواہی اور حاضر باشی کچہری حکام شاہ اودہ دونون بیٹی موضع لروان کے نانکار مین سرکار شاہ اودہ سے عطا ہوئین اور من بعد بہت دیہات بزور شمشیر دوسرون کے انہون نے اپنے قبضہ مین کر لئے اسوقت حیثیت علاقہ کونڈراجیت المضاعف ہو گی ان کے چار بیٹے تہے بڑے رائے مہپال سنگہ مسند نشین ریاست ہوے دوسرے بختاور سنگہ اپنے بہائی کے شریک رہے تیسرے گلاب سنگہ کو موضع بہیسانہ اور چوتہے سرنام سنگہ کو موضع ساجا وجہ معاش مین دیا گیا اور رائے مہپال سنگہ کے ایک بیٹا لال بیشنر بخش پیدا ہوا اور انکے ایک بیٹا رائے لچہمن سنگہ پیدا ہوا لال بیشنر بخش سنگہ رائے مہپال سنگہ کی حیات مین فوت ہو گئے لہذا بعد وفات رائے مہپال سنگہ انکا پوتا رائے لچہمن سنگہ مسند نشین ریاست ہوا اور اوسوقت ٹہکراین مہیش کنور بیوہ رائے مہپال سنگہ اور ٹہکراین بیجناتہہ کنور بیوہ لال بیشنر بخش سنگہ موجود تہین مگر ۱۲۵۵ء فصلی مین علاقہ کونڈراجیت

کی قبولیت سرکار اودہ سے بنام ایسری بخش سنگہ پسر بختاور سنگہ ہوگئی اسپر تنازعات برپا ہوئے ٹہکراین بیجناتہہ کنور دعویدار ریاست ہوئین کچہ لوگ طرفدار ٹہکراین اور کچہ لوگ طرفدار لال ایسری بخش سنگہ ہوئے عملداری شاہ اودہ کی تہی کبہی قبولیت علاقہ بنام ٹہکراین اور کسی سال مین بنام لال ایسری بخش سنگہ ہوتی تہی اس درمیان مین جو وارث علاقہ سے علٰحدہ کیا جاتا تہا اوسکا پیشہ لوٹ مار علاقہ کا تہا ان جہگرون کے رفع کرنیکی غرض سے ٹہکراین سبناتہہ کنور بہدری اور راجہ مادہو سنگہ رئیس امیٹھی درمیان مین پڑے اور ٹہکراین بیجناتہہ کنور نے باتفاق ان دونون تعلقدارون کے لال چہترپال سنگہ پسر لال ایسری بخش سنگہ کو اپنا پسر متبنّٰی کیا اور ۱۲۵۶ء فصلی مین قبولیت علاقہ بنام لال چہترپال سنگہ کرادی لیکن یہ انتظام بہی بحال نہ رہا اور ٹہکراین بیجناتہہ کنور نے اس تبنیت پر اکتفا نہ کیا بلکہ ایک دوسرے فرزند لال رگہوراج سنگہ پسر بابو اجمیر سنگہ بن گلاب سنگہ کو اپنا راس نشین کیا اس مابین مین عملداری انگریزی ہوگئی تو ٹہکراین نے علاقہ کے چار حصے کرکے چار حصہ دار بنائے اور گورنمنٹ انگریزی سے اسناد اس علاقہ کے چارون حصہ دار کے نام یعنے ٹہکراین بیجناتہہ کنور اور لال چہترپال سنگہ و لال سورج پال سنگہ و لال چندرپال سنگہ بحصص مساوی مرتب کرادین حالانکہ بعد منظوری پہران اسناد کی شکستگی کا دعوی عدالت مجاز مین منجانب ٹہکراین دائر ہوا مگر اسناد عطیہ گورنمنٹ بحال رہین اور چار تعلقدار قرار پاگئے بعدمین علاقہ ازروے بٹوارہ مکمل تقسیم ہوا اور چار محال یعنے محال بڈگون و محال شمس پور و محال کانٹی و محال ہتگوان ہوگئے اب ٹہکراین نے لال رگہوراج سنگہ پسر متبنّٰی کو بہی اپنے پاس سے جدا کردیا لیکن ٹہکراین کے مرنے پر محال بڈگون پر نام لال رگہوراج سنگہ بحیثیت متبنّٰی ٹہکراین داخل خارج کاغذات ملکیت مین ہوگیا چونکہ علاقہ ٹہکراین زیر بار قرضہ تہا اس لئے یہ علاقہ واسطے ادائے زر قرضہ ماتحت کورٹ آفوارڈس ہوگیا ۱۹۰۲ء مین قرضہ ادا ہوکر علاقہ کورٹ افوارڈس سے واگذاشت ہوکر مقبوضہ لال رگہوراج سنگہ ہوا اس درمیان مین لال سورج پال سنگہ تعلقدار محال ہتگوان برادر حقیقی لال رگہوراج سنگہ نے لاولد

وفات پائی یہ علاقہ کچہ دنون اونکی بیوہ کا مقبوضہ رہا اور جب وہ بہی فوت ہوئین تو یہ علاقہ لال رگہوراج سنگہ کو ملا۔

ان ہر چہار علاقہ جات کے اہل خاندان مواضعات کونڈ راجپیت۔ سرائے مہاسنگہ۔ نارنگ پور۔ برنان۔ ساجا۔ اور دیوری مین آباد ہین۔

فہرست دیہات آباد کردہ تعلقداران محالات کونڈراجپیت شمس پور

نمبر شمار	نام آباد کرنے والا	نام موضع	نمبر شمار	نام آباد کرنے والا	نام موضع
۱	رائے جوجہار	سرائے جوجہار	۹	رائے بیربہدر سنگہ	بیرشاہ پور
۲	کہرٹک رائے	کہرگا پور	۱۰	رائے شیو دین سنگہ	بازار ڈیرہ
۳	رر	کہرگی پور	۱۱	رائے اجودہیا بخش سنگہ	بازار اجودہیا گنج
۴	رائے لوچن سنگہ	لوچن پور	۱۲	رائے مہپال سنگہ	بازار مہپال گنج
۵	رر	ہرلبس پور	۱۳	بابو بختاور سنگہ	پورہ بختاور
۶	رائے شیو درشن سنگہ	شیو گڈہ	۱۴	لال بسیشر بخش سنگہ	بازار کنڈہ
۷	رر	شیورام پور	۱۵	لال لچہمن سنگہ	بازار لچہمن گنج
۸	رائے شیو دین سنگہ	شیر گڈہ			

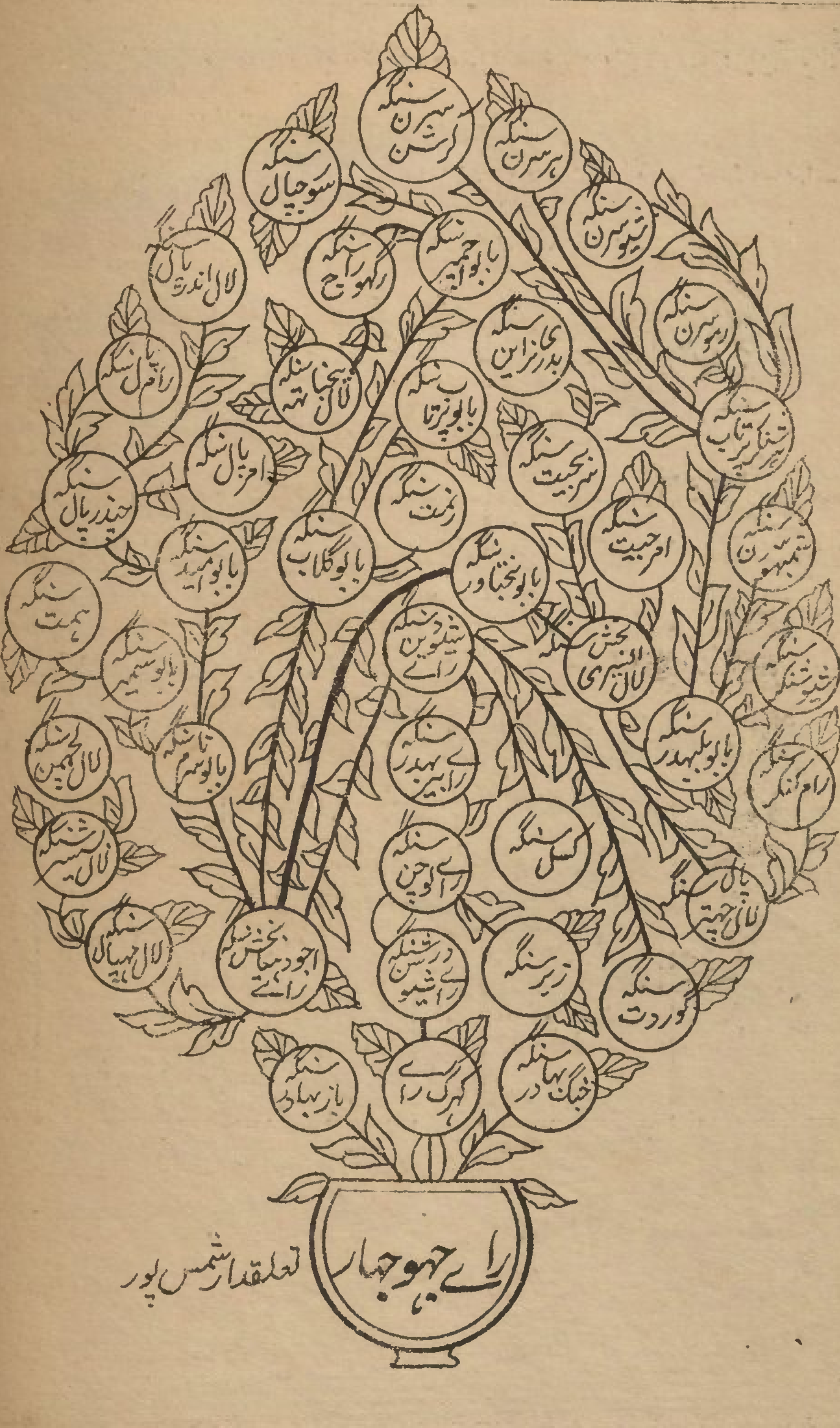
ہرسرن سنگه
شیوسرن سنگه
سوچپال سنگه
رگھوراج سنگه
بدری نرائن سنگه
ادھوسرن سنگه
نرجیت سنگه
امرپال سنگه
حیدرپال سنگه
امرجیت سنگه
ہمت سنگه
بابو گلاب سنگه
بابو بختاور سنگه
بابو بلبھدر سنگه
زبر سنگه
بازبہادر سنگه
جنگ بہادر سنگه
تعلقدار شمس پور

تعلقہ دہیانوان

ہمت شاہ مورث تعلقدار دہیانوان نے علاقہ ڈیرہ کی تقسیم مین جو حصہ پایا اوسمین موضع دہیانوان کو اپنا دارالریاست قرار دیا بعد انکے بیٹے بابو رام بخش سنگہ مالک ریاست ہوئے اور انکے دو بیٹے تھے بڑے بابو دبی بخش سنگہ مالک ریاست ہوئے اور بعد انکے برادرزادہ بابو بھیرون بخش سنگہ مسند نشین ریاست ہوئے اور انکے تین بیٹے تھے بڑے بابو اجیت سنگہ بعد وفات اپنے باپ کے مسند نشین ریاست ہوئے اور انکے بعد بڑے بیٹے بابو شیودت سنگہ گدی نشین ہوئے اور انکو سند تعلقداری ۱۸۶۰ع مین گورنمنٹ انگریزی سے عطا ہوئی ایام غدر ۱۸۵۷ع مین جناب کرنیل بیرو صاحب بہادر چیف کمشنر اودہ جبکہ وہ کالاکانکر سے قلعہ الہ آباد کو جاتے تھے بابو شیودت سنگہ نے واسطے حفاظت جناب صاحب بہادر کے اپنے بیٹے بابو بشیسر بخش سنگہ کو ہمراہ کر دیا اگرچہ درمیان راہ باغیون سے مقابلہ بھی ہوا مگر بحفاظت الہ آباد مین پہونچایا اس صلہ مین سند خیرخواہی حاصل کی اور بابو بسیشر بخش سنگہ بعد وفات اپنے باپ کے ۱۸۶۷ع مین مسند نشین ریاست ہوئے بعد گدی نشینی صرف پانچ سال زندہ رہے بعد وفات انکے بیٹے بابو مہیش بخش سنگہ مسند نشین ریاست ۱۸۷۲ع مین ہوئے اور یہ رئیس ۱۸۴۵ع مین پیدا ہوئے تھے مگر تعلیم عمدہ حاصل کی تھی زبان انگریزی کے ماہر تھے اسلیئے گورنمنٹ ہند نے انکو یکم جنوری ۱۸۷۳ع کو عہدہ اسسٹنٹ کلکٹر ضلع عطا فرمایا انہون نے ملازمت سرکاری اور انتظام ریاست دونون کام نہایت اسلوبی کے ساتھہ انجام دیئے جس سے اعزاز عہدہ اور علاقہ ریاست کو روز افزون ترقی ہوئی اور دربار قیصر ہند ۱۸۷۷ع سے انکو تمغہ عالیہ عطا ہوا نو سال کی خدمات کے بعد بوجہ علالت ملازمت سرکاری سے سبکدوش ہونا پڑا اور بعد سبکدوشی بھی گورنمنٹ عالیہ نے خدمت آنریری مجسٹریٹ درجہ اول تحصیل کنڈہ انکے ذمہ رکھی تھی اور بابو مہیش بخش سنگہ نے ٹھاکر گنیش بخش سنگہ اپنے برادر سوم کو تعلیم زبان انگریزی درجہ ایف. اے تک دلوائی اور گورنمنٹ عالیہ نے ٹھاکر گنیش بخش سنگہ کو عہدہ ڈپٹی کلکٹر

عطا فرمایا بابو مہیش بخش سنگہ نے ۲۱- اپریل ۱۸۹۵ء مین دنیا سے رحلت فرمائی راقم کو عہد طفولیت
سے بابو مہیش بخش سنگہ صاحب مرحوم کی خدمت مین نیاز خاص تھا واقعی یہ رئیس لایق اور
فیاض اور رحم دل تھے چونکہ آپ صاحب اولاد نہین تھے اس لئے انھون نے اپنے بھتیجہ بابو
رندہیر سنگہ کو اپنا متبنٰی کیا تھا بعد وفات وہ یکم نومبر ۱۸۹۵ء مین بوقت مسندنشینی یہ نابالغ تھے
علاقہ ماتحت کورٹ افوارڈس ہوا اور گورنمنٹ عالیہ کے جانب سے انکو تعلیم دلوائی گئی
زبان انگریزی مین درجہ ایف - اے تک حاصل کیا اور زبان فارسی کے علاوہ زبان سنسکرت
سے ماہر ہوے اور دس برس بعد علاقہ کورٹ افوارڈس سے واگذاشت ہوکر انکے قبضہ مین
آیا تب انھون نے عمدہ انتظام و ترقی دیا افسوس زندگی نے وفا نہ کی اور عین سن شباب مین
وفات پائی اب انکے بھتیجہ بابو راج اندر بہادر سنگہ مسندنشین ریاست ہین - اور اہل خاندان
اس ریاست کے مواضعات ڈنڈوا - اور کالون مین آباد ہین -

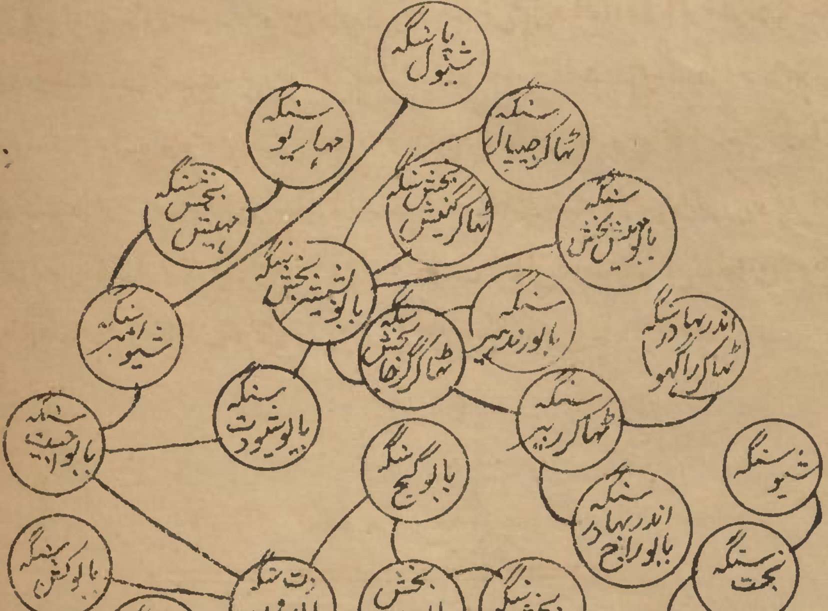

تعلقہ چوراس

ورگ شاہ مورث تعلقداران چوراس سنے علاقہ ڈیرہ کی تقسیم مین جو حصہ پایا اوسمین موضع چوراس ابتداء دارالریاست قرار دیا اور بعد وفات ورگ شاہ کے انکے بیٹے بابو شیو پرشاد سنگھ مسند نشین ریاست ہوئے اور انکے چار بیٹے تھے بڑے بابو اندر بھوپ سنگہ مسند نشین ریاست ہوئے اور دوسرے بکرماجیت سنگہ کو موضع پڈری اور تیسرے ارجن سنگہ کو اور چوتھے لیتن سنگہ کو موضع دہتوانسہ وجہ معاش مین دیا گیا اور بابو اندر بھوپ سنگہ کے دو بیٹے تھے بڑے بابو راج روپ سنگہ مالک ریاست ہوے اور چھوٹے امان سنگہ کو موضع تیخیور وجہ معاش مین دیا گیا اور بابو راج روپ سنگہ کے دو بیٹے تھے بڑے بابو سیوک سنگہ مالک ریاست ہوئے اور چھوٹے جوت سنگہ کو موضع دیوگرہٹی وجہ معاش مین دیا گیا اور بابو سیوک سنگہ کے دو بیٹے تھے بڑے بابو بھگوت سنگہ مالک ریاست ہوئے اور چھوٹے چندی سنگہ کو موضع گوگوری وجہ معاش مین دیا گیا اور بابو بھگوت سنگہ کے بھی دو بیٹے تھے بڑے بابو دہونکل سنگہ مسند نشین ریاست ہوئے اور چھوٹے بجے سنگہ راے کو موضع پنگری وجہ معاش مین دیا گیا اور بابو دہونکل سنگہ کے پانچ بیٹے تھے بڑے بابو سرب دون سنگہ مالک ریاست ہوے مابقی لڑکون کو گذارہ دیا گیا اس علاقہ کو کوئی ترقی نہین ہوئی بلکہ حالت زوال مین ہے اہل خاندان اس علاقہ کے مواضعات دہنوانسہ مولناری اور پنگری مین آباد ہین۔

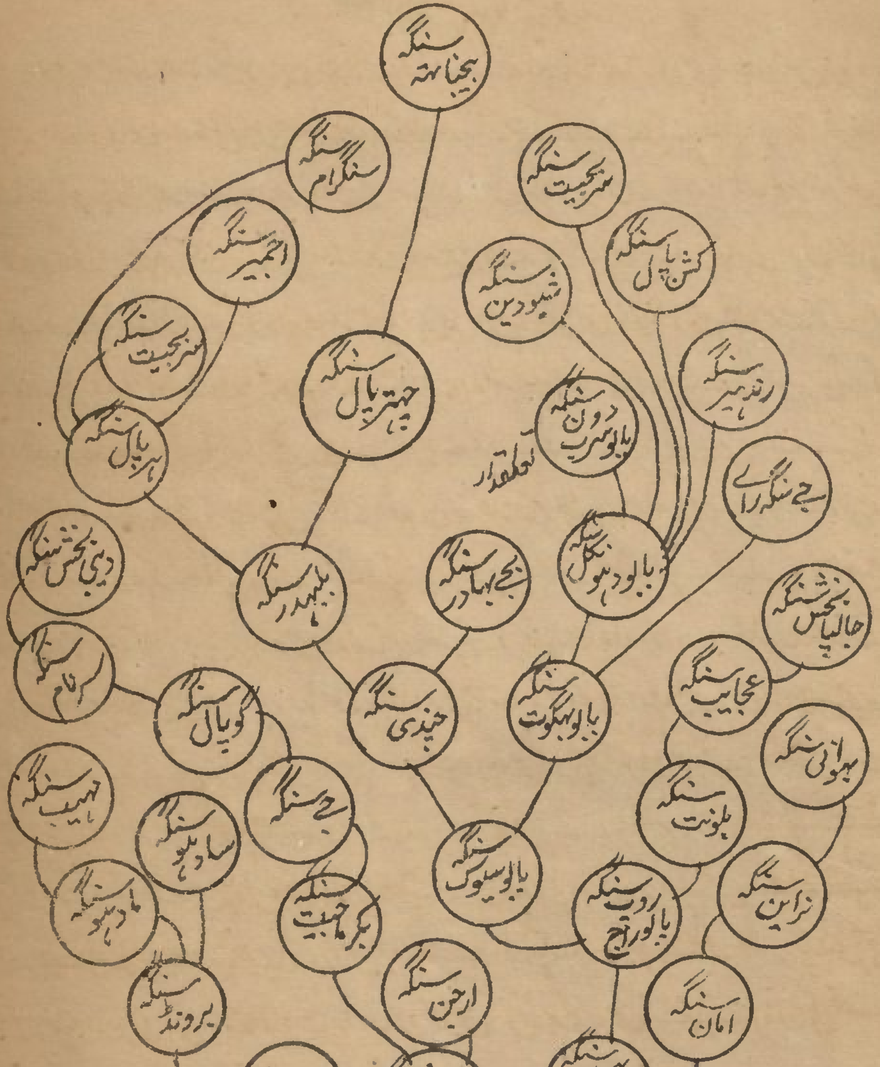
بیجناتھ سنگھ
سنگرام سنگھ
اجمیر سنگھ
سرجیت سنگھ
ہرپال سنگھ
چھترپال سنگھ
دیبی بخش سنگھ
بلبھدر سنگھ
اسرام سنگھ
گوپال سنگھ
جینذی سنگھ
بجے بہادر سنگھ
بابو سرب دمن سنگھ تعلقدار
سرجیت سنگھ
کشن پال سنگھ
شیودین سنگھ
رندھیر سنگھ
سجے سنگھ رائے
بابو دہونکل سنگھ
جالپا بخش سنگھ
عجایب سنگھ
بھوانی سنگھ
بابو بھگوت سنگھ
بلونت سنگھ
نراین سنگھ
بابو روپ سنگھ
امان سنگھ
بابو سیوک سنگھ
بجے سنگھ
بکرماجیت سنگھ
ارجن سنگھ
بشن سنگھ
بابو شیوپرشاد سنگھ
بابو اندر بھوپ سنگھ
درگ شاہ
مورث تعلقدار جیوراس۔

کایستھہ قصبہ مانکپور

قوم کایستھہ قصبہ مانکپور مین پہلے زیادہ آباد تہے اور زمینداری بہی آپکے پاس زیادہ تہی اب معدودہ چند باقی ہین اور چند محلّے غیر آباد ہوگئے صرف ایک خاندان کا شجرہ اور حالات تحریر کرتا ہون مورث خاندان سہسر نام داس بزمان مانکچند راجہ مانک پور شہر قنوج سے منتقل ہوکر اور بعہدۂ دیوان ریاست مانکپور مین مامور ہوا اور سکونت اختیار کی اول مکان انکا اندرون آبادی قلعہ رہتاس گڈہ تہا جسکو اہل اسلام اب چینی خانہ کے نام سے موسوم کرتے ہین جو منہدم ہوکر اسوقت آراضی مزروعہ ہے موضع لاٹہہ تارا انکا آباد کردہ ہے یہ قوم سری واستویہ دوسرے آل قنوجیہ گوترا دیمن پرور ہے جب مکانات انکے سابق کے چہوٹ گئے تو دوسرے مکانات مانکپور مین جو کایستھون کا محلہ معروف ہے تعمیر ہوئے یہ مکانات پختہ تہے بوسیدہ ہوکر گر گئے اور کہود گئے کچہ باقی ہین اونکا نزع کا عالم ہے عملداری اسلام مین راے جگدیش داس بعہدہ صیغہ داری مانک پور مامور تہے اور یہ عہدہ سلطنت صوبہ اودہ تک اس خاندان مین برقرار رہا اور نانکار انکی حسب ذیل کاغذات مین مندرج ہے۔

مانک پور	پرگنہ بہار	پرگنہ دہنگوس	پرگنہ رام پور	جملہ
ما؍ ٦ پائی	صماعــه ۱۳	عما؍	لما؍	الما؍ ۴/۳ ٦ پائی

اور ملکیت مقبوضہ حال موضع لاٹہہ تارا بحقیت زمینداری ماتحتی رام پور جمعی الما؍ ۴/۳ ٦ پائی سالانہ اور چک فیتا حقیقت زمینداری اعلی اجمعی صـــه ۱/ اور چک بولا جمعی للعــه اور چک آنی جمعی لعــه ۸/ اس خاندان مین باقی ہے کاغذات واسناد سابق ضائع ہوگئی اس سلئے ایک فرمان کی نقل تحریر کی جاتی ہے۔

نقل فرمان مہر آصف الدولہ بہادر

شاہ عالم بادشاہ غازی یار وفادار
سپہ سالار رستم
فدوی
شجاع الدولہ یحیی خان آصف الدولہ بہادر ہزبر جنگ
منصور علی خان صفدر الممالک
اعتماد الدولہ آصف جاہ برہان وزیر
حمیدہ الملک مدار المہام

متصدیان مہمات حال واستقبال پرگنہ رام پور عملہ پرگنہ مانکپور مضاف صوبہ الہ آباد بدانند۔

مبلغ دوسو روپیہ رایج الوقت در وجہ نانکار باسم جہاؤ رام سررشتہ دار پرگنہ مذکور کہ ہمیشہ دریابی دو اصلباقی پرگنہ مسطور مجرا آمدہ است باید کہ وجہ نانکار مشار الیہ دادہ باشند لوعی مزاہم و متعرض نشوند کہ نامبردہ صرف معیشت متعلقان نمودہ بکار مرجوعہ سرکاریہ دارد ترسیل سند مجدد و نہ طلبند تاکید مزید دانند مرقوم پنجم شہر جمادی الثانی ۱۲۰۸ھ مقدس اور سلطنت انگریزی مین چند اشخاص اس خاندان کے ملازم سرکار ہین اور ایک صاحب منشی جالیا پرشاد اڈیٹر اودہ اخبار لکھنؤ کہ جنکی تعلیم اور نازک خیالی ایک خداداد نعمت ہے اور مولف کتاب ہذا کے ہم درس ہین اور مولف نسخہ ہذا انکا نہایت مشکور ہے کہ انہون نے اس کتاب کی تالیف مین پوری امداد کی ہے ۔

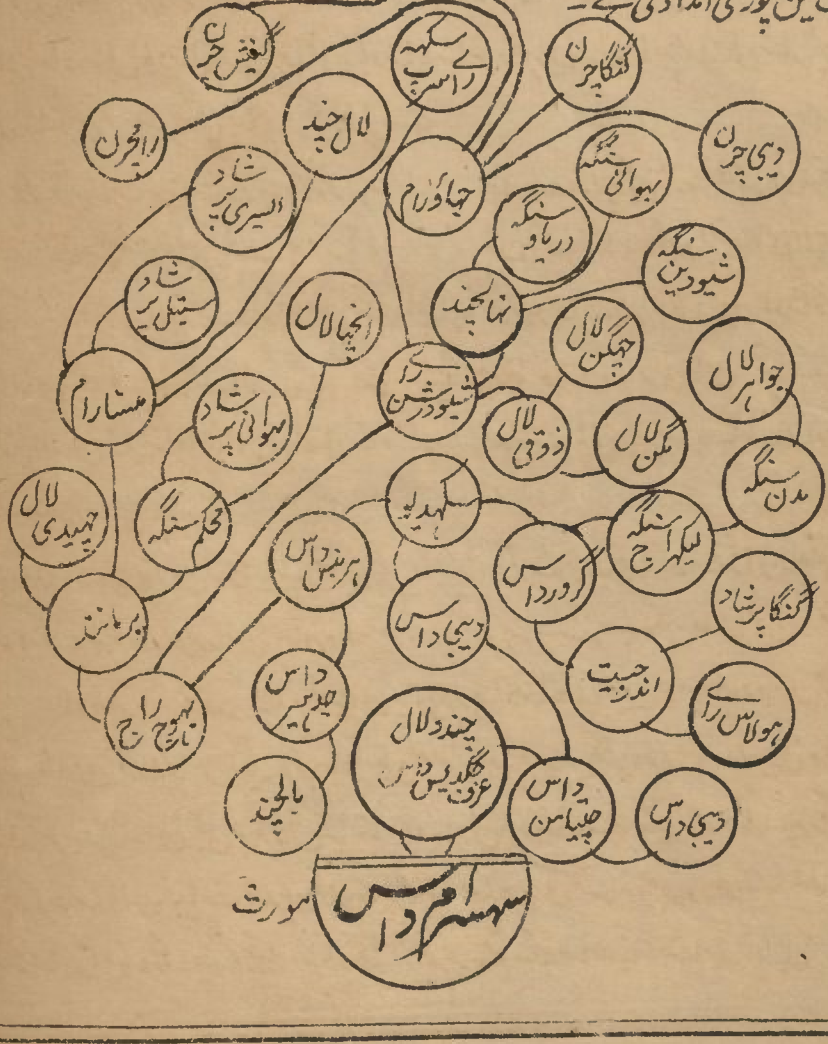

عروج و تنزل شیوخ دامغانی قصبہ مانکپور و حالات علاء الدین خلجی

دامغان ایک شہر کا نام ہے جو مابین نیشاپور اور سیستان صوبہ خراسان مملکت ایران مین واقع ہے زمان قدیم مین اس شہر کے باشندون نے ملک غور کو فتح کیا تھا اور سلاطین غور کے لشکر مین شیوخ دامغانی سے عمدہ سپاہی اور افسر فوجی منتخب کیے جاتے تہے قطب الدین ایبک بادشاہ دہلی کی فوج مین یہی گروہ تہا جو شیوخ صدیقی دامغانی کہلاتا تہا گرہ مانک پور کی تسخیر کے بعد بادشاہ دہلی نے انکو معافیات و جاگیرات یہان کی عطا کر کے کفار کی سرکوبی کی غرض سے متعین کر دیا تہا اور رفتہ رفتہ انکو عہدہ جلیلہ عطا ہوئے۔ جب جلال الدین خلجی بعمر ہفتاد سال بادشاہ دہلی ہوا تو یہ بادشاہ شاعر و مہرہ باز تہا تمام عمر اسکی شطرنج بازی اور شاعری مین بسر ہوئی چنانچہ اسکی غزل ہے۔

آن زلف پریشانت ژولیدہ نمی خواہم — وان روے چو گل تارت تفتیدہ نمی خواہم
بے پیرہنت خواہم یکشب بکنار آئی — زان بانگ بلند است این پوشیدہ نمی خواہم

کیقباد بادشاہ اور سید مولہ کا قتل بیگناہ ایسا پر آشوب ہوا کہ جسکے مکافات مین بادشاہ مبتلا ہو کر خود جان سے مارا گیا جلال الدین خلجی کے چار بیٹے تہے خانخانان۔ ارکلی خان۔ شہاب الدین اور رکن الدین بڑا بیٹا خانخانان نے بادشاہ کے سامنے وفات پائی امیر خسرو شاعر نے اوسکا مرثیہ یہ تصنیف کیا ہے۔

چہ روز ست این کہ من خورشید تابان را نمی بینم — دگر شد شب چرا ماہ درخشان را نمی بینم
شہ اینک سر تخت و بزرگان صف زدہ ہر سو — ہمہ ہستند لیکن خانخانان را نمی بینم

علاوہ پسران مذکور کے دو دختران پری چہرہ بادشاہ کی تہین جو اوسکے دونون بہتیجون علاء الدین اور الماس بیگ کو بیاہ گئین تہین اور خصوص ملکزادہ علاء الدین کو بادشاہ نے مثل فرزندان صلبی پرورش کیا تہا۔ اور اول بادشاہ نے جاگیر کڑہ مانک پور ملکزادہ جہجو کو جو سلطان غیاث الدین بلبن کا پوتا تہا عنایت کی ملکزادہ جہجو کو دعوے سلطنت کا تہا سکناے کڑہ مانک پور اسکے ارادونکو مستحکم کرتے تہے صاحب اقتدار تو تہا ہی اپنی فوج

اور قوت بڑہانے لگا اور مابین آراضی موضع کہمسرہ اور چوکا پور اپنی تخت گاہ قائم کی اور اس مقام کا نام شاہ آباد اور لشکرگاہ کا نام سیاہ رکہا گیا جو اسوقت نیست و نابود ہے اور جب تخت سلطنت قایم ہوچکا تو ملک جہجو نے اپنا نام مغیث الدین رکہا اور ایک فوج کثیر لیکر واسطے تسخیر دہلی مانک پور سے روانہ ہوا۔ سلہ

خان کرہ جہجوے کشورکشا　　　وزلب شاہان کرہ دارد بیا

دہلی مین جب یہ خبر پہونچی بادشاہ نے ایک جرار لشکر اسکے مقابلہ کو روانہ کیا اور قریب قنوج جنگ ہوئی ملکزادہ جہجو نے شکست کہائی۔ بعد اس لڑائی کے بادشاہ نے ملکزادہ علاءالدین کو یہان کا گورنر اور جاگیردار مقرر کیا اگرچہ یہ بہی حریص اور چالاک تہا بادشاہ بیگم اسکی شوخ چشمون سے بدگمان ہوکر بادشاہ سے شاکی ہوئی لیکن بادشاہ نے بیگم کی باتون پر کچہ توجہ نہ کی اب علاءالدین کا روز بروز اقتدار بڑہنا شروع ہوا کڑہ مانک پور کی سرسبزی اور زرخیزی اسوقت تمامی ہندمین درجہ اول پر تہی اور یہان کے باشندے شوخ و چالاک اور مفسد تہے شیوخ و سادات جنکے بدن مین دوران خون عرب کا تہا لڑائی خونریزی انکا موروثی ترکہ تہا ملک جہجو کو بادشاہ سے لڑوا چکے تہے کچہ لوگ اس سازش مین مصلوب تہے اور کچہ لوگون کے ان تغیرات مین نمبر ٹہرہ گئے تہے ملکزادہ علاءالدین بہت ہوشیار تہا لیکن سلطنت ہند کی آرزو اسکے دلمین بہری ہوئی تہی مگر دلمین خیال کرتا تہا کہ ملک جہجو کا سا نقشہ نہو جائے یک بیک دعوی سلطنت بیکار ہے یہ سمجہکر پہلے اس نے لشکر کی مقدار بڑہانا شروع کی اور باشندگان کڑہ مانک پور اور خصوص قوم دامغانی کو بڑے بڑے عہدے فوجی اور مالی عنایت کئے اور شبانہ روز اسکی مجلس مین لشکر کے بڑہانے اور زر و دولت کے حاصل کرنیکی تدبیرین ہوا کرتی تہین الغرض یہ رائے قرار پائی کہ ملک دکہن دولت کی کہان ہے اسکو تاخت و تاراج کرکے دولت کثیر فراہم کرنا چاہیئے قوم دامغانی جسنے غور و غزنی اور ہندوستان کے فتوحات مین اپنا نام روشن کر رکہا تہا اسکے ساتہ تہے ملکزادہ علاءالدین نے پچیس ہزار سواران چیدہ سے بلا اجازت بادشاہ دہلی ملک دکہن پر

سلہ دیکہو مثنوی قرآن السعدین

فوج کشی کی راہ مین گو دشوار گذار جنگل تہا پر بندہاچل پہاڑ کے سلسلہ سے سات سو میل راہ طے کرکے دیوگڈہ مین داخل ہو جانا علاء الدین ہی رستم ہند کا کام تہا راجہ دیوگڈہ اور دوسرے راجگان دکہن سے جنگ ہوئی اور ہر مقام مین علاء الدین فتحیاب ہوا مال غنیمت علاوہ سونے اور چاندی کے ایکہزار من جواہرات لیکر مانکپور مین واپس آیا علاء الدین کا سلسلہ ڈاک کڑہ مانکپور سے دہلی کو ہمیشہ جاری رہتا تہا ملک دکہن کی مہمات مین مصروف رہنے سے چہ مہینے تک کوئی عرضداشت اسکی بادشاہ دہلی کے حضور مین نہین پہونچی اور یہہ خبر منتشر ہوئی کہ ملکزادہ علاء الدین ملک دکہن لوٹ کر بیشمار دولت اپنی جاگیر کڑہ مانکپور مین لایا ہے ملک حبیب حیدر نے بادشاہ سے عرض کی کہ ملکزادہ علاء الدین کی خبرگیری لازم ہے ایسا نہو کہ وہ بہی مثل ملک چہجو دعویدار سلطنت ہو جاے تو بہر سخت مشکل ہو کیونکہ ملک دکہن سے زر و دولت کثیر اوسکے ہاتہ آگئی ہے اور دکہن کی مہمات مین اوسکی لشکر کا دل بہی بڑہا ہوا ہے اس گفتگو سے بادشاہ کا دل علاء الدین کیطرف سے پہیکا ہو چلا تہا لیکن ملکزادہ الماس بیگ برادر علاء الدین نے عرض کی کہ علاء الدین نے ممالک غیر پر فتوحات حضور ہی کے نام سے کیئن ہین اور جسقدر زر و دولت وہ لایا ہے سب حضور کا مال ہے اور پوشیدہ ان خیالات اور معاملات کا ایک مضمون الماس بیگ نے اپنے بہائی علاء الدین کو لکہکر بہیجدیا جب علاء الدین کو یہہ حالات معلوم ہو گئے اوسوقت ایک عرضداشت بادشاہ کے حضور مین بدین مضمون تحریر کی کہ خانہ زاد جوانی کے اومنگ مین غیر مفتوحہ ممالک کی فتوحات کی ازحد تمنا رکہتا تہا اور اپنی کوتاہ اندیشی سے خیال کرتا تہا کہ معاندین کی رخنہ اندازی سے سرکار عالی فدوی کو اجازت نہ دینگے تو حوصلہ دلکا دل ہی مین رہجائیگا اس حرص طبیعت نے غلام کو بے ادبانہ ایسے دشوار گذار کام کیطرف رغبت دلائی جسکی وجہ سے اول صعوبات سفر اور مقابلہ غنیم کی برداشت کرنی پڑی دوسرے اب شب و روز کی نیند حرام ہے خود کردہ را علاجے نیست اگرچہ اقبال شاہی شامل حال بندگان عالی تہا کل مہمات مین فتحیاب ہوا اور دولت و مال نصیب اولیاے سلطنت ہوا پر افسوس

سلہ دیکہو تاریخ فرشتہ

خوشی خانہ زاد کی رنج کے ساتھہ متبدل ہے ادہر غلام نادم و پشیمان ہے اور دہر معاندین کو موقع میری شکایت کا ہاتھہ آگیا ہوگا اور جہان پناہ کو بدظن اور بدگمان کردیا ہوگا ایسے خیالات نے غلام کو ہراسان اور پریشان کر رکھا ہے کہ حاضری مین مبادا کوئی سلوک نازیبا میرے ساتھہ کیا جائے ہر آئینہ خوبی تقدیر سے کوئی چارہ سوائے اسکے نظر نہین آتا کہ صحرا نورد ہو جاؤن یا خودکشی کرون اس لئے مال غنیمت امانت سلطانی پیشکش بندگان بادگاہ ہے الغرض اس عرضداشت اور نذرانہ نے بادشاہ حریص کا غبار خاطر دور کردیا زر و جواہر کی آرزو مین کچھہ انجام کار نہ سوچا اور بلا مشورہ ارا کین سلطنت عازم کڑہ مانکپور ہوا اور الماس بیگ یہ خبر پاکر کچھہ جیلہ حوالہ کرکے پہلے سے چلدیا تھا اور اپنے بھائی سے جاملا تھا ادہر بادشاہ شہر قنوج کے داخلہ پر سفر تری کا عازم ہوا اور بجرے اور کشتیان فراہم کی گئین اور سواری کشتی خود سوار ہوا اور فوج براہ خشکی روانہ ہوئی تاکہ قبل پہونچنے بادشاہ کے لشکر سلطانی کڑہ مانکپور مین پہونچ جائے لیکن قسمت سے لشکر سلطانی پیچھے رہ گیا اور بادشاہ کا بیڑہ کشتی مانک پور مین داخل ہوگیا بقول الفنسٹن صاحب گورنر بمبئی کہ تاریخ ۱۷ ماہ رمضان اور وقت عصر تھا اور بادشاہ روزہ دار تھا اور تاریخ فرشتہ کی بجنسہ عبارت نقل کیجاتی ہے۔ سلطان جلال الدین فیروز خلجی در کشتی مصحف می خواند و روزہ میداشت بوقت عصر بکنار آب گنگ رسیدہ از کشتی بیرون آمد ملک علاء الدین شرف ملازمت نمودہ برپای سلطان افتاد بادشاہ طمانچہ از راہ شفقت و محبت بر رخسارہ او زدہ مرحمت فرمودہ کہ من باین ہمہ تلطف ترا پرورش کردہ از خوردی بزرگ کردہ ام ہموارہ در نظر من از پسران عزیز تر بودہ ہنوز بوی طفلی تو از جامہ من برطرف نشدہ چگونہ در حق تو بدی خواہم کرد این گفت و دست علاء الدین را گرفتہ بجانب کشتی روان شد۔ علاء الدین اشارہ کرد محمود بن سالم کہ از اجلاف سمانہ بود شمشیری سلطان را زخمی ساخت سلطان زخمی خوردہ بجانب کشتی دوید و گفت کہ علاء الدین بدبخت چہ کردی اختیار الدین کہ پروردہ نعمت بادشاہ بود از عقب در آمدہ سلطان کہ ہنوز بکشتی نرسیدہ بود بر زمین انداخت و ہنگام غروب آفتاب سرش بریدہ پیش ملک علاء الدین آوردہ و سر آن تاجدار را بر سر نیزہ کردہ در کڑہ مانکپور گردانند

واز آنجا بشہر آوردہ بردند۔ امیر خسرو شاعر جو اسوقت کا شاعر تھا وہ کہتا ہے[۵۱] کہ جلال الدین فیروز خلجی مانک پور مین قتل کیا گیا اور علاء الدین مانکپور مین تخت نشین سلطنت ہوا۔

ز روزہ رفت نصفے یا ہمین فسال	ز ہجرت شش صد و پنج و نود سال
کہ در دولت شد از عون الٰہی	بمانک پور تخت آرائے شاہی
کف دستش جہان را موج در شد	کہ مانک پور ز زر و مال پُر شد
ازان پس با شکوہ لشکر و پیل	روان شد فتح دہلی را بہ تعجیل
خزانہ زیر شد منزل بہ منزل	ز زر کردہ کلید کار مشکل

تاریخ فرشتہ کی بعد کی تصنیفات[۵۲] مین ایسا مضمون درج ہے کہ جب سلطان جلال الدین خلجی مانک پور پہونچا علاء الدین بغرض امداد خدمت مین خواجہ کڑاک صاحب کے حاضر ہوا خواجہ صاحب نے ارشاد کیا ؎ ہر کہ کند با تو جنگ + تن در کشتی سر در گنگ + پس مصداق شعر جلال الدین کشتی پر قتل کیا گیا تن اوسکا کشتی پر رہا اور سر دریا مین غرق ہوا اور جس مقام پر سر دریا مین غرق ہوا اوس مقام پر ایک ضلع آباد ہو کر نام اول اوسکا گُم سرہ اور بعد مین کھمسرہ معروف ہوا اور تاج دریا مین بہتا ہوا ملاحون نے پایا تھا اوس کے صلہ مین جو اراضی اونکو انعام مین ملی اوسکا نام ابتک تاج ملاحان ہے معتبر[۵۳] تواریخ اور روزنامچہ سلاطین سے جو اوسی زمانہ کی تصنیفات ہین۔ تن در کشتی سر در گنگ کا وجود ظاہر نہین ہوتا اور لفظ جنگ کسی حالت مین صادق نہین آتا بلکہ علاء الدین نے خود دغا سے سلطان کو قتل کیا ہے بلکہ خواجہ صاحب کا دوسرا شعر تن در کشتی سر در گنگ کے مخالف ہے ؎ من ترا دادم سریر و سلطنت + بر زدہ بر خاک تاج دشمنت +

بعد قتل سلطان جلال الدین ملکزادہ علاء الدین ایکسال کڑہ مانکپور مین مقیم رہا

---

۵۱ دیکھو مثنوی خضر خانی دیول رانی۔

۵۲ دیکھو مفتاح التواریخ۔

۵۳ دیکھو مبارک شاہی تاریخ۔

اور پہر تخت دہلی پر متمکن ہوا اس بادشاہ کے پاس علاوہ دولت بیشمار چار لاکہہ سوار تھے
اس کے عہد دولت مین امیرون کے چار درجے تھے خان - ملک - امیر اور سپہ سالار اور
عہدہ داران جلیل القدر کے چہہ ۶ درجے تھے - نظام الملک - وزیر الممالک - صدر جہان -
قاضی القضات - صدر الاسلام اور شیخ الاسلام اور ضلع کے حاکم چودہری - متصرف
محتسب - کوتوال - قاضی - اور سکہ تنکہ طلائی برابر اشرفی انگریزی حال - اور تنکہ نقرہ
مساوی آٹہہ آنہ حال کے اور شرح نرخ غلہ وغیرہ بحساب اور وزن حال یہہ تہا -

نام جنس	وزن بحساب انگریزی سیر	قیمت بحساب حال	نام جنس	وزن بحساب انگریزی سیر	قیمت بحساب انگریزی حال
گیہون	۱۲ مار	۲ر۶ پائی	مصری	۲۴ تولہ	۸ پائی
جو	۱۲ مار	ار۴ پائی	شکر	۲۴ تولہ	۴ پائی
شالی	۱۲ مار	ار۸ پائی	شکر سرخ	۲۴ تولہ	۲ پائی
چینا	۱۲ مار	ار۸ پائی	روغن زرد	۲۴ تولہ	۴ پائی
ماش	۱۲ مار	ار۴ پائی	روغن تلخ	امار	۴ پائی
مونگ	۱۲ مار	ار			
نمک	۱۰ مار	۴ پائی			

علاء الدین بادشاہ دہلی کے عہد دولت مین شیوخ دامغانی بڑے بڑے عہدون پر
ممتاز ہوئے اور اکثر پایہ وزارت پر پہونچ گئے تہے اسوقت مانکپور کا لقب دہلی کوچک
کا تہا اس عہد کی آبادی اب بالکل ویران اور کشت زار ہے ؎ چغد نوبت می زند
بر قلعۂ افراسیاب + پردہ داری می کند بر طاق کسرا عنکبوت + نیرنگی عالم قابل دید ہے
وہ میدان جسمین نام آوران روزگار متمکن تہے ڈیوڑہیون پر بازار گرم تہا چوبدارون کی
آوازون اور نقیبون کے نعرون اور نقارون کی صداؤن سے مشرق سے مغرب تک

گونج رہا تہا طرفۃ العین مین ایک سیٹی کے ساتہہ ٹہیٹر کے پردے کے مانند سب کارخانہ اولٹ گیا کہتے ہین کہ اس قوم دامغانی کی سروت کا ایک نمونہ یہہ تہا کہ نوسو نواسی بالکی نشین ایک دسترخوان پر کہانا نوش فرماتے تہے کہ سید جلال المخاطب مخدوم جہانیان وارد مانکپور ہوئے جاہ و جلال قوم دیکہکر یا کسی نے کچہہ گستاخی کی ہو درویش نے کہا کہ ملک الموت کا گذر اس خاندان مین نہین ہوا یہہ کلمہ گویا پیغام اجل تہا اسوقت موت کا بازار گرم ہوگیا جسکی قضا دامنگیر تہی وہ طعمہ اجل ہوگیا بقیہ لوگ اپنی جانین لیکر مانکپور کو خیر آباد کہکر رخصت ہوگئے اب یہان کیا تہا ؎ نہ لشکری نہ سپاہی نہ کثرت الناسے — ان بیانات کی صداقت قوم دامغانی کے دستور العمل سے ہوتی ہے کیونکہ یہہ لوگ اب مانکپور مین بود و باش نہین رکہتے ہین اتفاقاً بیرو نجات سے یہان آ ہی جاتے ہین تو دن بہر یہان رہتے ہین اور شام کو حدود قصبہ مانکپور سے چلے جاتے ہین اور کہتے ہین کہ شب باش ہونا ہمارا باعث ہلاکت ہے عارضہ درد سر لاحق ہوجاتا ہے علاوہ اسکے خاندان سادات گردیزی قصبہ مانکپور مین آباد ہے ان بیانات کی تصدیق کرتے ہین اور کہتے ہین کہ بعد تباہی دامغانیان درویش صاحب ہمارے یہان مدعو ہوئے تہے اور بہ برکت دعا فقیر عہدہ ہائے قاضی و راجی ہمارے بزرگوار کو سرکار دہلی سے عطا ہوئے جسکا مفصل بیان راقم آئندہ حالات سادات گردیزی مین تحریر کرے گا لیکن وہ یہہ نہین کہتے کہ اس موقع پر سید جلال مخدوم جہانیان تشریف لائے یا کوئی دوسرے صاحب کمال تہے زمان دراز کے بیانات زبانی ہین جو کچہہ ہون — کتاب آئینہ اودہ مولفہ سید شاہ ابو الحسن قطبی سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سید جلال مخدوم جہانیان بزمان سلاطین شرقیہ جونپور وارد مانکپور ہوئے اور قوم دامغانیان مانک پور کو دعائے بد دی لیکن سید جلال صاحب شب چہار دہم ماہ شعبان سنہ ھ مین مقتول ہوئے ؎ اور سنہ ۷۸۹ھ مین وفات پائی۔

تاریخ تولد	ہفت صد ہفت سال ہجری بود		کان مہ برج دین طلوع نمود	سنہ ۷۰۷ھ
تاریخ وفات	تاریک گشت جملہ جہان بے جلال شاہ		تاریخ بود ہفت صد ہشتاد و پنج سال	سنہ ۷۸۵ھ

یہہ زمانہ سلطنت دہلی مین سلطان محمد تغلق کا تہا اور سید جلال مخدوم جہانیان کا سفرنامہ

طبع ہوکر شایع ہوچکا ہے مانک پور مین اونکا تشریف لانا درج کتاب نہین ہے سید جلال الدین بخاری کی اولاد قصبہ کڑہ اور محلہ دارا گنج و رسول آباد متعلق شہر الہ آباد اور موضع بٹی شاہ اور قصبہ ایرانوان ضلع فتحپور مین آباد ہے واقع مندرجہ بالا کی تصدیق اونسے بھی نہین ہوتی ان وجوہ سے کہا جاسکتا ہے کہ قوم کی تباہی کا سبب کوئی دوسرے درویش ہونگے اور کتب تواریخ[1] سے اور اسباب تباہی قوم معلوم ہوتے ہین ۷۴۸ھ مین خواجہ شمس الدین دامغانی صوبہ دار گجرات بجرم بغاوت قتل کیا گیا اور غیاث الدین دامغانی محمد تغلق سے منحرف ہوکر کرناٹک کا حاکم خود سر ہوگیا تہا اور اسی سال مین علامہ عصر شیخ نظام مائن نے کڑہ مانک پور مین دعوی نبوت کیا تہا اور جماعت کثیر مسلمانون مین اس باعث سے ایک ہنگامہ ہوا تہا ممکن ہے کہ بوجہ بغاوت بادشاہ دہلی کے خواہ جماعت اہل اسلام نے اس قوم کو مانکپور سے رخصت کردیا ہو یا اوس وقت کوئی درویش باکمال نے بددعا ان کے حق مین کی ہو لیکن قوم کا جاہ وجلال اکثر کتب تواریخ مین مندرج ہے ابن بطوطہ اپنے سفرنامہ مین لکھتے ہین کہ شمس الدین دامغانی بادشاہ سیلان بود۔

قصبۂ لطیف پور ایک موضع مانک پور سے جانب شمال بفاصلہ ۳ میل واقع ہے قدیم باشندے یہان کے شیوخ صدیقی دامغانی ہین انکا بیان ویسا ہی ہے جیسا کہ اوپر مذکور ہوچکا ہے لیکن وہ بہی نسبت بد دعا کے کسی خاص فقیر کا نام نہین بیان کرتے ہین اس قصبہ مین ایک مسجد پختہ ہے جسکی دیوار مین نشان پنجہ دست بنا ہوا ہے کہتے ہین کہ عبد الطیف دامغانی کے مرشد ملک شاہ محمد دامغانی کا پنجہ ہے یہہ قوم اکثر مقامات دیہات حوالی کڑہ مانکپور مین آباد ہے طرز معاشرت اونکا مثل کاشتکاران نومسلم کے ہے پوشش زن و مرد کی دہوتی ہے اکثر عورات مغلی پاٹجامہ بہی پہنتی ہین وصلت و مصاہرت بہی مثل اقوام پارینہ کے ہے اس قوم کے بعض لوگ جو قصبجات رودولی و امیٹھی و تہولینڈی وغیرہ مین آباد ہین اونکا طرز معاشرت البتہ مثل شرفائے قصبہ کے ہے مگر اس قوم کے اکابر کی سوانح عمری ہمکو دستیاب نہین ہوئی ور

[1] دیکھو تاریخ فرشتہ وکارنامہ تغلق۔

ضرور درج کتاب ہوتی اور خاص قصبہ مانک پور مین انکی یادگار مساجد و مقابر پختہ اور عمارات منہدم شدہ کے نشانات موجود ہین مگر اونپر کوئی کتبہ یا نوشتہ موجود نہین ہے اب بجز اسکے کہ فاتحہ خیر پڑہین اور کیا ہو سکتا ہے۔

شیوخ غوری قصبۂ مانک پور

مساجد و مقابر غوری کے اس قصبہ مین موجود ہین اور نسل بہی موجود ہے لیکن غوری لقب اب متروک ہے مغربی حصہ رہتاس گڈہ جو سابق کے کاغذات مین بالائے حصار لکہا جاتا تہا یہان ملکیت و مکانات شیوخ صدیقی کے ہین لیکن حیثیت تعمیر مکانات سے زمانہ تعمیر تین سو برس سے زیادہ کا نہین معلوم ہوتا ان شیوخ کے بیانات ہین کہ مورث اعلی ہمارے شاہ برہان الدین عرف شاہ بڈہن بن شیخ قارن ابن شیخ یادگار بن پیر محمد ابن صلاح الدین بن عبد القادر ابن محمد زاہد بن قطب الدین ابن محمد عابد بن نور الدین ابن ضیاء الدین بن سراج الدین ابن صدر الدین بن محمد صالح ابن عبد الواسع بن عبد اللہ ابن عبد الخالق بن امام قاسم ابن محمد رضا بن محمد ابن حضرت عبد اللہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ شاہ برہان الدین مورث اعلی کی قبر شام بالائے حصار گوشۂ شرقی و شمال صحن دروازہ شیخ امین الدین حسین مین موجود ہے اس قوم کے بیانات ہین کہ مورث اعلی ہمارے ہمراہ سید شہاب الدین گردیزی کو بغرض جہاد وارد مانکپور ہوئے واقعی قوم پارینہ ہے وصلت و مصاہرت ان کی دیگر اقوام شیوخ و سادات عظام حوالی گڑہ مانک پور کے ساتہ ہے اور قوم فاتح بہی ہونا اس سے ثابت ہے کہ ان کے مکانات بالائے حصار ہین مذہب اہل سنت جماعت ہے ان کے شجرہ اولاد عقاب مین اب تک شاہ برہان الدین سے صرف پندرہ پشتین ہوتی ہین اور شجرہ اولاد عقاب سید شاہ شہاب الدین گردیزی مین اب تک سید شاہ شہاب الدین سے قریب چوبیس یا پچیس پشت کے گذرین ہین اس شجرہ کے میلان کرنے سے یہہ بہی ثابت ہوتا ہے کہ شاہ برہان الدین سے پہلے کوئی بزرگ

اس خاندان کے مانک پور مین ہمراہ سید شہاب الدین گردیزی آئے ہین اور بوجہ امتداد ایام اولاد کو اونکا نام فراموش ہو گیا ہے۔

عہدہ متولی معافیات اور قانون گوئی سرکار دہلی سے اس خاندان مین عطا ہوا تہا جب سرکار شاہ اودہ مین معافیات ضبط ہو گیئن تو دفتر تولیت شکست ہو گیا او عہدہ متولی بہی جاتا رہا صرف عہدہ قانون گوئی سلطنت انگریزی تک برقرار رہا جب شیخ احمد زمان قانون گو تحصیل کنڈہ نے ۱۲۸۸ھ مین وفات پائی اور اون کی اولاد مین قابلیت انصرام کام نہین تہی اسوجہ سے یہہ عہدہ بہی اس خاندان سے رخصت ہوا قدیم زمینداری اس خاندان کی موضع ریولی تہی جو اب شامل علاقہ باہیور ہے علاوہ اسکے چند دیہات مقبوضہ خاندان تہے وہ بہی فروخت ہو گئے مانک پور کے ملحق ایک مزرعہ چک زاہد غوری نام مقبوضہ خاندان ہے اور اونکے مورثون کا آباد کردہ ہے اس لئے راقم نے شیوخ غوری مین اس خاندان کو شمار کر کے ان کا ذکر تحریر کیا ہے نقول فرمان متولی و قانون گوئی عطیہ سلاطین دہلی درج کتاب کئے جاتے ہین۔

نقل فرمان اور مُہر شہنشاہ اکبر بادشاہ (مُہر) طُغرا

جاگیرداران و کروریان و چودہریان و متصدیان مہمات حال و استقبال حویلی سرکار مانک پور را اعلام کنند حکم جہان مطاع گردون ارتفاع از ممکن لطف و مرحمت اشرف ہمایون شرف اصدار و اعزاز ایراد یافت کہ چون عہدہ متولی عملہ حویلی سرکار مانکپور شیخ محمد بن شیخ منصور مرحمت ساختہ می باید کہ بموجب مقرر مسلم دانستہ از صوابت تغیر و تبادل مقبول سند مجدد دانستہ چون بتوقیع رفیع اشرف علی قرین و مجلی گردد اعتبار نمایند تحریر فی التاریخ یازدہم رمضان المبارک ۸ جلوس تہنیت مانوس۔

بوجہ بوسیدہ ہو جانے کاغذ فرمان کے عبارت ظہری کی نقل نہین کی گئی لیکن تاریخ عبارت ظہری یازدہم رمضان المبارک ۹۶۹ھ مقدس مرقوم ہے۔

نقل فرمان اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ

مہر

طغرا

خدمت قانون گوئی پرگنہ حویلی مانک پور تابع صوبہ الہ آباد از تغیر قانون گویان
محب اللہ از فصل ربیع استحقاق بیل حسب الضمن مقرر باشد کہ لوازم و مراسم
و دقیقہ از دقائق دولتخواہی داشتی نام عی نگذارد و در ازدیاد آبادی و فور زراعت
سررشتہ تقسیم موازنہ مشخص و مشرح سال بسال موافق ضابطہ معمولی بدفترخانہ معاشرت
و پیرامون تغلب و تعدی نگردد و رعایا را بحسن معاشرت از خود راضی داشتہ زیادہ
بر رسومات خود میدادہ اند چیزے دیگر از احدے نستانند و مبلغ ہشت ہزار روپیہ
پیشکش را مطابق تعہد داخل سازد باید کہ حکام و عمال و جاگیرداران و کروریان حال
و استقبال او را قانون گوے پرگنہ مرفوع القلم دانستہ سند مجدد نطلبند طریق
زمینداران و متصدیان و رعایا و مزارعان پرگنہ مسطور آنکہ از سخن صوابدید چیزیکہ متضمن
کفایت سرکار والا خواہد بود بیرون نروند تاریخ پانزدہم سوال سال چہلم از جلوس
ہمایون فرخندہ فال مطابق ۱۱۰۵ھ مقدس۔ (واضح ہو کہ بوجہ طوالت فرمان کے
عبارت ظہری نہیں لکھی گئی)

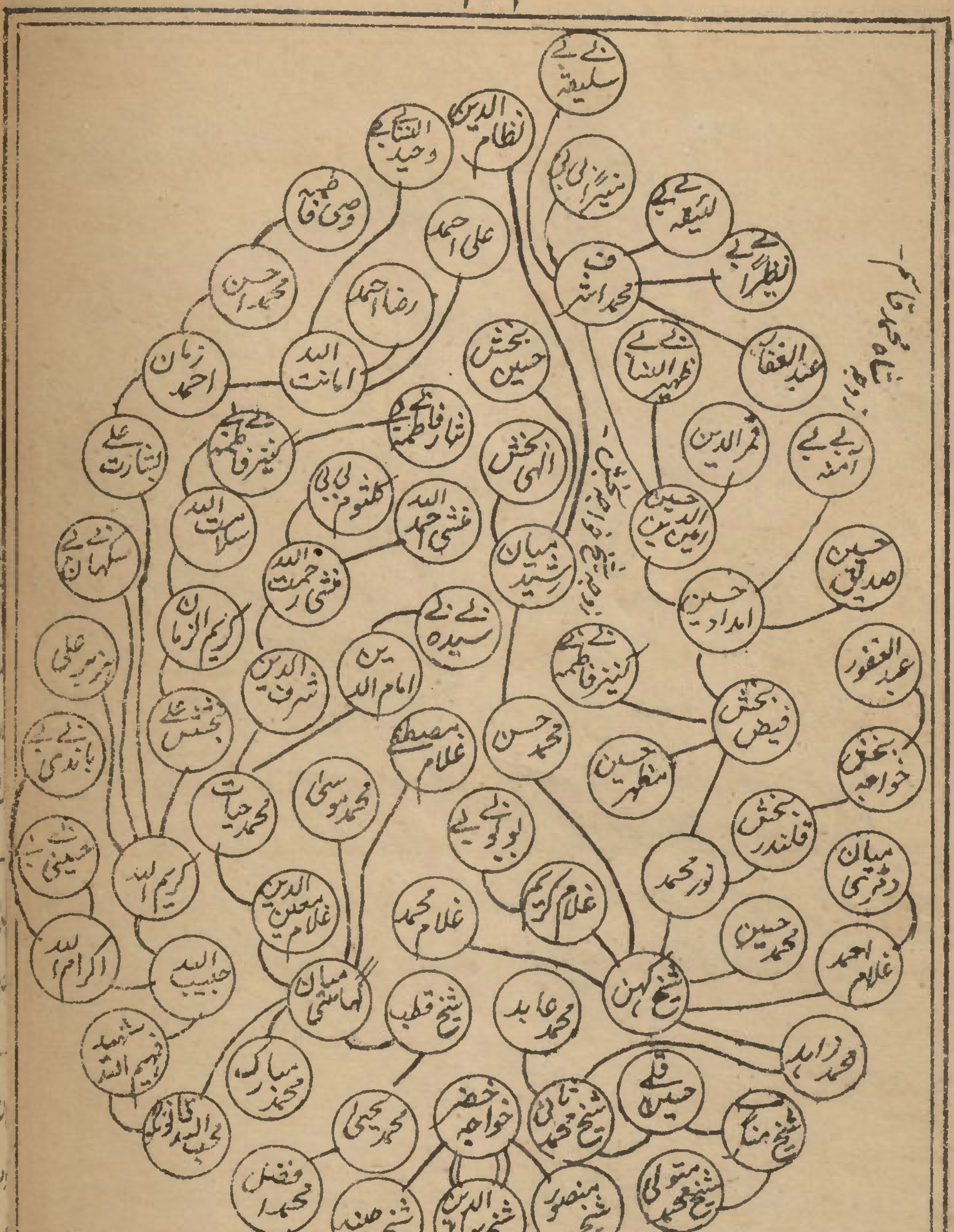

شاہ برہان الدین
شیخ بہاء الدین
شیخ جنید
شیخ منصور
خواجہ خضر
محمد یحییٰ
محمد افضل
شیخ محمد متولی
شیخ منگا
حسین قلی
شیخ محمد تابانی
محمد زاہد
محمد عابد
شیخ قطب
مبارک محمد
میاں تماشی
محبوب الدین
شہید فہیم اللہ
حبیب اللہ
اکرام اللہ
شیخ کہن
غلام احمد
محمد حسین
نور محمد
غلام محمد
غلام کریم
ابو بو بی بی
میاں دفتری
قلندر بخش
خواجہ بخش
منظور حسین
فیض بخش
عبد الغفور
کنیز فاطمہ
امداد حسین
صدیق حسین
بی بی آمنہ
امین الدین حسین
قمر الدین
عبد الغفار
ظہیر النساء بی بی
محمد اشرف
نظیر بی بی
لئیقہ بی بی
منیر بی بی
سلیقہ بی بی
نظام الدین
وحید النساء
علی احمد
وصی فاطمہ
محمد حسن
رضا احمد
امانت اللہ
احمد زمان
بشارت علی
کنیز فاطمہ
نثار فاطمہ
حسین بخش
الٰہی بخش
میاں رشید
کلثوم بی بی
غنی احمد
سلامت اللہ
سلیمان بی بی
کریم الزمان
غنی رحمت اللہ
سیدہ بی بی
امین اللہ
شرف الدین
محمد حسن
غلام مصطفیٰ
محمد موسیٰ
محمد حیات
غلام معین الدین
بخش علی
باندی بی بی
عینی بی بی
کریم اللہ

مختصر حالات خاندان قاضیان بلندہ ضلع فتحپور موجودہ قصبۂ مانک پور

خاندان قاضیان قصبہ بلندہ ضلع فتحپور سے قاضی و حاجی عبد الرزاق بن قاضی محمد بخش ابن حافظ شاہ قطب الدین بن مولوی فرید الدین ابن شیخ ابو الخیر بن شیخ غلام مرتضی ابن شیخ فتح اللہ بن شیخ بھکاری ابن شیخ نصیر الدین بن شیخ بدیع الدین عرف بڈی ابن خواجہ رکن الدین بن خواجہ بدر الدین ابن خواجہ ضیاء الدین بن خواجہ صدر الدین ابن خواجہ معین الدین بن خواجہ نعیم الدین ابن خواجہ صلاح الدین بن امیر بدر الدین ابن امیر عبد الغفور بن عبد الشکور ابن امیر عبد الحاکم بن امیر ابو القاسم ابن امیر ابو الہاشم بن امیر ابو القاسم ابن امیر عبد القادر بن امیر عبد المقتدر ابن امیر عبد الغفار بن امیر عبد الستار ابن امیر عبد الحی بن امیر عبد الغنی ابن امیر عبد الرحمن بن امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ - بوجہ وصلت و مصاہرت خاندان شیوخ صدیقی و غوری قصبۂ مانکپور وارد قصبۂ مانکپور ہوئے چند روز قیام کے بعد ۱۳۱۲ھ مین راہی ملک بقا ہوئے اور ارض مانکپور مین مدفون ہوئے قطعہ سال وفات تصنیف کردہ مولوی عبد الغفور خلف اوسط مرحوم و مغفور

قبلۂ و کعبۂ ما بادۂ رحلت نوشید	کیف شادی مرا کرد زاندوہ تباہ
گفت ہاتف سن رحلت زنہانِ دل خون	از سر رنج و غم و درد و قلق زاری و آہ

حروف رنج و غم و درد و قلق زاری و آہ کا سر حرف کے اعداد سے ۱۳۱۲ھ نکلتا ہے مرحوم کے چھوٹے صاحبزادہ قاضی عبد المجید جنکا سلسلۂ ناہالی قصبۂ مانکپور مین ہے اونھون نے اپنی بود و باش بظل عاطفت و حمایت شیخ عبد الغفور صدیقی اپنے نانا کے مانکپور مین اختیار کی قاضی عبد الرزاق مرحوم ریاست بہرتپور مین عہدہ کے جج عدالت اور معتمد ریاست اور ایک معروف دیانت دار افسر تھے اس خاندان کا مورث اعلی شیخ ابو الخیر بزمان اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ دہلی منصب سلطانی پر فائز ہوکر موضع

نصیر پور پرگنہ جھونسی ضلع الہ آباد سے منتقل ہوکر ضلع فتحپور مین اقامت گزین ہوا انکی اولاد عقاب کو سرکار دہلی سے مراتب جلیلہ عنایت ہوئے ۔ مولوی فریدالدین پسر شیخ ابوالخیر کو سرکار معظم شاہ خلف عالمگیر بادشاہ دہلی سے عہدہ قضا اور قطعہ اراضی موضع براری سے قریب موضع بلندہ پرگنہ ہسوہ ضلع فتحپور عطا ہوئی اس قطعہ اراضی عطیہ سلطانی کا اول نام چک براری معروف ہوا مگر مولوی فریدالدین نے واسطے خوشنودی مزاج بادشاہ اس اراضی مین قصبہ بنام نہاد بادشاہ آباد کیا اور اوسکا نام معظم آباد رکھا جو ابتک اونکی اولاد کا مقبوضہ ہے اس خاندان کے لوگ صاحب علم و فضل اور صاحب تقوی اور عہدہ ہائے جلیلہ پر ممتاز ہوتے گئے اور زمان حال مین منشی عبدالرحمن صاحب نے علاقہ زمینداری کیطرف زیادہ توجہ کی آخر انکی زمینداری کو ایسی ترقی ہوئی کہ اب شمار انکا تعلقداران ضلع فتحپور مین ہے حافظ شاہ قطب الدین جد امجد قاضی و حاجی عبدالرزاق ایک باخدا بزرگ تھے مولانا انوار صاحب لکھنوی کے خلیفہ تھے جنکا عرس سالانہ قصبۂ بلندہ مین ابتک ہوتا ہے ۔ مولوی قاضی عبدالغفور پسر اوسط قاضی عبدالرزاق مرحوم کو مولوی شاہ سکندر علیخان تخلص وصل قندہاری لکھنوی خالصپوری سے تلمذ ہے اور تخلص آپکا شاعرانہ مذاق مین نہال ہے جیسا کہ قطعہ تاریخ سال وفات مندرجہ ماسبق سے ظاہر ہوتا ہے آپنے بعد حصول علوم درسیہ و متعارفہ ۱۲۹۶ھ مین فارغ التحصیل ہوکر دستار فضیلت زیب سر کی اور سند الفراغ علوم سے کامیابی حاصل کی آپکی تصنیف سے رسالۂ آب حیات در مسائل چاہ و مفید الطلباء و تذکرت الناقہ فی بیان العروض والقافیہ اکثر مطبوع ہوچکی ہین ۔

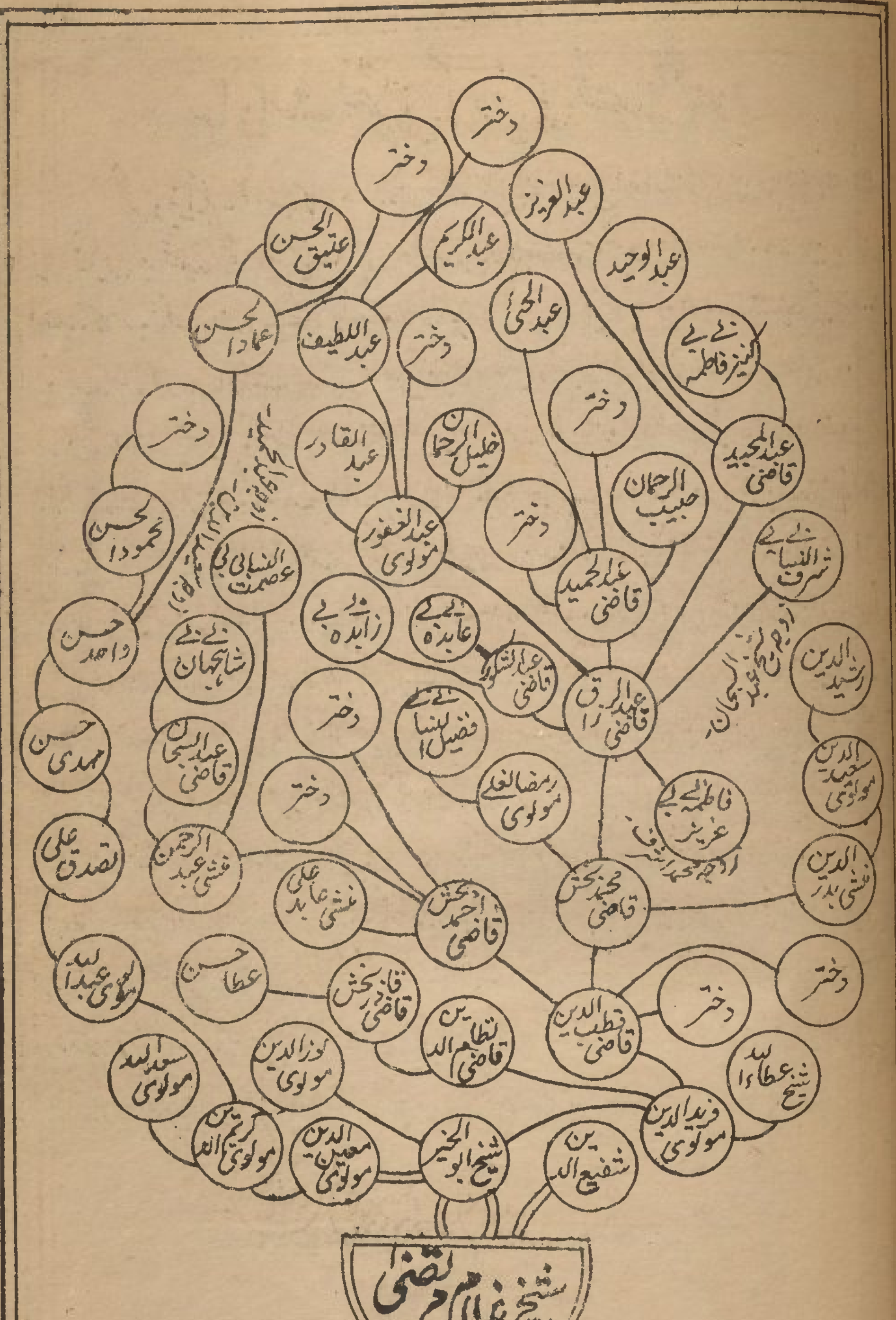
شیخ غلام مرتضیٰ
شیخ ابو الخیر
مولوی معین الدین
مولوی کریم الدین
مولوی سعد اللہ
مولوی عبد اللہ
شفیع الدین
مولوی فرید الدین
شیخ عطاء اللہ
قاضی قطب الدین
دختر
دختر
قاضی نظام الدین
قاضی رحیم بخش
مولوی نور الدین
عطا حسن
منشی عابد علی
قاضی احمد بخش
قاضی محمد بخش
منشی بدر الدین
مولوی سعید الدین
رشید الدین
فاطمہ بی بی عزیز
مولوی رمضان علی
تصدق علی
مہدی حسن
واحد حسن
محمود الحسن
دختر
عماد الحسن
عتیق الحسن
عبد اللطیف
عبد الکریم
دختر
دختر
عبد العزیز
عبد الوحید
کنیز فاطمہ بی بی
قاضی عبد المجید
عبد الحی
دختر
قاضی عبد الحمید
حبیب الرحمان
دختر
قاضی عبد الرزاق
شرف النساء بی بی
عصمت النساء بی بی
شاہجہان بی بی
قاضی عبد السبحان
منشی عبد الرحمن
دختر
دختر
زائدہ بی بی
عابدہ بی بی
قاضی عبد الشکور
فضیل النساء بی بی
مولوی عبد الغفور
عبد القادر
خلیل الرحمان
دختر

سادات نقوی گردیزی قصبۂ مانکپور

گردیز ایک قصبہ کا نام ہے جو شہر غزنی کے متصل افغانستان مین واقع ہے اگلے زمانے مین یہہ قصبہ زمُر نام ایک دیوزاد مخلوق کا پایۂ تخت مشہور ہے اور حصار سنگین اس قصبہ کا اب تک موجود ہے اور ایک حاکم امیر صاحب والی کابل کیطرف سے یہان رہتا ہے اور چند خاندان سادات اب بہی اس قصبے مین آباد ہین اور باشندگان قصبۂ گردیز جب یہان سے جلاوطن ہو کر ہندوستان مین سکونت پذیر ہوئے وہ لوگ ہندوستان مین سادات گردیزی کے لقب سے معروف ہوئے اسوقت سادات گردیز مختلف مقامات ہند مین آباد ہین چنانچہ شہر ملتان کے خاندان سادات گردیزی جعفری کہلاتے ہین اس خاندان کا مورث اعلی سید جمال الدین یوسف ملقب بہ شاہ گردیز رحمۃ اللہ علیہ ہے اور جنکی خانقاہ ایک شہرت خاص رکہتی ہے اور شاہ گردیز کے نام سے ایک محلہ اس شہر مین معروف ہے اور اس خاندان مین خان بہادر سید حسن بخش رئیس ملتان ایک مشہور شخص ہین لیکن دیگر مقامات مثل اضلاع دہلی و گورگانوہ و فرخ آباد و ہردوئی و کانپور و الہ آباد و پرتاب گڈہ و رائے بریلی وغیرہ کے سادات نقوی گردیزی مشہور ہین جو دو برادران یعنی سید محمد شہاب الدین و سید احمد شمس الدین گردیزی کی اولاد ہونے کے دعویدار ہین جنمین اضلاع دہلی و گورگانوہ کے سادات اولاد سید احمد شمس الدین کی ہین باقی اضلاع پرتاب گڈہ و رائے بریلی وغیرہ کے سادات اولاد سید محمد شہاب الدین کی بیان کرتے ہین اور اپنی جلاوطنی قصبۂ مانکپور ضلع پرتاب گڈہ سے ظاہر کرتے ہین۔

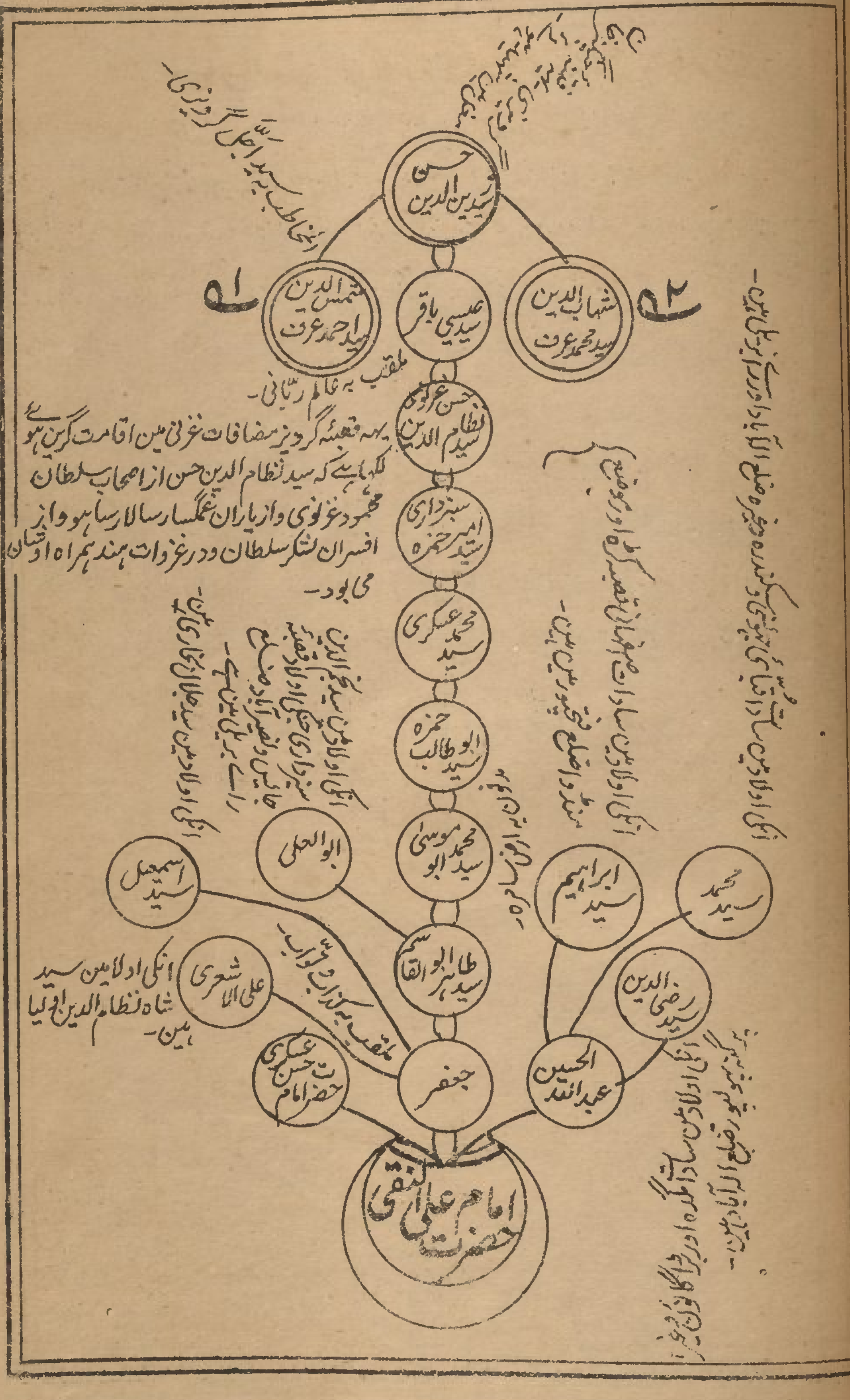
حسن
سید بدر الدین
شمس الدین
سید احمد عرف
١
سید عیسیٰ باقر
شہاب الدین
سید محمد عرف
٢
ملقب بہ عالم ربانی۔
حسن غزنوی
سید نظام الدین
بہ قصبۂ گردیز مضافات غزنی مین اقامت گزین ہوئے
لکھا ہے کہ سید نظام الدین حسن از اصحاب سلطان
محمود غزنوی و از یاران غمگسار سالار ساہو و از
افسران لشکر سلطان و در غزوات ہند ہمراہ اوستان
می بود۔
سبزواری
سید امیر حمزہ
سید محمد عسکری
سید ابو طالب حمزہ
سید ابو محمد موسیٰ
ابو العلی
سید اسمٰعیل
سید ابراہیم
سید محمد
سید طاہر ابو القاسم
علی الاشعری
انکی اولاد مین سید
شاہ نظام الدین اولیا
ہین۔
ملقب بہ کذاب و تواب۔
جعفر
سید رضی الدین
عبد اللہ الحسین
حضرت امام حسن عسکری
حضرت امام علی النقی

کہتا ہے کہ جب سید زین الدین حسن فتنۂ چنگیز خان مغل مین بمقام قصبۂ گردیز قریب
زمانہ ۵۹۰ھ شہید ہوگئے تب سید محمد شہاب الدین و سید احمد شمس الدین برادران
عینی ابنان سید زین الدین حسن قصبۂ گردیز سے ہجرت کرکے شہر ملتان مین اپنے خال (ماموں) سید
جمال الدین یوسف شاہ گردیز کے پاس چلے آئے اور ایک مدت تک اپنے خال سے تربیت و تعلیم
پائی اور بعد وفات شاہ گردیز رحمۃ اللہ علیہ دونوں بھائی وارد شہر دہلی ہوئے اسوقت دورہ سلطنت
سلطان شمس الدین التمش کا تھا اس بادشاہ نے بوجہ شرافت و نجابت خاندانی اپنے دختر کا عقد
نکاح سید احمد شمس الدین کے ساتھ کردیا اور جب یہ بیگم لاولد فوت ہوگئی تو دوسرا عقد نکاح سید
احمد شمس الدین کا مسماۃ راضیہ بیگم دختر سلطان رکن الدین فیروز ابن سلطان شمس الدین التمش
کے ساتھ ہوا اور اس بیگم کے بطن سے دو پسر سید عماد الدین محمد و سید عز الدین متولد ہوئے سید
احمد شمس الدین کی بود و باش تا زمان حیات شہر دہلی کہنہ غیاث پورہ مین رہی اور بعد وفات
بمقام مہرولی قریب حوض شمسی مدفون ہوئے۔ شجرہ اولاد اعقاب مختصراً تحریر کرتا ہون۔

شجرہ خاندان اضلاع دہلی و گوڑگانوہ وغیرہ

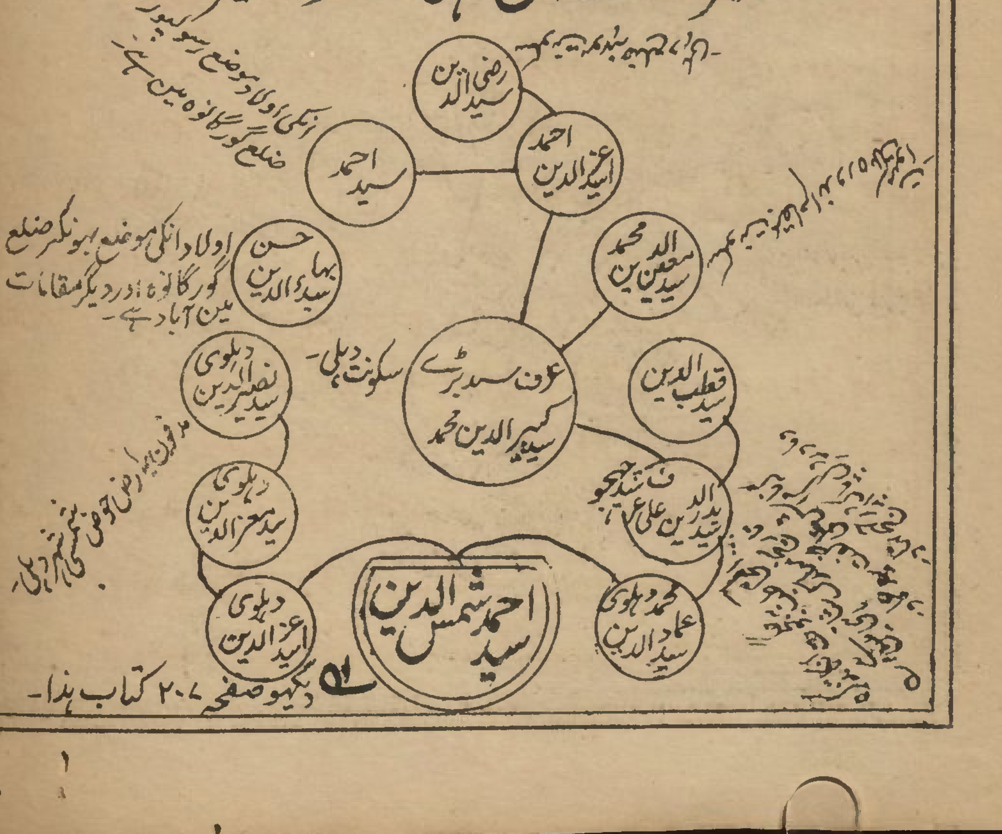

دیکھو صفحہ ۲۰۷ کتاب ہذا۔

اسوقت جبکہ سید شہاب الدین و سید شمس الدین وارد شہر دہلی ہوئے سلطنت اسلامیہ کا آغاز تہا شاہان اسلام اپنی قوت بڑہانے اور استحکام حکومت کیغرض سے مسلمانونکو جاگیرات اور معافیات عطا کر رہے تہے کڑہ مانکپور کا قطعہ ملک اگرچہ سلطان قطب الدین ایبک کا مفتوحہ تہا مگر پورا تسلط ہندوستان پر نہین ہوا تہا ہندو راجگان مغرور اپنے علاقونپر متصرف ہوکر مقابلہ کرتے تہے حکام شاہی اس قوم وسیع کے انتظام مین جو سارے ملک مین پہیلی ہوئی تہی عاجز تہے سلاطین اسلام بہی اپنی قوم کی ترقی مین سرگرم تہے کڑہ مانکپور کی سرزمین کی معافیات تقسیم ہورہی تہین سید شہاب الدین گردیزی برادر بزرگ سید شمس الدین کہ اتقائے روزگار اور سادات والاتبار تہے قومی امتیاز سے سلطان شمس الدین التمش نے خاص قصبۂ مانکپور کی جاگیر کا فرمان ان کے نام عطا کیا اسوقت معافیداران اور جاگیرداران اسلام مین قومی اتفاق تہا بمقابلہ قوم مخالف ایک دوسرے کی امداد کرتا تہا گویا ایک چہوٹی فوج بادشاہ دہلی کی اطراف ہند مین موجود تہی سید شہاب الدین گردیزی جاگیر کے قبضہ حاصل کرنے کی غرض سے وارد قصبۂ مانکپور ہوئے اور راجہ کا مقابلہ ہوا شاید بے نیل مرام واپس ہوئے جیسا کہ روایتی طور سے مشہور ہے کہ سید شہاب الدین دوبارہ مکر و فریب کے ساتہہ راجہ مانکپور پر فتحیاب ہوئے یعنی سید صاحب نے دو ہزار محملون مین فی محمل دو دو بہادر سپاہی پوشیدہ سوار کرکے اور اونٹون کو مانکپور کیطرف روانہ کیا اور یہہ خبر منتشر کردیگئی تہی کہ دہلی سے ایک ایسا سوداگر جلیل القدر آرہا ہے کہ دو ہزار اشتران مال سوداگری سے بار کئے ہوئے اوس کے ساتہہ ہین راجہ اس واقع سے بیخبر رہا اور یخیطرہ چار ہزار بہادر سپاہی زیر قلعہ پہونچگئے اور کچہہ لڑائی کے بعد قلعہ مانکپور فتح ہوگیا اور راجہ بہاگ کر بنارس کیطرف چلا گیا۔ اسوقت سے سید شہاب الدین گردیزی اور انکی اولاد و اعقاب کی بود و باش مانکپور مین ہوگئی۔ دوسری روایت یہہ ہے کہ راجہ مانکپور سے سلطان رکن الدین فیروز کا نہایت اتحاد تہا جب سلطان نے اپنی دختر کا نکاح شمس الدین برادر سید شہاب الدین کے ساتہہ کردیا تو راجہ مانکپور نے اپنی دختر کا نکاح سید شہاب الدین گردیزی کے ساتہہ کردیا چنانچہ اس راجہ کی دختر کے بطن سے ایک پسر سید جلال الدین پیدا ہوا جسکی نسل مانکپور اور دیگر مقامات مین ہے

نوٹ

یہہ روایت صحیح ہو یا اوس کے حافظہ مین غلطی ہو مگر تجربہ انسانی ضرور اسکی گواہی دیتا ہے کہ قلعہ مانکپور اس قوم کا مفتوحہ ہے کیونکہ قلعہ کے اطراف مین انکی عمارات عالیشان اور مکانات مسکونہ تہے اور زمینداری بہی تمام وکمال ان کی تہی بجز انکے ایسے مقامات پر جو حکمرانونکا مقام تہا دوسرا کوئی سکونت نہین رکہہ سکتا تہا۔

سادات گردیزی خاص قصبہ مانکپور اور موضع بازید پور و آئمہ اسہون عرف اونچا گانون تحصیل کنڈہ ضلع پرتاب گڈہ اور قصبہ رسولپور و مصطفے آباد تحصیل سلون ضلع رائے بریلی مین آباد ہین اوران کے بیانات ہین کہ مورث سید شہاب الدین بزمان شمس الدین التمش بادشاہ دہلی بوسیلہ جہاد مانکپور مین آئے اور راجہ مانکچند کو قلع قمع کرکے یہان کے جاگیردار ہوئے اور سکونت اختیار کی یہہ بیانات ویسے ہی ہین جیسے اقوام پارینہ ہر قصبہ اور دیہات کی اپنے بزرگوار کی مدح مین کرتی ہے ۔ اور سوال یہہ ہے کہ سید صاحب تنہا وارد مانکپور ہوئے یا ان کے ساتہہ اور سردار بہی تہے اور اگر تہے تو وہ کون تہے اور جب سلطنت اسلام ہندوستان مین قایم ہوچکی تہی تو بلا حکم بادشاہ جہاد کے ساتہہ ان امور کے جوابات مین کوئی تحریری ثبوت نہین ہے صرف زبانی بیانات قوم ہین یا شہادت مادّی مشتمل زمینداری دیہات اور عمارات کے موجود ہے اب لازم ہوا کہ زبانی بیانات اور شہادت مادّی اور طرز معاشرت قوم میزان عقل مین تولے جائین اور اوسوقت کی کتب تواریخ بہی دیکہی جائے اور اوسوقت کی رفتار کا اندازہ قیاس سے کیا جائے تو کسیقدر تنقید کی زبانی بیانات کے سمجہنے اور اوسکے راست اور کذب کے دریافت کرنے مین ضرور ہوگی سید شہاب الدین کے ساتہی جو شریک جہاد تہے اونکا پتہ صرف ایک خاندان شیوخ مانکپور یہہ دیتا ہے کہ ہمارے مورث شیخ برہان الدین ہمراہ سید شہاب الدین گردیزی وارد مانکپور ہوئے سیوائے ایک شخص کے اور کوئی دوسرا شخص کسی دوسری نسل کا شریک جلسہ ہونا بیان نہین کرتا کہ جب سے جہاد کی وقعت ثابت ہو البتہ اوسوقت کے شہدا انکے مزارات موجود ہین اور شہدا کے نام شاہ جمال الدین اولیا۔ زندہ سوختہ۔

ہیر طوفان ہین یہہ نام اور ان کے مقابر معمولی طور کے نہین ہے بلکہ حیثیت ساخت عمارت سے کسی سردار کے مقابر معلوم ہوتے ہین جنکا ذکر راقم حصہ جغرافیہ مین تحریر کر چکا ہے ان شہدار کی نسل مانکپور مین موجود نہین ہے بلکہ ایسا ثابت ہوتا ہے کہ انکی کوئی نسل یہان نہین تھی اور بنفس نفیس انہون نے معرکہ جنگ مین شربت شہادت نوش فرمایا - اب دوسرا سوال اس مقام پر یہہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ لشکر جس نے مانکپور کو فتح کیا اور بعد فتحیابی سید شہاب الدین کو قبضہ مانکپور پر دلوا کر چلا گیا عقل سلیم اسکو ضرور تسلیم کریگی کہ ایسی حالت مین وہ امدادی لشکر ہوگا اپنا کام کر کے چلا گیا ہوگا - راقم نے اسقدر بیان بطور مقدمہ حالات اقوام سادات گردیزی کے لکھا ہے تاکہ آئندہ حالات کے سمجھنے مین دقّت نہوئے -

ایک امر اور قابل ذکر ہے وہ یہہ کہ اس قوم کے مشاہیر جو سلطنت مغلیہ مین بڑے بڑے عہدو نپر ممتاز تھے وہ اپنے تئین سادات رضوی یعنی اولاد جعفر بن حضرت امام علی الرضا ظاہر کرتے تھے چنانچہ اونکے مواہیر کی نقول تحریر کرتا ہون -

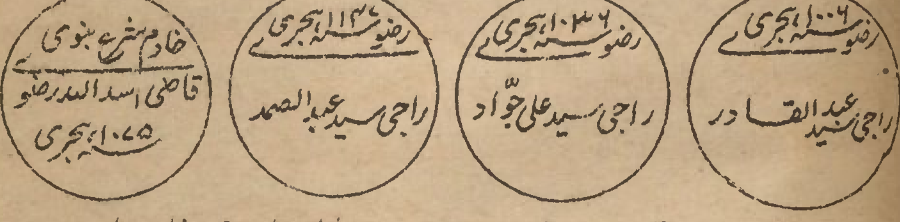

راجی سید عبد القادر میر عدل اور راجی سید عبد الصمد بعہد محمد شاہ دہلی صوبہ دار کشمیر تھے اور قاضی سید اسد اللہ جنکی مہر مصدق ہے اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ کے عہد سے تا زمان حال جیسے جیسے یکے بعد دیگرے اس خاندان مین عہدۂ قضا تبدیل ہوتا گیا ہر قاضی کے نام کے ساتھہ لفظ رضوی موجود ہے مگر اسوقت یہہ سادات اپنے تئین نقوی کہتے ہین و اولاد سید جعفر تواب بن حضرت امام علی النقی علیہ السلام ہونے کے دعویدار ہین اب سوال یہہ پیدا ہوتا ہے کہ حضرات سابقین نے جو تعلیم یافتہ اور مہذب تھے اونہون نے اپنے مواہیر مین نام کے بعد رضوی کیون تحریر کیا اور برخلاف اسکے حضرات متاخرین اب نقوی ہونیکے کیون دعویدار ہین باوجودگی شہادت تحریری اور دیرینہ کیا ایسا دعوی درست ہے کہ سید جعفر بن حضرت امام

علی الرضا علیہ السلام کی نسبت اکثر علماء اسلام کا قول ہے کہ سید جعفر نام کوئی اولاد حضرت امام رضا کے نہین تہی اور اگر اس نام سے کوئی پسر ہو بہی تو وہ سید جعفر صاحب اولاد نہین تہی ایسی صورت مین اون کے اولاد ہونے کا ادعا کرنا سراسر غلطی ہے اور در حالیکہ ایسی غلطی تہی تو ایسا غلط دعوی زمان دراز تک کیون قایم رہا سبب اسکا یہہ تہا کہ سید جعفر بن حضرت امام علی النقی کا لقب کذاب تہا اور یہہ لقب حضرات سابقین کو ناپسند تہا اور رضوی و نقوی لکہا جانا دونون صحیح تہا لقب کذاب کے بچنے کی غرض سے رضوی اپنی مہرون مین کندہ کرالیا تہا اب حضرات متاخرین اصلیت کیطرف رجوع ہوئے اور نقوی ہونا تسلیم کیا۔

(نوٹ) شہاب الدین گردیزی کے قبر کے نسبت مانک پور کے سادات کے بیانات نہایت تاریک ہین وہ کہتے ہین کہ جب سید شہاب الدین گردیزی نے وفات پائی تو آپ دریائے گنگا کے کنارے مدفون ہوئے اور جب وہ مقام دریابرد ہونے لگا تو بہت زمانے کے بعد دوسرا مقبرہ اون کا محلہ شاہ آباد اندرون آبادی سنگین تیار کیا گیا جو اب تک موجود ہے۔ (دیکہو جغرافیہ کتاب ہذا صفحہ ۳۲)

سید شہاب الدین گردیزی نے ۶۲۹ھ ہجری مین دنیا سے رحلت[۱] فرمائی سال تاریخ وفات کا مادہ لفظ "قدس سرہ" ہے سید صاحب کی اولاد و اعقاب مانکپور مین بود و باش رکہتے تہے کچہہ عرصہ کے بعد یہان بدعملی ہوگئی راے دلکی نے قلعہ کالیجر سے سر اوٹہایا اور کڑہ مانکپور پر اپنا قبضہ کرلیا اس خلفشار مین گردیزی خاندان کی نسلین متفرق مقامات مین مانکپور سے جلاوطن ہو کر آباد ہوئین اور مانکپور یا اوسکے قرب موضع چہاچہامؤ مین کچہہ لوگ آباد بہی رہے تو وہ صاحب اقتدار نہ تہے اور ایک عرصہ تک قوم گردیزی معمولی حالت مین رہی اگرچہ ناصر الدین محمود بادشاہ دہلی نے ۶۴۵ھ ہجری مین راے دلکی کو کڑہ مانکپور مین شکست دی اور از سرنو تسلط ہوا تو دوسری اقوام شیوخ دامغانی کو عروج ہوا اور ان شیوخ کا زمانہ سلطنت غلامان اور خلجیان مین بڑی ترقی پر تہا خاندان تغلق کے دورہ حکومت مین جب اس خاندان کو زوال ہوا تو پہر گردیزی خاندان کو ترقی ہوئی سید شہاب الدین ثانی جو سید شاہ شہاب الدین گردیزی کی اولاد چہٹوین پشت مین ہین اور ان سے سلسلہ نسل مانکپور اور اسکے قرب و جوار مین

[۱] دیکہو کتاب تاریخ اخبار الاخیار

زیادہ ہے اسوقت سے انکی اولاد کی ترقیات اور حالات ثروت بخوبی ظاہر ہوتے ہین اقوام سوم بنسیان پرتاب گڈہ سے اور ان سے لڑائیان رہین اسوقت گردیزی اپنی زندگی بطور سپاہیانہ اور بہادرانہ بسر کرتے تہے بعض اکابر قوم کا مقولہ ہے کہ از گردیزیان بوے خون می آید شاید یہہ مقولہ اسوجہ سے مشہور ہوا کہ اول گردیزی قوم گہروار سے برسر جنگ رہی اور پہر سوم بنسیان پرتاب گڈہ سے لڑنا بہڑنا پڑا اس لیئے قوم جنگجو مشہور ہوگئی۔

مخدوم شاہ حسام الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ مانکپوری کا قول مشہور ہے کہ بکینہ نہ شود گوشت و گردیزی نشود دوست۔ شاید رشک و حسد بوجہ جہالت اس قوم مین زیادہ تہا۔ تمام تحقیقات سے اسوقت مانکپور اور اسکے اطراف مین اس قوم کے دو گروہ زیادہ ہین یعنی قاضی زادگان اور راجے اور ایک تیسرا گروہ اس نسل سے چہچہ موئے کہلاتا ہے اس گروہ کے لوگ سولیور اور مصطفےٰ آباد مین آباد ہین اور وصلت اور مصاہرت دونون گروہ اول کے ساتہہ ہے یہہ لوگ بہی گردیزی ضرور ہین لیکن اولاد سید شہاب الدین ثانی مین نہین ہین کہ جسکو بعد زوال اقوام دامغانی عروج ہوا بلکہ ان کے اوپر کی شاخ سے انکا سلسلہ نسل ہے اور قاضی زادگان اولاد قاضی سید شرف الدین و راجے زادگان اولاد راجے سید اعز الدین ہین اور یہہ دونون بہائی حقیقی پسران سید شہاب الدین ثانی ہین۔ اس قوم مین کوئی صاحب تصنیفات نہین گذرا جسکا ذکر خیر کیا جائے البتہ زمان حال مین مولوی سید مظہر حسن جنکی تصانیف فقہ مناظرہ مین شائع ہوچکی ہین یا انکے چہوٹے بہائی مولوی سید محمد مہدی ادیب جو علوم عربیہ ادب مین کامل تہے یادگار زمانہ خاندان مصطفےٰ آباد سے گذرے ہین بہر شجاعت جس سے پورانے خیالات کے بموجب علم سے دشمنی ہتی اس قوم مین اوسکا حصہ تہا دیہات زمینداری کو بہتر از جان سمجہتے تہے ترکہ دختری کے نہ دینے کا دستور ابتک مثل ہنود ان مین جاری تہا مگر اب خاندان کے مہذبین نے یہہ امر خلاف قرآن سمجہکر کچہہ انسداد کی ہے مگر تاہم نکاح ثانی ازدواج بیوگان اس قوم مین نادرست ہے نوجوان بیوگان اپنی عمر عزیز ایڑیان رگڑ کے کاٹتی ہین کوئی سرمایہ باپ یا سسرال کا اونکے پاس نہین ہے۔

سادات گردیزی مانکپور کے دوبارہ عروج کا باعث دو برادران حقیقی قاضی شرف الدین

وراجے سید اعز الدین ہین اور سلطنت شاہان جونپور کے عہد مین راجے سید حامد شاہ درجہ فقر مین صاحب ولایت جونپور رہتے تھے بادشاہ جونپور انکا معتقد تہا سادات گردیزی اعزاز کی نظرون سے دیکہے جاتے تھے اگرچہ زمینداری ان کے پاس پہلے سے ہتی مگر اسوقت سے اور ترقی ہوئی اور سلطنت مغلیہ مین ریاست انکی جوان ہوگئی اس خاندان مین صدہا فرامین سلطنت مغلیہ و بخصوص عہد شاہجہان بادشاہ بابت عطیات معافیات بطور آل تمغا موجود ہین مگر انکی فہرست دکہلانا باعث طوالت ہے لہذا ایک فہرست عہدہ داران مشاہیر خاندان سادات گردیزی مانکپور درج کتاب کرتا ہون تاکہ قوم کے ثروت اور عروج کی حالت دریافت ہوسکے۔

	نام عہدہ دار	نام عہدہ یا منصب	نام بادشاہ عطا کنندہ
۱	سید شرف الدین	قاضی	سلطان محمد تغلق
۲	سید اعز الدین	راجے	ایضاً
۳	راجے عبد الصمد علی	منصب یکصدی[۱]	اکبر بادشاہ
۴	نواب محمد عارف خان	ایضاً	جہانگیر بادشاہ
۵	راجے سید عبد القادر خان	منصب ہشت صدی	شاہجہان بادشاہ
۶	سید محمد رحیم	میر عدل و میر عدل	ایضاً
۷	سید لطافت حسین	میر عدل	ایضاً
۸	قاضی سید اسد اللہ	قاضی	عالمگیر بادشاہ
۹	سید محمد اکبر	محتسب	اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ
۱۰	سید عبد الحامد	منصب دار	ایضاً
۱۱	راجے سید محمد عرف دیوان سید راجے	دیوان صوبہ بہار	فرخ سیر بادشاہ
۱۲	سیف الدولہ نواب عبد الصمد خان دلیر جنگ بہادر	صوبہ دار لاہور و کشمیر	محمد شاہ عدلی
۱۳	سید عبد الغفار خان بہادر	سپہ سالار صوبہ الہ آباد	ایضاً
۱۴	سید محمد ماہ	منصب دار	ایضاً
۱۵	سید مخدوم علیخان	میر منشی نواب گورنر جنرل کشور ہند	سلطنت انگریزی

[۱] منصب یکصدی کے دو لاکھ سالانہ دام سلطنت دہلی مین تہے اور ۴۰ دام کا بحساب سکہ انگریزی ایک روپیہ ہے اس حساب سے یکصدی منصب کے پانچہزار روپیہ سالانہ ہوتے ہین اور اسی حساب سے زیادہ منصب کا زیادہ شمار کر لینا چاہیے۔

راقم پہلے لکھہ چکا ہے کہ دیہات زمینداری کی یہہ قوم حریص تہی خاندان اولاد قاضی شرف الدین بوجہ ملنے جاگیرات معافیات کے مانک پور سے منتقل ہوکر قصبہ سول پور مین مسکن گزین ہوچکا تہا عہد شاہجہان بادشاہ مین جب خاندان اولاد راجے زادگان کا اقتدار زیادہ ہوا تو انہون نے اپنے چہوٹے بہائیون کی ملکیت خرید کرکے انکو مانکپور سے رخصت کردیا مین ایک دستاویز بیعنامہ کی نقل اس مقام پر درج کتاب کرتا ہون جس سے ثابت ہوگا کہ ایک دستاویز کے ذریعے سے کسقدر لوگونکی ملکیت منتقل ہوئی اور انتقال کنندگان کی نسل مانکپور مین نہین ہے۔

نقل بیعنامہ

اللہ اکبر

غرض ازین نوشتہ آنکہ اقرار کردند و اعتراف صحیح شرعی نمودند میران سید عالم ابن میران سید محمود و سید جعفر ابن میران سید محمد اصالتًا از جانب خود و کالتًا از جانب والدہ و برادر خود سمہاسید شہاب الدین و سید عبدالحلیم و سید حسام الدین و ہمشیرہ الشان و سید عبدالجلیل ابن سید نظام و سید طہ ابن میران سید آدم و سید نور محمد ولد سید جمال و جمیع اولاد ورثہ مرحومی سید السادات میران سید رجن حال بحال اہلیتہم و نفاذ جمیع تصرفاتہم شرعًا برالجملہ کہ فروختہ اند بہ بیعبات ثبات بہ سیادت مآب نقابت پناہ راجے سید عبدالواحد و سیادت مآب مرتضوی انساب راجے سید کرم اللہ وغیرہ جملہ سعادت راجے سید عبدالقادر ابنو نفاذ عظمہ بحنبا زیدہ اماجد بقامغفرت پناہی راجے سید عمر ہمگی و تمامی خانہائے سکنی خود ہارا مواززی دو ہزار و دو بست و سبستا دیہ درع بگز الہی کہ واقعہ ہست دربلدہ مانکپور داخل دو دست بحدود اربعہ معینہ کہ حد شرقی آن پیوستہ ہست بعضے بخانہ سید حسن ابن سید الہ داد و حد غربی آن متصل ہست بعضے بزمین سید جمن و بعضے بخانہ محمود و تاج الدین مہار و حد شمالی آن انضمام ہست بشارع عام کہ شرقًا و غربًا واقعہ ہست و حد جنوبی آن محیط ہست بعضے بخانہ جہترین مذکورین و بعضے بخانہ بی بی جان کسائن کہ قبل ازین بشترین مذکورین

خریدہ بودند ونیز درین معنی خط علحدہ بدست دارند فواصل در کل حدود علامات ظاہرہ و امارات ماہرہ بجمیع حقوق ومرافق آن بمبلغ یکصد وہفتاد وہفت ونیم عدد روپیہ رائج الوقت لنصفہ ہشتاد ونہ عدد یکتولہ کم موصوفہ وابن ہشترین مذکورین خریدہ اند زمین چاہہائے سکبی رابروجہ مسطور مع التقابض الصحیح فی البدلین ومکان الدرک الشرعی وابن بمن زمین بیع رالبیع بمن سیل وقیمت عدل بود بتقویم مقوم عدل بلا یمین ولا غرد رشرط فاسد وقابلین بتصدیقہم وفکان ذلک فی یوم الحد بتاریخ نہم شہر ربیع الثانی فی ۱۰۱۸ الحال کما ذکروالمقال کما سطر کتب بخط حامد طاہا حسینی بمحضر من الشہود والعدول والنصاب حصاوالمحلب۔ میران سید حسن ابن سید مبارک ومیران سید ماہر وابن میران سید جلال وسید قطب ابن میران شرف الدین۔ میران سید علی اکبر ابن میران سید محمود وشیخ جنید ابن خواجہ خضر ومیران سید نظام الدین ابن میران حسام الدین وسید حامد ابن سید شمس الدین وسید محمد ناصر ابن میران سید ضیاء الدین وشیخ عبدالرسول ابن شیخ

دستخط علامت	دستخط علامت	دستخط علامت
سید عالم ولد سید محمود	جعفر ولد سید محمد	عبدالجلیل ولد سید نظام
شہد بمافیہ	شہد بمافیہ الفقیر حقیر	شہد بمافیہ / شہد بمافیہ
مہر	قاضی سید شریف مہر	کتب بندہ سید نور / کتب بندہ سید عبدالحق
شاہجہان بادشاہ بن شیرخان خادم درگاہ	مہر	

شہد بمافیہ کتب بندہ	شہد بمافیہ	شہد بمافیہ	شاہدات	المشتہد قاضی محمد صادق
سید باقر	شیخ منصور ابن خواجہ خضر	نظام الدین ابن قطب الدین	فقیر سلطان	مہر

قاضی سید شرف الدین وراسجے سید اعز الدین برادران حقیقی ابن سلطان سید شہاب الدین متبنی گردیزی کی ترقی کے واقعات یہہ ہین کہ مخدوم جہانیاں جہان گشت

یا کوئی دوسرے درویش بزمان سلطان محمد تغلق قریب ۷۵۸ھ وارد مانک پور ہوئے تھے
اور شیوخ دامغانی کو بد دعا دی تھی کہ وہ قوم تباہ ہو گئی جسکا مفصل بیان حالات عروج
و تنزل اقوام شیوخ دامغانی مین ہو چکا ہے[1] فقیر صاحب خاندان سادات گردیزی مین مدعو
ہوئے تھے سید شرف الدین و سید اعز الدین برادران حقیقی کو دیکھ کر کہ لباس انکا درویشانہ تھا
اور سپاہانہ اسلحہ بدن پر آراستہ کیے ہوئے تھے فقیر صاحب نے سوال کیا کہ درویشی را با
اسلحہ چہ کار تب دونون بھائیون نے عرض کی کہ سوم بنسیان پرتاب گڈہ ہماری زمینداری کو
تباہ و تاراج کرتے ہین اس لیئے ہم اون کے برسر مقابلہ و مجادلہ رہتے ہین فقیر نے فرمایا کہ مرحبا اے
شرف الدین غازی ہمیشہ بر کفار غالب خواہد شد و سید اعز الدین راجی یعنی امیدوار عز وغیرہ
بعد چندروز کے سرکار دہلی سے سید شرف الدین کو عہدہ قاضی عطا ہوا اور سید اعز الدین کے
علاقہ زمینداری کو ترقی ہوئی اس باعث سے انکو خطاب راجے بیائے مجہول عنایت ہوا
چونکہ خطاب غازی عطیہ فقیر بصورت قاضی تھا اور راجے بیائے مجہول و راجی بیائے معروف
بصنعت تجنیس خطی یکسان ہے اسلیئے لوگون نے یہہ سمجھا کہ مراتب مذکور عطیہ فقیر ہین راقم نے راجے
بیائے مجہول کی بابت نہایت کوشش کے ساتھہ تحقیقات کی مگر اسکی اصلیت سوائے اس کے
اور کچھہ معلوم نہین ہوتی کہ سابق مین مرہٹون کے رئیسون کا یہہ ایک لقب تھا اور اب بھی مقامات
پونہ و بمبئی مین راجے فرقہ موجود ہے پرگنہ کراری و چایل ضلع الہ آباد کے سادات جو علاقہ دار تہے
سابق کی دستاویزات مین بہ لقب راجے لکھے ہوئے ہین۔ چنانچہ ابو الفضل وزیر شہنشاہ اکبر نے
خاندیس کے رئیسون کو راجے کے خطاب سے مخاطب کر کے لکھا ہے۔ کیا عجب کہ سید اعز الدین ایک
خطاب خاص سے مخاطب کیئے گئے ہون۔ راجے سید اعز الدین کے وقت کی کوئی عمارت مانکپور مین
موجود نہین ہے اور نہ نشان قبر ہے۔ البتہ ان کے بیٹے سید راجے رستی شاہ کا مقبرہ او مزار
موجود ہے اسکے پہلو مین چند مقابر پختہ اس خاندان کے ہین گمان غالب ہے کہ اسی گورستان مین
انکی قبر بھی ہو گی۔ قاضی شرف الدین اور اونکی اولاد قریب تر کا کوئی مقبرہ معروف مانکپور مین نہین ہے
شاید قاضی صاحب کو یا انکی اولاد قریب تر کو جاگیر موضع رسولپور یا دیگر مقامات مین عطا ہوئی ہے

[1] دیکھو صفحہ کتاب ہذا۔

اور یہی باعث علیحدگی مانک پور سے ہوا۔

راجہ سید عبد الصمد علی اولاد راجہ سید اعز الدین اپنے وقت کے علاقہ دار کلان تھے سنہ ۹۷۳ھ مین خان زمان اور بہادر خان صوبہ داران کڑہ مانکپور و جونپور نے علم بغاوت بلند کیا تہا جلال الدین اکبر بادشاہ دہلی انکی سرکوبی کی غرض سے براہ دلمؤ و راے بریلی وارد مانکپور ہوا اسوقت موسم برسات تہا اور دن بہی ختم ہو چکا تہا اندہیری رات مین عبور گنگ دشوار ہوا راجہ سید عبد الصمد علی گردیزی نے استقبال شاہی کیا اور ایسی خدمات کی انجام دہی مین مصروف ہوا کہ شہنشاہ اکبر کے دربار مین مقرب سلطانی ہو کر منصب پانصدی عنایت ہوا شہنشاہ اکبر کا ایسے وقت مین مانکپور آجانا سادات گردیزی کیواسطے ایک نعمت غیر مترقبہ تہی کیونکہ اسوقت سے اس قوم کی دربار مغلیہ مین پرشش ہونے لگے اور وقتاً فوقتاً انکو عہدہ ہاے جلیلہ سرکار دہلی سے عطا ہوئے ہین

الغرض دوسرے روز علی الصباح بادشاہ بال سند نام ہاتہی پر سوار ہو کر معہ سرداران چیدہ کے مانکپور سے عبور دریاے گنگ کر کے کڑہ مین پہونچا اور خان زمان اور بہادر خان خبر پا کر جانب مشرق قصبۂ کڑہ سے علیحدہ ہو کر آمادہ جنگ ہوئے اور محاربۂ عظیم کے بعد خان زمان قتل ہو گیا اور بہادر خان بعد مقید ہونے کے مارا گیا اور کڑہ مانکپور مین جو سات برس سے بد عملی ہو گئی تہی تسلط ہو گیا اور یہہ لڑائی اوس مقام پر ہوئی تہی جو اب موضع فتحپور پرسکہی کے نام سے معروف ہے۔

قطعہ تاریخ وفات خان زمان تصنیف کردہ قاسم ارسلان خان

چو شد خان زمان باغی و طاغی	زشہ اکبر کہ مثلش نیست دیگر
تفنگ خورد ز عالم رفت و گردند	بہادر کشتہ از کردہ برادر
براے فتح شہ تاریخ جستم	خرد گفتہ مبارک فتح اکبر
	۹۷۳ھ

نواب محمد عارف خان کو بعہد جہانگیر بادشاہ دہلی تقرب سلطانی ہوا اور منصب پانصدی حاصل ہوا اولاد انکی رسولپور ضلع راے بریلی مین ہے۔

راجے سید عبد القادر خان بزمانہ شاہجہان بادشاہ میر عدل شہر دہلی کے تھے
انکا منصب ہشت صدی کا تہا انکو سرکار دہلی سے موضع آیمہ راجے محمد حیات کو معافی عطا ہوا
دیکھو صفحہ کتاب ہذا اور در باب عطائے منصب دو پروانہ حیات کی نقول تحریر کیجاتی ہے

شاہجہان بادشاہ
افضل خان خادم

مُہر پروانہ

لک ہزار دام ۴۲۹۴۶

چون حسب الحکم جہانمطاع آفتاب شعاع مبلغ پانزدہ لک وچہل و دو ہزار نہصد وچہل وشش دام از پرگنہ قریات پائیگاہ سرکار مانکپور صوبہ الہاباس از تغیر ابابکر از ابتدائے خریف نیمی سال وغیرہ بموجب ضمن در وجہ جاگیر سیادت و تفاوت پناہ نجابت و عدالت دستگاہ راجے سید عبد القادر میر عدل مقرر شد بتاریخ دوم ماہ شہر نور الہی سنہ ۵ روز چہار شنبہ مکرر بعرض مقدس رسیدہ می باید کہ چودہریان و قانونگویان و متصدیان حزارعان پرگنہ مذکور المبلغ را بجاگیر مشار الیہ مقرر و مفوض دانستہ مالواحی و حقوق دیوانی از قرار واقع و راستی بہ گماشتہ موحی الیہ جواب کردہ چیزی قاصر و منکر نگردانند طریق جاگیرداران کہ در آبادانی و معموری انجا نہایت سعی بکار دانند نوعے سلوک باہر کہ رعایاء و برایا مرفہ الحال بودہ سرگرم زراعت و عمارت درامامت قدعہ الزام دانند تخلف و انحراف نورانند تحریر فی التاریخ دوم ماہ شہر نور الہی سنہ ۵ ۔

شاہجہان بادشاہ
افضل خان خادم

مُہر پروانہ

چون حسب الحکم جہانمطاع آفتاب شعاع گردون ارتفاع مبلغ چہار لک دام از پرگنہ قریات پائیگاہ وغیرہ سرکار مانکپور صوبہ الہاباس من ابتدائے نصف خریف ات ئیل بموجب ضمن در وجہ انعام سیادت و نقابت پناہ راجے سید عبد القادر مقرر شد بتاریخ چہارم ماہ دے الہی سنہ روز دوشنبہ بعرض مقدس رسید می باید کہ چودہریان و قانونگویان و متصدیان و رعایاء و مزارعان پرگنات مذکورہ المبلغ را در وجہ انعام مشار الیہ مقرر و مفوض دانستہ مالواحی و حقوق دیوانی از قرار

واقع دراستی بہ گماشتہ موحی الیہ جواب کردہ چیزے قاصر ومنکر نگردانند طریقہ مشارالیہ آنکہ در آبادانی ومعموری انجا نہایت سعی بکار دانند ونوعے سلوک ماہر کہ رعایا وبرایا مرفہ الحال بودہ سرگرم زراعت وعمارت باشند درین باب قدغہ الزام دانند از فرمود تخلف وانحراف نورانند تحریر فی التاریخ پنجم دیماہ الٰہی سنہ۔

سید محمد رحیم گردیزی بعہد شاہجہان بادشاہ عہدہ کے میر عدل قصبۂ مانکپور کے تھے مکان ان کا محلہ منڈی مانکپور مین تھا یہہ محلہ اور مکان میر عدل مذکور اب نیست ونابود ہے انکی اولاد مین میر تصدق حسین عرف دمڑی میان ساکن موضع منڈوا پرگنہ ہنگام ضلع فتحپور مین اور سید محمد رحیم کی مہر مین یہہ سجا منقوش تھی یعنی (شاہجہان زلطف بخش عمیم + داد عدالت بمحمد رحیم)۔

سید لطافت حسین بعد سید محمد رحیم میر عدل بلدہ مانکپور سرکار دہلی سے مقرر ہوئے انہون نے مانکپور مین اپنے نام سے ایک گنج آباد کیا تھا جسکا نام لطافت گنج تھا اب وہ نیست ونابود ہے۔

قاضی سید اسد اللہ کو عالمگیر بادشاہ دہلی نے عہدۂ قضا قصبۂ مانکپور عطا کیا اور جاگیر موضع بجہا بہیٹ وتیواری پور انکی وجہ معاش مین عطا فرمائی اسوقت سے یہہ خاندان قصبہ سولیو سے منتقل ہوکر قصبۂ مانکپور مین آباد ہوا اور عہدہ قضا اس خاندان کا تا انتزاع سلطنت شاہ اودہ برقرار رہا عہد انگریزی مین عہدۂ قضا جاتا رہا لیکن عہدہ رجسٹری دستاویزات گورمنٹ انگریزی نے عطا کیا تھا بعد چندے وہ بھی جاتا رہا مگر ایک سند عہدۂ قضا سرکار انگریزی نے قاضی سید عطا حسن کو عطا فرمائی۔

قطعہ سال تاریخ وفات قاضی عطا حسن تصنیف کردہ سید تجمل حسین ساکن مصطفے آباد

محیط حلم سحاب کرم جہان کمال
یگانہ گوہر دریائے دودمان نقی
جناب قاضی سید عطا حسن مرحوم
نوردچون بساط جہان بساط حیات

سخی کریم مسافر نواز بذل نگاہ
شگوفہ چمن گلشن حبیب اللہ
کہ او رضا بہ اللہ ورضا بہ اوست اللہ
خدا اش کرد بجنات عدن منزل گاہ

	قلم نوشت بہ لوح مزار آن مغفور		عطا حسن بکند در بہشت اعلیٰ جاہ سنہ ۱۳۰۵ ہجری	

سید محمد اکبر نبیرۂ قاضی سید اسد اللہ کو عالمگیر بادشاہ دہلی نے عہدۂ محتسب قصبۂ مانک پور عطا کیا تھا اب اولاد محتسب شریک اولاد قاضی سید اسد اللہ مانکپور میں بود و باش رکھتی ہے اور زمینداری پیشہ ہے۔

بعد عرصۂ بعید منجملہ اولاد سید امر اللہ برادر قاضی سید اسد اللہ سید حیدر حسین سید ببر علی ابنان میر خورم علی نے برشتہ نانہالی رسولپور سے منتقل ہو کر مانکپور میں ہمراہ قاضیان سکونت اختیار کی ہے اس لیئے انکا شجرۂ خاندانی ہمراہ شجرۂ قاضی زادگان مانکپور تحریر ہوا۔

قطعہ سال تاریخ وفات سید ببر علی تصنیف کردہ سید سیف علی تخلص پرتو رئیس موضع منڈوا ضلع فتحپور

	آج سید ببر علی مرحوم ذاکر حضرت امام حسین انکو کہتے ہین سب جوانہ مرگ پرتو زار نے لکھی تاریخ		چمن خلد مین مقیم ہوئے فایز رتبۂ عظیم ہوئے در سینہ سے یہہ سقیم ہوئے داخل جنت النعیم ہوئے ۱۳۱۰ھ	

سید عبد الحامد بعہد اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ دہلی منصب دار سلطانی تھے اولاد ان کی موضع رسولپور مین موجود ہے۔

راجی سید محمد عرف دیوان سید راجے بعہد محمد شاہ عدلی گورنر صوبہ بہار تھے اور انکا منصب ہشت صدی تھا انہون نے قصبۂ سہسرام مین ایک عمدہ سرائے تعمیر کرائی تھی اور ایک سرائے ضلع بنارس مین کرم ناسا ندی پر تعمیر کرائی تھی جو مسافرون کی آسایش کیوجہ سے ایک بڑا قصبہ ہو گیا ہے اور یہہ قصبۂ اب سرائے سید راجے کے نام سے معروف ہے مانکپور مین انہون نے عمارات سنگین و خشتی کا چھی بیٹی منحلات قصبۂ مانکپور مین تعمیر کرائی تھین جو اب منہدم ہو کر

ہو گئیں اور آپ کی قبر کچہ زیر درخت بیل اس عمارت منہدم کے پورب اب تک موجود ہے۔ دیوان سید رلب جہ نے متعدد نکاح کیئے تہے زوجہ اولی سے راجی سید غلام علی ایک پسر تہے جنہوں نے ترکہ پدری نہیں لیا آپکی اولاد دختری نے عمارت اور جایداد انکی پائی اور دیوان صاحب کی ایک دختر مسماۃ نور فاطمہ عرف بلاقی بیگم تہیں جنکا مقبرہ سنگین اور مسجد بلاقی پور پرگنہ مانکپور مین اب تک موجود ہے اور ان کا عقد سید فیاض حسین کے ساتہہ ہوا تہا جنکی اولاد ابتک زمینداری موضع کاجہی بیٹی پر قایم ہے۔ سید عبد الغفار خان [۱] گردیزی معز الدین جہاندار شاہ بادشاہ دہلی کا معتمد تہا جب سید عبد اللہ خان صوبہ دار الہ آباد معطوب ہوا تو جہاندار شاہ نے سید عبد الغفار خان کو صوبہ داری الہ آباد پر مامور کیا اور سید عبد الغفار خان بجمعیت بارہ ہزار سوار واسطے محاربہ سید عبد اللہ خان سادات بارہا کے مستعد پیکار ہوا سید عبد اللہ خان با فوج گران اسکا مقابل ہوا ایک سخت لڑائی کے بعد سید عبد الغفار خان معہ برادران خود قتل ہوگیا۔

[۲] سیف الدولہ نواب عبد الصمد خان دلیر جنگ بہادر بعہد فرخ سیر بادشاہ دہلی صوبہ دار لاہور وکشمیر تہا فرخ سیر نے سیف الدولہ کو بہمراہی سرداران سادات بارہا واسطے معرکہ آرائی معز الدین جہاندار شاہ کے متعین کیا تہا اور اس لڑائی مین جہاندار شاہ مارا گیا محمد شاہ عدلی کے عہد دولت مین سیف الدولہ نواب عبد الصمد خان دلیر جنگ خانہ نشین ہوگئے انکے بہت سے دیہات مقبوضہ تھے جہان ساربان شتران سکونت رکہتے تہے اوس مقام کا نام اب سروانی پور بگڑا ہوا نام ساربانی پور ہے انہون نے ایک گڈہی تعمیر کرائی تہی جواب گڈہی صمد آباد کے نام سے معروف ہے اور مانکپور مین قطعہ اراضی تختہ نواب کے نام سے ابتک مقبوضہ اولاد دختری تہی لیکن اب وہ ضائع ہوگیا مانکپور مین نواب صاحب نے مکانات خشتی و سنگین گوشہ مشرق وجنوب تہاس گڈہ مین تعمیر کرائے تہے جواب نیست ونابود ہین مشہور ہے کہ نواب کے محل سے دہلی کا چراغ دکہلائی دیتا تہا بوجہ رفعت مکانات لوگون کا مبالغہ ہے البتہ یہہ عمارات شاہانہ ضرور تہی نواب آصف الدولہ بہادر والی ملک

---

[۱] دیکھو صفحہ ۳۸۹ کتاب تاریخ سیر المتاخرین جلد دوم۔

[۲] دیکھو صفحہ ۳۹۳ کتاب تاریخ سیر المتاخرین جلد دوم۔

اودھ نے پتھر اس مکان کے کھود واکر لکھنؤ مین منگوالئے تھے جواب امام باڑہ آصف الدولہ کے زیب و زینت ہین بباعث تخالف مذہبی یا کوئی اور سبب ہوگا فرمانروایان لکھنؤ نے علاقہ دیہات زمینداری نواب ضبط کرلیا تھا اور جب بسماۃ کنیز فاطمہ دختر نواب کا استغاثہ ہوا تو اوسوقت موضع عبدالواحد گنج جو اونکے دادا کا آباد کردہ تھا وجہ معاش مین نواب شجاع الدولہ بہادر نے بذریعہ فرمان عطا فرمایا تھا جسکی نقل تحریر کیجاتی ہے اس لئے انکی اولاد دختری کو کوئی تردد حاصل نہین ہوئی ۔

سنہ ۱۱۸۲

عدلی
صفدر جنگ محمد شاہ یار وفادار
الملک ابوالمنصور خان فدوی
نواب شجاع الدولہ

متصدیان مہمات حال و استقبال پرگنہ مانکپور بدانند
بطور پیوست کہ موضع مبارکپور و دندولی و
عبدالواحد گنج وغیرہ مسکن و آئیمہ پرگنہ مذکورہ
یک ہزار روپیہ سالانہ بموجب پروانجات نواب
و سرکار از قدیم سید عبد الصمد علیخان مرحوم مقرر و معاف قابض بودہ و یافتہ اند درین ولا سند مجدد می طلبند و مزاحمت دارند لہذا قلمی می شود کہ دیہات معافی دآئیمہ و مسکن و نقدی وغیرہ متروکہ المرقوم را از ۱۱۸۲ فصلی بمسماۃ کنیز فاطمہ بحال دانستہ بتدبجمع وجوہ از تکالیف ہینطہ و بیگار و نذرانہ وغیرہ ابواب فوجداری و عملداری معاف دانستہ واگذارند و سالیانہ از تحصیل آنجا سال بسال می دادہ باشند و ہر سال سند مجدد نطلبند کہ صرف معیشت نمودہ بدعاگوئے حرالمستعال درانداتا عمد و رحکم بیش خدا و رسول خدا بری الذمہ شدم مرقوم پنجم شہر جمادی الثانی سنہ جلوسی مطابق ۱۱۸۲ھ۔

خاندان قصبۂ مانکپور

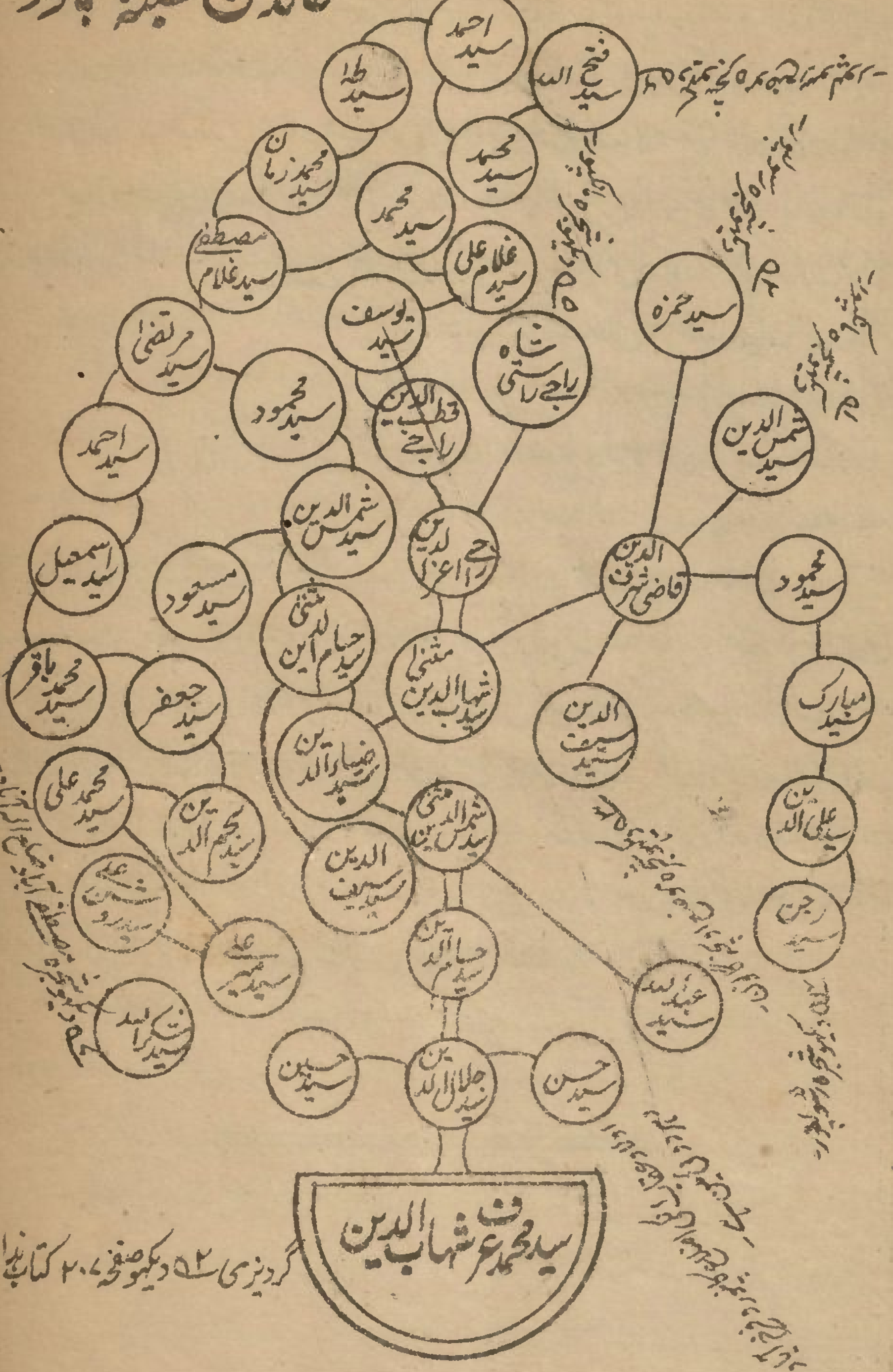

گردیزی ۵۲ دیکھو صفحہ ۲۰۷ کتاب ہذا

سادات موضع مصطفی آباد پرگنہ چایل ضلع الہ آباد

اس خاندان کا مورث سید اسمٰعیل بوجہ ملنے ترکہ ناہنالی کے قصبہ مانکپور سے منتقل ہوکر موضع مصطفی آباد ضلع الہ آباد مین آباد ہوا شجرہ حسب مندرجہ ذیل درج کتاب ہے۔

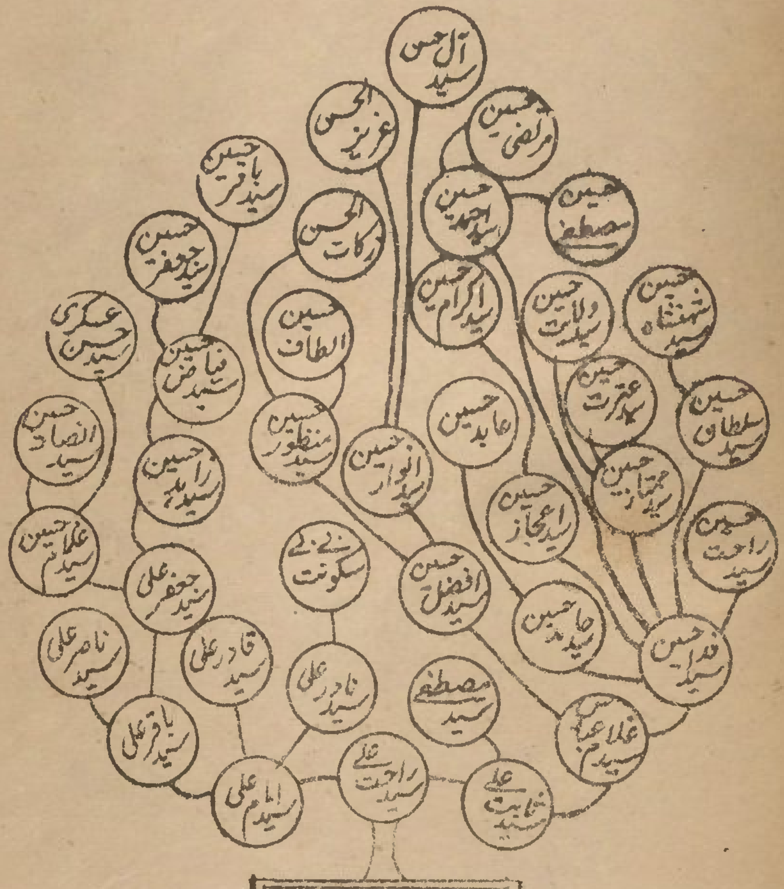

۵۷ دیکھو شجرہ صفحہ ۲۲۴ کتاب ہذا۔

خاندان قصبہ مانکپور

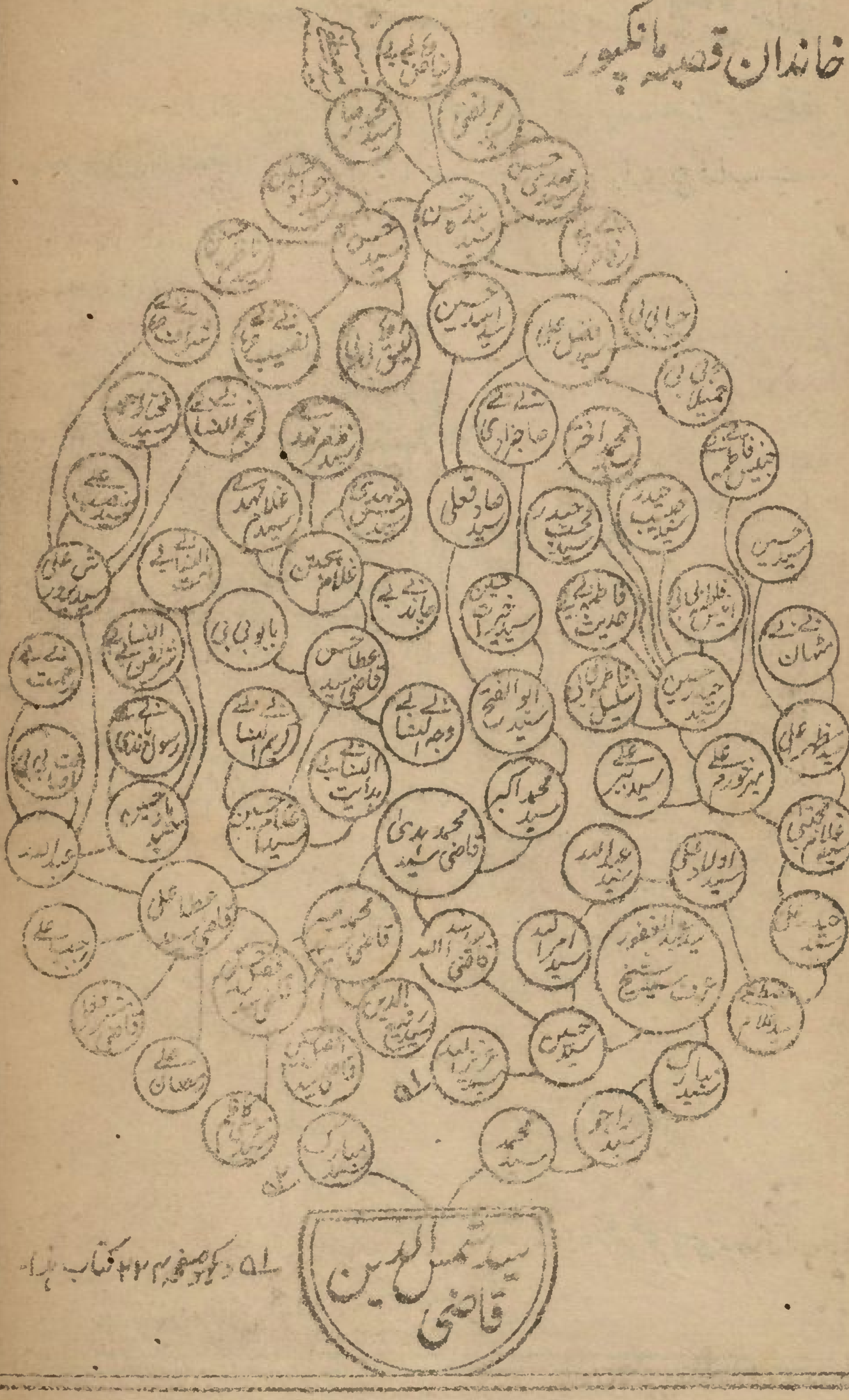

۵۱ ذکر و صفحہ ۲۲ کتاب ہذا

خاندان قصبۂ مانکپور

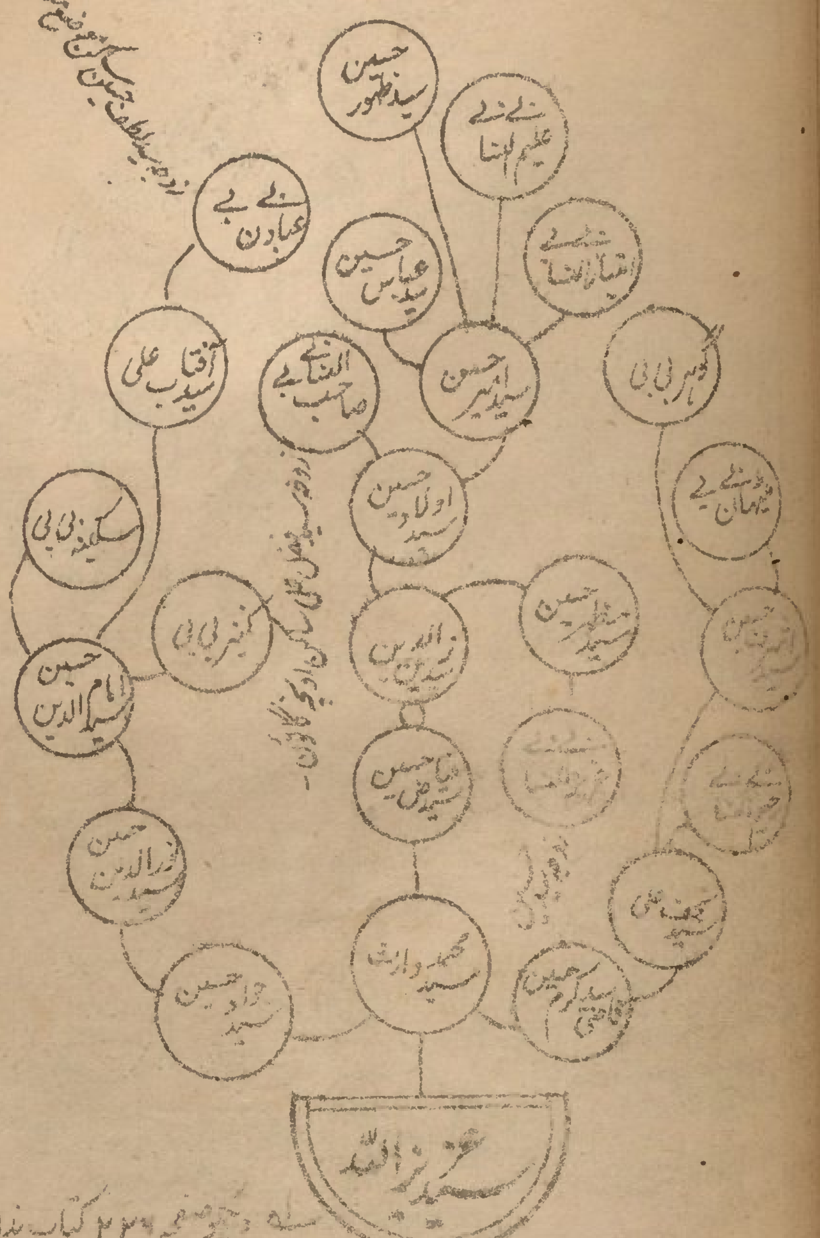

سلسلہ دیکھو صفحہ ۲۲۶ کتاب ہذا۔

خاندان قصبہ مانکپور

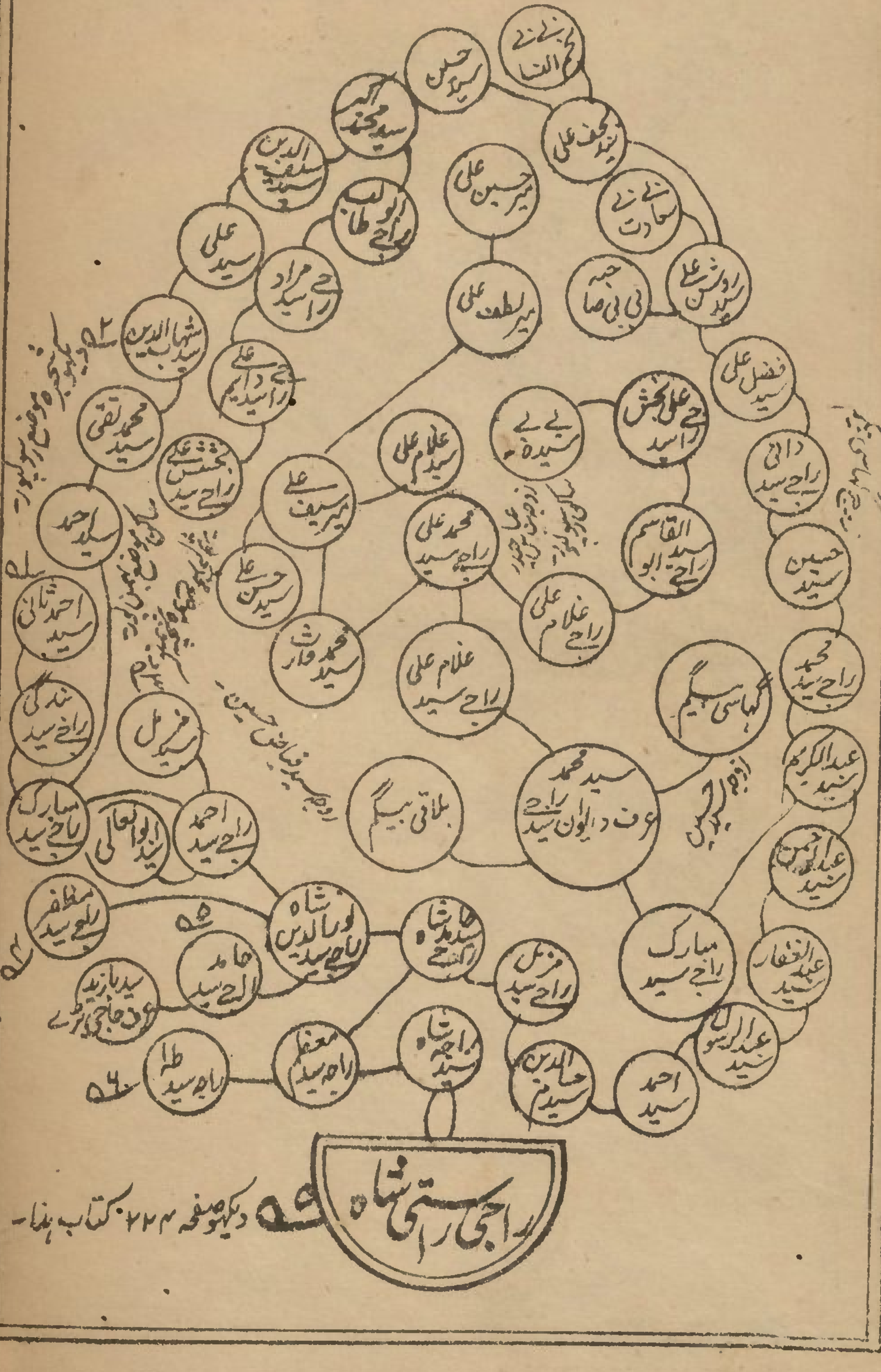

دیکھو صفحہ ۲۲۴ کتاب ہذا۔

خاندان قصبہ مانکپور

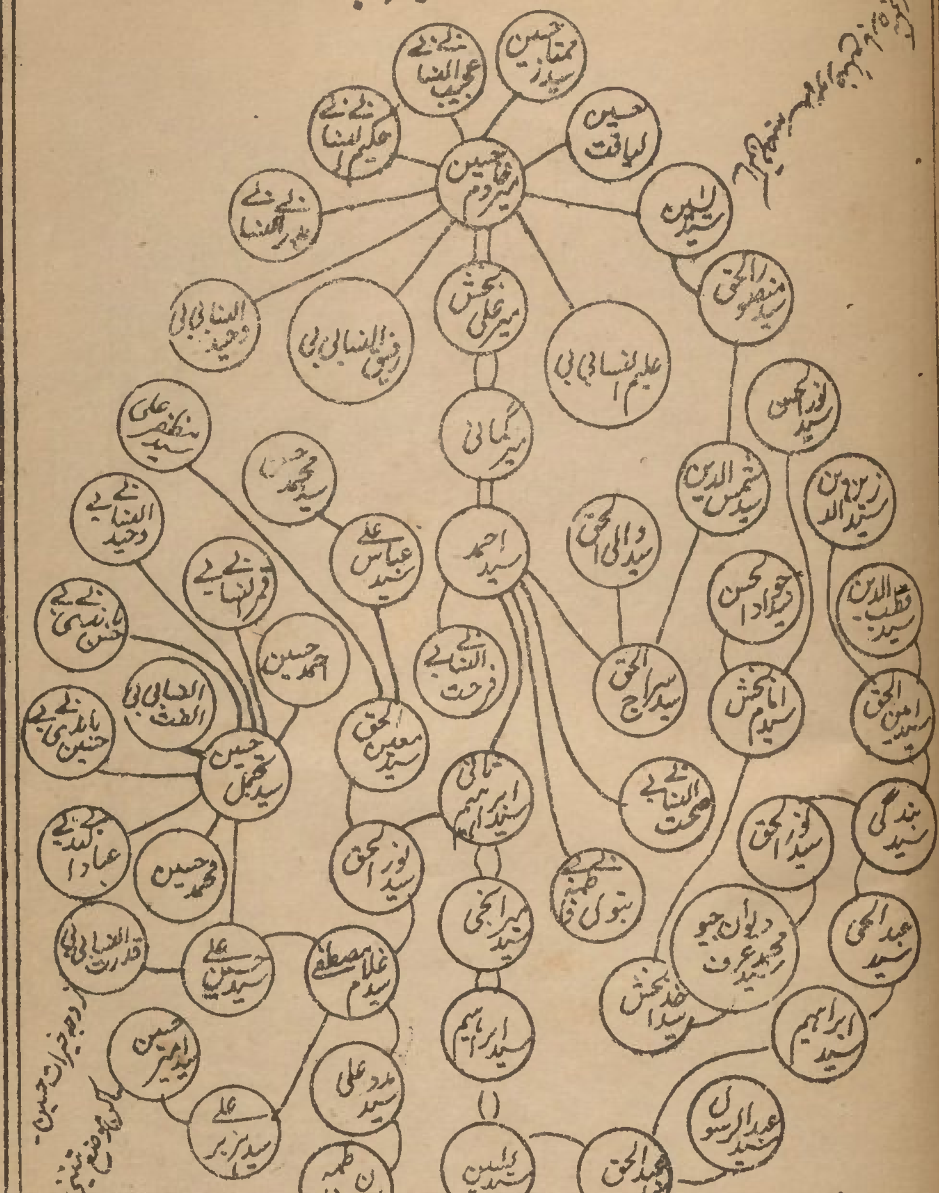

سلسلہ ۵ دیکھو صفحہ ۲۲۸ کتاب ہذا۔

خاندان قصبہ مانکپور

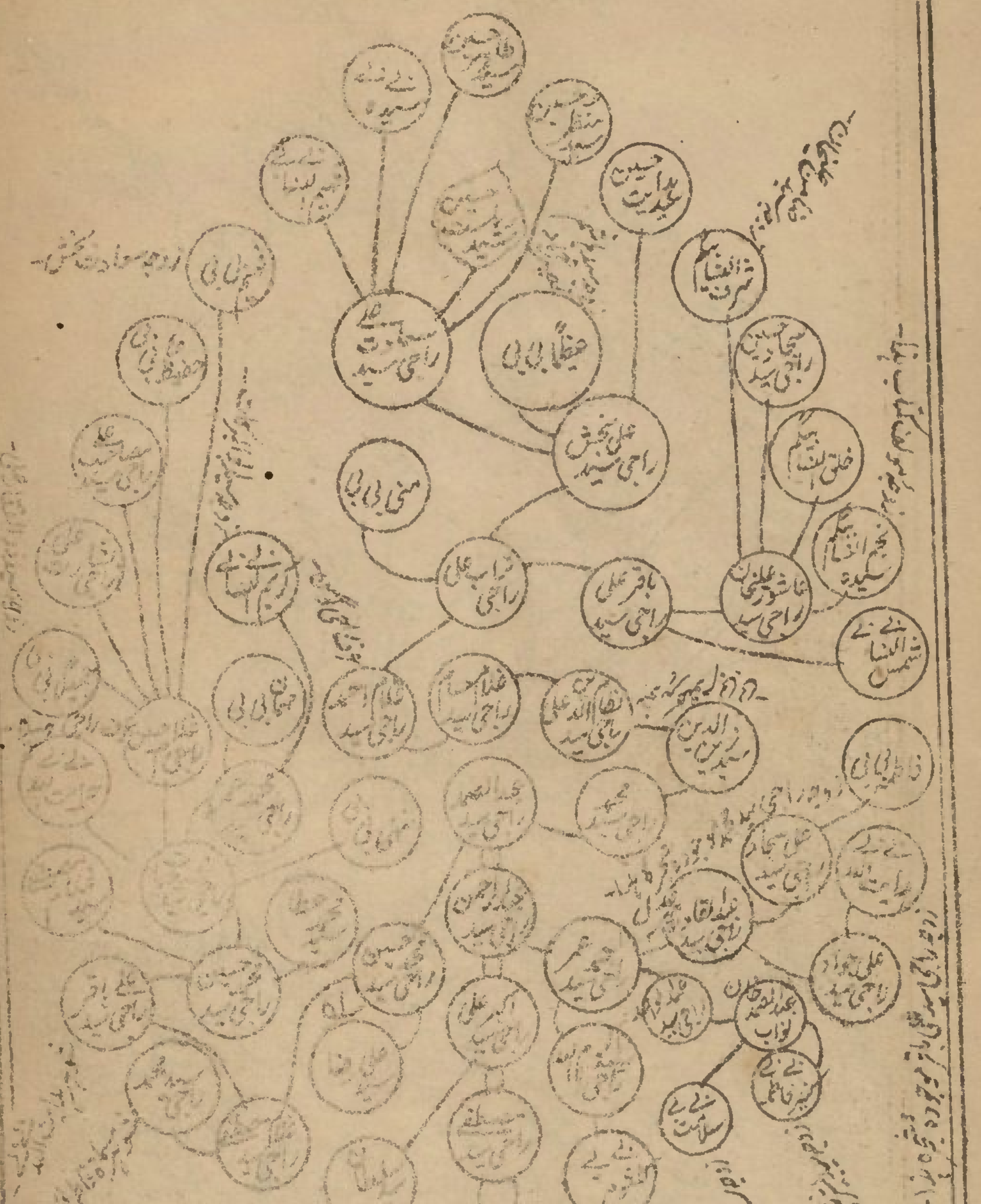

خاندان قصبہ سلون

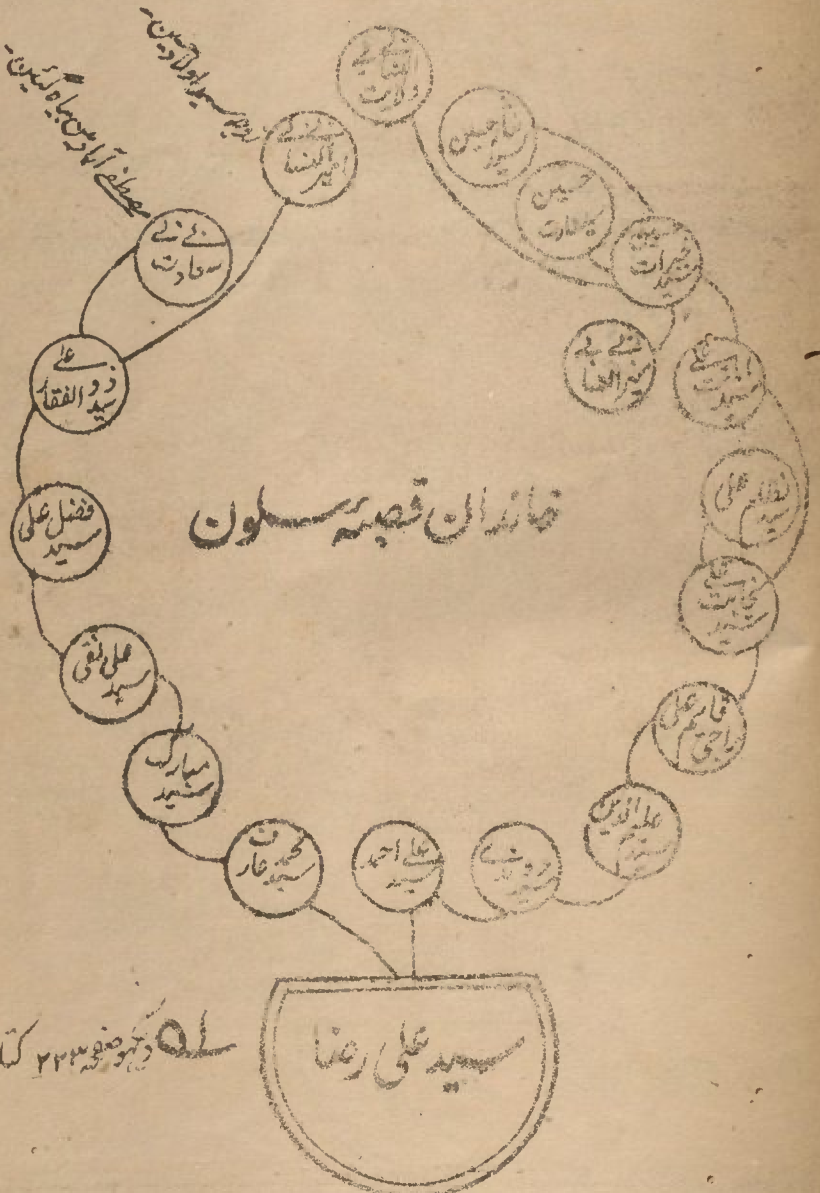

سلہ دیکھو صفحہ ۲۲۳ کتاب ہذا

خاندان موضع منڈوا ضلع فتحپور و قصبہ مانکپور

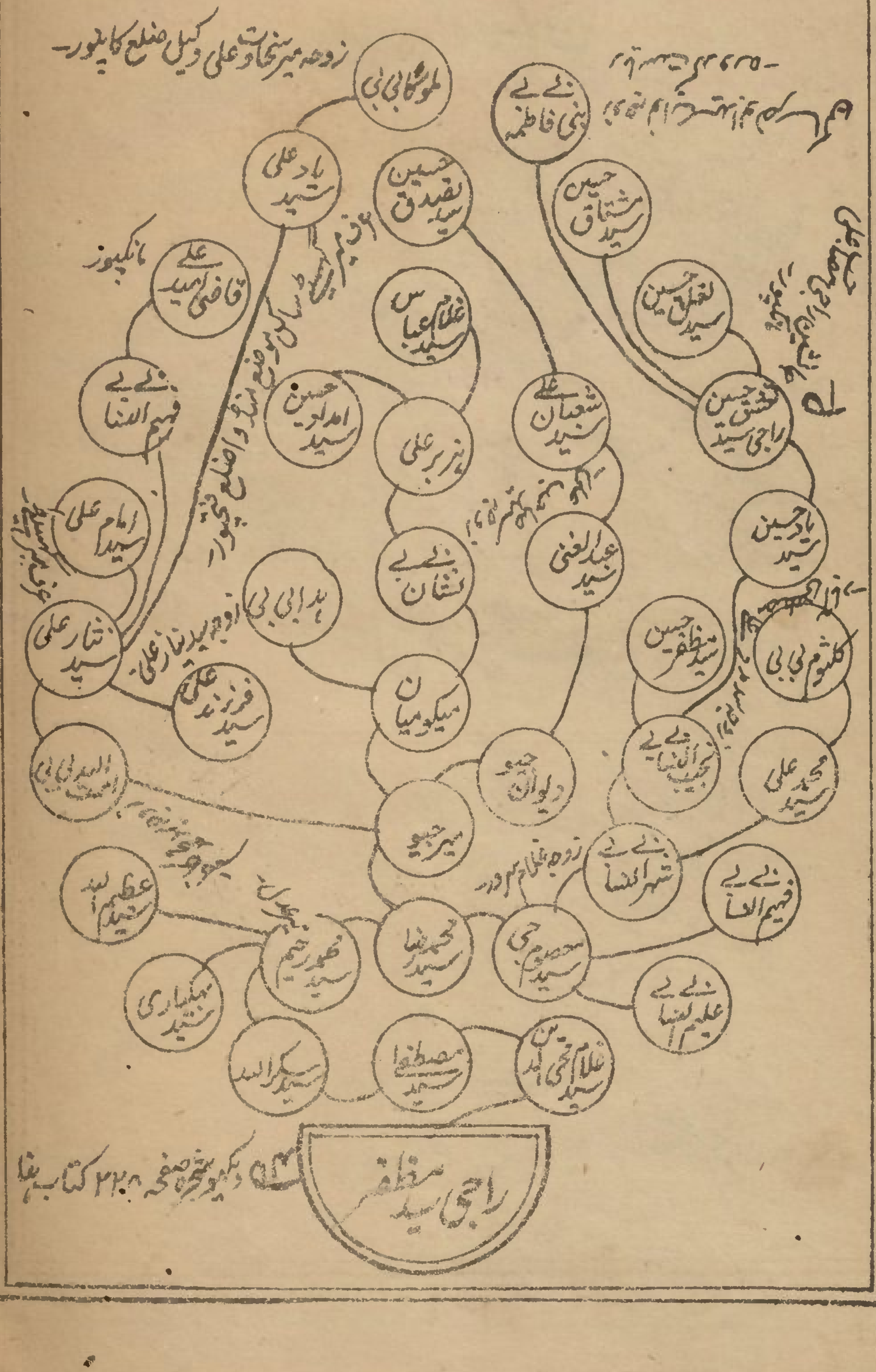

سادات گردیزی موضع اونچا گاؤن

یہہ موضع آبادی قصبۂ مانکپور سے جانب گوشۂ جنوب و مشرق دو میل کے فاصلہ پر آباد ہے اس گانون کی وجہ تسمیہ ٹھیک طور سے معلوم نہین ہوتی کاغذات مین اسکا نام موضع ایمہ اسبہون لکھا جاتا ہے - یہہ موضع عہد سلطان جلال الدین اکبر مین محال پائیگاہ منجملہ چودہ محالات سرکار مانکپور مین واقع تہا اور اس محال کی آمدنی اصطبل شاہی کے مصارف کے لئے مقرر تھی - ایمہ لفظ ترکی زبان بمعنی روزینہ و امیدگاہ یا خانۂ امید کے ہین اور زبان ہندی مین اسکا ترجمہ آس بھون ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آس بھون بگڑ کے اسبہون کہلانے لگا اور بعد مین دونون الفاظ ترکی و ہندی شامل ہو کر نام موضع لکھا جانے لگا اور عوام مین نام موضع اونچا گانون معروف ہے اس موضع کے مورثان محلہ مہناری ٹولہ قصبۂ مانکپور مین سکونت رکھتے تہے کیونکہ کاغذات پارینہ مین اونکی بود و باش کا پتہ اسیقدر چلتا ہے اور اب تک سادات اونچا گانون کی ملکیت زمینداری محلہ مہناری ٹولہ مین چلی آتی ہے -

خاندان موضع اونچہ گاؤں

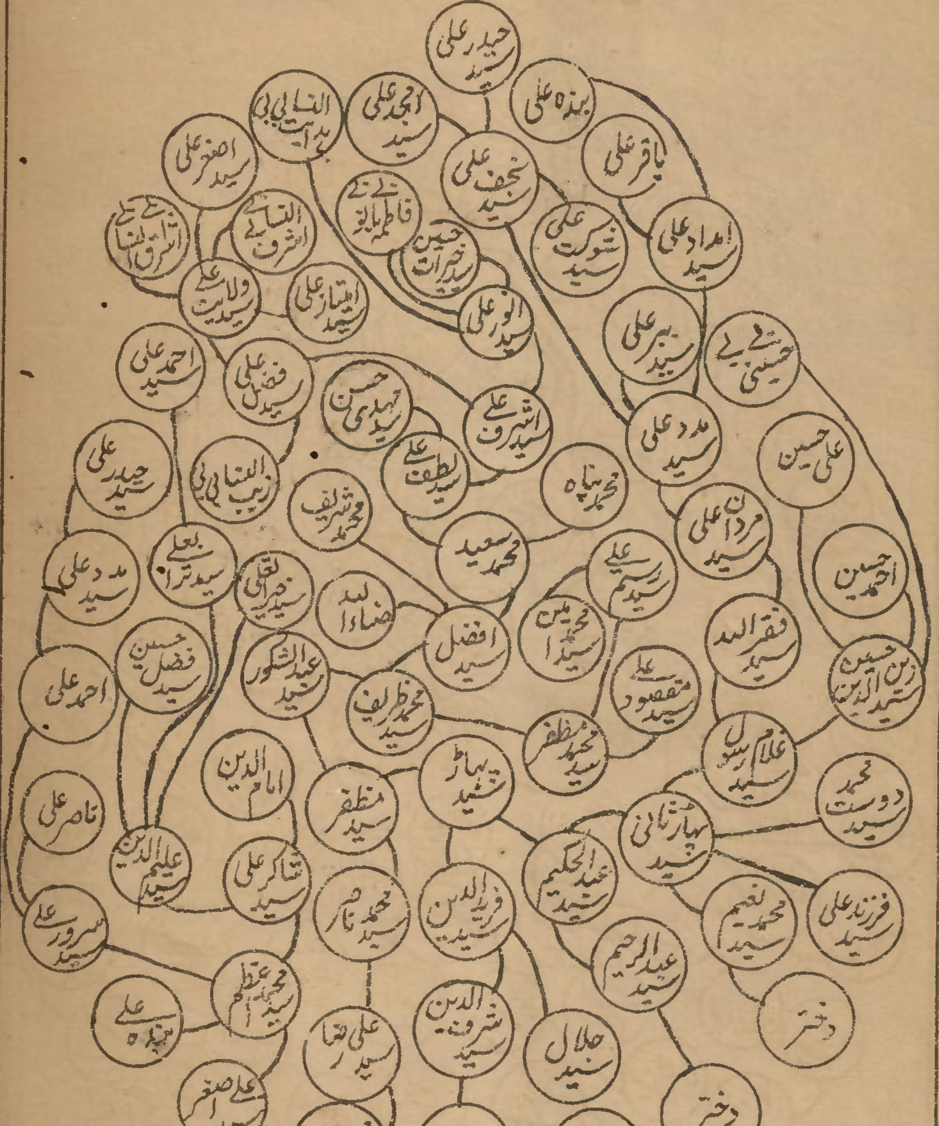

مورث اونچہ گاؤں ۵۳ دیکھو شجرہ صفحہ ۲۲۴ کتاب ہذا

خاندان موضع اونچه گانوں

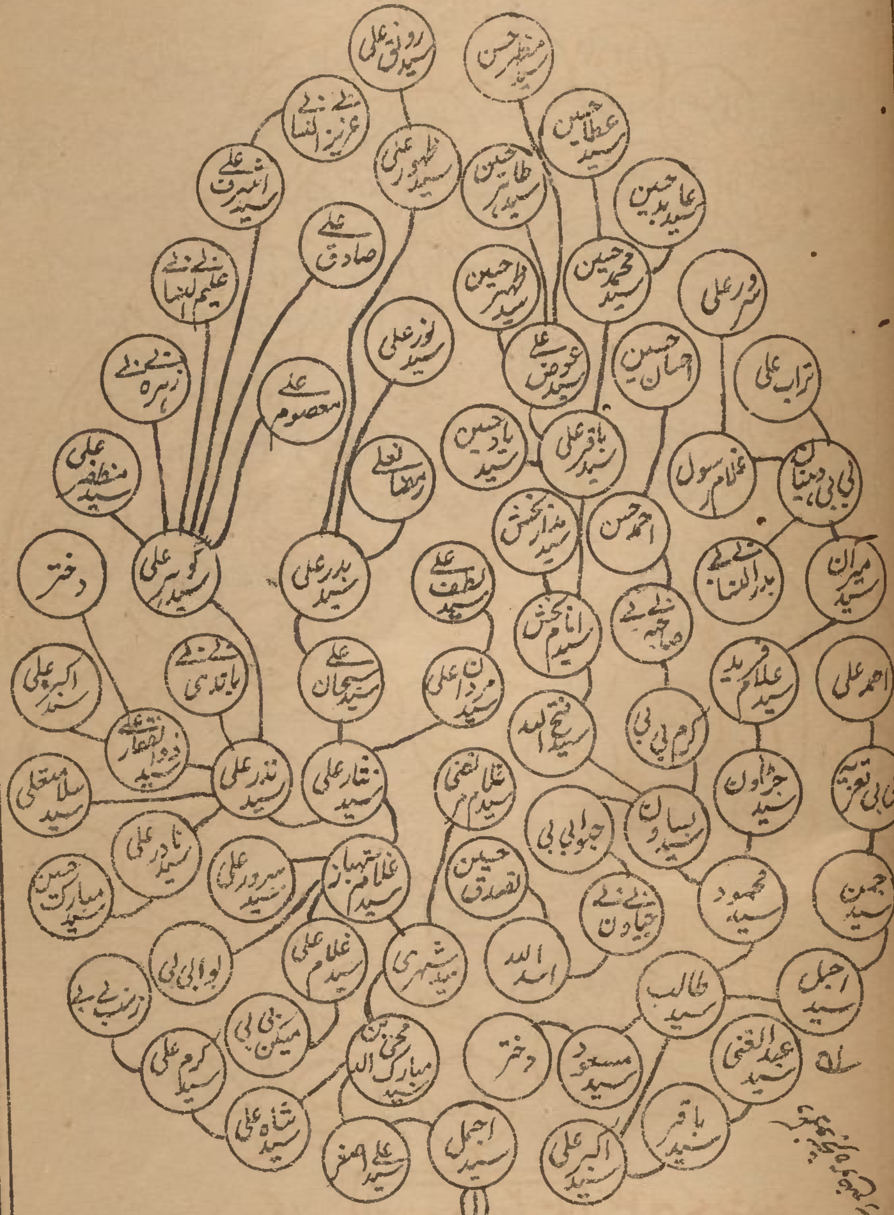

سله دیکهو صفحه ۲۳۳ کتاب هذا۔

سادات قصبہ رسولپور ضلع رائے بریلی

یہہ قصبہ مانک پور سے جانب شمال بارہ ١٢ میل کے فاصلہ پر واقع ہے اسکی آبادی کا
صحیح پتہ معلوم نہین ہوتا شاید سلطنت شرقیہ کے عہد دولت مین یا اس کے پہلے اولاد
قاضی سید شرف الدین گردیزی مانک پور سے منتقل ہو کر یہان آباد ہوئی ہے اور
قاضی سید عبد الرسول بن سید شمس الدین ابن قاضی سید شرف الدین کے نام
سے اس آبادی کا نام معروف ہوا ہے کیونکہ خاندان قاضی اول مانک پور سے ہجرت
کر کے رسول پور مین آباد ہوا اور بعد مین دوسرا گروہ راجے زادگان اور تیسرا سادات
گردیزی ساکنان موضع چہا چہامؤ آباد ہوئے ان تینون گروہون کے اولاد اب تک
اس قصبہ مین موجود ہے -- اس قصبہ مین نواب راجے خان اور نواب مجے عارف خان
و سید عبد الحامد خان اور سید عبد الغفار خان مشاہیر روزگار سے گذرے ہین -

خاندان موضع رسولپور ضلع رائے بریلی

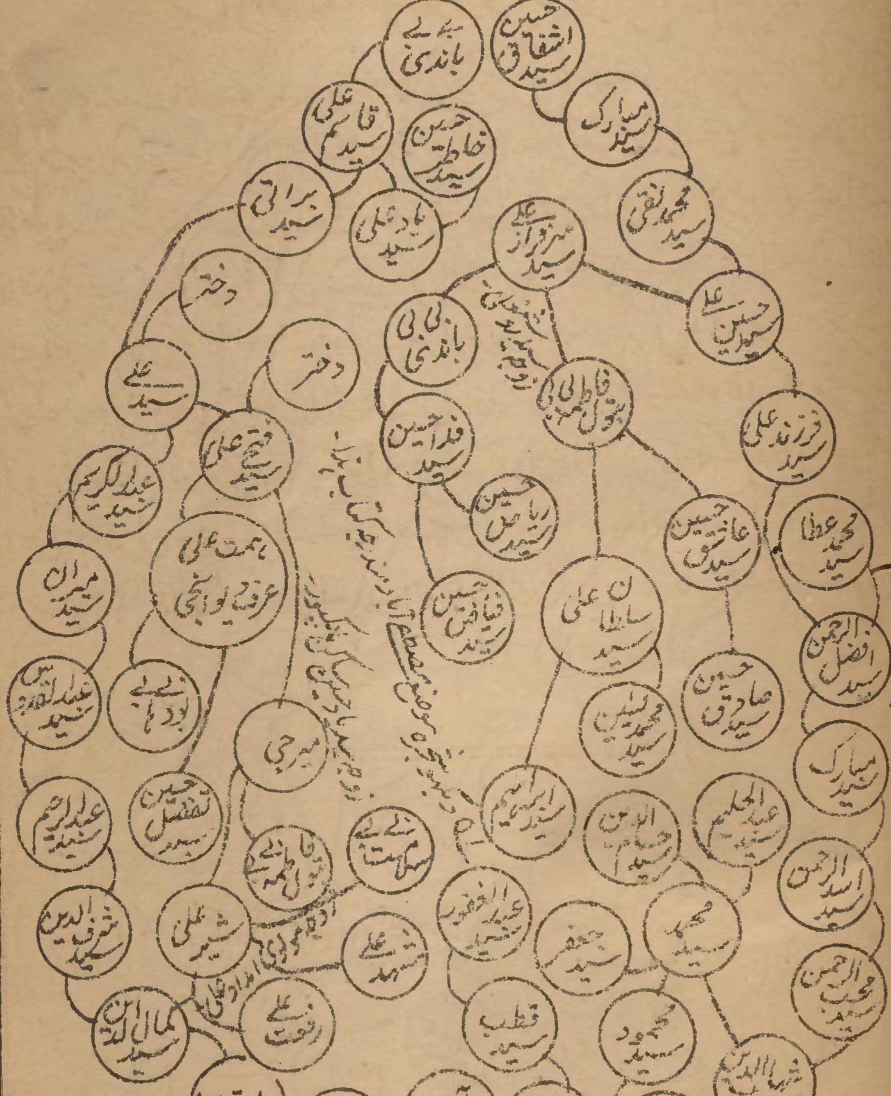

۵۴ دیکھو صفحہ ۲۲۴ کتاب ہذا

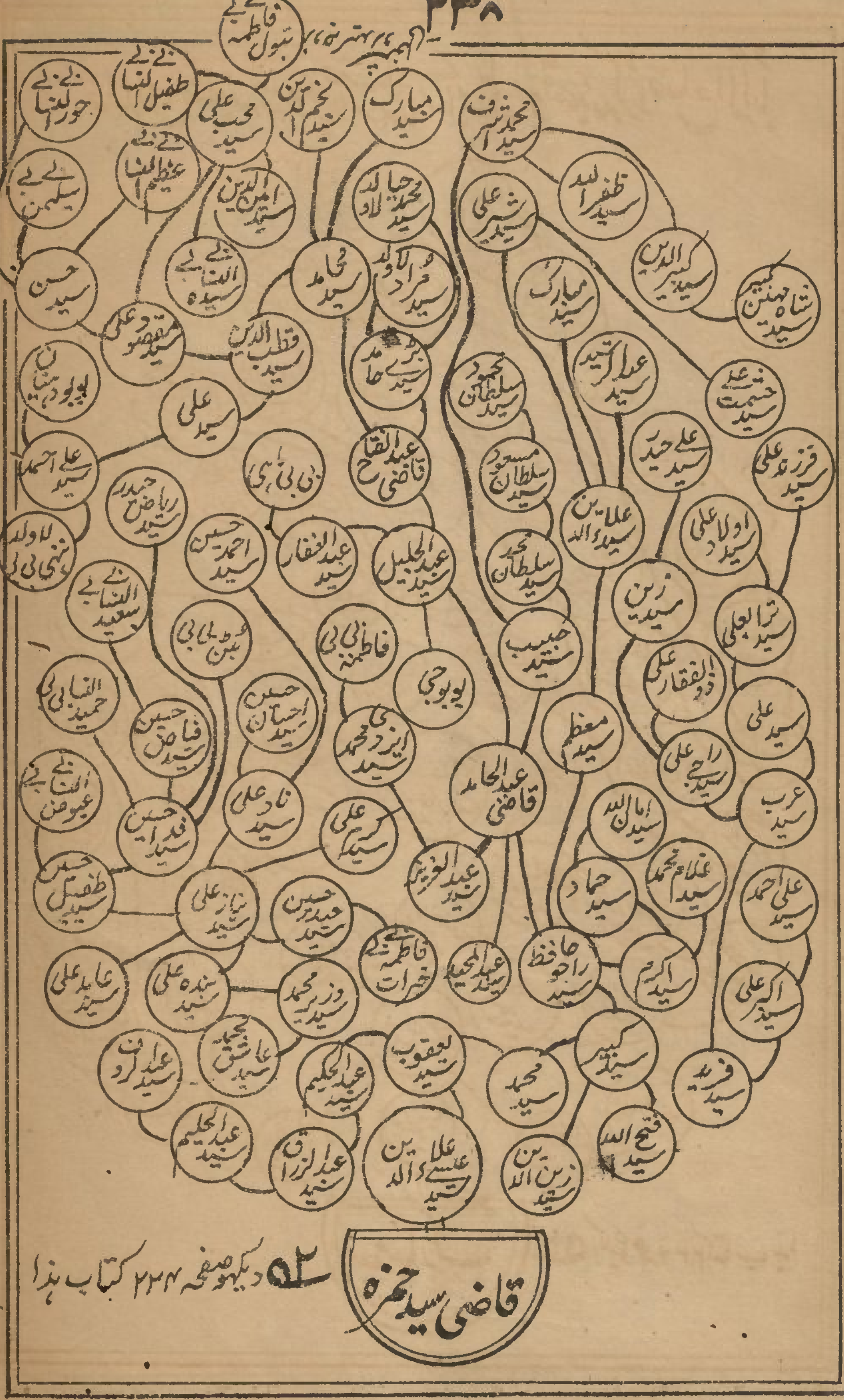

۵۲ دیکھو صفحہ ۲۲۴ کتاب ہذا

خاندان قصبۂ رسولپور ضلع رائے بریلی و قصبۂ کڑا ضلع الہ آباد

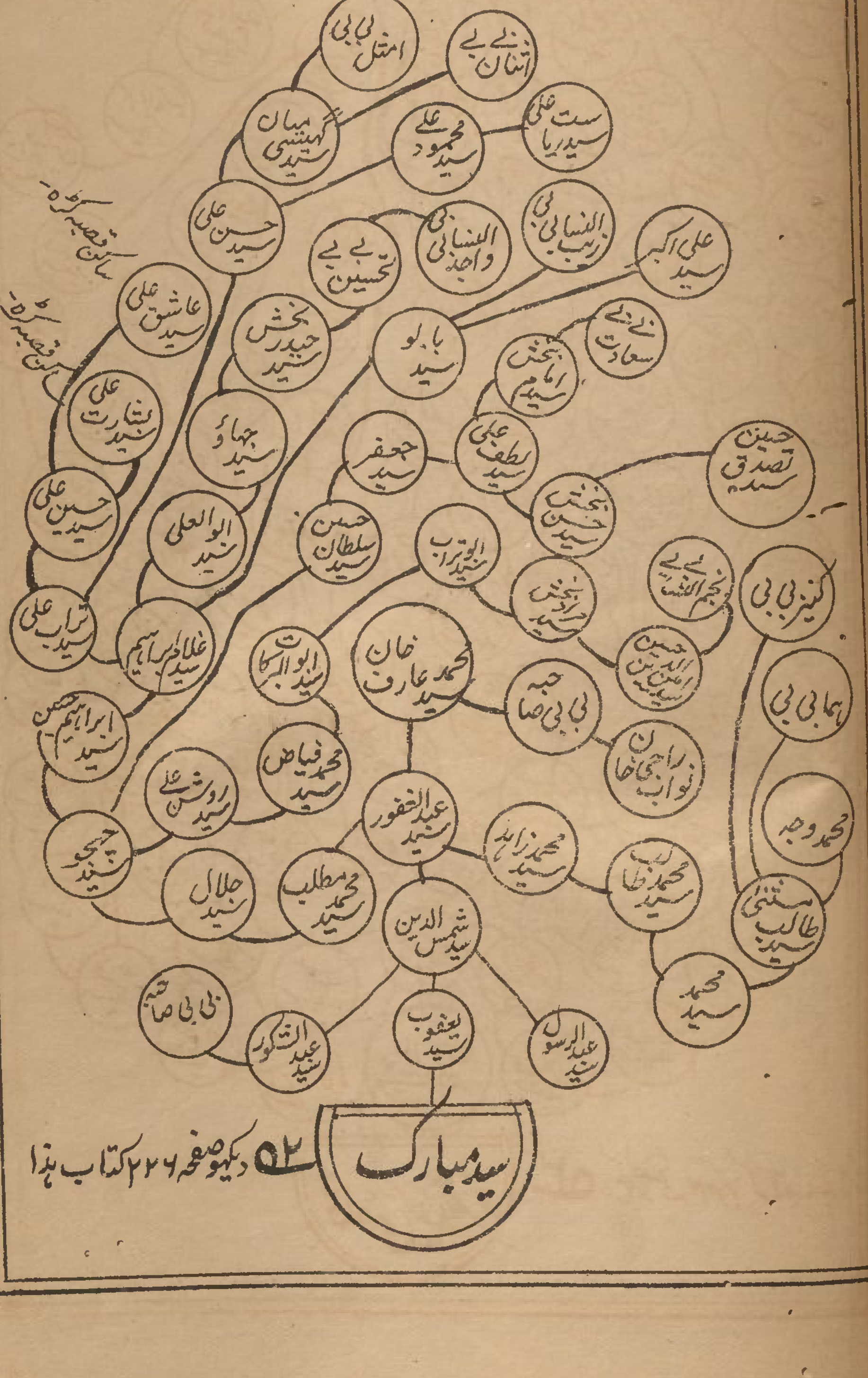

خاندان رسولپور ضلع رائے بریلی

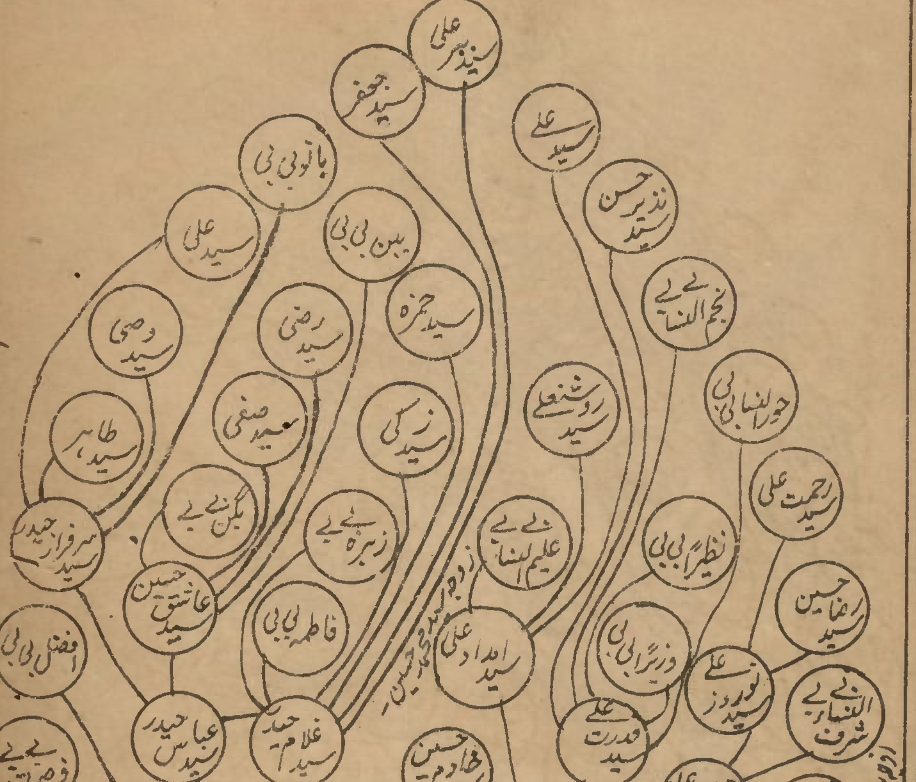

۵۱ دیکھو صفحہ ۲۳۵ کتاب ہذا

خاندان موضع رسولپور ضلع رائے بریلی

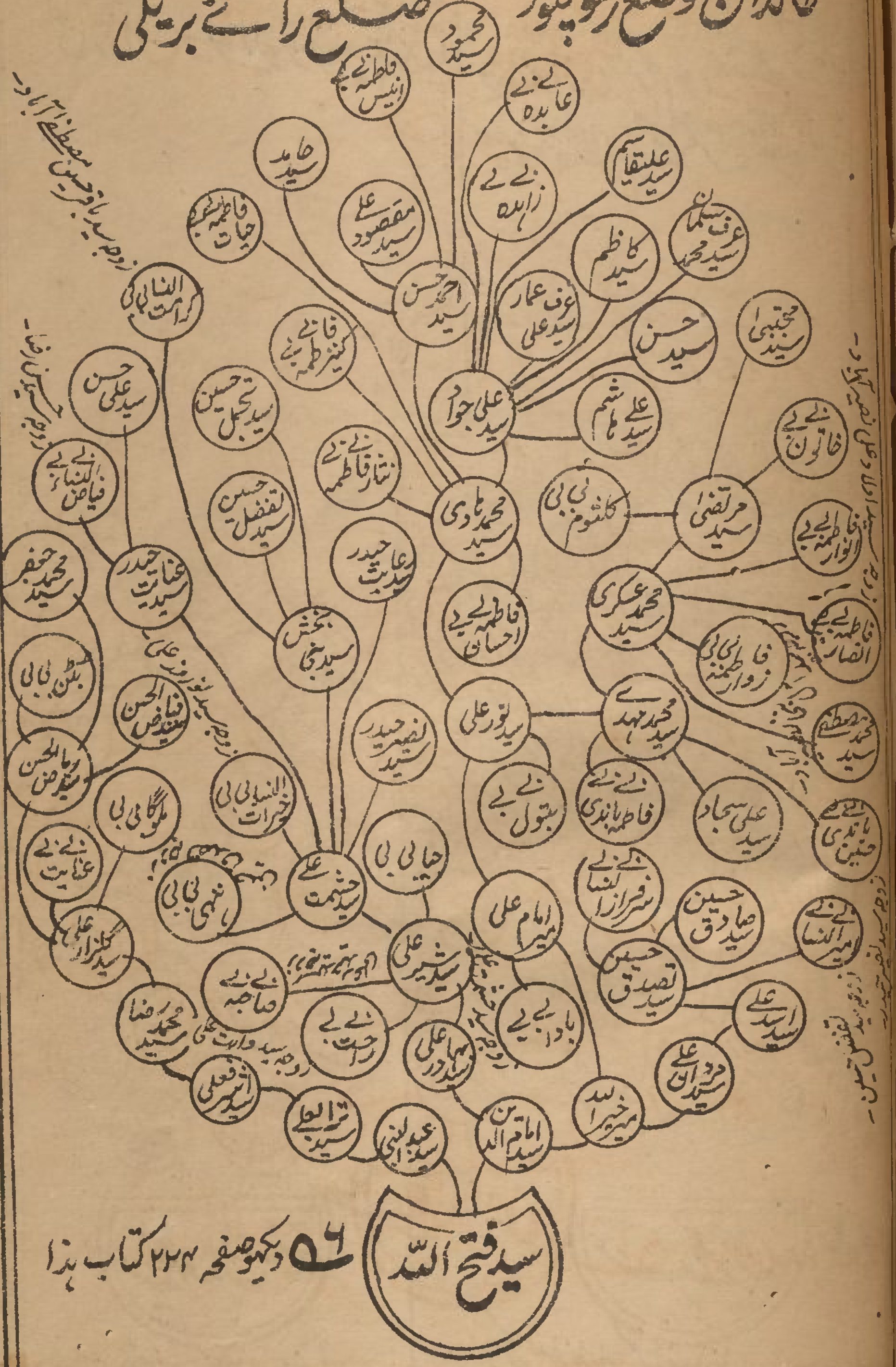

۵۶ دیکھو صفحہ ۲۲۴ کتاب ہذا

خاندان رسولپور ضلع رائے بریلی

دیکھو صفحہ ۲۲۸ کتاب ہذا۔

خاندان محترم پور ضلع پرتابگڈھ و پورہ نظام پرگنہ اتھرگڑہ ضلع الہ آباد

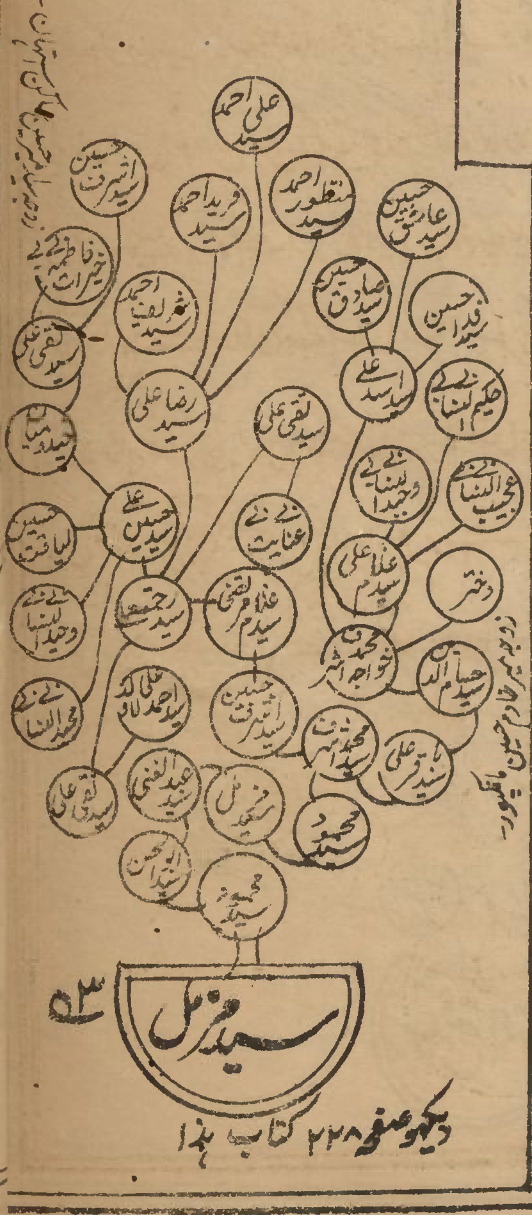

دیکھو صفحہ ۲۲۸ کتاب ہذا

سادات گڑھی موضع بازید پور

یہہ موضع بازید پور قصبۂ مانک پور سے ۶ میل کے فاصلہ پر گوشۂ شمال و مغرب مین بالائے سڑک خام جو مانک پور سے براے بریلی کو جاتی ہے واقع ہے اس موضع کو سید بازید عرف حاجی سید بڑے مانکپوری نے آباد کیا ہے اور براے برکت اس موضع مین ایک مسجد راجے نور صاحب اپنے مورث کے نام سے تعمیر کرائی پہلے سادات زیادہ آباد تھے جب یہہ موضع شامل علاقہ رامپور ہو گیا تو اوسوقت سے یہان کے سادات منتشر ہو کر مصطفیٰ آباد و قصبۂ دلمؤ و مانکپور و کڑہ وغیرہ مین آباد ہو گئے صرف چند اشخاص اولاد سید بازید اس موضع مین آباد ہین جنکا شجرہ درج ذیل ہے -

خاندان موضع بازید پور ضلع پرتابگڈھ

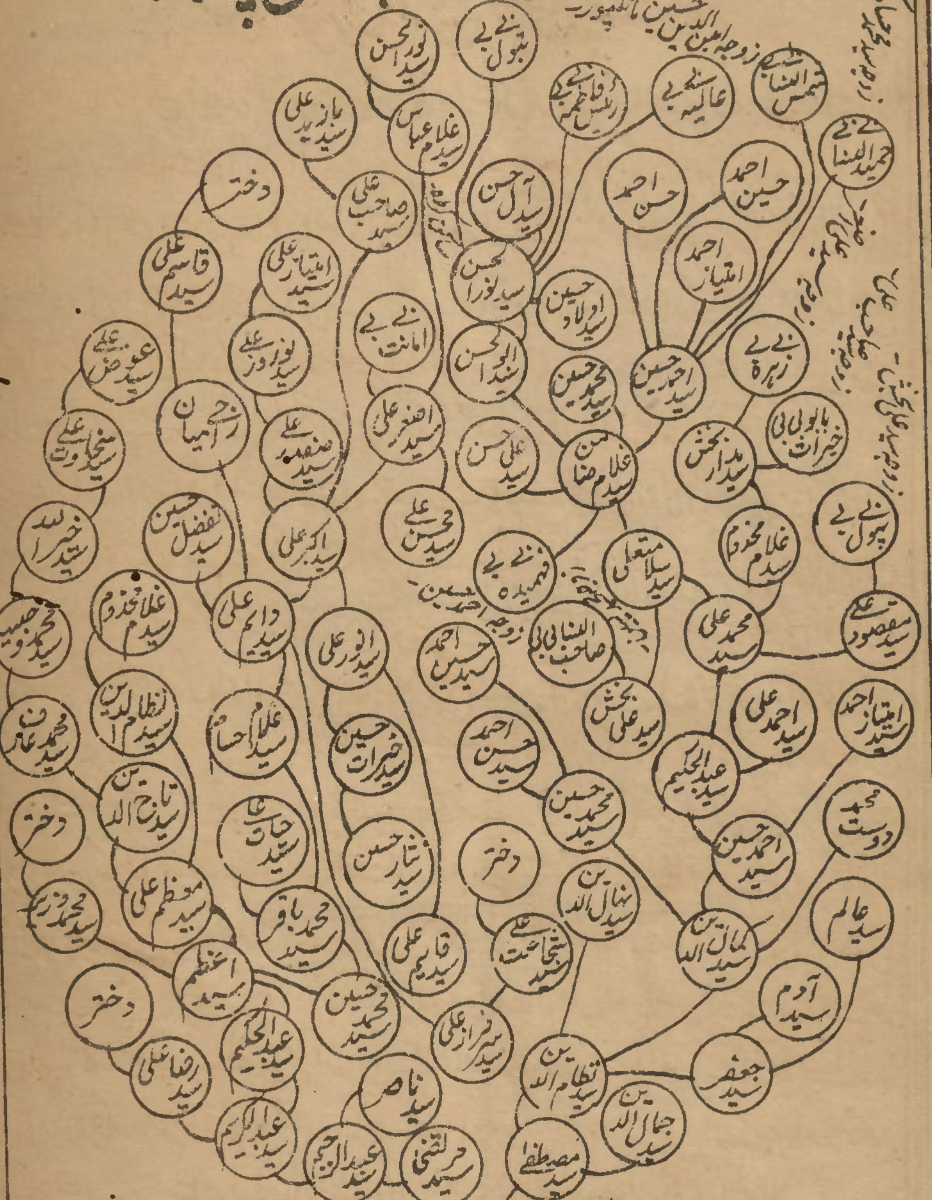

۵۵ دیکھو صفحہ ۲۲۸ کتاب ہذا

سادات گردیزی موضع مصطفےٰ آباد

یہہ موضع قصبۂ مانکپور سے جانب گوشۂ شمال و مغرب بفاصلہ ۲ میل بالاے سڑک خام جو مانک پور سے راے بریلی کو جاتی ہے واقع ہے اس موضع کا پہلا نام اوبچاہار ہے اور مصطفےٰ آباد معروف ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ راجے سید مصطفےٰ نے بزمان جلال الدین اکبر بادشاہ دہلی راجے سید نور صاحب کا مقبرہ مانکپور مین تعمیر کرایا ہے اور انہون نے موضع اوبچاہار کو آباد کرکے اپنے نام سے معروف کیا کیونکہ راجے نور صاحب کی یادگار ایک مسجد یہان موجود ہے جسکو زمان حال مین سید نور الحسن اولاد راجے سید نور شاہ نے از سر نو مرمت کراکے درست کیا ہے اور راجے نور کے نام سے پہلے یہان ایک میلہ ہوا کرتا تہا جو میلہ شاہ نور کے نام سے مشہور تہا اس موضع مین تین گروہ سادات گردیزی آباد ہین گروہ اول قاضی زادگان جو دو برادر عینی سید عبد الخالق و سید عبد الجبار کی اولاد ہین اور سید عبد الجبار کی اولاد خاندان جبّاری کہلاتا ہے یہہ خاندان قاضی زادگان بعہد شاہجہان بادشاہ رسولپور سے منتقل ہوکر مصطفےٰ آباد مین آباد ہوا ہے۔ سید عبد الخالق کے دو بیٹے سید نجم الدین و سید معین الدین تہے سید نجم الدین تحصیل علوم کی غرض سے شہر دہلی مین تشریف لے گئے اور بعد اکتساب علوم جب آپ مصطفےٰ آباد واپس آئے تو انکے عشق مین ایک بیگم شاہی مسماۃ ماہ پرور وارد مصطفےٰ آباد ہوئین آپ کے ساتہہ اس بیگم کا عقد نکاح ہوا یہہ بیگم کہتے ہین کہ اپنے ہمراہ بہت مال و دولت لائین اور اس بیگم کا مقبرہ مصطفےٰ آباد مین اب تک موجود ہے سید نجم الدین نے عالیشان عمارت امام باڑہ کی تعمیر مصطفےٰ آباد مین کی جو ابتک موجود ہے مگر یہہ صاحب اولاد نہین تہے سید معین الدین برادر حقیقی ان کے منصب دار شاہی تہے اور انکی اولاد موجود ہے انہین نامی گرامی اشخاص گذرے ہین خصوص حسن صورت و ذکاوت اس خاندان کی مشہور و معروف ہے عہد شاہ اودہ مین بہی یہہ خاندان مشاہیر روزگار سے تہا شاعری اور طبیعت داری مین انکا حصہ ہے مولوی سید مظہر حسن علم فقہ و مناظرہ مین بیعدیل تہے ویسے ہی ان کے برادر خورد

مولوی سید محمد مہدی زبان عربی مین بےمثل ادیب تھے چونکہ مہمان نوازی اور فیاضی کا نمبر بڑھا ہوا تھا بہت سے دیہات اس خاندان کی ملکیت سے جاتے رہے شاہی معافیات کا کچھ جزو اب بھی باقی ہے لیکن دریا دلی مین کمی نہین ہے دوسرا خاندان اولاد رلجے زادگان جنکا مورث اعلیٰ میر محمد ماہ منصب دار شاہی رہا یہ خاندان مانکپور سے منتقل ہو کر مصطفےٰ آباد مین بوجہ ملنے جاگیر کے آباد ہوا اس خاندان کے لوگ اولوالعزم اور بہادر رہے عہد شاہ اودہ مین بوجہ عداوت قومی اس خاندان مین ایک ڈاکہ زنی واقع ہوئی تھی جسمین علاوہ خونریزی خاندان دو اشخاص خاندان سادات گردیزی مانکپور ایک سید اولاد حسین زخمی ہوئے اور دوسرے سید علی بخش شہید ہو گئے۔

قطعہ سال تاریخ

از ما بجز آن صدر نشینان سعادت
ہم نام حسین آنکہ یکے بود ز لاور
زان ہر دو برادر کہ بہم تیغ کشیدند
القصہ بہم جام شہادت بچشیدند
بر مہر و مہ میر نجف ہر کہ ستم کرد
بر آل نبی انچہ دعا کرد ستمگر
اے دل مہ سوال دگر بست و نہم بود
قایم بجہان است ازین مصرعۂ تاریخ
سازم چہ بیان انچہ چو شد حالت جانکاہ
مردانہ بجنگید در آن معرکہ واللہ
مجروح بسے گشت در آن حلقۂ گمراہ
حق داد پئے شان بجہان مسکن دلخواہ
عاجز بہ بیانش بود این بندۂ درگاہ
در دیدۂ کو نین شدہ دشمن اللہ
در مصطفےٰ آباد شد این واقعہ جانکاہ
این حادثۂ قاسم و عباس شدہ آہ
۱۲۳۴ھ

چونکہ فیاضی حصہ سادات تھا اسلئے بہت سے دیہات زمینداری اس خاندان کے قبضہ سے نکل گئے بقیہ خاندان سادات موضع چاچامؤ سے ہے جو چھچھ موے کہلاتے ہین اور اس خاندان کے لوگ آباد ہین اس موضع مین راجہ درشن سنگہ حاکم شاہ اودہ نے ایسی لوٹ مار کی کہ یہان کی جاگیرات مین زوال ہو گیا۔

خاندان مصطفےٰ آباد ضلع رائے بریلی

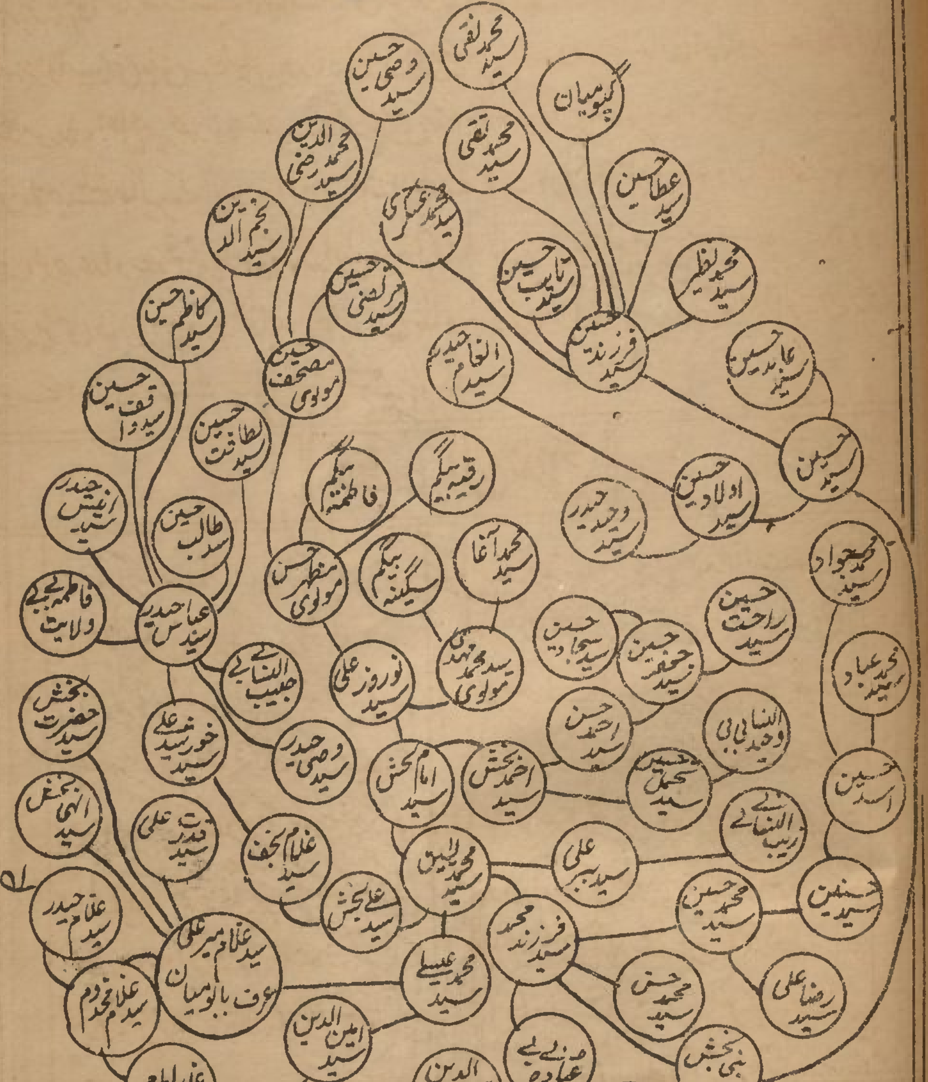

۵۱ دیکھو صفحہ ۲۳۷ کتاب ہذا

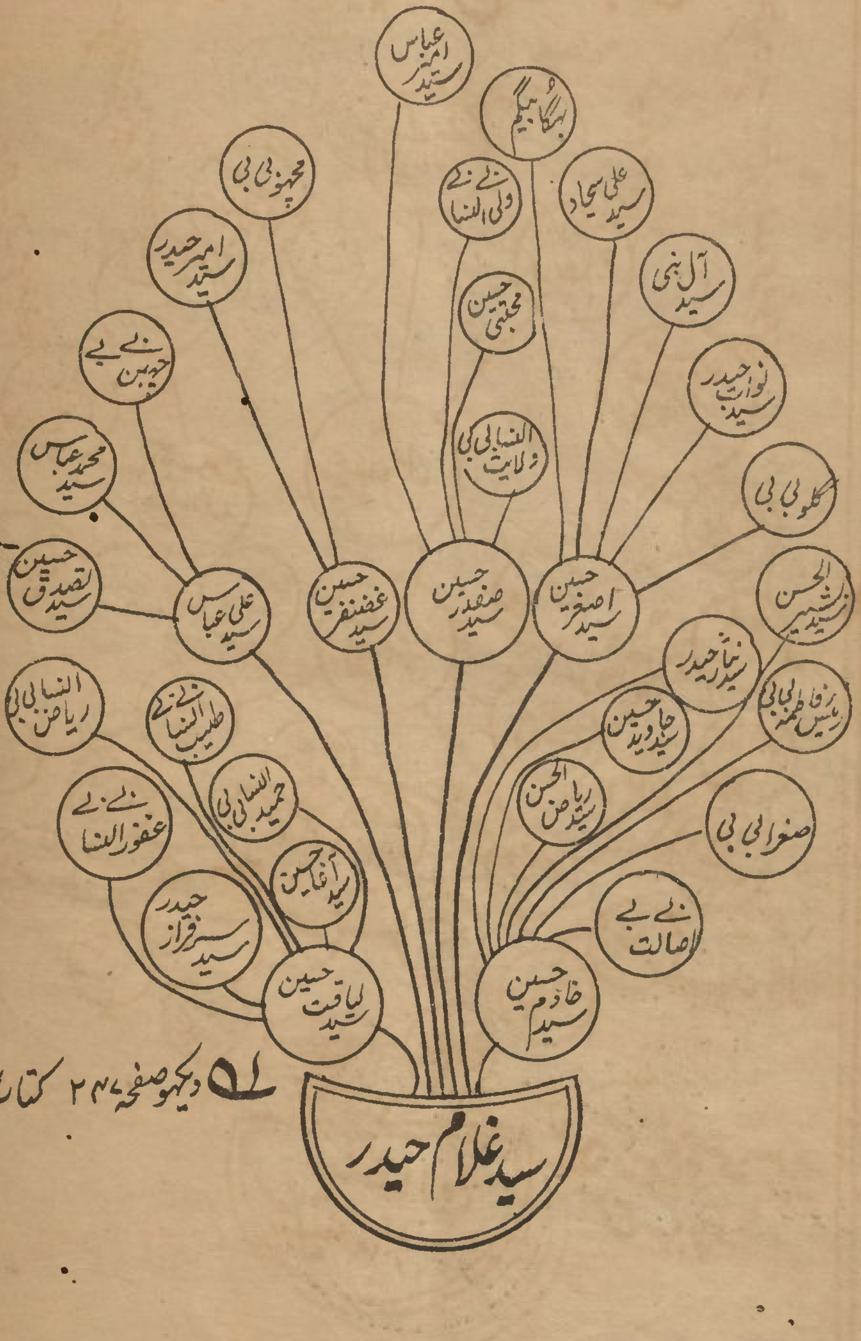

۵۷ دیکھو صفحہ ۲۴۷ کتاب ہذا

خاندان مصطفیٰ آباد ضلع راے بریلی

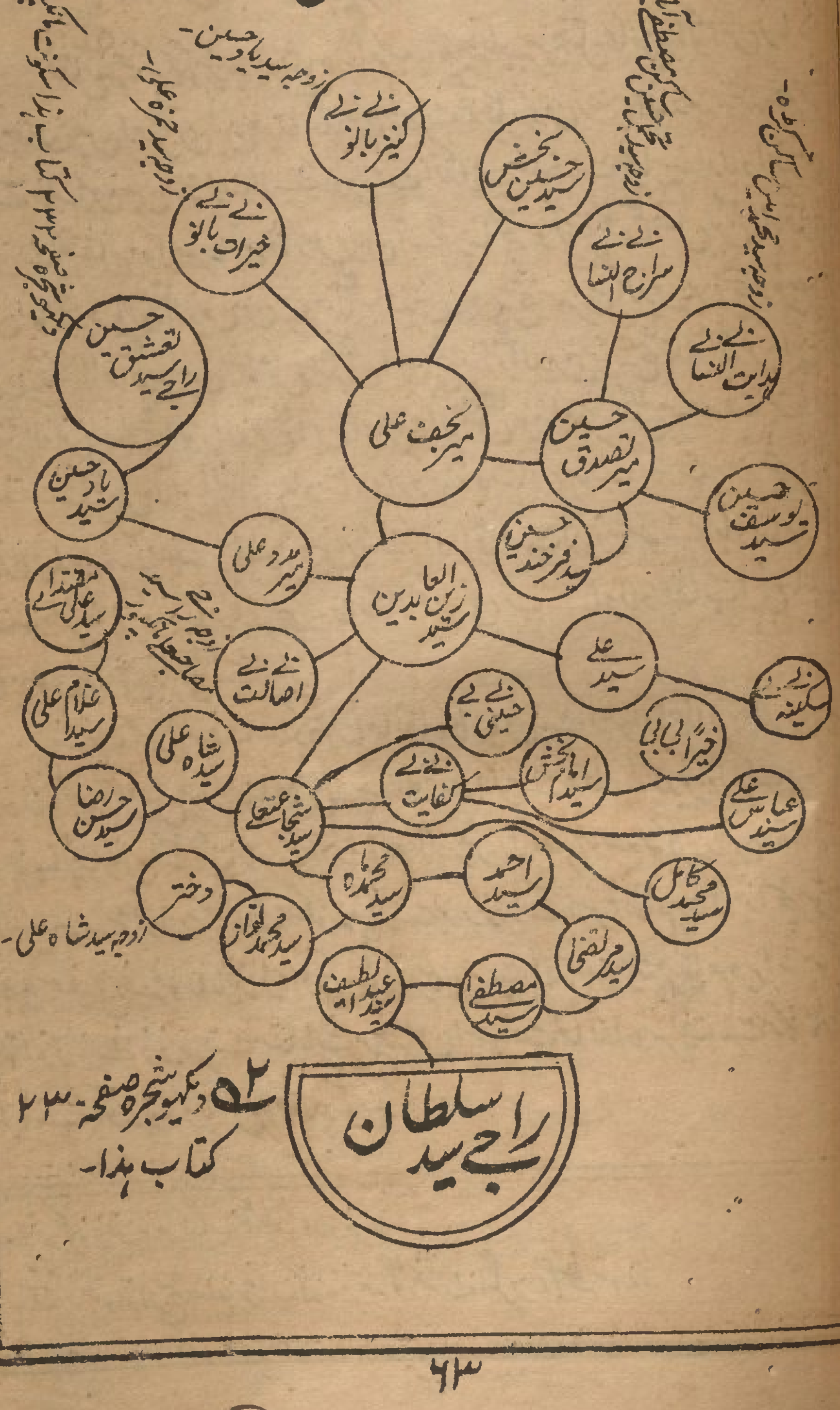

دیکھو شجرہ صفحہ ۲۳۔ کتاب ہذا۔

خاندان حسامی پیرزادگان قصبۂ مانکپور

نقل[1] ہے کہ بحکم یزید بادشاہ شام جب مدینہ طیبہ مین قتل عام ہوا تو اس زمانہ ناپرسان مین امیر حسن ابن عبد اللہ ابن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مدینہ سے ہجرت کرکے ملک یمن مین تشریف لائے اور بوقت انقلاب سلطنت عباسیہ اولاد امیر حسن یمن سے منتقل ہوکر سرزمین فارس مین آئے چنانچہ مولانا محمد سمعیل بن مولانا جلال الدین ابن مولانا برہان الدین بن شیخ جمال الدین ابن شیخ سراج الدین بن شیخ وملج الدین ابن شیخ نظام الدین بن شیخ تاج الدین ابن شیخ بہاء الدین بن شیخ علاء الدین ابن شیخ نصیر الدین بن شیخ نور الدین ابن امیر عبد الرحمن بن امیر حسن موصوف بزمان سلطنت شمس الدین التمش بادشاہ وارد ہندوستان ہوئے اور چند روز شہر دہلی مین قیام رکھکر قصبۂ مانکپور مین آئے اور اقامت گزین ہوئے بادشاہ دہلی نے ساٹھ بیگہ زمین بنابر تعمیر مسجد وخانقاہ عطا کی تب سے اولاد عقاب آپکی مانکپور مین بود وباش رکھتی ہے۔

شاہ محمد یوسف[2] سجادہ نشین خانقاہ کا بیان ہے کہ مولانا جلال الدین پدر مولانا محمد اسمعیل مورث اعلیٰ ہمارے بوقت حکومت قطب الدین ایبک بادشاہ دہلی مانکپور مین تشریف لائے اور بمقام ملک پٹن اراضی موضع جوکاپور مین اقامت گزین ہوئے اول مکانات مسکونہ ہمارے بزرگوار کے اس مقام پر تھے چنانچہ مولانا محمد اسمعیل پسر مولانا جلال الدین کی قبر یہین ہے اور جب یہہ مقام ویرانہ ہوگیا تو اولاد نے دوسرے مقامات پر جہان اسوقت خانقاہ شریف ہے مکانات تعمیر کرائے اور بود وباش اختیار کی۔

---

[1] دیکھو دفعہ ۲۳ کتاب آئینۂ اودہ۔

[2] دیکھو تواریخ ضلع پرتاب گڈہ مرتبۂ گورمنٹ انگریزی صفحہ ۲۴۷۔

نوٹ

نقل اول بیان ثانی کے متناقض ہے شاید ساٹھ بیگہ زمین کے استحکام کی غرض سے نقل اول مین بیان زاید کیا گیا ہے۔

بانی خاندان حسامی حضرت شاہ حسام الدین المعروف شاہ حسام الحق رحمۃ اللہ علیہ بن مولانا خواجہ خضر عرف خواجہ دانشمند ابن مولانا عبدالرزاق بن مولانا محمد اسمعیل مورث مرید او خلیفہ رشید حضرت نور قطب عالم پنڈوی بنگالی رحمۃ اللہ علیہ کے تھے ان کے مرشد نے درجۂ فقر مین ولایت مانکپور آپ کو عطا کی تھی اور اسوقت ولایت مانکپور مین صاحب ولایت شاہ نصیر الدین پہلوان رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ جنکو بعض نوشتجات مین شاہ نصیر الدین شاہ قلم بھی لکھا ہے شاہ حسام الحق صاحب کے مرشد نے وقت تفویض ولایت مانکپور فرمایا تھا کہ نصیر تا نصیر اور حسام تا قیام۔ نقل ہے کہ جب شاہ حسام الحق صاحب ولایت مانکپور مین تشریف لائے تو نصیر الدین شاہ ولایت مانکپور نے ایک جام پانی سے بھر کر آپ کے پاس اس مطلب سے بھیجا تھا کہ اب آپ کی گنجایش نہین ہے درجواب اوس کے شاہ حسام الحق صاحب نے اوس جام مین گلاب کا پھول ڈالدیا جسکا مطلب یہہ تھا کہ اس پانی کو معطر کردونگا۔ اس نقل کی جو کچھہ اصلیت ہو لیکن دو سلطان در یک اقلیمے نمی گنجند۔ جب ایک شاہ ولایت موجود تھے تو دوسرے کی کیا ضرورت تھی البتہ شاہ نصیر الدین کی وفات ہوچکی ہوگی اور اونکا جانشین بھی ہوگا اوسوقت محل ارشاد مرشد شاہ حسام الحق صاحب باموقع تھا کہ نصیر تا نصیر اور حسام تا قیام بلکہ اس کلمہ سے ایک بزرگی یہہ بھی ثابت ہوتی ہے کہ مرشد برحق نے شاہ حسام الحق صاحب کی اولاد تک کو درجۂ ولایت عطا کیا ہے کیونکہ لفظ قیام کے معنی تا قیامت کے ہین۔ حضرت شاہ حسام الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ بزمان حکومت فیروز تغلق بادشاہ دہلی تقریباً ۷۷۳ھ مین متولد ہوئے اور تاریخ چودہ ۱۴ رمضان ۸۵۳ھ کو بعمر ہشتاد سال راہی ملک بقا ہوے فقرۂ شمع تجلی اور مصرعۂ ؎ بملک لم یزلی پائے برد شاہ حسام۔ مادۂ سال تاریخ

وفات ہے آپ کا عرس سالانہ تاریخ مذکور پر ہوتا ہے اور اس عرس مین علاوہ روشنی ایک رسم گاگر یا پانی بھرنے کی ہے اور یہہ رسم آپ کے مرشد کا ایک طریقہ اختیار کردہ ذات خاص ہے۔

حضرت بندگی شاہ قاسم حسامی جو پانچوین پشت اولاد شاہ حسام الحق صاحب مین ہین کہتے ہین کہ انکا عقد نکاح مسماۃ سلیمان خاتون بنت سلیم شاہ سوری بادشاہ دہلی کے ساتھہ ہوا ہے اور جنکا روضہ گنبد دار اندرون احاطہ خانقاہ ہے ہمایون بادشاہ دہلی نے بندگی شاہ قاسم صاحب کو خطاب سلطان العارفین سے لکھا ہے اور سات مواضع معاف عطا کئے تھے من بعد عالی گہر بادشاہ نے تین موضع اور اضافہ کئے جملہ دس بہابت معافیات مین ہین جسکی آمدنی قریب مبلغ ۲۸ دوہزار آٹھہ سو اٹھہتر روپیہ کی ہے اور یہہ معافی خاندان کے وجہ معاش مین منقسم ہے اور مصارف خانقاہ اور عرس و وارد و صادر کے واسطے موضع راجاپور نذر درگاہ ہے لیکن ان جملہ معافیات کا کوئی فرمان شاہی اسوقت خاندان مین موجود نہین ہے۔ اس خاندان کے مرید اور خلفا اقطاع ہند مین صاحب کشف و کمال گذرے ہین حضرت شاہ حسام الحق صاحب کے ملفوظ اور کتب پند و نصائح غیر مطبوعہ موجود ہین منجملہ اولاد و اعقاب شاہ حسام الحق رحمۃ اللہ علیہ شاہ پیر عبد الکریم صاحب بڑے نامی گرامی درویش صاحب کشف و کمال ہوئے ہین ملک بنگالہ اور اوڑیسہ مین آپ کے کمالات کے معتقد ہوکر صدہا اہل ہنود اور دیگر اقوام اوس ملک کے دین اسلام مین آگئے۔

نوٹ

راقم نے شہر کلکتہ مین ایک جوان خوبصورت درویش صفت کو دیکھا کہ جسکے جسم پر شجرفی کفنی اور لنگی زیب بدن تھی اور لوگ اوس کے ہمراہ ایسے ہی لباس سے آراستہ تھے یہہ واقعہ لونئے چوک کا تھا دوسرے روز حسن اتفاق سے میرا اور اونکا چند ساعت کیلئے اوس جہاز پر ساتھہ ہوا جو کلکتہ سے مٹیابرج کو جاتا تھا اور خوبی وقت سے جہاز مین موقع یکجائی نشست کا ہوا جوان درویش نے مجھہ سے میرا وطن دریافت کیا راقم نے جواب دیا کہ حقیر ساکن قصبۂ مانکپور ملک اودھ ہے جوان نے ہاتھہ بڑھایا اور مجھہ سے مصافحہ کیا راقم کو

تعجب ہوا کہ یہہ جوان اجنبی مجھپر اسقدر کیون مہربان ہوا تب مین نے استفسار کیا جوان نے
جواب دیا کہ مسلمان ہون اور متولی مندر جگناتھہ جی کا ہون جو سمندر کے کنارے ملک اڑیسہ
مین اہل ہنود کا معابد خانہ ہے پھر مین نے سوال کیا کہ جناب کے سر اقدس پر چوٹی مثل
اہل ہنود کے ہے اور آپ کے ہمراہ ہندو ہین یہہ کونسا طریق فقر ہے در جواب اس کے
جوان گویا ہوا کہ مورث اعلی ہمارے حضرت صالح بیگ مرید حضرت شاہ عبد الکریم
مانک پور کے ہین اور بباعث برکت مرشد برحق ایک روز جگناتھہ جی جنکی وفات کو
ہزارون برس گذر گئے تھے ہمارے مورث حضرت صالح بیگ سے ملاقات کی اور معتقد
ہو کر اہل ہنود کو ہدایت کی کہ کوئی شخص مسلمانون سے پرہیز نہ کرے اور آیندہ متولی
ہمارے مندر کا صالح بیگ اور اونکی اولاد ہوگی اوسوقت سے متولیان مندر کا سلسلہ
ہمارے خاندان مین اب تک ہے۔

پیر عبد الکریم صاحب کے مرید و خلیفہ ارشد شیخ پیر محمد صاحب سجادہ نشین خانقاہ
سلون ہوئے جنکا ذکر خیر راقم بعد ختم واقعات خاندانی حسامی مفصل تحریر کرے گا
نقل ہے کہ شاہ عبد الکریم صاحب روضۂ پاک حضرت غوث الثقلین محبوب سبحانی
سیدنا محی الدین ابو محمد شیخ عبد القادر حسنی الحسینی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ مین چلہ کشی
مین مصروف تھے کہ حضور غوثیت سے بشارت ہوئی کہ میرا فرزند سید محمد قادری شہر
دہلی مین آپکا منتظر ہے پس آپ وہان جائین اور یاک نعمت میرے سلسلہ کی اوس سے
حاصل کرین چنانچہ حسب الارشاد شاہ عبد الکریم صاحب شہر دہلی مین داخل ہوئے
اور سید محمد قادری صاحب سے ودیعت اعظمی جو آپ کے لئے امانت تھی حاصل کی سلسلہ
قادریہ اسوقت سے آپ کو تفویض ہوا۔ شاہ عبد الکریم صاحب نے تاریخ ۵ صفر ۱۰۵۷ھ
مقدس مطابق یازدہم سال جلوس شاہجہان بادشاہ بعمر ہفتاد و سال دنیا سے رحلت فرمائی
اس خاندان حسامی مین خدمت سجادہ نشینی اولاد ذکور کے متعلق تھی لیکن کبھی بہ نسبت

سلہ دیکھو کتاب مطالب رشیدی مصنفۂ مولانا تراب علی شاہ قلندر کاکوری۔

بعد اولاد دختری نے بوجہ حاصل کرنے درجۂ خلافت خدمت سجادگی علیحدہ قایم کی جیسے سجادہ نشینان خانقاہ پائی گئی جنکا مفصل حال آیندہ لکھا جائیگا اور خانقاہ حسامی کی سجادہ نشینی متعلق اولاد ذکور تھی جب شاہ محمد عاشق صاحب سجادہ نشین خانقاہ حسامی نے تاریخ ۲۰- اکتوبر ۱۸۷۱ء کو وفات پائی اسوقت دو پسران نابالغ سجادہ نشین صاحب متوفی کے موجود تھے لیکن سید شاہ محمد اسمٰعیل صاحب جو اس خاندان مین رشتہ نانہالی اور دامادی رکھتے تھے سجادہ نشین خانقاہ حسامی ہوئے اب تک سجادگی خانقاہ فاروقی صورت اور علوی سیرت مین تھے مگر اسوقت سے علوی صورت اور فاروقی سیرت مین آگئے سید شاہ محمد اسمٰعیل صاحب سجادہ نشین نے حج بیت اللہ شریف ادا کیا اور عمارات مسجد و چاہ و خانقاہ اور اوس کے ملحق مکانات جو بوجہ کہن سالی اور متواتر بارش کے شکست ہو گئے تھے اور بعض قریب انہدام تھے از سر نو تعمیر کرائے اور گورنمنٹ عالیہ انگریزی نے انکو بوجہ اعزاز سجادہ نشینی خانقاہ حاضری عدالت سے مستثنیٰ کر دیا علمی لیاقت مین زبان فارسی کے ماہر تھے اور صرف و نحو عربی مین دستگاہ رکھتے تھے انتظام خانگی مین سنجیدہ تھے مگر ذی ولد نہین تھے اس لئے انہون نے اپنی زندگی مین سید شاہ احمد سعید اپنے بڑے بھتیجے کو اپنا خلیفہ کیا تھا چنانچہ بعد وفات حاجی سید شاہ محمد اسمٰعیل صاحب کے سید شاہ احمد سعید صاحب سجادہ نشین خانقاہ ہوے سید شاہ احمد سعید صاحب اسم باسمیٰ سعید تھے پر افسوس کہ انہون نے عالم شباب ہی مین بعارضہ فالج تاریخ ۱۲- ربیع الاخر ۱۳۲۰ھ کو دنیا سے رحلت فرمائی ان کے بھی کوئی اولاد ذکور نہین تھی اسلئے ان کے برادر اوسط سید شاہ زکی الدین صاحب سجادہ نشین خانقاہ ہوئے جو نہایت نیک ہین -

جدی نسب نامہ سید شاہ زکی الدین صاحب سجادہ نشین کا یہ ہے

سید شاہ زکی الدین[1] بن سید شاہ ابوالحسن[2] ابن سید مہدی[3] بخش خان بن سید کریم بخش[4] ابن سید محمد ہاشم[5] بن سید فتح محمد[6] ابن سید غلام شبیر[7] بن شاہ محمد[8] ابن سید پیر محمد[9]

بن سید حمزہ[۱۰] ابن سید شاہ جلال الدین[۱۱] بن سید محمد اسمٰعیل[۱۲] (دیکھو شجرہ صفحہ ۱۱۱ کتاب ہذا)۔

سلسلہ بیعت و خلافت حضرت شاہ حسام الحق رحمۃ اللہ علیہ

نمبر	نام	نمبر	نام
۱	حضرت شاہ حسام الحق رحمۃ اللہ علیہ نے بیعت اور خلافت حاصل کی۔	۱۴	حضرت خواجہ ابو احمد چشتی سے اور انہوں نے
۲	حضرت شاہ نور قطب عالم پنڈوی سے اور انہوں نے	۱۵	حضرت خواجہ ابو اسحاق ابدال چشتی سے اور انہوں نے
۳	حضرت شیخ علاء الحق پنڈوی سے اور انہوں نے	۱۶	حضرت شیخ ممشاد علو دینوری سے اور انہوں نے
۴	حضرت اخی سراج الحق بن عثمان اودھی سے	۱۷	حضرت شیخ ہبیرہ بصری سے اور انہوں نے
۵	حضرت محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء سے اور انہوں نے	۱۸	حضرت حذیفہ مرعشی سے اور انہوں نے
۶	حضرت شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر سے اور انہوں نے	۱۹	حضرت سلطان ابراہیم بن ادہم بلخی سے اور انہوں نے
۷	حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی سے اور انہوں نے	۲۰	حضرت شیخ فضیل ایاض سے اور انہوں نے
۸	حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی سے اور انہوں نے	۲۱	حضرت شیخ عبد الواحد بن زید سے اور انہوں نے
۹	حضرت خواجہ عثمان ہارونی سے اور انہوں نے	۲۲	حضرت خواجہ حسن بصری سے اور انہوں نے
۱۰	حضرت حاجی شریف زندنی سے اور انہوں نے	۲۳	حضرت علی علیہ السلام سے اور انہوں نے
۱۱	حضرت خواجہ مودود چشتی سے اور انہوں نے	۲۴	حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور انہوں نے
۱۲	حضرت خواجہ ابو محمد یوسف چشتی سے اور انہوں نے	۲۵	ذات باری تعالیٰ عز اسمہ سے
۱۳	حضرت خواجہ ابو محمد چشتی سے اور انہوں نے		

شجرہ اولاد حضرت شاہ حسام الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

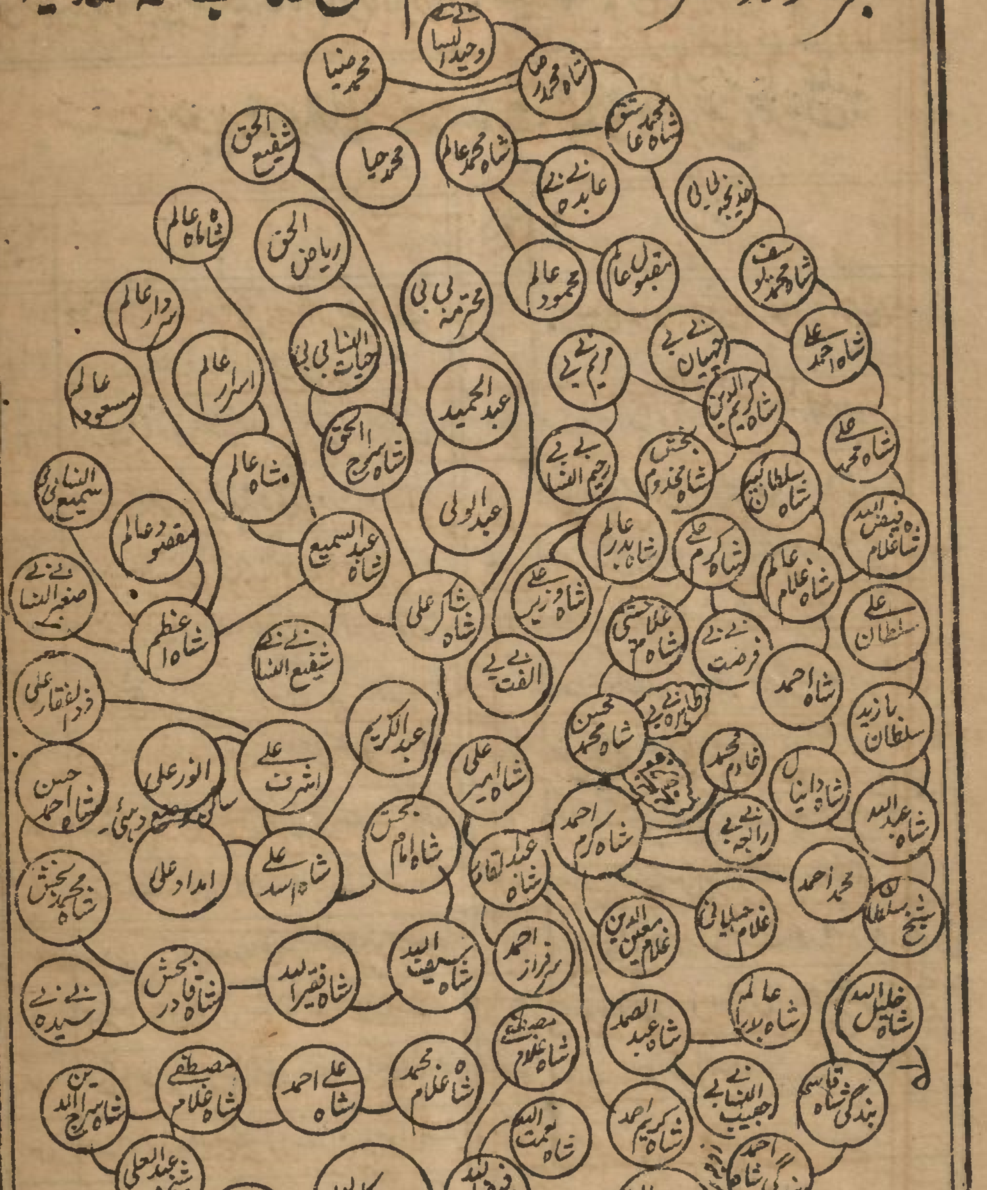

شجرہ خاندان حسامی اولاد شاہ خلیل اللہ جسمین اس خاندان کی اولاد دختری اور سجادہ نشینان پاٹی گلی کا مذکور اور شجرہ نانہالی شامل ہے

سید شاہ خلیل قطبی قصبۂ کڑا (دیکھو شجرہ صفحہ ۱۰۵ کتاب ہذا) کا نکاح دختر شاہ علی رضا حسامی مانکپور کے ساتھ ہوا اور سید شاہ خلیل موصوف کے دو بیٹے سید شاہ باب اللہ و سید شاہ قاسم پیدا ہوئے۔ سید شاہ باب اللہ نے بعیت اور خلافت اپنے نانا شاہ علی رضا صاحب سے حاصل کی اس لئے بجائے شاہ علی رضا صاحب سجادہ نشین خانقاہ پاٹی گلی ہوئے اور سلسلۂ بعیت و خلافت چشتیہ خاندان حسامی مانکپور حسب صراحت ذیل ہے۔

نمبر	نام	نمبر	نام
۱	سید شاہ باب اللہ نے بعیت و خلافت حاصل کی حضرت شاہ علی رضا سے اور انہون نے	۶	حضرت شاہ بندگی احمد سے اور انہون نے
۲	حضرت شاہ غلام مصطفے سے اور انہون نے	۷	حضرت شاہ نظام الدین میران شہ سے اور انہون نے
۳	حضرت شاہ غلام حسن سے اور انہون نے	۸	حضرت شاہ فیض اللہ عرف قاضی شہ سے اور انہون نے
۴	حضرت شاہ خلیل اللہ سے اور انہون نے		
۵	حضرت بندگی شاہ قاسم سے اور انہون نے	۹	حضرت مخدوم شاہ حسام الحق رحمۃ اللہ سے (دیکھو شجرہ صفحہ ۲۵۵ کتاب ہذا)

سید شاہ غلام حسن اولاد سید شاہ باب اللہ صاحب ایسے فرماض باکمال درویش تھے جن کے مریدون کی کثرت ملک بنگالہ مین زیادہ ہے اور کہتے ہین کہ قوم اجنا آپ کے تابع تھی اور آپ کو عمل یاحی و یاقیوم کا تھا آپ نے تاریخ ۲۔جمادی الآخر ۱۰۶۷ھ مین وفات پائی

مادہ سال تاریخ وفات اس شعر سے ظاہر ہوتا ہے -

	بود دوم جمادی الآخر	شد بدر الیقا مدار وداد	۱۰۶۷ھ

اور عمارت وخانقاہ سید شاہ عبداللہ کی تعمیر کردہ ہے اور کنج خانہ متصل دروازہ درگاہ حسامہ جسمین شاہ غلام حسن صاحب چلہ کشی کرتے تھے اور وہ منہدم ہوگیا تھا ۱۳۱۶ھ مین سید شاہ فیاض الحسن صاحب سجادہ نشین پاٹی گلی نے از سر نو تعمیر کرایا ہے اور موضع ابنائی بزرگ پرگنہ کڑا جو قاضی شمس الدین رئیس قصبہ کڑا سے اس خاندان مین نذر کیا تھا وہ اب تک بحقیت زمینداری مقبوضہ خاندان ہے نسب نامہ حیدری سجادہ نشین خانقاہ پاٹی گلی یہہ ہے یعنی سید شاہ فیاض الحسن بن سید شاہ ابوالحسن ابن سید شاہ مخدوم بخش بن سید شاہ غلام حسن ابن سید شاہ غلام پیر بن سید شاہ باب اللہ بن سید شاہ خلیل (دیکھو شجرہ صفحہ ۱۰۵ کتاب ہذا) اور سید شاہ باب اللہ مورث خاندان پاٹی گلی نے جو بیعت اور خلافت اپنے جدّی خاندان سے حاصل کی اوسکا سلسلہ حسب مندرجہ ذیل ہے -

نمبر	نام	نمبر	نام
۱	سید شاہ باب اللہ نے بیعت اور خلافت حاصل کی	۱۱	حضرت سید شاہ نظام غزنوی سے اور انہون نے
۲	حضرت شاہ محمد نقی سے اور انہون نے	۱۲	حضرت شیخ نورالدین سے اور انہون نے
۳	حضرت شاہ محمد تقی سے اور انہون نے	۱۳	حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی سے اور انہون نے -
۴	حضرت شاہ محمد متقی سے اور انہون نے		
۵	حضرت شاہ رفیع الدین سے اور انہون نے	۱۴	حضرت غوث الثقلین سید محی الدین ابو محمد شیخ عبدالقادر جیلانی سے اور انہون نے
۶	حضرت شاہ نصیر الدین سے اور انہون نے		
۷	حضرت شاہ محمود سے اور انہون نے	۱۵	حضرت سید شاہ ابوسعید المبارک المخزومی سے اور انہون نے
۸	حضرت شاہ فیض المعروف پیر گوشائین سے اور انہون نے		
۹	حضرت شیخ قطب الدین بینا دل سے اور انہون نے	۱۶	حضرت سید شاہ خواجہ ابوالحسن سے اور انہون نے -
۱۰	حضرت سید شاہ نجم الدین سے اور انہون نے		

نمبر	نام
۱۷	حضرت خواجہ ابوالفرح سے اور انہون نے
۱۸	حضرت شیخ عبدالواحد بن شیخ عبدالعزیز سے اور انہون نے
۱۹	حضرت سید خواجہ عبدالعزیز سے اور انہون نے
۲۰	حضرت سید ابوبکر ابوالقاسم سے اور انہون نے
۲۱	حضرت سید خواجہ جنید بغدادی سے اور انہون نے
۲۲	حضرت شیخ سرّی سقطی سے اور انہون نے
۲۳	حضرت سید شیخ المعروف کرخی سے او انہون نے
۲۴	حضرت امام موسی الرضا علیہ السلام سے اور انہون نے
۲۵	حضرت امام موسی الکاظم علیہ السلام سے اور انہون نے
۲۶	حضرت امام جعفر الصادق علیہ السلام سے اور انہون نے
۲۷	حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اور انہون نے
۲۸	حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے اور انہون نے
۲۹	حضرت امام حسین علیہ السلام سے اور انہون نے
۳۰	حضرت مرتضی علی علیہ السلام سے اور انہون نے
۳۱	حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور انہون نے
۳۲	ذات باری تعالی عز اسمہ سے

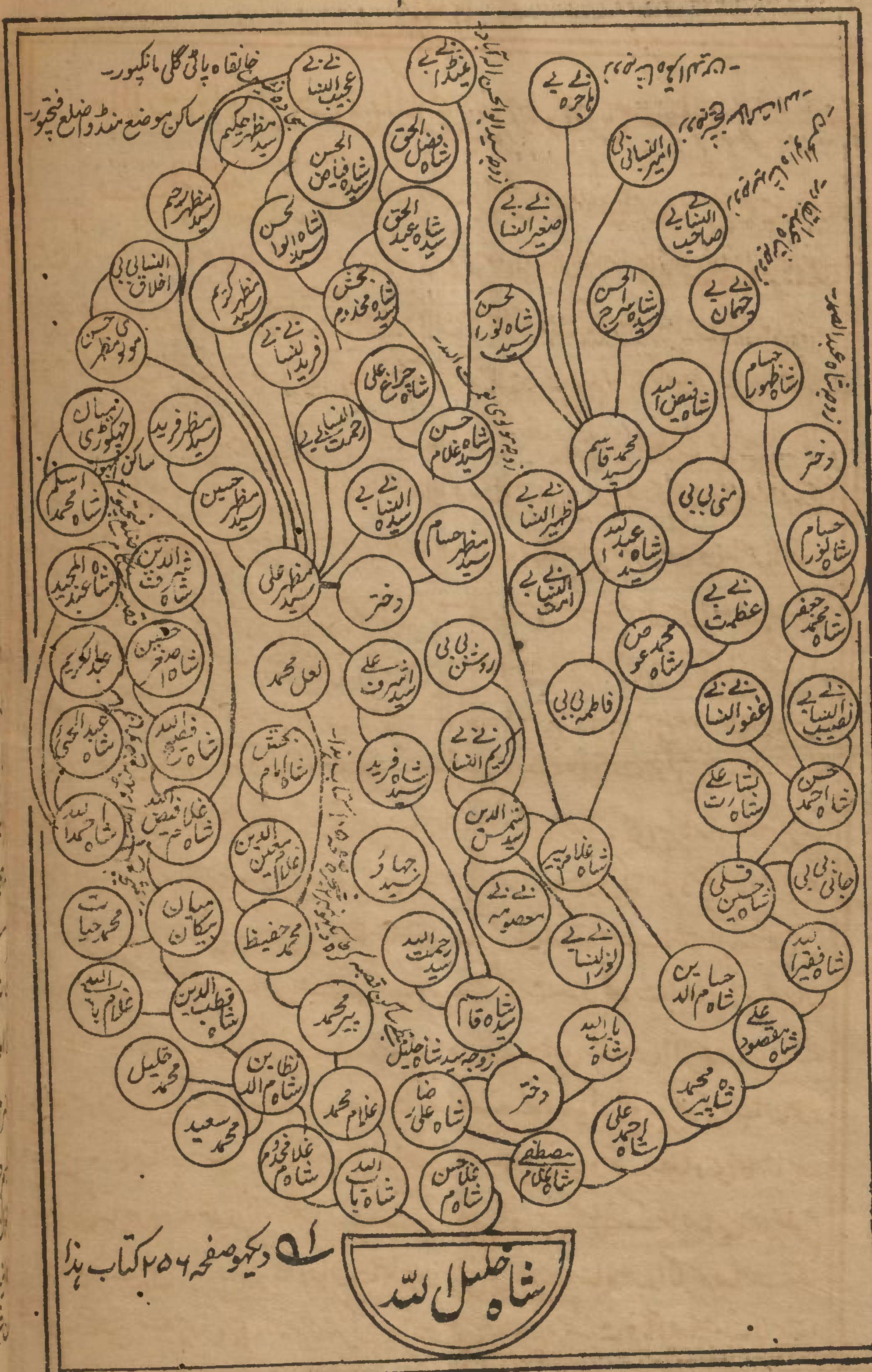

۵۱ دیکھو صفحہ ۲۵۶ کتاب ہذا

حالات خاندان حسامی الکریمی پیرزادگان سلون

حضرت شیخ پیر محمد[1] صاحب رحمۃ اللہ علیہ بن شیخ عبد الغنی[2] ابن ابو الفتح[3] جونپوری بن ملک العلماء مولانا شیخ اللہ[4] ابن مخدوم شیخ من اللہ[5] عرف شاہ اڈہن جونپوری بن شیخ بہاء الدین[6] ابن شیخ خلق اللہ[7] عرف نہن جونپوری بن شیخ مبارک[8] ابن شیخ ابو الخیر[9] بن شیخ ناصر[10] ابن شیخ محمود[11] بن شیخ احمد[12] ابن شیخ محمد[13] جونپوری بن قاضی حمید الدین[14] ناگوری ابن شیخ معین الدین[15] ناگوری بن محمد عاشق[16] ابن شیخ نظام الدین[17] بن شیخ نور محمد[18] واعظ ابن شیخ حبیب اللہ[19] بن شیخ مخدوم[20] شہاب الدین ناگوری ابن شیخ کبیر[21] ناگوری بن شیخ عبد اللہ[22] یمنی ابن شیخ عبد العزیز[23] بن شیخ شائم[24] یمنی ابن عبد اللہ[25] مدنی بن حضرت عمر فاروق[26] رضی اللہ عنہ۔

شیخ پیر محمد صاحب سنہ ۹۹۴ھ میں بمقام سلون ضلع رائے بریلی مین متولد ہوئے اور لغرض حصول علم آپ قصبہ مانکپور مین مقیم تھے اور کالے مدرسہ واقع موضع بھابھیہ متصل قصبہ مانکپور واسطے درس کے جایا کرتے تھے ایک روز حسب دستور مدرسہ کو جارہے تھے اثناء راہ مین حضرت شاہ عبد الکریم صاحب مانکپوری سے ملاقات ہوگئی شاہ صاحب نے فرمایا کہ تم سبق ہم سے پڑھا کرو آپ نے جواب دیا کہ لکل فن رجال یعنی ہر کارے وہر مردے یہہ جواب دیکر آپ مدرسہ کو چلے گئے وہان پہونچکر یہہ حالت ہوئی کہ معلم ومتعلم دونون خود فراموش تھے نہ شاگرد کو سبق یاد ہوتا تہا نہ اوستاد پڑہا سکتا تہا معلم نے شاگرد سے سبق کے نہ یاد ہونے کا سبب دریافت کیا تب آپ نے گذشتہ واقعات اثناء راہ کے بیان کیے اوستاد نے یہہ سُنکر شاگرد کو ساتھ لیا اور خدمت مین شاہ عبد الکریم صاحب کے حاضر ہوکر معافی کے خواستگار ہوئے شاہ صاحب نے فرمایا کہ شیخ پیر محمد کو اب مین خود تعلیم دونگا چنانچہ اسوقت شیخ پیر محمد صاحب کا سبق ہدایہ وتفسیر بیضاوی کا تہا یہہ دونون کتابین شاہ عبد الکریم صاحب نے پڑہائین اور چھہ مہینے کے عرصہ مین جملہ علوم روحانیہ سے بھی مشرف کرکے اجازت جملہ سلاسل جو حضرت شاہ عبد الکریم صاحب کو مختلف شیوخ سے ہوئی تھی اور خرقہ کریمیہ ملبوس خاص مرحمت فرماکر صاحب ولایت

سلون کا فخر عطا کیا اور وقت رخصت ارشاد کیا کہ سید عبد الشکور و سید عبد الغفور جو صاحب حسب ولایت سلون تھے اون کے قبور پر مراقب ہو کر اون سے بھی اجازت قیام حاصل کرنا جب حسب سلون مین تشریف لائے اوسوقت یہان ایک گروہ سنیاسیان ہنود محیط تھا انکو دیکھکر طالب ظہور کرامات ہوئے آپنے اونسے فرمایا کہ اظہار معجزات جس طرح انبیاء علیہما السلام پر فرض ہے ویسے ہی اخفائے کرامات اولیاء کرام پر واجب ہے مگر اونکا اصرار زیادہ ہوا تب آپنے فرمایا کہ اپنی انکھین بند کرو چند ساعت بعد کہا کہ کہولدو اور ایک درخت درائلی کیطرف اشارہ کیا کہ جو درخت اب تک احاطہ خانقاہ سلون مین موجود ہے گروہ سنیاسی نے جانب درخت نظر کی دیکہا کہ ہر برگ درخت پر صورت آپ کی جلوگر ہے اس کرامات کے معائنہ سے سبنے اسلام قبول کیا اسوقت عمر شریف آپ کی اٹھارہ سال کی تھی اور ماقبل بیعت شاہ عبد الکریم صاحب کے سلسلہ چشتیہ مین بیعت آپکو سید شاہ احمدؒ گردیزی بن راجے سید مبارک ابن راجے سید احمد بن راجے سید نور الحق رحمۃ اللہ علیہ مانکپور سے بہتی۔ سید عبد الستار علی پوری تے جو آپکے خلفاء اجل مین ہین کتاب فہرس المریدین مین شمار آپکے مریدان علماء کا بقدر اڈہائی سو کے لکھا ہے آپ صاحب تصانیف اور تالیف بہی تھے ہندی اور فارسی مین کلام منظوم آپکے معروف ہین۔ دیوان سید بدر الدین جنکی درگاہ راے بریلی مین ہے اور مخدوم سید علاء الدین سندیلوی آپکے خلفاء کبار سے ہین۔ اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ نے آپ کو طلب کیا تھا جواب رقعہ جو آپ نے لکھا تھا نقل اوسکی تحریر کیجاتی ہے۔ محبا۔ فقیر را این حوصلہ نباشد دہقانی را در مجلس سلطانی چہ کار۔ کرتبے دارم کہ چون گرسنہ می شوم مہمانی میکند و چون حی خسیم پاسبانی میکند گاہے گاہے کسے از راہے می آید در کریم باز است و کریم ما بے نیاز اللہ بس باقی ہوس۔ اس جواب رقعہ پر بادشاہ نے موضع مرزاپور و موضع حکیم آباد عرف بالہی پور مصارف خانقاہ کے لئے معاف عطا کئے۔ آپ بعمر ایکسو پانچ سال تاریخ ۲۲۔ محرم سنہ ۱۰۹۹ھ کو راہی ملک بقا ہوئے اور یہہ قطعہ سال تاریخ وفات آپ کے روضہ پر کندہ ہے۔

	حضرت پیر محمد قطب دین سال تاریخ شد ہر دو سرا		چون ز دنیا با دل آگاہ رفت گفت ہاتف عارف باللہ رفت	

حضرت شاہ پیر محمد اشرف بن شیخ پیر محمد صاحب ۱۰۷۸ھ مین متولد ہوئے آپ مادرزاد ولی مشہور رہے سطر مستور اور حافظ قرآن پیدایشی تھے خوارق عادات[۵۱] بکثرت معروف ہین ایک مرتبہ آپ بغرض فاتحہ خوانی شاہ مینا صاحب مجذوب لکھنوی کے مزار شریف پر حاضر تھے عالم مراقبہ مین مجذوب صاحب نے ارشاد کیا کہ جس طرح آپ کے پدر بزرگوار نے اپنی قائم مقامی اور ولایت اور قطبیت آپکو عطا کی اوسی طرح ولایت دیار لکھنؤ ہم بھی آپ کو عطا کرتے ہین آپ نے بعمر نوے سال ۱۱۶۷ھ مین وفات پائی لفظ (ذات اللہ) مادہ سال تاریخ وفات ہے آپ قریب قبر اپنے پدر عالیمقدار کے جانب غرب روضہ اشرفیہ مین مدفون ہوئے۔

حضرت شاہ محمد پناہ بن پیر محمد اشرف ۱۱۴۱ھ مین متولد ہوئے آپ وارد اجمیر تھے کہ دیوان سید امام الدین سجادہ نشین خانقاہ کو حضور خواجۂ بزرگ رحمۃ اللہ علیہ سے عالم خواب مین ارشاد ہوا کہ ہمارا عصا شیخ محمد پناہ سلونی کو دیدو چنانچہ عطیہ حضرت تبرکاً اب تک اس خاندان مین موجود ہے اور شیخ حسام اللہ بجنوری آپ کے خلفاء ارشد سے ہین خوارق عادات[۵۲] آپ کے معروف ہین اور آپکی تصنیفات سے ایک رسالہ ذکر خفی وجلی مین بےمثل ہے آپ بعمر ۵۲ سال تاریخ ۱۸۔ رمضان ۱۱۹۳ھ کو سجدہ نماز تہجد مین راہی ملک بقا ہوئے مادہ سال تاریخ لفظ (ذات محمد) ہے روضہ اشرفیہ مین پائین قبر اپنے والد ماجد کے مدفون ہوئے۔

شاہ پیر کریم عطا صاحب بن شاہ محمد پناہ ماہ ربیع الآخر ۱۱۸۶ھ مین متولد ہوئے

سنہ ۵۱ دیکھو کتاب لطائف کریمی اور خزاین اشرفی۔

سنہ ۵۲ دیکھو کتاب چار آئینہ۔

مصرعہ سال تولد ؎ سند راستان کریم عطا ہے آپ کے خوارق عادات مین آپ کے صاحبزادے شاہ محمد پناہ عطا صاحب نے ایک کتاب مفصل تالیف کی ہے نواب آصف الدولہ بہادر ان کے زمان حیات مین وارد خانقاہ سلون ہوئے اور وقت ملاقات آپ نے نواب سے کہا ؎ شاہان چہ عجب گر بنوازند گدا را ٭ اس کے جواب مین نواب صاحب نے یہہ شعر پڑہا ؎ نگہبانی ملک و دولت بلا است ٭ گدا بادشاہ ہست نامش گدا است مگر اس کے بعد نواب سعادت علیخان نواب اودہ نے آپکو طلب کیا تہا آپ نے حاضری سے انکار کیا اور لکہہ بہیجا کہ قطب از جا نمی جنبد نواب صاحب نے پہر کہلا بہیجا کہ اگر جنبد فقیر نے جواب دیا نواب اودہ نیز جنبد اسپر نواب کی ناخوشی ہوئی اور باستثناء معافیات بہو بیگم صاحبہ دیگر معافیات ضبط کرلین - آپ نے بعمر ۷۲ سال روز چہارشنبہ ماہ شوال سنہ ۱۲۴۶ھ مین وفات پائی قطعہ سال تاریخ وفات یہہ ہے -

رفت بملک علم شاہ سریر کرم گفت پناہ عطا از پئے سال وفات	مہدی دین نبی ہادی راہ خدا قطب زمن بودہ است پیر کریم عطا

شاہ پیر کریم عطا صاحب روضہ اشرفیہ مین جانب مشرق قریب قبر اپنے والد ماجد کے مدفون ہوئے -

شاہ محمد پناہ عطا عرف جی میان صاحب بن شاہ کریم عطا تاریخ غرہ ذی الحجہ سنہ ۱۲۱۰ھ مین پیدا ہوئے ظہیر الدین نام تاریخی ہے اور کنیت آپکی ابو الفضل ہے آپ علماء کبار مین سے تہے اور خصوص علم ادب عربی مین عدیم النظیر تہے چار کتابین زبان عربی علوم ادب مین آپ کی تصنیف کردہ قابل درس ہین اور پینسٹھ [۶۵] کتب دیگر علوم و فنون مثل تواریخ و تصوف وغیرہ مین تالیف ہین سنہ ۱۲۴۵ھ مین بحیات اپنے والد ماجد کے سجادہ نشین خانقاہ شریف ہوئے مصرعہ سال تاریخ سجادہ نشینی ؎ شد سلیمان خلیفۂ داؤد -

دوسرا قطعہ تاریخ مصنفہ میر نوروز علی صاحب رئیس مصطفے آباد۔

	جناب جی میاں مقبول داور	جنھوں نے ترک کی دنیائے جیفہ
	ہوئے مسند نشین حکم پدر سے	کیا الفقر و فخری کا وظیفہ
	کہا ہاتف نے بہر سال تاریخ	کیا موسیٰ نے ہارون کو خلیفہ

مولانا محمد اسمٰعیل دہلوی اور مولوی رشید الدین خان و مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی کی تحریرات سے علمی قابلیت کا اندازہ بخوبی معلوم ہو سکتا ہے قطع نظر اس کے آپ بان ہائے عربی و فارسی و ہندی بھاشا کے شاعر تھے آپ نے بعمر ۶۵ سال تاریخ ۱۴ ذی الحجہ سنہ ۱۲۷۵ ہجری میں وفات پائی اور روضۂ اشرفیہ میں جانب شرق قریب قبر پیر کریم عطا صاحب مدفون ہوئے۔

شاہ محمد حسین عطا تخلص اشرفی ابن شاہ محمد پناہ عطا ماہ صفر سنہ ۱۲۳۰ ہجری میں متولد ہوئے خورشید علی اسم تاریخی ہے آپ بحین حیات اپنے والد ماجد کے سجادہ نشین خانقاہ شریف ہوئے تاریخ سجادگی فقرہ (خلیفہ درگاہ کریمی) ہے اور مصرعہ منودہ لبس کریمی بتو عطا سے کردم۔ سنہ ۱۲۳۵ ہجری ہے تکمیل علوم عربیہ آپ نے مولوی عبدالقادر ساکن دیوہ اور مولوی عبدالباسط جائیسی سے کی اور شاعری میں حکیم نیاز محی الدین سلونی متخلص بہ امیر المخاطب امیر الشعرا سے آپ کو تلمذ تھا۔ ایک دیوان غزلیات بزبان اُردو آپ کی تصنیفات سے غیر مطبوع موجود ہے اور آپ علم موسیقی کے کامل مبقّر تھے آپ نے تاریخ ۱۲۔ ربیع الاول سنہ ۱۲۶۹ھ میں وفات پائی اور روضۂ اشرفیہ میں قریب قبر شاہ پیر کریم عطا صاحب مدفون ہوئے مصرعہ سال تاریخ وفات بصنعت تخرجہ از محمد شدہ درگاہ مدینہ خالی + اعداد محمد خارج از مصرعہ ہیں۔

مولانا حافظ شاہ محمد مہدی عطا ابن شاہ محمد حسین عطا صاحب غرّہ ذیقعدہ سنہ ۱۲۶۶ھ وقت صبح صادق پیدا ہوئے اسم تاریخی خورشید ملون ہے چار سال اور چار ماہ کی عمر میں

رسم تسمیہ خوانی ہوئی گیارہ برس کی عمر مین سنہ ۱۲۷۶ھ کو حافظ قرآن ہوئے سنہ ۱۲۷۷ھ مین آپ کے والد ماجد نے خلعت خرقہ کریمیہ و دولت خلافت سے سرفراز کر کے تاریخ ۶ ۔ شوال سنہ ۱۲۸۲ھ کو کہ یوم عرس حضرت شاہ کریم عطا صاحب کا تھا آپ کو سجادہ کریمیہ اشرفیہ پر متمکن فرمایا بعد اس کے آپ تحصیل علوم عربیہ و فارسیہ مین مشغول ہوئے سنہ ۱۲۹۷ھ مین جب آپ کے والد ماجد کو سفر آخرت درپیش ہوا تو یوم وفات کی صبح کو مسند نشین سجادہ کریمیہ اشرفیہ ہوئے مصرعہ ؎ صبح ابو بکر بمسند نشست + سال تاریخ مسند نشینی ہے آپ کے خوارق عادات زیادہ ہین آپ زبان فارسی اور اُردو کے شاعر معروف تھے تاریخ ۸ ۔ جمادی الآخر روز سہ شنبہ وقت دس بجے دن کے سنہ ۱۳۱۸ ہجری مین بعارضہ وبائے ہیضہ راہی ملک بقا ہوئے اور روضہ اشرفیہ مین جانب مشرق قبر جی میان صاحب مدفون ہوئے قطعہ سال تاریخ وفات تصنیف کردہ مولف کتاب ہذا جسکے ہر مصارع سے مادہ تاریخ ظاہر ہوتا ہے ۔

سنہ ۱۳۱۸ھ	سرمایہ حق شناس سجادہ نشین		امید موالات و فرازش درگاہ	سنہ ۱۳۱۸ھ
سنہ ۱۳۱۸ھ	ایام سرور بہشت جمادی اول		مفتاح وصال یافت آن عالیجاہ	سنہ ۱۳۱۸ھ
سنہ ۱۳۱۸ھ	برتارک مرقد پاک بنویس		رضی اللہ عنہ انا للہ	سنہ ۱۳۱۸ھ

قطعہ ثانی

شاہِ ولایت سلون مرشد کامل ولی	واقفِ اسرارِ حق ماہرِ علم و خفی
عالم و کامل فقیر ہادیٔ روشنضمیر	پیرِ عجب دستگیر پاک خفی و جلی
سالکِ راہِ طریق مالکِ ملکِ عتیق	عارفِ کامل شفیق ارشدی و مرشدی
قدرِ رہِ مستقیم صدرِ مقامِ عظیم	بدر حسام و کریم اشرفی واڈہنی
فیضِ عطا ابن عطا حضرتِ مہدی عطا	مسندِ او بوریا زینت سجادگی
یافت چو حکمِ قضا رفت بہ پیشِ خدا	واز ملک آمد ندا و ادخلی جنتی

سنہ ۱۳۱۸ھ

مولانا حافظ شاہ محمد نعیم عطا صاحب ابن مولانا حافظ شاہ محمد مہدی عطا صاحب تاریخ ۲- ربیع الثانی سنہ ۱۲۹۹ ہجری کو متولد ہوئے اور پانچوین سال تسمیہ خوانی ہوئی سال تاریخ (نصر من اللہ فتح قریب) ہے اور ساتوین سال پیدایش سے حافظ قرآن ہوئے تاریخ ۱۷- ربیع الثانی یوم دوشنبہ سنہ ۱۳۰۸ھ کو رسم ختم حافظ قرآن ہوئی جسکی سال تاریخ (انا نحن نزلنا علیک القرآن تنزیلا) ہے اور اسی سال سے درس فارسی شروع ہوا اور ۶ شوال سنہ ۱۳۰۹ ہجری مین بروز عرس حضرت شاہ پیر کریم عطا صاحب بیعت سلسلہ کریمیہ و چشتیہ حسامیہ مع دیگر سلاسل مثل قادریہ و نقشبندیہ و سہروردیہ و امامیہ و ساداتیہ و طیفوریہ و مداریہ جو جو خاندان مین علی التواتر نرینہ بنرینہ و سینہ بسینہ چلی آتی تھین اپنے پدر بزرگوار سے حاصل کین اور خرقہ کریمیہ زیب بدن کیا اور سنہ ۱۳۱۱ ہجری سے درس عربی شروع کیا عرصہ تین برس مین صرف و نحو و ادب و معانی اور قدرے فلسفہ مین میبذی تک اور علم مناظرہ و عقاید ختم کرکے تفسیر جلالین و نور الانوار و شرح وقایہ و ترمذی عرصہ ڈیڑہ سال مین ختم کیا بعدہ اڑہائی سال مین باستثناء میر زاہد امور عامہ قاضی مبارک و صدرہ و شمس بازغہ علوم ریاضی وغیرہ کا مطالعہ کیا اور بعد وفات مولانا حافظ شاہ محمد مہدی عطا صاحب اپنے والد ماجد کے سنہ ۱۳۱۸ھ مین بعمر ۲۰ سال سجادہ کریمیہ پر متمکن ہوئے سال تاریخ سجادہ نشینی مصرعہ ؎ مبارک تمکو یہ مسند نشینی + اور اسی سال مین تاریخ ۲۸- شعبان روز جمعہ آپ کی شادی کتخدائی دختر شاہ محمد حسام عطا صاحب کے ساتھ ہوئی قطعہ سال تاریخ عقد

برسم اہل سنت چون بعالم	بنائے عقد شاہ ما نہادند
ملایک مشورت کردند باہم	کہ بر عرش برین عقدش بسازند
مبارکباد از ہاتف شنیدم	چو با خورشید و مہ پیوند دادند

سنہ ۱۳۲۳ ہجری مین آپ فارغ التحصیل ہوگئے چونکہ گیارہ برس کی عمر سے آپ کو شوق تصنیف

وتالیف تھا اور زبان اُردو میں آپ کو تلمذ مولوی سید علی صاحب تخلص کامل لکھنوی سے ہو الہذا التصنیف وتالیف میں جو کتب ہائے عربیہ وفارسیہ واُردو آپنے تحریر فرمائی اوسکی فہرست لکھتا ہوں۔

نمبر	سال تصنیف	زبان	مضامین کتاب
۱	سنہ ۱۳۱۱ھ	اُردو	التسہیل التراکیب جسمین شرح مائۃ عامل کی ترکیب ہے۔
۲	سنہ ۱۳۱۲ھ	عربی	الخلاصہ شرح الخلاصہ فی النحو۔
۳	ایضاً	ایضاً	جزاء السہل تکمیلہ شرح الشرح مائۃ عامل۔
۴	ایضاً	ایضاً	الکافی شرح الوافی۔
۵	ایضاً	ایضاً	المنطق فی المنطق جو مثل تہذیب کے ایک مختصر رسالہ ہے۔
۶	سنہ ۱۳۱۶ھ	ایضاً	شرح مسند دارمی تا نصف۔
۷	ایضاً	ایضاً	شرح منتقی ابن جارود ایک خمس۔
۸	ایضاً	اُردو	دیوان غزلیات موسومہ چمنستان سخن غیر مطبوعہ۔
۹	سنہ ۱۳۱۷ھ	عربی	رسالہ سار العین فی رفع رفع الیدین بتائید مذہب حنفیہ۔
۱۰	سنہ ۱۳۲۰ھ	اُردو	دیوان غزلیات موسومہ نظم رنگین مطبوعہ۔
۱۱	ایضاً	ایضاً	مثنوی مرآت حقیقت مطبوعہ۔
۱۲	ایضاً	ایضاً	غزلیات وقصاید ودیگر نظم مجموعہ۔
۱۳	سنہ ۱۳۲۲ھ	عربی	کشف القناع من وجہ السماع لقول محدثین۔
۱۴	ایضاً	ایضاً	الفضل العظیم فی النظر الی وجہ اللہ الکریم مسئلہ رویت باری تعالیٰ۔
۱۵	ایضاً	ایضاً	زجر العنید فی قول بجواز اللعن علی یزید۔
۱۶	ایضاً	ایضاً	رسالہ القول المجید فی جواز اللعن علی یزید۔

نمبر	تصنیف سنہ	زبان	مضامین کتاب	نمبر	تصنیف سنہ	زبان	مضامین کتاب
١٧	سنہ ١٣٢٢ھ	اُردو	میلاد شریف منظوم	٢١	سنہ ١٣٢٨ھ	ایضاً	الجز المقروط فی النکاح المشروط
١٨	سنہ ١٣٢٦ھ	ایضاً	مثنوی معراج عشق	٢٢	سنہ ١٣٢٩ھ	اُردو	سند الوثاق فی امر الطلاق
١٩	سنہ ١٣٢٧ھ	عربی	تلمیع حاشیۂ تلویح	٢٣	ایضاً	عربی	الحج الناحدہ بالطلاقات والثلاث واحدہ
٢٠	ایضاً	ایضاً	شرح الصدر فی احیای القدر				

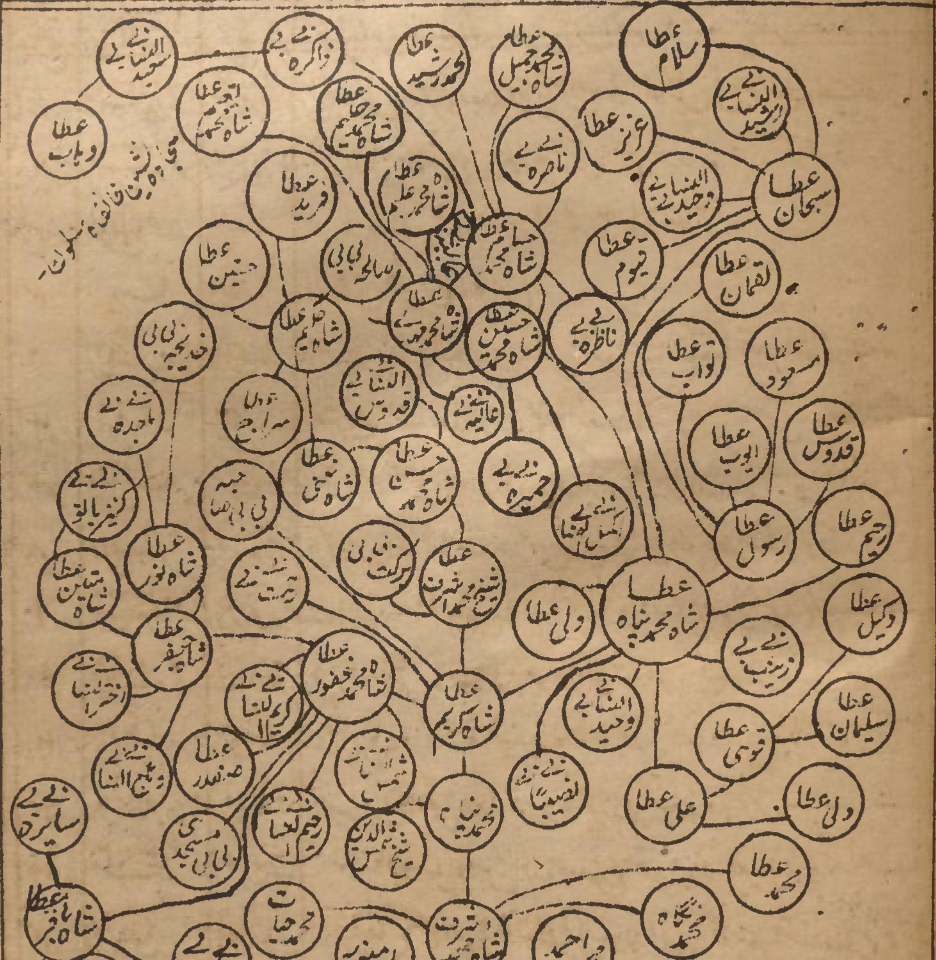

خاندان شیوخ فاروقی فریدی مانک پور

مورث خاندان شاہ غلام جعفر[1] بن ابو المعانی[2] ابن شاہ نظام الدین[3] بن شاہ مسعود[4] ابن شاہ احمد[5] بن شاہ نظام الدین[6] ابن شاہ فرید الدین[7] مسعود گنج شکر بن جمال الدین[8] عرف جلال الدین ابن قاضی شعیب[9] بن شاہ احمد[10] ابن شاہ یوسف[11] بن شیخ محمد[12] ابن شیخ شہاب الدین[13] بن شیخ احمد[14] المعروف فرخ شاہ کاملی ابن خواجہ نصیر الدین[15] بن محمود[16] عرف نشیمان شاہ ابن سامان[17] شاہ بن شاہ سلیمان[18] ابن مسعود[19] دین عبد اللہ[20] ابن واعظ[21] الاکبر ابن ابو الفتح[22] ابن اسحاق[23] بن ابراہیم[24] ابن ادہم[25] بلخی بن سلیمان[26] ابن منصور[27] بن خواجہ ناصر[28] ابن عبد اللہ[29] بن حضرت عمر[30] فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

نوٹ

اس نسب نامہ مین ابراہیم بن ادہم بلخی تحریر ہے اور بعض حضرات کو اسمین کلام ہے کہ ابراہیم بن ادہم بادشاہ بلخ نسل عاجل سے تھا اوسکی نسل فاروقی نہین ہوسکتی بے شک یہہ اعتراض قابل تسلیم ہوسکتا ہے لیکن ایسے جلیل القدر خاندان مین اس طرح کی غلطی کا ہونا بھی قرین قیاس نہین ہے مگر تحقیقات انساب سے یہہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ یہہ نسل فاروقی ہندوستان مین بلخ اور بخارا سے آئی ہے ممکن ہے ابراہیم بن ادہم شہر بلخ مین سیبواے بادشاہ کوئی دوسرے شخص نسل فاروقی سے ہون چونکہ اس خاندان کے سلسلہ بیعت مین ابراہیم بن ادہم بادشاہ کا نام شامل ہے اسلئے غلط فہمی سے بعض لوگ ادہم بادشاہ کیجانب غلط منسوب کرتے ہین اور یہہ سراسر اونکی غلطی ہے اس خاندان کے نامی بزرگ حضرت بابا فرید مسعود گنج شکر ہین جنکے اسم شریف سے یہہ نسل فریدی معروف ہے بابا فرید صاحب ۵۰۶ھ ہجری مین قصبہ کوٹھوال ضلع ملتان مین متولد ہوئے یہہ زمانہ ہندوستان مین سلطنت اسلامیہ کے کچھہ دن پہلے کا ہے اور آپ کے تین زوجگان تھین زوجہ اول مسماۃ ہزیرہ بے بے دختر سلطان غیاث الدین بلبن کے تھی دوسری مسماۃ سایرہ بے بے اور تیسری مسماۃ شکرہ بی بی کنیزک تھین جنسے بہت سی اولاد ہوئی چونکہ راقم کو خاندان شاہ غلام جعفر مانکپوری کا تذکرہ

لکھنا ہے اس سلئے دوم وسوم زوجگان کی اولاد کا اظہار کرنا باعث طوالت ہے اور مطالب کتاب ہذا سے علیحدہ ہے لہذا فروگذاشت کرکے صرف اسقدر تحریر کرتا ہے کہ زوجہ اول ہزیرہ بی بی کے بطن سے چھہ فرزند نرینہ یعنی عبد اللہ بیابانی و بدر الدین سلیمان وبہاء الدین عرف شہاب الدین و یعقوب و نظام الدین و نصیر الدین عرف نصیر اللہ اور تین دختران مسماتان فاطمہ بی بی و شریفہ بی بی و مستورہ بی بی متولد ہوئیں اور منجملہ فرزندان پانچوین پسر شیخ نظام الدین ہین کہ جنکی نسل سے خاندان فریدی مانک پور ہے۔

شاہ غلام جعفر مورث خاندان بذریعہ فرمان اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ دہلی بعطائے معافیات چک علا اول و چک گنگا دہر و چک بینی و چک مرلی و چک علی آباد و چوکا پر سرام پور ۱۱۰۱ھ مین وارد مانک پور ہو کر وسط آبادی مانکپور قریب چاہ باولی اقامت گزین ہوا اس مقام پر پختہ عمارات انکی اولاد کی مقبوضہ ۱۲۶۸ھ تک تہی بوجہ وصلت و مصاہرت خاندان پیرزادگان باٹی گلی مانک پوران لوگونکی سکونت اس خاندان مین ہوگئی مکانات پارینہ واقع باولی کی مرمت نہین ہوئی وہ منہدم ہو کر ویران ہوگئے لیکن عرس سالانہ اب بہی بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کا پورانے مکان کی افتادہ دیوارون کی زمین پر تاریخ ۵۔ محرم کی شب مین ہوتا ہے مراسم عرس یہ ہین کہ خاندان کے لوگ اور باشندگان قصبۂ مانکپور شربت کے گھڑے اور چراغ اپنے اپنے گہرون سے لیجاتے ہین بعد ختم مراسم فاتحہ شربت تقسیم بہی ہوتا ہے اور متبرکا لوگ اپنے اپنے گہرون کو لیجاتے ہین اور حاجتمند چراغ روشن اوٹہا لیجاتے ہین اگر لیجانیوالے کے گہر تک چراغ جلتا رہا تو فال نیک خیال کرکے امید براری مطلب حاجتمند سمجہی جاتی ہے اور اگر درمیان راہ چراغ گل ہوگیا تو حاجت کے پورے ہونے مین ناامیدی ہوتی ہے دوسرے روز خاندان فریدی سے میٹھی کہچڑی تمام قصبہ مانکپور مین تقسیم ہوتی ہے تاریخ وفات بابا فرید الدین مسعود گنج شکر پانچوین محرم ۶۶۴ھ ہے۔[۱]

---

[۱] کتب ہائے خزینۃ الاصفیا سیر الاقطاب۔

شجرہ میں شاہ غلام جعفر سے اسوقت تک صرف چھ پشت گذری ہیں اس حساب سے فیصدی دو پشت ہوتی ہیں جو علم الانساب کے خلاف ہیں شاید درمیانی پشت فروگذاشت ہوگئی ہیں ...کیونکہ شاہ غلام جعفر سے اسوقت تک زمانہ قریب دوسو پچاس سال کے گذرا ہے۔

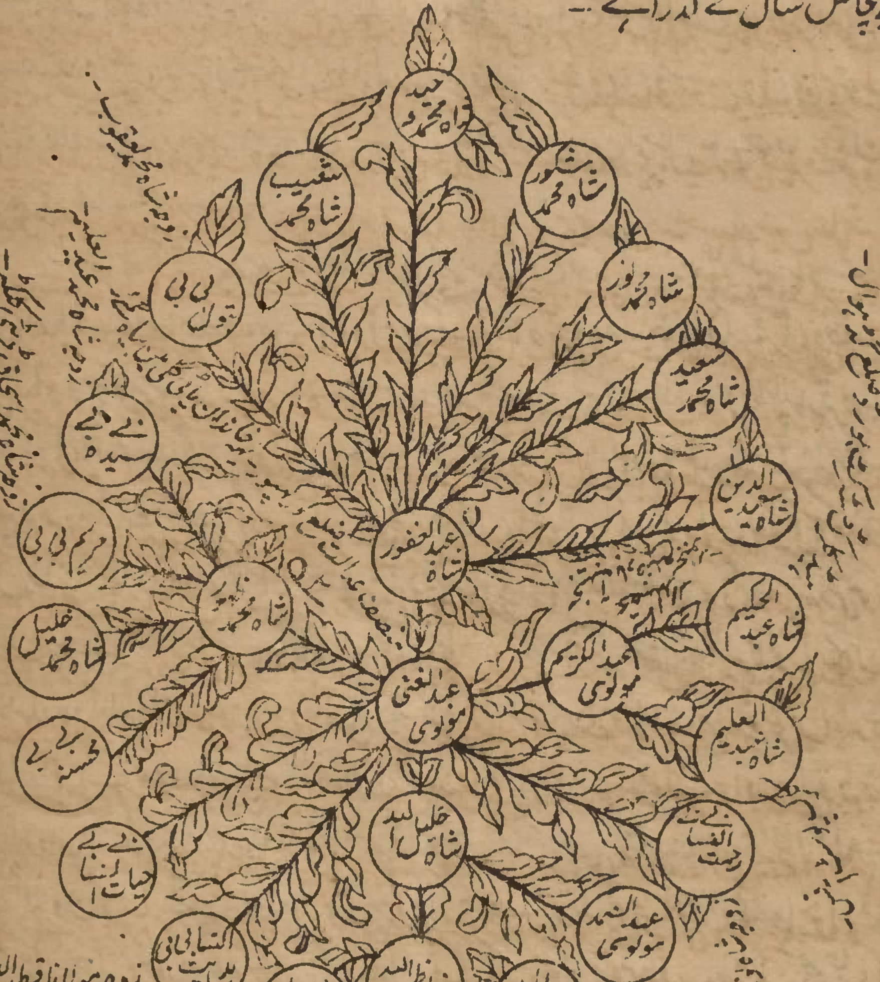

زوجہ مولانا قطب الدین احمد فاروقی۔

شجرہ دیکھو صفحہ ۲۷۰ کتاب ہذا

سلہ شاہ عبدالغفور صاحب تخلص بقا علاقہ شاہین پور ضلع بجنور کے نایب ریاست ہیں۔

سلہ شاہ محمد ظہور صاحب سربراہ کار کورٹ آف وارڈس ضلع رائے بریلی میں تھے۔

خاندان حکیم حیدر علی فاروقی مانکپور

مورث خاندان حکیم حیدر علی ہنگام غارتگری اقوام کھیچر قصبہ کڑہ سے منتقل ہو کر موضع بازید پور پرگنہ مانکپور مین آباد ہوا یہان سے واسطے تحصیل علوم عربی شہر دہلی مین جاکر علوم منطق و حکمت و تفسیر و حدیث عربیہ کی تکمیل کے بعد بعہدہ میر منشی جنرل لیک صاحب بہادر رزیڈنٹ گوالیار پر ممتاز ہوا اور ایک عرصہ کے بعد اس عہدہ سے استعفا دیکر اپنے وطن کیطرف مراجعت کی چونکہ موضع بازید پور شامل علاقہ رام پور تہا اور لال بیری سال صاحب رئیس علاقہ رام پور سے رابطہ اتحاد تہا اسلیئے رئیس موصوف نے مبلغ ایکسو روپیہ ماہانہ وظیفہ آپ کا مقرر کیا اور قطعہ جنگل و اراضیات افتادہ واسطے آباد کرنے کے عنایت کیا اس زمین مین آپنے اپنے بزرگون کے نام سے موضع قطب الدین پور آباد کیا جو اسوقت قطب الدین پور کا نام بگڑا ہوا موضع قطبن پور مشمولہ موضع ریولی موجود ہے اور معافیات آبائی حکیم صاحب موصوف جو پرگنہ کڑا ضلع الہ آباد اور پرگنہ کھکریڑو ضلع فتحپور مین واقع تہین وہ اولاد حکیم صاحب کے قبضہ سے جاتی رہین آپ کو عمل حزب البحر اور حرز یمانی مین کمال حاصل تہا آپ تاریخ دوم جمادی الآخر سنہ ۱۲۶۳ھ کو ایک پسر مولوی عبد الغنی چھوڑ کر راہی ملک بقا ہوئے اور موضع بازید پور مین مدفون ہوئے اور مولوی عبد الغنی سنہ ۱۱۸۹ھ مین پیدا ہوئے اور آپ نے بعد تحصیل علوم عربیہ اور فارسیہ تکمیل علم منطق مولوی ظہور اللہ لکہنوی اور علم طب ملک الاطبا حکیم مرزا علیخان بہادر طبیب سلطانی سے اور علوم فقہ و تفسیر و حدیث ندوۃ العلما مولوی ذو الفقار علی سے اور علم جفر و حزب البحر و حرز یمانی اپنے پدر بزرگوار سے کی اور شادی کتخدائی آپ کی دختر سید شاہ شمس الدین خاندان پیرزادگان پاٹی گلی واقع قصبہ مانکپور کے ساتہہ ہوئی اور اس قرابت کی سبب سے آپ ساکن مانکپور ہوئے چونکہ سلسلہ درس و تدریس حصہ آبائی تہا اس لیئے اوسکو زیادہ ترقی دی بزمان معین اکبر شاہ ثانی مابین سرکار انگلشیہ در باب حدود حکومت معاملہ درپیش تہا اور آپ کے علم اور فضل کی شہرت تہی دربار شاہی سے یہہ کام آپکے متعلق کیا گیا اور آپ نے نہایت خوبی کے ساتہہ کار مفوضہ کو انجام دیا کہ جسکے حسن خدمت مین

دربار شاہی سے منصب جلیلہ اور خطاب خان بہادر عطا ہوا اور سرکار شاہ اودھ سے آپ کو اکیس سو بیگہ زمین معاف عطا ہوئی جس مین آپ نے موضع چک عبد الغنی اپنے نام سے آباد کیا جو اب تک مقبوضہ اولاد ہے آپ نے تاریخ ۸ - ذی الحجہ سنہ ۱۲۶۵ھ کو وفات پائی -

قطعہ سال تاریخ وفات بصنعت تخرجہ حرف میم مصنفہ شاہ حبیب دہلوی

رخت رحلت چو زین جہان بربست	در سرای بقا بحق پیوست		
چون بگرگش گریست پیر و جوان	بہر ی غم شکستہ پا - م بخوان		۱۲۶۵ھ

قطعہ ثانی بصنعت تعمیہ لفظ آہ مصنفہ شاہ پیر محمد پناہ عطا صاحب سجادہ نشین خانقاہ سلون

داخل جنت شد از حسن عمل	بود در عالم ولی عبد الغنی	
بہر تاریخ وفات او فزا	آہ را بر مولوی عبد الغنی	۱۲۶۵ھ

شاہ قطب الدین احمد پسر شاہ عبد الغنی سنہ ۱۲۳۰ھ مین پیدا ہوئے اور خرقہ خلافت چشتیہ اپنے والد بزرگوار سے حاصل کیا اور تحصیل علوم عربیہ شہر لکھنؤ مین کی اور خصوص علم طب مین آپ طبیب حاذق تھے آپ کی تصنیفات سے دو کتاب امواج حسامیہ و در الانوار العاشقین غیر مطبوع موجود ہین آپ نے ۱۴ - رمضان سنہ ۱۲۸۴ھ مین وفات پائی اور مولوی شاہ قطب الدین احمد کے پسر حافظ شاہ محمد اسمعیل کو اون کے برادر نسبتی سید مہدی خان بہادر مولوی عنایت حسین صاحب کوتوال شہر حیدر آباد دکن نے طلب کر کے سرکار نظام حیدر آباد مین بعہدہ تحصیلداری مامور کرا دیا چونکہ حافظ صاحب ایک دیانتدار اور معزز خاندان سے تھے تھوڑے ہی عرصہ مین بعہدہ مددگار عدالت ممتاز ہوئے اور جب انتظام جدید ہوا تو عہدہ منصف عدالت پر منتقل ہوئے اور تاریخ ۱۴ - رمضان سنہ ۱۳۱۹ھ

مین بمقام چھاؤنی ہینگولی ضلع پربھنی ملک حیدرآباد مین راہی ملک بقا ہوئے اور اولاد آپ کی ملک برار عملداری گورنمنٹ قیصر ہند مین بعہدہاے جلیلہ ممتاز ہے۔

خاندان افغانان مانکپور

گوتنی ایک موضع کا نام ہے جو قصبۂ مانک پور سے بفاصلۂ ۹ میل گوشۂ جنوب و مشرق مین لبِ دریائے گنگا واقع ہے اور اس موضع کی آبادی کا بانی کوئی خاص شخص نہین ہے کہتے ہین کہ راجہ مانک چند والی قصبۂ مانک پور کی گائین اور مویشی اس مقام پر چرا کرتی تھین اور گھاس تینی یہان بکثرت پیدا ہوتی تہی لہذا گھاس تنی اور گائے سے یہہ جملہ مرکب ہو کر اس مقام کا نام گوتنی معروف ہو گیا اول اقوام بہاٹ کی یہان آبادی ہوئی اور عملداری اسلام مین سادات گردیزی مانک پور کی زمینداری تہی شہاب خان مورث خاندان ہٰذا جو سوداگری پیشہ اور موضع جہانگیر آباد متصل قصبۂ کڑہ مین چند روزہ سکونت رکھتا تھا سادات گردیزی مانک پور سے اس موضع کو خرید کر لیا اور جہانگیر آباد سے منتقل ہو کر گوتنی مین سکونت اختیار کی اور اپنے بیٹے کے نام سے موضع گوتنی کا نام بدل دیا مگر وہ نام معروف نہین ہوا شہاب خان کی اولاد نہایت معزز اور نامور ہوئی اور سرکار دہلی اور لکہنؤ مین عہدہ ہائے جلیلہ پر ممتاز ہوئی گوتنی مین شہاب خان کے آباد ہونے کے بعد بزمان مختلف دوسری اقوام پٹھان یہان آباد ہوتی گئی اور آبادی کا نمبر مثل ایک قصبہ کے ہو گیا غدر ۱۸۵۷ء کے کچھ دن پہلے خاندان ہٰذا اولاد شہاب خان اور مابین خاندان اقوام ختک رنجش پیدا ہوئی اور محمد اسد خان ہٰذا کی رنجش سے خاندان ختک کے تین اشخاص عبدالرحیم خان و محمد خان و الہ داد خان گوتنی سے ہجرت کر کے قصبۂ مانکپور مین سکونت پذیر ہوئے عبدالرحیم خان سوداگری پیشہ تہے ان کے تین بیٹے سعید خان و ابو سعید خان و عبدالمجید خان تہے مگر ان کو کوئی ثروت دنیاوی زیادہ تر حاصل نہین ہوئی اور سلسلہ نسل بہی صرف پسر اکبر سعید خان سے چلا مگر چہوٹے فرزند عبدالمجید خان نے جنگ جہادی مین مولوی شاہ امیر علی صاحب مجاہد کے شریک ہو کر درجہ شہادت حاصل کیا۔ دوسرے پٹھان محمد خان ان کے پانچ گہوڑے لشکر سواران شاہ اودہ مین بہرتی تہے اور ان کے پسر اکبر عبداللہ خان عہد شاہ اودہ مین عہدے کے تحصیلدار تہے اور بعد غدر ۱۸۵۷ء علاقہ گورا ضلع رائے بریلی مین منتظم ریاست رہے اور جب انہون نے وفات پائی تو ان کے چہوٹے بہائی عبدالعزیز خان انکی جگہہ مامور ہوئے مگر

وہ چندہی دلون مین ملازمت سے سبکدوش ہوکر خانہ نشین ہوگئے اس خاندان مین بذریعہ خریداری اب اولاد زمینداری پیشہ ہے۔تیسرے پٹھان الہ داد خان کے تین بیٹے تھے بڑے حاجی مولاداد خان عہد شاہ اودہ مین عہدہ کے تھانہ دار تھے اور عہد انگریزی مین زمینداری اور مہاجنی پیشہ رہے اور حج بیت اللہ ادا کرکے وفات پائی۔دوسرے بیٹے الہ داد خان کے حاجی رحیم داد خان تھے انہون نے متعدد حج بیت اللہ شریف ادا کئے اور آخری عمر مین ہندوستان سے ہجرت کرکے ساکن مکہ معظمہ ہوئے اور وہین وفات پائی انکی اولاد کی حالت زمینداری پیشہ ہے۔تیسرے بیٹے الہ داد خان کے محمد حیدر خان تھے یہہ اقبالمند تھے انہون نے لکڑی کی سوداگری مین بہت کچہ روپیہ پیدا کیا اور علاقہ زمینداری خرید کیا اور متعدد مکانات تعمیر کئے اب مانکپور مین ان سے زیادہ علاقہ زمینداری اور عمارات کسی دوسرے شخص کے پاس نہین ہے انکی اولاد کی حالت مثل دیگر شرفائے قصبۂ مانک پور کے ہے لیکن دولت کے ساتہہ دولت علم کی کمی ہے۔

حالات خاندان علوی مؤلف کتاب ہذا

سید حنیف[۳] بن محمد حنفیہ[۲] ابن حضرت مرتضی علی[۱] علیہ السلام سرزمین عرب سے ہجرت کرکے قصبۂ صحرام نواح خواف مین جو مابین خراسان اور بغداد واقع ہے اقامت گزین ہوئے آپکے بیٹے سید احمد کثیر الاولاد[۴] تھے منجملہ فرزندان قاری سید محمد[۵] اور اون کے فرزند مولانا وجہ الدین[۶] اور اون کے بیٹے امیر سلیمان[۷] مفسر بغرض حج بیت اللہ شریف شہر مکہ مین وارد ہوئے اور ان کے علم وفضل کی ایسی شہرت ہوئی کہ انہون نے اپنی بود وباش مکہ معظمہ مین اختیار کی یہان ان کے بیٹے مولانا مجید الدین[۸] اور اونکے مولانا شمس الدین[۹] صابر اور اون کے قاری سید عبد اللہ[۱۰] اور اون کے قاری سید سلطان[۱۱] پیدا ہوئے اور انکی شادی کتخدائی دختر سید شاہ عبد الرزاق بن حضرت غوث العظیم شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتہہ ہوئی اور ان سے امیر ابراہیم[۱۲] پیدا ہوئے اور ان کے فرزند حاجی الحرمین قاری سلطان حسین[۱۳] متولد ہوئے اور انہون نے سکونت مدینہ طیبہ مین رکھی اور ان کے سید عبد المجید آستانۂ پاک حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربان ہوئے اور انکے

بیٹے قاری شمس الدین[15] خسرو اور ان کے بیٹے سید عبدالصمد[16] اور انکے بیٹے سید عبداللہ[17] پیدا ہوئے
سید عبداللہ وارد قصبۂ صحرام ہوئے اور انکے بیٹے سید محمد صدیق[18] المعروف ابو محمد
خانی بوجہ ظلم وتظلم حکام ایران مع قبایل وارد قصبۂ یسوی من مضافات شہر بخارا ہوئے
یہان اس خاندان کے بزرگوار مین روضۂ اقدس حضرت خواجہ احمد یسوی پیر ترکستان
ایک شہرت خاص رکہتا ہے ابتک اسلحہ بندی ترکون مین روضۂ اقدس پر ہوتی ہے لیکن ابو محمد
صاحب یہان چندروز ہی قیام پذیر رہے اور ہمراہی امیر تیمور صاحب قران ہندوستان
مین آئے اور چندروز شہر ملتان مین قیام کر کے شہر لاہور مین اقامت گزین ہوئے اور یہان
ان کے دو بیٹے پیدا ہوئے - بڑے بیٹے قاضی نجم الدین ساکن پٹیالہ ہوئے اور انکی نسل یہان
سے تمامی ہند مین منتشر ہوئی چھوٹے بیٹے امیر نصیر الدین[19] اور انکے اولاد کا قیام شہر بنارس و
غازی پور زمانہ مین رہا بہت سی اولاد آپ کی یہان سے مقامات ہند مین پہیلی منجملہ اولاد امیر
نصیر الدین کے ایک بیٹے امیر حبیب اللہ[20] شہراودہ مین ساکن ہوئے اور انکے بیٹے امیر سیف الدین[21]
نے قصبہ کاکوری متصل شہر لکہنؤ مین سکونت مستقل اختیار کی اور انکے بیٹے مولانا نظام الدین[22] عبداللہ
المعروف بہکاری شاہ قصبۂ کاکوری مین سنہ ۹۰۸ھ مین متولد ہوئے یہہ بزرگ اپنے اسلاف
کی یادگار اور عالم باعمل اور درویش کامل تہے پابند شریعت تہے مزامیر نہین سنتے تہے مولانا
ضیاء الدین محدث مدنی اور قاضی عبداللطیف ہراتی کے شاگرد تہے آپ کی تصنیفات سے
منہج اور تصوف مین معارف اور ترجمہ ملہمات فارسی ہین آپ نے تاریخ ۸ - ذیقعدہ سنہ ۹۸۱ھ کو
بعمر ۹۱ سال وفات پائی مزار شریف قصبۂ کاکوری مین موجود ہے - اولاد آپکی اقطاع ہند
مختلف مقامات مین آباد ہے آپ کی اولاد کو سرکار دہلی اور لکہنؤ اور گورمنٹ انگریزی سے
عہدہ ہاے جلیلہ اور مراتب عالیہ عطا ہوئے کہ ہندوستان مین دوسری نسل کو ایسی ترقی
روزافزون نہین ہوئی اور علم وفضل اور طبیعت داری مین اس نسل کے آدمیونکا خاص حصہ
ہے - یہہ خاندان سادات علوی[1] سے ہے چونکہ سلسلہ بیعت اور طریقت اس خاندان مین سالہا
سے چلا آتا ہے اسلئے خطاب شیخ ہر بزرگ خاندان کے ساتہ استعمال ہونے لگا اور بالآخر قوم

[1] دیکہو تاریخ سیر المتاخرین اور منبع الانساب -

شیخ زادگان معروف ہوگئی مولانا نظام الدین عبداللہ عرف بھکاری شاہ کے چھہ فرزند۔
شیخ عبداللہ۔ شیخ فتن۔ حافظ شہاب الدین۔ شیخ خواجہ۔ شیخ ممن۔ شیخ عالم متولد ہوئے
اور منجملہ فرزندان مذکور شیخ عبداللہ اور حافظ شہاب الدین کی اولاد قصبہ کاکوری مین
سکونت پذیر رہے مابقی فرزندانکی نسل مختلف مقامات ہند مین آباد ہوئی چنانچہ مولانا شیخ عالم[23]
جد نامدار مولف کتاب ہذا اور انکے بیٹے ملا عبدالباسط[24] مقرب سلطانی ہوکر شہر دہلی مین تشریف
لائے اور ان کے بیٹے مولانا خلیل احمد[25] عہدہ قضا سرکار بداؤن شاہان دہلی سے عطا ہوا اسلئے
وہ ساکن شہر بداؤن ہوئے اور انکی اولاد اس نواح مین پھیلی اور مولانا خلیل احمد کے دو بیٹے
ایک قاضی شہاب الدین دوسرے قاضی شمس الدین[26] متولد ہوئے قاضی شہاب الدین اور
انکی اولاد شہر بداؤن مین رہی اور مولانا شمس الدین کے بیٹے مولانا محمد طالب کو سرکار
کمپنی بہادر انگریزی نے عہدہ مفتی شہر کلکتہ عنایت کیا پس انہون نے شہر کلکتہ مین سکونت
اختیار کی اور ان کے دو بیٹے مفتی محمد زمان[27] اور مولوی محمد امان پیدا ہوئے اور مفتی محمد زمان
کے مولانا محمد مسیح[28] پیدا ہوئے اور عہدہ قاضی القضات کلکتہ پر ممتاز ہوئے اور انکے بھی دو بیٹے
ایک مولوی غلام مرتضیٰ جو ساکن شہر کلکتہ رہے اولاد انکی محلہ کولھوٹولہ مین موجود ہے دوسرے
بیٹے منشی غلام مصطفے خان امتحان وکالت صدر نظامت آگرہ پاس کرکے شہر کانپور مین بغرض
کار وکالت تشریف لائے اور نواب گنج متصل کانپور مین اقامت گزین ہوئے مکانات
تعمیر کردہ آپ کے ابتک موجود ہین اور بعہد جناب سر جارج کیمبل رابرٹس صاحب بہادر
بانقابہ نواب گورنر آگرہ بعہدہ میر منشی ایوان گورنری پر ممتاز ہوئے اور شہر آگرہ مین تشریف لیگئے
اور خطاب خانصاحب گورنمنٹ عالیہ سے عطا ہوا اور بعہد جناب سر جارج طامس صاحب بہادر
گورنر آگرہ بعمر ۵۴ سال رہگرائے عالم بقا ہوئے اور اندرون احاطہ درگاہ حضرت مولانا
شاہ ابوالعلا صاحب رحمۃ اللہ علیہ مدفون ہوئے مزار شریف آپ کا جو سنگ سرخ سے
تعمیر ہوا تھا اب تک موجود ہے۔ قطعہ سال تاریخ وفات مصنفہ مؤلف کتاب ہذا۔

[illegible]	ابن ملجم کہ بزد تیغ ستم بہ نمازی کہ ستم کرد قضا		بود در سجدہ علی ذیشان جدّ ام بود میان رمضان	۱۲۵۵ھ [illegible]

منشی غلام مصطفی خان علوم عربیہ کے عالم اور زبان فارسی کے پورے محقق اور شاعر تھے آپ کی تصنیفات مین نثر پر آشوب شہر رنگون اور نظم مین مثنوی دل آویز غیر مطبوع موجود ہین مرحوم مغفور کے ایک فرزند منشی احمد اللہ خان تخلص مایوس ۱۲۴۳ھ مین بمقام کانپور متولد ہوئے وقت وفات اپنے پدر عالیقدر کے نہایت کم سن تھے بسرپرستی عالیجناب نواب گورنر بہادر آگرہ کالج آگرہ مین زبان انگریزی اور فارسی کی تعلیم پائی اور بعمر اٹھارہ سال نایب سررشتہ دار فوجداری ضلع بجنور مین ممتاز ہوئے اور اسی سال مین آپ کی شادی کتخدائی دختر شیخ یوسف علیخان رئیس شہر نجیب آباد کے ساتھ ہوئی چنانچہ ۱۸۵۱ء مین ایک فرزند عبد اللہ مؤلف کتاب ہذا متولد ہوا اور اسی سال مین آپ بعہدۂ تحصیلداری ضلع دہرہ دون مین ممتاز ہوئے اور اس درمیان مین آپ کی والدہ ماجدہ اور مؤلف کتاب ہذا کی جدہ نے بقضائے الٰہی شہر نجیب آباد مین دنیا سے رحلت فرمائی۔ قطعہ سال تاریخ وفات مصنفۂ مؤلف کتاب ہذا

۲۶ ربیع الاول ۱۲۷۲ھ	فیض بی بی چو رفت از دنیا بود بست و ششم ربیع اول گفت عتیق نبیرہ اش تاریخ	سیدہ ذات پاک جدہ آہ صدمۂ ہولناک جدہ آہ شد نصیب زیر خاک جدہ آہ ۷۲ ۱۲ ھ	۲۶ ربیع الاول ۱۲۷۲ھ

آپ برائے تعزیت اپنی مادر گرامی کے وارد شہر نجیب آباد ہوئے اور عالی جناب نواب محمود خان صاحب والی نجیب آباد سے مشرف بہ ملاقات ہوئے اور جناب نواب ممدوح کے اصرار پر آپ نے عہدۂ تحصیلداری سے استعفاء دیدیا تب جناب نواب ممدوح نے عہدۂ دیوان ریاست پر آپ کو سرفراز فرمایا چونکہ آپ کے عزیزون کا اقتدار شاہ اودہ کے یہان بڑھا ہوا تھا آپ شہر لکھنؤ مین آئے اور سرکار شاہ اودہ سے آپ کو عہدہ کمان افسری شہر لکھنؤ عطا ہوا اس بعد اسکے غدر ۱۸۵۷ء واقع ہوا اور جب صوبہ اودہ مین تسلط ہو گیا تو گورنمنٹ انگریزی نے عہدۂ نائب تحصیلداری مقام تحصیل بہار ضلع پرتاب گڈھ آپکو عطا کیا چنانچہ ۱۸۵۹ء سے سکونت آپکی قصبہ مانکپور مین ہو گئی اور جب آپ اس عہدہ سے سبکدوش ہوئے

تو امتحان دیگر پیشۂ قانونی اختیار کیا چونکہ عملداری سرکار انگریزی اس صوبہ میں جدید قایم ہوئی تھی اسلیئے اس پیشہ کو بڑا فروغ ہوا آپ زبان اردو کے شاعر تھے آپکی تصنیفات سے ایک دیوان غزلیات غیر مطبوع موجود ہے آپ نے بتاریخ ۱۷ - شہر جمادی الآخر سنہ ۱۳۱۵ھ شب یکشنبہ وقت ۱۲ بجے مطابق ۱۳ - نومبر سنہ ۱۸۹۶ع کو بعارضہ تپ محرقہ ایک ہفتہ بیمار رہ کر مقام قصبۂ بانکیپور بعمر ۶۸ سال وفات پائی اور باغ منصوبہ خود واقع موضع ایمہ راتھے محمد حیات میں مدفون ہوئے قطعہ سال تاریخ وفات تصنیف کردہ مؤلف کتاب ہذا -

بنگر از دیدۂ عبرت بگلستان جہان	کہ بیک لمحہ درین باغ بہار ست خزان
باغبان دوش چنین نالہ ز حسرت میکرد	گل درین باغ بسے بود بسے سرو روان
طوطی ہند کہ خاموش شد از جور قضا	پدرم بود یکے بلبل گلزار جہان
احمد اللہ کہ معروف بہ نائب صاحب	عرفی عصر بہ تدبیر فلاطون زمان
فارسی و عربی ہندی و انگلش آموخت	بود در علم و ہنر لایق و فائق ہمہ دان
خوش قلم خوش رقم و منشی انشا پرداز	شاعرے بود کہ در ملک معانی خاقان
زاین سبب آمدہ مایوس تخلص بدلیل	بعدم رفت کسے رفت دلے پر ارمان
زر نہ اندوخت کہ بسیار کو العفۃ داشت	بود آن بحر کرم صاحب جود و احسان
علوی نسل بانساب علی مشہور	جد اعلی کہ بہند آمدہ انداز توران
پشتی دین شیخ اولاد از پشت بہ پشت	مفتی شرع متین مولوی با ایمان
گر کسے حاجت تصدیق نماید باشد	سیر کن نسخہ تاریخ عیان است بیان
حیف از مرگ مفاجات مفرغیت کسے	چہ امیر و چہ فقیر و چہ وزیر و سلطان
داد پیغام قضا پیک اجل واویلا	آفتاب ہنر ما زیر زمین شد پنہان
شب یکشنبہ در آن متصل نصف اللیل	ساعت ہجر ہمین است میان تن و جان سنہ ۱۳۱۵ھ
بود آن ہیجدہم شہر جمادی الآخر	آخری جامہ چو پوشید بروئے خندان
گریہ کردند بصد نوحہ ہمہ اولادش	در غم مرگ پدر قیس حزین مرثیہ خوان

بگجا ہست کہ جوئیم ترا اے یوسف
آہ گر وصل تو حاصل شود از گریۂ من
یاد کن قیس حدیث نبوی صبر بس است
احمد اللہ کہ شد فدیۂ احمد اللہ
حور و غلمان و ملک قیس چنین می گویند

بہ کجا رفت ندیدیم مثال تو جوان
تا بہ محشر پئے دیدار تو باشم گریان
چہ کنند چارۂ تدبیر چہ سازد انسان
مرحبا گفت بر آن از در جنت رضوان
روح مرحوم شدی داخل گلزار جنان
۱۸- جمادی الآخر ۱۳۱۵ھ.

حالات خاندان نانہالی مؤلف کتاب ہذا

شیخ عبداللہ[4] بن قاسم[3] ابن محمد[2] بن حضرت ابو بکر[1] صدیق رضی اللہ عنہ سنہ ۹۲ھ مین ہمراہی محمد بن قاسم سپہ سالار فوج اسلام ملک عرب سے بوسیلہ حملہ مجاہدانہ وارد ہندوستان ہوا بعد فتحیابی ملک گجرات جب لشکر اسلام شہر قنوج مین داخل ہوا تو شیخ عبداللہ بھی شہر قنوج مین پہونچے اور جب لشکر اسلام قنوج سے واپس ہوا تو شیخ عبداللہ اور چند دیگر اہل عرب نے نواح قنوج مثل بداؤن وغیرہ کے بود و باش اختیار کی یہہ اول مسلمان نسل صدیق اکبر سے ہین جنہون نے سکونت ہندوستان اختیار کی ہے اور انکے کئی فرزند متولد ہوئے منجملہ پسران شیخ عبدالرؤف نے بداؤن سے ہجرت کرکے قصبہ آنولہ مین بود و باش پسند کی اور انکی اولاد کو ترقی ہوئی بوجہ مرور ایام بہت لوگ اس نسل سے مختلف مقامات ہند مین منتشر ہو کر آباد ہوئے چنانچہ شیخ عبدالواحد[1] بن عبداللہ[2] ابن اسحاق[3] - بن برہان الدین[4] ابن شیخ محمد[5] بن سراج الدین[6] ابن صلاح الدین[7] بن عبدالقادر[8] ابن محمد حیات[9] بن ابراہیم[10] ابن شیخ مالک[11] بن قاضی ابو بکر[12] ابن محمد طیب[13] بن یحیی[14] ابن ابو سعید[15] بن اسمعیل[16] ابن النعمان[17] بن شیخ داؤد[18] ابن شیخ اسلم[19] بن محمد ہاشم[20] ابن نور اللہ[21] بن شیخ صالح[22] ابن عبدالواسع[23] بن عبداللہ[24] ابن عبدالرحمن[25] بن عبدالرؤف[26] شہر دہلی مین تشریف رکھتے تھے اور ہمراہ نواب نجیب الدولہ وارد شہر نجیب آباد ہوئے گو کہ اس شہر کو نواب ممدوح نے آباد کیا تھا لیکن اس شہر کے قریب گوشۂ شمال و مغرب مین ایک قلعہ سنگین کی بنیاد ڈالی جسکا نام قلعہ پتھر گڈھ معروف ہوا اس قلعہ کی تعمیر کا انتظام شیخ عبدالواحد کے سپرد تھا ہنوز یہہ تعمیر اختتام کو نہین پہونچی تھی کہ نواب ممدوح نے بقضاے الہی وفات پائی نواب کے بیٹے نواب ضابطہ خان نے اپنے نام سے ایک آبادی موسومہ ضابطہ گنج آباد کی اور قلعہ کی تعمیر کی جانب کچھہ توجہ نہین کی اس لئے شیخ عبدالواحد شہر نجیب آباد مین مسکن گزین ہو گئے ان کے بیٹے شیخ غلام پیر متولد ہوئے اور انکے دو بیٹے بڑے یوسف علی اور چھوٹے فضل علی پیدا ہوئے شیخ یوسف علی قوی ہیکل جوان تھے جو اپنے

وقت کے رستم تھے سرکار راجہ رنجیت سنگہ والی لاہور کی فوج مین ملازمت اختیار کی اور عہدہ جنرل فوج پر ممتاز ہوئے اور راجہ نے خطاب خان بہادر سے یاد فرمایا کابل کے محاربات مین انہون نے بڑی جانبازی سے شاہ شجاع الملک والئی کابل کو شکست دیکر گرفتار کیا اور جب محبوس نے شیخ سے یہہ کہا کہ تو مسلمان ہے اور مجہے قید کر کے حاکم غیر مسلم کے پاس لیئے جاتا ہے بروز قیامت کیا جواب دیگا یہہ سنکر فورًا رہا کر دیا بوجہ رہائی شجاع الملک راجہ رنجیت سنگہ بہادر کو ملال خاطر ہوا اسیر شیخ نے ترک ملازمت کر کے اپنے وطن کیطرف مراجعت کی یہان عملداری سرکار انگریزی ہوچکی تہی بوجہ رئیس ہونے اس دیار کے حکام انگریزی نے آپ کو عہدۂ تحصیلداری عطا کیا آپ لکھے پڑہے نہین تھے احکام پر دستخط آپ کے بعلامت نشان ہلال ہوتی تہی اور آپ کی یادگار مین مکانات پختہ و دولتخانہ محلہ شاملی شہر نجیب آباد مین ابتک موجود ہین اور قبر آپ کی بیرون شہر جانب دکہن باکے ٹرک بجنور ایک مسجد کے گوشۂ جنوبی مین واقع ہے عمارات اور دیہات زمینداری اولاد عقاب نے ضائع اور تلف کر دیئے۔ قطعہ سال تاریخ وفات شیخ یوسف علی خان تصنیف کردہ مؤلف کتاب ہذا۔

والئ لاہور کہ رنجیت سنگہ	راجہ کہ شہزادۂ عالی جناب
شیخ کہ در لشکر لاہور بود	یوسف علی خان بہادر خطاب
رستم پنجاب لقب پہلوان	پنجہ کہ پیچید در آن پیچ و تاب
یافت دران عہدۂ سالار فوج	بود شجاع و بجہان انتخاب
تاخت بر آورد و بکابل رسید	راجہ و سالار شدہ فتحیاب
شاہ مسلمان بشکایت گرفت	شیخ رہا کرد زراہ ثواب
دید چو این واقعہ رنجیت سنگہ	آمدہ در جوش بصد پیچ و تاب
گفت کہ اے شیخ ستم کردئی	دشمن ما دوستئ شیخ و شتاب
ترک ادب کرد و برنجید شیخ	چون بشنید این سخن لاجواب

جدّ والبش حامیٔ اسلام بود
ہیچ نہ گفتہ مگر از جوشش غم
شیخ ولی بود رئیس دیار
شد چو در آن سلطنت انگریز
داد باو عہدۂ تحصیلدار
قیس کہ جاوید نماند کسے
شد چو روان حکم قضا و قدر
واقعہ جانسوز رقم میکنم
یوسف علی چون پدر و مادرام
از اجل افسوس کہ پژمردہ شد
بشانزدہ ذیقعدہ بہ یوم الخمیس

سوخت دل شیخ برنگ کباب
در وطن خویش در آمد شتاب
نام درخشندہ کہ چون آفتاب
شیخ بحمداللّٰہ شدہ فیضیاب
بود یکے حاکم آنجا جناب
زیست بدنیاست چو نقش برآب
افسر نے ماند نہ جائے خطاب
نالہ کنستم آہ بحال خراب
در چمن دہر بشکل گلاب
آن گل گلزار بعہد شباب
رفت زجان آہ کہ جنت مآب
١٦ - ذیقعدہ سنہ ١٢٦٣ھ روز پنجشنبہ

آپکے فرزند اور زوجہ بوجہ ضایع ہوجانے ملکیت زمینداری کے مؤلف کتاب ہذا کے پاس نجیب آباد سے ہجرت کرکے قصبۂ مانک پور مین سکونت پذیر ہوئے اور یہین وفات پائی - قطعہ سال تاریخ وفات نعمت بی بی جدّہ فاسدہ مؤلف کتاب ہذا -

از وفات تو دگرگونہ شد احوال حقیر
چار شنبہ کہ بہ سہ روز گذشت از ذیقعدہ

پرورش یافتہ ام نام تو نعمت بی بی
یعنی این کرد سفر جانب جنت بی بی
٣٠ - ذیقعدہ سنہ ١٢٦٨ھ روز چہار شنبہ

شیخ فضل علی برادر خورد شیخ یوسف علی خان کو نواب محمود خان والی نجیب آباد نے عہدہ کمیدان فوج عنایت کیا چونکہ یہہ خاندان صاحب سیف تہا اس لیئے رُو بہ اد بار

آپکا پاس ولحاظ کرتے تھے شیخ فضل علی ضعیف ہوگئے تھے اور غدر ۱۸۵۷ء مین ریاست
نواب ضبط ہوگئی شیخ فضل علی نے محلہ رمپورہ شہر نجیب آباد مین سکونت اختیار کی اور دنیا
سے رحلت فرمائی اولاد کی اب حالت شریفانہ ہے اور شہر نجیب آباد مین آباد ہے -

حالات خاندانی نانہال زوجۂ مؤلف کتاب ہذا

مسماۃ سیدہ نجم النساء بیگم زوار کربلائے معلی زوجہ مؤلف کتاب ہذا بنت راجے سید عاشور علیخان رئیس قصبۂ مانکپور کا شجرہ و حالات خاندان جدی حالات سادات زیدی میں تحریر ہو چکے ہیں اب سیدہ موصوفہ کا نسب نامہ مادری لکھا جاتا ہے یعنی سیدہ نجم النساء[1] بیگم بنت سیدہ جعفری[2] بیگم بنت مولانا سید فدا علی[3] اخباری لکھنوی بن مولوی احمد علی[4] ابن مولوی حسن علی[5] بن مولوی سید جعفر[6] ابن مولوی سید محمد[7] بن مولوی سید خلیل[8] ابن سید شمس الدین[9] بن سید محمد ہاشم[10] ابن سید جواد[11] بن سید علی اکبر[12] ابن سید بدر الدین[13] بن قاضی علی حسین[14] ابن مفتی نواب علی[15] بن مفتی محمد نقی[16] ابن مفتی محمد تقی[17] بن مولانا حسن[18] طاہر ابن سید محمد جعفر[19] بن سید اسمعیل[20] ابن مولانا حسن[21] بن علامۂ عصر مولانا ابو الحسن[22] عرف سید رضی ابن حسین[23] بن موسی[24] ابن محمد[25] بن سیدنا حضرت امام موسی الکاظم[26] علیہ السلام یہ خاندان موسوی مفتی زادگان شہر دہلی سے ہے مولوی سید احمد علی میر منشی عالیجناب نواب گورنر جنرل بہادر کشور ہند کے تھے اولاد اکبر آپکی مولانا سید فدا علی اخباری بعہد نصیر الدین حیدر بادشاہ لکھنؤ شہر دہلی سے حسب طلب بادشاہ لکھنؤ میں تشریف لائے اور بادشاہ نے نہایت تعظیم کے ساتھ آپ کو رکھا اور آپکا عقد نکاح مسماۃ شکرہ بیگم بنت سید علی ابن میر مہتاب شاہ کشمیری جو خسر صغیر شاہ اودہ کے ساتھ ہوا مولانا فدا علیصاحب اخباریوں کے مجتہد اور علم جفر کے کامل اوستاد تھے مولوی گلشن علی بنارسی اور میر محمد شاہ محدث لکھنوی کو آپ کی شاگردی کا فخر حاصل تھا آپ کی شہرت خداداد سنکر آپ کے والد بزرگوار مولوی احمد علی شہر کلکتہ سے لکھنؤ کو آرہے تھے اثناء راہ میں بیمار ہوئے اور بمقام قصبۂ زمانیہ ضلع غازیپور بقضائے الٰہی رہگرائے عالم بقا ہوئے اور وہیں مدفون ہوئے۔

شجرۂ نسب مولانا فدا علی صفحہ ۲۸۸ میں ہے۔

قطعہ سال تاریخ ختم کتاب تصنیف کردہ عالیجناب مولانا حافظ شاہ محمد نعیم عطا صاحب سجادہ نشین خانقاہ قصبہ سلون

تصنیف لطیف بے تعصّب بہر سن اختتام خامہ	گردید کہ از وجود معدوم تاریخ صحیح کرد مرقوم

قطعہ سال تاریخ طبع کتاب ہذا مصنفہ مؤلف کتاب ہذا

للہ الحمد کہ حالات کہن تازہ ہوے چشم انصاف سے گر اہل نظر دیکھیں گے قیس لو قوم سے کہدو یہ نوید مطبوع	سب قلب مضطر ہو تھے جو پورا مذکور داد تالیف کی تب دینگے مؤلف کو ضرور طبع ہان اب ہوئی تاریخ کرہ مانگیور

کاتب الحروف حقیر محمد فصیح اللہ خوشنویس نقشہ نویس منیجر قیصر ہند پریس شاہ گنج مستقر الہ آباد

Author Qays Mānakpūrī, ʻAbd Allāh ʻAlavī
Title Tārīkh Kaṛā Mānakpūr.

C97 .Q378t 32923t

K.P. No. 203